www.KitaboSunnat.com

شریعت کے دائرہ میں انشورنس (تکافل) کی صورت

IFA PUBLICATIONS

ایفا پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : شریعت کے دائرہ میں انشورنس (تکافل) کی صورت
صفحات : ۳۹۲
قیمت : ۲۱۰؍روپے
سن طباعت : ۲۰۱۳ء

ناشر

ایفا پبلیکیشنز
۱۶۱-ایف، بیسمنٹ، جوگابائی، پوسٹ باکس نمبر:۹۷۰۸
جامعہ نگر، نئی دہلی-۱۱۰۰۲۵
ای میل: ifapublication@gmail.com
فون: 011 - 26981327

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس ادارت

29033

۱- مولانا محمد نعمت اللہ اعظمی

۲- مولانا محمد برہان الدین سنبھلی

۳- مولانا بدرالحسن قاسمی

۴- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۵- مولانا عتیق احمد بستوی

۶- مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

پیش لفظ
مولانا خالد سیف اللہ رحمانی 9

باب اول: تمہیدی امور

سوالنامہ 15
تجاویز 17
عرض مسئلہ
مولانا اختر امام عادل قاسمی 19

باب دوم: تفصیلی مقالات

تکافل-پس منظر،ضرورت اور اسلامی طریقہ کار	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۴۱
اسلامی انشورنس کے بنیادی خطوط	مولانا اختر امام عادل قاسمی	۵۹
امداد باہمی انشورنس کے شرعی اصول وضوابط	مفتی محمد شاہجہاں ندوی	۹۲
خطرات کودفع کرنے کے لئے اسلامی انشورنس	مفتی عبدالرحیم قاسمی	۱۲۸
تکافل (انشورنس) کی شرعی صورت	مولانا مصطفی عبدالقدوس ندوی	۱۴۸
انشورنس بصورت تکافل-تحلیل وتجزیہ اور شرعی حکم	مولانا عطاء اللہ قاسمی	۱۶۳
شرعی تکافل کا مروجہ ماڈل-ایک تعارف	ڈاکٹر محی الدین غازی	۱۷۴
مروجہ سودی بیمہ کا متبادل شرعی انشورنس	مفتی کفایت اللہ (آسام)	۱۸۸
تکافل-طریقہ کار اور ہندوستان میں اس کی ضرورت	مولانا فرقان فلاحی	۲۰۵
عہد حاضر میں اسلامی انشورنس (تکافل) کی ضرورت	جناب ایچ عبدالرقیب	۲۲۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل (تعاونی انشورنس) شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں	مفتی راشد حسین ندوی	۲۳۷
شریعت کے دائرہ میں موجودہ انشورنس کا متبادل	مفتی عارف باللہ قاسمی	۲۴۷
تکافل (اسلامی انشورنس) حقائق اور احکام	مفتی نثار احمد	۲۶۵
تکافل-شرعی حل یا موجودہ انشورنس	مولانا محمد عبید اللہ ندوی	۲۸۸
تعاونی بیمہ کی شرعی بنیادیں	مولانا ولی اللہ مجید قاسمی	۲۹۵
قرآن وحدیث میں تکافل کا تصور	مولانا محمد مغفور باندوی	۳۰۲
شریعت کے دائرہ میں انشورنس کے متبادل کی تلاش	مفتی عنایت اللہ کشمیری	۳۱۷
ہندوستان میں انشورنس کی قابل عمل صورتوں کا جائزہ	مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی	۳۲۷

باب سوم: مختصر تحریریں

ضرورت کے پیش نظر بیمہ کی گنجائش	مفتی شیر علی گجراتی	۳۳۷
تکافل کی شرعی صورت	ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی	۳۴۱
تامین یا تکافل کا متبادل	مولانا ابوجندل قاسمی	۳۴۷
اسلامی انشورنس اور اس کی شکلیں	مفتی ظہیر کانپوری	۳۵۱
نظام تکافل-ایک شرعی جائزہ	مفتی عبداللطیف پالنپوری	۳۵۴
انشورنس کا شرعی متبادل اور اس کی صورت	مولانا ابرار خان ندوی	۳۵۷
اسلامی انشورنس کا خاکہ	مولانا محمد عثمان بستوی	۳۶۰
تأصیل التأمین التکافلی علی أساس الوقف	مفتی احمد سلیمان	۳۶۶
شریعت کی روشنی میں تکافل کی صورت	مولانا عبدالباسط پالنپوری	۳۷۰
فقہ اسلامی کی روشنی میں انشورنس کی صورت	مفتی مقصود رامپوری	۳۷۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل کی تنظیمی اور اداراتی صورت	مولانا عبدالقیوم پالنپوری	۳۷۶
لائف انشورنس کی جائز شکلیں	مولانا فیاض عالم قاسمی	۳۷۸
موجودہ انشورنس کے شرعی متبادل کی صورت	مولانا سرور ندیم قاسمی	۳۸۱
اسلامی انشورنس- حالات اور ضرورت	مولانا ذکاء اللہ شبلی	۳۸۵
وقف فنڈ کے ذریعہ تکافل کی صورت	مولانا عبدالرحمٰن پالنپوری	۳۸۷
تعاون کے جذبہ سے تکافل	ڈاکٹر بہاء الدین ندوی	۳۸۸
التكييف الشرعي لعملية التكافل على أساس الوقف	محمد شعیب عمر	۳۸۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

انسان جوں جوں صنعتی ترقی کے راستہ میں اپنا قدم بڑھاتا جاتا ہے، خطرات بھی بڑھتے جاتے ہیں، یہ بات انسان کی فطرت میں داخل ہے کہ وہ خطرات سے تحفظ چاہتا ہے اور اگر خطرہ سے بچنا اس کے ہاتھ میں نہ ہو تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ کم سے کم نقصانات کی تلافی اس کے لئے ممکن رہے، اس تقاضا کو سامنے رکھتے ہوئے انشورنس کا نظام وجود میں آیا، اگر یہ نظام باہمی تعاون کے جذبہ پر مبنی ہوتا تو یہ بہتر بات ہوتی؛ چنانچہ کتاب وسنت میں اس موضوع پر متعدد صورتیں ملتی ہیں، جن کی بنیاد تعاون باہمی پر ہے۔

یہ بدقسمتی ہے کہ سود کو تمام مذاہب میں حرام قرار دیا گیا ہے اور تورات میں بھی اس کے نادرست ہونے کی صراحت موجود ہے، مگر یہود کی سرشت میں مال کی بے حد حرص، اس سلسلہ میں حرام وحلال سے لاپرواہی اور خاص کر سود اور جوئے کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ مال حاصل کرنے کی ہوس نے ان کو اس حکم سے دور کر رکھا ہے؛ چنانچہ آج مغربی ممالک کے بڑے بڑے بینک اور جوئے بازی کے مراکز ان ہی کے زیر سایہ چل رہے ہیں اور پوری دنیا میں انھوں نے سود اور جوئے کو فروغ دینے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

اسی کا ایک پہلو یہ ہے کہ جن کاموں کی بنیادی روح تعاون، انسانی مدد اور ہمدردی تھی، ان کو بھی انھوں نے سود اور قمار کی آلائش سے ناپاک کر کے چھوڑا ہے، ایسے ہی اداروں میں ایک انشورنس بھی ہے، انشورنس کے مروجہ نظام میں سود، قمار اور بعض دوسری اخلاقی خرابیاں پائی جاتی ہیں؛ اس لئے شرعاً وہ قابل قبول نہیں ہیں؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ موجودہ دور کی مشینی زندگی میں ایسے ادارے ایک ضرورت کا درجہ اختیار کر گئے ہیں، ان حالات میں ہمارا یہ کہہ دینا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی نہیں کہ یہ انشورنس حرام اور نا جائز ہے؛ بلکہ اس کا متبادل پیش کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالی کا شکر ہے کہ علماء اسلام شروع سے اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ بینک اور انشورنس کمپنی جیسے اداروں کا اسلامی متبادل پیش کیا جائے؛ تاکہ مسلمان حرام سے بچ سکیں اور حلال طریقہ پر اپنی ضرورت پوری کر سکیں، انشورنس کے ایسے اسلامی متبادل کو علماء نے ''تکافل'' سے تعبیر کیا ہے؛ کیوں کہ انشورنس، یعنی تیقن دینا مخلوق کے ہاتھ میں نہیں ہے، انسان کا حادثات سے دو چار ہونا اور خطرات سے گزرنا خالق کے فیصلہ سے ہوتا ہے، نہ کہ مخلوق کے فیصلہ سے؛ لیکن ہاں یہ بات ممکن بھی ہے اور انسان سے مطلوب بھی ہے کہ وہ اجتماعی نظام کے تحت باہمی کفالت کا طریقہ اختیار کرے اور مصیبت کی گھڑی میں ایک دوسرے کے کام آئے، اسی لئے اس کو ''تکافل'' سے موسوم کیا گیا ہے۔

تکافل کے اس نظام کو علماء نے ''ہبہ'' یا ''وقف'' کے اصولوں پر مرتب کیا ہے اور اس بات کا بھی راستہ نکالا ہے کہ جمع شدہ رقم کے کچھ حصہ کی سرمایہ کاری کی جائے اور اس کو معطیان کے لئے نفع کا ذریعہ بنایا جائے، ہندوستان کے موجودہ قانون میں بمقابلہ بینکنگ کے انشورنس کو روبعمل لانے کی گنجائش زیادہ ہے، دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوستان کے علماء اس نظام کی عملی تشکیل کے طریقۂ کار سے زیادہ باخبر نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ مستقبل قریب میں حکومت ہند اسلامک انشورنس کے فارمولہ کو قبول کر لے، جیسا کہ ''جنرل کارپوریشن آف انڈیا'' نے مسلم ممالک میں ری انشورنس کو اسلامی اصولوں کے مطابق شروع کیا ہے اور یہ حقیر بھی اس کے شرعی اڈوائزری بورڈ کا ممبر ہے، پس کیا عجب ہے کہ مستقبل میں انشورنس کمپنیاں مسلمانوں کے جذبات کو دیکھتے ہوئے یا سرمایہ حاصل کرنے کی غرض سے اسلامی طریقۂ تکافل کو قبول کر لیں اور اپنے ادارہ میں اس کے لئے جگہ نکالیں، ایسے وقت میں بہت سے ایسے افراد کی ضرورت پڑے گی، جو اس اہم کام کو شریعت کی روح کے مطابق انجام دے سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان امور کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی نے اسلام کے نظام تکافل کو اپنے اکیسویں سمینار کا موضوع بنایا اور مقام مسرت ہے کہ اس نئے اہم اور ہندوستان کے ارباب افتاء کے لئے نامانوس موضع پر اہل علم نے توقع سے زیادہ قلم اٹھایا اور گہرائی و گیرائی کے حامل بیش قیمت مقالات رقم فرمائے۔

اکیڈمی کے مجلّات کے منہج کے مطابق محبّ عزیز مفتی احمد نادر القاسمی (رفیق شعبۂ علمی) نے خوش اسلوبی کے ساتھ اسے مرتب کیا ہے، جو قارئین کے سامنے پیش ہے، امید ہے کہ یہ مجموعہ اس موضوع پر اردو زبان میں ایک منفرد لٹریچر کی حیثیت سے پڑھا جائے گا، فقہاء اور ارباب افتاء اور اسلامی معاشیات کے ماہرین دونوں اس سے استفادہ کرسکیں گے، دعا ہے کہ اللہ تعالی اکیڈمی کے دوسرے مجلّات کی طرح اس کو بھی قبول عام عطا فرمائیں اور اہل علم کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق میسر ہو۔ واللہ ولی التوفیق وھو المستعان۔

۱۸/ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
۳۰/جنوری ۲۰۱۳ء

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

12 blank

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

تمہیدی امور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالنامہ:

شریعت کے دائرہ میں انشورنس (تکافل) کی صورت

انسان قدم قدم پر خطرات سے گھرا ہوا ہے، سترہویں صدی کے بعد دنیا میں جو صنعتی انقلاب آیا اور معاشی ترقی کے وسیع تر مواقع پیدا ہوئے، ان کی وجہ سے جہاں انسان کے لئے آسانیاں بڑھی ہیں، وہیں مشینی انقلاب نے خطرات میں بھی اضافہ کیا ہے، اگر ایک آدمی پیدل چل رہا ہو تو حادثہ کا خطرہ کم ہوتا ہے، اور اگر اسکوٹر سے چل رہا ہو تو اس سے زیادہ اور تیز رفتار سواری ہو تو حادثہ کا خطرہ اس سے بھی بڑھ جاتا ہے اور نقصان کا دائرہ بھی وسیع ہو جاتا ہے، یہی حال زندگی کے مختلف شعبوں میں ہے۔

انسان چاہتا ہے کہ ایسے خطرات سے اس کا تحفظ ہو اور اگر کوئی حادثہ پیش آئے تو معاشی اعتبار سے وہ قابل برداشت ہو، شریعت میں اس کی مثال ''قانون دیت'' ہے کہ سب سے بڑا مالی تاوان جو کسی انسان پر واجب ہو سکتا ہے، قتل کا خون بہا ہے، تنہا ایک شخص کے لئے اس کو برداشت کرنا آسان نہیں، اسی لئے شریعت نے خون بہا کی ذمہ داری میں اس کے رشتہ داروں کو بھی شریک رکھا ہے، موجودہ دور میں جان، مال، صحت اور مختلف ضرورتوں سے متعلق انشورنس کا آغاز دراصل اسی مقصد کے لئے ہوا ہے کہ جو خطرات انسان کے لئے تنہا قابل برداشت نہ ہو، اسے بہت سے لوگوں پر تقسیم کر دیا جائے؛ تاکہ ان میں سے کوئی بھی اگر اس صورت حال سے دوچار ہو تو اس کے لئے وہ نا قابل برداشت نہ ہو جائے۔

مگر افسوس کہ اس اچھے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اہل مغرب نے ایسا طریقۂ کار وضع کیا، جس میں قمار وغیرہ تو پایا ہی جاتا ہے، بہت سی صورتوں میں ربا بھی شامل ہوتا ہے، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے ضروری ہے کہ اس کا ایسا اسلامی متبادل پیش کیا جائے، جو ان مفاسد سے خالی بھی ہو اور اس اہم مقصد کو پورا بھی کرتا ہو، اس پس منظر میں آپ سے عرض ہے کہ اس اصول کے مطابق انشورنس یا عالم اسلام کی مروجہ تعبیر میں ''تکافل'' کی شرعی صورت کیا ہوگی، اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیں، نیز ہندوستان میں قابل عمل صورت کی نشاندہی بھی کریں تو بہتر ہوگا۔

☆☆☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکیڈمی کا فیصلہ:

اسلامی تکافل

اسلامک فقہ اکیڈمی کے اکیسویں فقہی سمینار (۳-۵/مارچ ۲۰۱۲ء) منعقدہ جامعہ اسلامیہ بنجاری اندور مدھیہ پردیش میں غور وخوض اور تبادلہ خیال کے بعد درج ذیل امور باتفاق رائے طے ہوئے:

انسانی زندگی خطرات سے گھری ہوئی ہے، خاص طور سے صنعتی انقلاب کے بعد جہاں معاشی ترقی کے وسیع تر مواقع پیدا ہوئے اور انسان کے لئے آسانیاں بڑھیں وہیں مشینی انقلاب نے خطرات میں بھی اضافہ کیا۔ انسان فطری طور پر چاہتا ہے کہ ممکنہ تدابیر واسباب کے ذریعہ ایسی پیش بندی کی جائے کہ خطرات سے ممکن حد تک اس کا تحفظ ہو، اور اگر کوئی حادثہ پیش ہی آجائے تو وہ اس کے لئے مالی طور پر نا قابل برداشت نہ رہے۔

29033

شریعت اسلامیہ انسان کی اس فطری خواہش کو نظر انداز نہیں کرتی، بلکہ اسلام میں مستقبل کی پیش بندی اور ممکنہ خطرات سے تحفظ کی تدابیر کرنے کی پوری گنجائش موجود ہے۔ قرآن وحدیث میں اجتماعی تعاون، امداد باہم، اور تبرع وایثار کی واضح ہدایات موجود ہیں، شریعت میں خطرات کی تقسیم وتخفیف کا تصور بھی ملتا ہے، جس سے ایک فرد کا نقصان پوری جماعت میں تقسیم ہوجائے اور فرد کے لئے اس کو برداشت کرنا آسان ہوجائے۔

اسلامی تکافل کی بنیاد دراصل انہی تصورات پر قائم ہے، جس میں ہر شریک کے لئے بہتر مستقبل کی پیش بندی کی جاتی ہے، اور ممکنہ خطرات سے تحفظ کا سامان کیا جاتا ہے، اس بنا پر یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ تکافل کو مفاسد سے بچاتے ہوئے مضبوط شرعی بنیادوں پر مستحکم کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ جو لوگ ان مقاصد کے حصول کے لئے مروجہ غیر اسلامی انشورنس کمپنیوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سود و قمار پر مبنی اداروں کی طرف رجوع کرتے ہیں، ان کو صحیح اسلامی متبادل فراہم کیا جائے۔

۱- تکافل کی سب سے بہتر اور شریعت کے اصول و مقاصد سے ہم آہنگ صورت یہ ہے کہ اس کی بنیاد خالصتاً تعاون پر ہو، اور ممبروں کے لئے سرمایہ کاری کے ذریعہ نفع حاصل کرنے کو اس کے ساتھ جوڑا نہ جائے۔

۲- اسلامی تکافل کی تشکیل کے لئے تین شرعی اساس موجود ہیں: ہبہ بالعوض، التزام بالتبرع یا وعدۂ ہبہ، اور وقف۔ مختلف قانونی احوال وظروف میں ان میں سے کسی کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

۳- تکافل کی مختلف صورتوں کے مروجہ طریقۂ کار کا جائزہ لینے اور اس سلسلہ میں تفصیلی ہدایات مرتب کرنے کے لئے اکیڈمی عنقریب ایک کمیٹی تشکیل کرے گی جس میں کم از کم پانچ علماء، نیز انشورنس، مالیات اور قانون سے متعلق تین ماہرین شامل ہوں، جو عمومی طور پر اس مسئلہ میں غور کریں اور ہندوستان کے قانون کے پس منظر میں بھی قابل عمل صورت کی نشاندہی کریں۔

۴- تکافل کی جو بھی صورت اختیار کی جائے یہ ضروری ہے کہ تمام امور کی نگرانی کے لئے انتظامی کمیٹی کے علاوہ ایک شرعی نگراں بورڈ بھی قائم کیا جائے جس کو تمام معاملات کے دیکھنے کا پورا اختیار ہو اور اس کا فیصلہ کمپنی کے لئے ہر حال میں واجب العمل ہو۔

۵- یہ سمینار اپیل کرتا ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مصیبت زدہ افراد کی اعانت کے لئے اوقاف قائم کریں، امداد باہمی کی انجمنوں کو وجود میں لائیں، اور مختلف اداروں، کمپنیوں اور پیشوں سے مربوط افراد باہمی تعاون کے ایسے نظام کو فروغ دیں کہ حادثات سے دوچار ہونے والے ساتھیوں کے نقصانات کی تلافی ہو سکے، اور معاونین اجر وثواب کے لئے اس کام کو انجام دیں۔

۶- اسلامک فقہ اکیڈمی حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہے کہ ربا وقمار سے پاک تکافل کمپنی اور مالیاتی ادارے کے قیام میں تعاون فراہم کرے اور قانونی رکاوٹوں کو دور کرے۔

* * *

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض مسئلہ:

اسلامی تکافل کے مسئلہ پر علماء کی آراء- تنقیح وتجزیہ

مولانا اختر امام عادل قاسمی ☆

اسلامی تکافل (یا اسلامی انشورنس) کے مسئلے پر عرض مسئلہ کی ذمہ داری حقیر کو دی گئی ہے، اس موضوع پر فقہ اکیڈمی کے توسط سے احقر کو کل ۲۶ علماء کرام اور مقالہ نگاروں کے مقالات موصول ہوئے، جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱-مفتی محمد شاہجہاں ندوی (کیرالا) ۲-مولانا کلیم اللہ عمری مدنی (عمرآباد) ۳-مفتی محمد مقصود فرقانی (رامپور) ۴-مفتی محبوب علی وجیہی (رامپور) ۵-مولانا عبدالباسط پالنپوری (پٹن، گجرات) ۶-مفتی عبدالرحیم قاسمی (بھوپال) ۷-مفتی عبداللطیف پالنپوری (کاکوسی، گجرات) ۸-مولانا نثار احمد گودھراوی (گودھرا) ۹-مولانا ولی اللہ مجید قاسمی (بلیریا گنج) ۱۰-مفتی شیر علی (ترکیسر) ۱۱-مولانا محمد فرقان فلاحی (بھروچ) ۱۲-مولانا ابوجندل قاسمی (مظفرنگر) ۱۳-مولانا ابوسفیان مفتاحی (مئو) ۱۴-مولانا محمد نفیس خان ندوی (رائے بریلی) ۱۵-مولانا محمد عنایت اللہ رحیمی (کشمیر) ۱۶-مولانا عبدالرحمٰن خالیدوی (چھاپی) ۱۷-مولانا عبدالقیوم پالنپوری (کاکوسی، گجرات) ۱۸-مولانا عبیداللہ ندوی (بھروچ) ۱۹-مفتی راشد حسین ندوی (رائے بریلی) ۲۰-قاضی ذکاءاللہ شبلی (اندور) ۲۱-مولانا عطاءاللہ قاسمی (مئو) ۲۲-مفتی عارف باللہ قاسمی (حیدرآباد) ۲۳-مولانا ظہیر احمد جامع العلوم کانپور ۲۴-مولانا

☆ مہتمم جامعہ ربانی، منوراشریف، سمستی پور، بہار۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالعظیم اصلاحی (جدہ) ۲۵ - ڈاکٹر محی الدین غازی (دبئی) ۲۶ - اور راقم الحروف اختر امام عادل۔

اسلامی تکافل کے مسئلے کا تجزیہ کیا جائے تو یہاں کل چار مسئلے ہیں جن پر بحث کی ضرورت ہے، ان میں دو بنیادی ہیں اور دو ذیلی، بنیادی مسئلے یہ ہیں:

(۱) آج متبادل اسلامی تکافل کی ضرورت ہے یا نہیں؟

(۲) اگر ضرورت ہے تو اس کا صحیح طریقۂ کار کیا ہوگا؟......

(۳) ضمنی مسئلہ ایک یہ ہے کہ اسلامی تکافل کے نام پر آج دنیا میں جو کمپنیاں کام کررہی ہیں کیا وہ حقیقت میں شرعی خطوط پر چل رہی ہیں؟ سروے اور جائزہ......

(۴) اور دوسرا مسئلہ ہے: موجودہ ہندوستان میں اسلامی تکافل کمپنی کے امکانات کس حد تک ہیں؟ اور اس کے لئے کیا صورت اختیار کی جائے؟

۱- متبادل اسلامی انشورنس کی ضرورت:

اکثر مقالہ نگاروں کی رائے میں متبادل اسلامی انشورنس کی ضرورت ہے، جبکہ دو (۲) حضرات ''مولانا عطاء اللہ قاسمی (اعظم گڑھ)، مولانا نثار احمد (گودھرا، گجرات)'' کے نزدیک اس کی کوئی واقعی ضرورت نہیں ہے۔

مفتی شیر علی (ترکیسر، گجرات)، مولانا ابوسفیان مفتاحی (مئو)، قاضی ذکاء اللہ شبلی (اندور) کے نزدیک ہندوستان جیسے ملکوں میں مروجہ انشورنس کی اجازت ہے، اور مسلمانوں کے مسائل ومشکلات کا مداوا اس کے ذریعہ ہوسکتا ہے،......

مفتی شیر علی صاحب نے اس کی چند بنیادوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

۱- حکومت اور پبلک کے مابین سود کا تحقق نہیں ہوتا اور انشورنس کمپنیاں نیم سرکاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوتی ہیں۔

۲-اسی طرح غیر اسلامی ملکوں میں مسلم وغیر مسلم کے درمیان ربا نہیں ہوتا، اور اکثر کمپنیاں غیر اسلامی ہیں۔

۳-دو شریکوں کے مابین ربا نہیں ہے۔

۴-اس کا رواج ہو چلا ہے۔

۵-لوگوں کے لئے مجبوری ہے۔

مفتی ابوسفیان مفتاحی اور قاضی ذکاء اللہ شبلی صاحبان صرف بدرجۂ مجبوری اس کی اجازت دیتے ہیں۔ (البتہ یہ واضح نہیں کہ یہ تینوں اصحاب آج کے دور میں اسلامی تکافل کی ضرورت محسوس کرتے ہیں یا نہیں؟)

بہر حال یہ گفتگو ہمارے لئے خارج از بحث ہے، اس لئے کہ جمہور علماء نے عام حالات میں مروجہ تجارتی انشورنس کے عدم جواز پر اتفاق کیا ہے اور اس کے عدم جواز کی بنا پر ہی کسی جائز متبادل کی جستجو زیر بحث آئی ہے۔

مولانا عطاء اللہ قاسمی اور مولانا نثار احمد گودھراوی مروجہ انشورنس کو ناجائز سمجھتے ہیں، مگر اسلامی تکافل کے نام پر چلنے والی کمپنیوں کے بارے میں ان کو تشویش ہے، ان کے خیال میں دونوں کی زمین اور طریقۂ کار میں نام کے علاوہ کوئی خاص فرق نہیں ہے، نیز اسلامی تکافل کی بنیاد بالعموم نقود اور رقومات کے وقف پر رکھی گئی ہے، جبکہ صحیح قول کے مطابق جمہور علماء کے نزدیک نقود اور ایسی چیزوں کا وقف درست نہیں جس کی اصل کو باقی رکھتے ہوئے اس سے انتفاع ممکن نہ ہو (بدائع الصنائع ۳۲۹/۵، فتح القدیر ۴۳۱/۵)۔

مقالہ نگاروں نے عموماً ان اعتراضات کی طرف توجہ نہیں دی ہے، لیکن میرے نزدیک ان میں سے کوئی بھی بنیاد مضبوط نہیں ہے، جہاں تک زمین کی یکسانیت کا مسئلہ ہے تو مروجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشورنس کی حرمت کے قائلین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ انشورنس کا آغاز پاک جذبہ کے تحت اور بہت سادہ صورت میں ہوا تھا، استحصالی اثرات بعد میں شامل ہوئے، اس لئے زمین کی یکسانیت سے کوئی فرق نہیں پڑتا،...... البتہ طریقۂ کار ضرور قابل بحث ہے، اگر کسی ایک یا چند کمپنیوں کے طریقۂ کار میں خامی ہو تو اس کی اصلاح کی جائے گی اور ہمارا یہ اجتماع اسی مقصد کے لئے بلایا گیا ہے، لیکن کسی ایک طریقۂ کار کے نقص کی وجہ سے سرے سے اصل شئی کی ضرورت وافادیت کا انکار کیا جاسکتا ہے اور نہ کسی صحیح طریقۂ کار کی یافت کا۔

نقود کا وقف:

رہ گیا نقود اور رقومات کے وقف کا مسئلہ تو فقہ حنفی میں اصل مذہب تو عدم جواز ہی کا ہے، اس لئے کہ وقف میں تابید اصل ہے، حضرت امام ابو یوسفؒ کا مشہور قول یہی ہے، شافعیہ اور حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے، لیکن فقہاء حنفیہ میں حضرت امام محمدؒ نے اس کو عرف وتعامل پر محمول کیا ہے، یعنی اگر کسی شیء منقول کے وقف کا رواج ہو جائے تو اس کا وقف درست ہوگا، مثلاً قرآن کریم، ہتھیار اور جانور وغیرہ کا وقف معروف ہے اور بلاد روم میں دراہم ودنانیر کے وقف کا رواج تھا...... اور فتویٰ امام محمدؒ ہی کے قول پر ہے، امام زفرؒ کی بھی یہی رائے ہے اور ایک قول حضرت امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی ہے (ردالمحتار ۳/ ۴۷۴، ۳/ ۵۷۳، فتح القدیر ۶/ ۲۱۹)۔

☆ مالکیہ کا مسلک بھی یہی ہے (الشرح الکبیر مع حاشیۃ الدسوقی ۴/ ۷۷، الخرشی ۷/ ۸)۔

☆ حنابلہ اور شافعیہ کا بھی ایک ایک قول اسی طرح کا ملتا ہے (مغنی المحتاج ۲/ ۳۷۷، المہذب ۱/ ۴۴۷، المغنی ۵/ ۶۴۰ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ کویت)۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ نے اس موضوع پر اچھی گفتگو کی ہے اور تفصیلات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، شامیؒ کے بقول یہی صحیح مسلک ہے اور اکثر مشائخ اور فقہاء حنفیہ نے اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اختیار کیا ہے، دراہم ودنانیر کا انہوں نے خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اس سلسلے میں ہونے والے شبہات کا دفاع کیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ نقود متعین نہیں ہوتے، اس لئے اس کے کچھ حصہ کو سرمایہ کاری کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، اس طرح اصل کو حکماً قائم رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھانا ممکن ہے،......

ابن عابدینؒ نے اس غلط فہمی سے بھی پردہ اٹھایا ہے کہ دراہم ودنانیر کے وقف کے جواز کی رائے امام زفرؒ یا ان کے شاگرد انصاریؒ کی طرف منسوب ہے...... حقیقت یہ ہے کہ امام محمدؒ نے تعامل پر مسئلہ کی بنیاد رکھی اور چند چیزوں کا بطور مثال ذکر کیا، بعد کے لوگوں نے اس ضمن میں بعض دوسری چیزوں کو شامل کیا جن کے وقف کے رواج کا انہوں نے مشاہدہ کیا، امام زفرؒ نے اس میں دراہم ودنانیر کو شامل کیا، اس لئے یہ بات ان کی طرف منسوب ہوگئی، ورنہ امام محمدؒ کے تعامل کے ضمن میں ہر دور کی ہر وہ چیز شامل ہے جس کے وقف کا رواج ہو جائے اور حقیقۃً یا حکماً اصل کو باقی رکھتے ہوئے اس سے استفادہ ممکن ہو، صاحب ''البحر الرائق'' نے دراہم ودنانیر کے وقف کے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور اس پر کسی کا اختلاف نقل نہیں کیا (حاشیۃ ابن عابدین ۴/۳۷۴، ۳۷۵)۔

مولانا عطاء اللہ صاحب تکافل کے بجائے غیر سودی مالی نظام کے استحکام کی سفارش کرتے ہیں، لیکن غالباً ان کو خبر ہوگی کہ جب پہلی بار سودی نظام کے مقابلہ میں غیر سودی مالیاتی نظام کا تصور پیش کیا گیا تھا تو اس وقت بھی علماء کرام کو یہی پریشانی پیش آئی تھی جو آج اسلامی تکافل کے لئے درپیش ہے۔

تکافل کی شرعی بنیادیں:

اکثر مقالہ نگاروں نے آج کے دور میں متبادل اسلامی تکافل کی ضرورت وافادیت کو تسلیم کیا ہے، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆اس کی بنیاد تعاون، امداد باہم اور ایک دوسرے کے کام آنے کے نیک جذبات پر ہے (اکثر مقالہ نگاروں نے اس بنیاد کو اجاگر کیا ہے)۔

☆میثاق مدینہ کی متعدد دفعات میں جماعتی تکافل کی نظیریں موجود ہیں جس میں دیت کی ادائیگی، قیدیوں کی رہائی، قرض یا کمر توڑ اخراجات کے بوجھ سے دبے کچلے انسانوں کی امداد، ظلم وفساد کا دفاع وغیرہ مختلف مشکل مراحل کے لئے اجتماعی تعاون وتکافل کی بنیادیں ملتی ہیں، اسی طرح یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس کے لئے مذہب، خطہ، زبان یا پیشہ کسی بھی چیز کو شرکت کی اساس بنایا جاسکتا ہے (اختر امام عادل، مفتی عارف باللہ قاسمی)۔

☆ انشورنس کے تین بنیادی مقاصد، ۱-خطرات سے تحفظ اور ذہنی اطمینان، ۲-مصیبت کے وقت ایک دوسرے کا تعاون، ۳-مستقبل کے لئے احتیاطی تدابیر کی جڑیں شریعت اسلامیہ میں پہلے سے موجود ہیں (اکثر مقالہ نگار)۔

☆نہد اسلامی تکافل کی بہترین نظیر ہے جو قبل از عہد نبوت سے جاری تھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تحسین فرمائی ہے (اکثر مقالہ نگار)۔

☆اسی طرح خود عہد نبوت میں ایک بار حضور ﷺ کے ایک سفر کے موقعہ پر اور ایک بار حضرت ابوعبیدہ ابن الجراحؓ کے قصہ میں ایسی غیر معمولی نوبت آگئی جس میں اجتماعی تکافل کی صورت اختیار کی گئی (مفتی عبد الرحیم قاسمی، اختر امام عادل بحوالہ بخاری شریف)۔

☆ان کے علاوہ اور بھی کئی ذیلی بنیادیں موجود ہیں جن میں فی الجملہ خطرات کی تقسیم وتخفیف کا تصور ملتا ہے، مثلاً عاقلہ، قسامہ، عقد موالات، حلف، ولاء، عِد وغیرہ (مفتی عبد الرحیم، اختر امام عادل وغیرہ)۔

☆اسی طرح کسی عقد کے جواز کے لئے ضروری نہیں کہ وہ گذشتہ ادوار میں موجود رہا ہو، بلکہ صرف یہ کافی ہے کہ وہ مقاصد شریعت کے خلاف نہ ہو اور عام لوگوں کے لئے مفید ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(متعدد مقالہ نگار)۔

☆اس عقد کی بنیاد تبرع پر ہے، اس لئے اس میں فی الجملہ جہالت اور غرر کی گنجائش ہے، (مولانا محمد نفیس خاں ندوی، اختر امام عادل) یوں بھی عقود میں صرف وہ جہالت مفسد عقد بنتی ہے جو باعث نزاع ہو (اختر امام عادل بحوالہ بدائع الصنائع ۱۳/ ۹۵، تبیین الحقائق ۱۰/ ۲۳۸)، رہا یہ شبہ کہ جمع شدہ اقساط کے مقابلے میں کمپنی معاوضہ ادا کرتی ہے تو یہ عقد تبرع کہاں رہا؟......تو یہ شبہ محض سطحی ہے، شریعت اسلامیہ میں متعدد ایسے عقود موجود ہیں جو اصلاً تبرع کے لئے ہونے کے باوجود معاوضہ کے معنیٰ کی گنجائش رکھتے ہیں، مثلاً ہبہ اصلاً ایک تبرع ہے، لیکن اگر کوئی عوض کی شرط لگائے یا امید رکھے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے، اسی طرح نہد بھی دراصل تبرعات کا اجتماعی تبادلہ ہے وغیرہ (اختر امام عادل)۔

☆مروجہ تجارتی انشورنس اور تعاونی انشورنس میں بہت سے بنیادی فرق ہیں، اس لئے تجارتی انشورنس کے عدم جواز سے لازم نہیں آتا کہ تعاونی انشورنس بھی ناجائز ہو، کئی مقالہ نگاروں نے ان وجوہاتِ فرق پر روشنی ڈالی ہے (مفتی محمد عنایت اللہ رحیمی کشمیری، اختر امام عادل، مولانا ولی اللہ مجید قاسمی، مولانا محمد فرقان فلاحی، مفتی محمد شاہجہاں ندوی، ڈاکٹر محی الدین غازی)۔

☆اسی لئے بہت سے اسلامی اداروں اور اکیڈمیوں نے تعاونی انشورنس کے جواز کا فیصلہ کیا ہے، مثلاً: ''مجمع البحوث الاسلامیہ جامعہ ازہر'' بموقعہ اجلاس محرم ۱۳۸۵ھ، ''مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ'' بموقعہ اجلاس شعبان ۱۳۹۸ھ اور ''ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب'' بموقعہ اجلاس منعقدہ ریاض ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ، ''دارالعلوم کراچی'' بموقعہ اجتماع شوال ۱۴۲۳ھ۔ وغیرہ (مولانا راشد حسین ندوی، مفتی عبدالرحیم قاسمی، ڈاکٹر محی الدین غازی، مولانا عبدالعظیم اصلاحی، اختر امام عادل وغیرہ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-اسلامی انشورنس- ماہیت اور طریقہ کار:

دوسرا مسئلہ اسلامی تکافل کی ماہیت اور طریقہ کار کا ہے،(۱) ماہیت کا مطلب ہے تکافل کی بنیاد کس اصولی عقد پر رکھی جائے، مطلق تبرع، ہبہ بالعوض یا وقف پر؟ (۲) اور طریقہ کار کا مطلب ہے کمپنی کا ڈھانچہ اور انتظامی اصول وضوابط۔

(۱) ماہیت:

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی تکافل کی نوعیت کیا ہے؟ اور اس کی تشکیل وتعمیر کس زمین پر کی جائے؟...... وقف یا ہبہ بالعوض پر؟...... ان میں سے کس کو اصل قرار دیا جائے؟...... یا اس کو مطلق تبرع پر مبنی عقد جدید مانا جائے؟

بہت سے مقالہ نگاروں نے اس پہلو سے تعرض نہیں کیا ہے، لیکن جن لوگوں نے اس کا اجمالی یا تفصیلی ذکر کیا ہے، ان میں سے زیادہ تر حضرات نے وقف کو بنیاد بنانے کی وکالت کی ہے بعض مقالہ نگاروں نے تبرع کی ایک قسم ہبہ بالعوض پر بنیاد رکھی ہے، جبکہ کچھ نے مطلق تبرع کو اساس بنایا ہے اور اس کو عقد جدید قرار دیا ہے، بہت سے عرب علماء بھی اسی نقطۂ نظر کے حامل نظر آتے ہیں،...... میرے نزدیک تینوں بنیادیں اپنی جگہ درست ہیں اور ان تینوں کے مطابق تکافل کمپنی کی تشکیل کی جاسکتی ہے، لیکن نتائج اور مضمرات کے لحاظ سے تھوڑا فرق ہے، جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

وقف:

(۱) وقف کا مطلب یہ ہے کہ جمع شدہ سرمایہ کا ایک حصہ وقف قرار دیا جائے جو ہنگامی حالات اور حوادث وآفات کے لئے خاص ہو اور اس میں وقف کے قواعد وضوابط کے مطابق عمل کیا جائے،...... اس صورت میں وقف کے قانون کے مطابق زر اشتراک کی رقم پر شریک کا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق ملکیت نہیں رہے گا، تاہم اس سے حاصل شدہ منافع میں اس کا حصہ رہے گا...... دراصل وقف میں واقف کی تصریحات اور ارادوں کا خاص دخل ہوتا ہے، اسی طرح وقف سے خود استفادہ کی بھی پوری گنجائش ہوتی ہے، اس لئے ہر شخص کے لئے اپنے حصۂ موقوفہ کی مالیت کے تناسب سے استفادہ کے دعویٰ کی گنجائش ہوگی ،...... دعویٰ اس بات پر نہیں ہوگا کہ میں نے اتنا مال وقف کیا ہے، اس لئے مجھے اس کا معاوضہ چاہئے (ورنہ شرعی اشکال پیش آئے گا)، بلکہ دعویٰ اس بات پر ہوگا کہ وقف اللہ پاک کی ملکیت ہے اور اس سے حسب دستور استفادہ کی شرعی اجازت ہے، اس لئے مجھے بھی استفادہ کا موقعہ ملنا چاہئے ،بصورت دیگر وہ عدالت سے رجوع کرسکتا ہے کہ متولی حضرات اپنی ذمہ داری پوری نہیں کررہے ہیں، اس لئے عدالت ان سے باز پرس کرے۔

وقف ماننے میں سہولت یہ ہے کہ کئی مشکلات سے کمپنی محفوظ ہو جاتی ہے، اس لئے کہ تکافل فنڈ میں لوگوں کے نقصانات کی تلافی ان کے دیئے ہوئے تبرعات کی مقدار پر ہوتی ہے، کوئی بھی کمپنی یہ نہیں چاہتی کہ لوگ اپنے جمع کردہ سرمایہ سے زیادہ نفع اٹھائیں، اس لئے کہ اس صورت میں آمد وخرچ اور طلب ورسد کا توازن بگڑ سکتا ہے اور کمپنی کے دیوالیہ ہونے کا اندیشہ ہے،...... اس صورت میں (جبکہ وقف کے بجائے محض تبرع پر عقد کی بنیاد رکھی جائے) یہ عقد تبرع کے بجائے عقد معاوضہ بن جائے گا اور پھر عقد معاوضہ کی ان تمام شرطوں کی تکمیل ضروری ہوگی ،جن میں سے کسی ایک شرط کے فقدان سے بھی ربا، قمار، یا غرر وضرر لاحق ہوسکتا ہو...... لیکن وقف ماننے کے بعد اس طرح کی کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی ،اس لئے کہ وقف اللہ کی ملکیت ہے اور ہر مستحق کو اپنے نقصان کے تناسب سے استفادہ کا پورا حق ہے، دیگر تبرعات کے مقابلے میں وقف میں زیادہ توسع ہے۔

ہمارے جن مقالہ نگاروں نے وقف کے پہلو کو ترجیح دی ہے ان کے اسماء گرامی ہیں: (مفتی عبدالرحیم قاسمی ،مفتی عنایت اللہ کشمیری ،مولانا ولی اللہ مجید قاسمی ،مولانا عبید اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ندوی، مولانا عبدالقیوم پالنپوری، مولانا محمد فرقان فلاحی، مولانا عبدالباسط پالنپوری، مولانا عبد اللطیف پالنپوری) مولانا عبدالعظیم اصلاحی اور ڈاکٹر محی الدین غازی نے بھی اس کا بلا ترجیح ذکر کیا ہے۔

ان میں سے بیشتر حضرات نے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے نقطہ نظر سے استفادہ کیا ہے جو "فتاویٰ عثمانی، اسلام اور جدید معاشی مسائل"، یا عربی مقالہ "تأصیل التأمین التکافلی علیٰ أساس الوقف" میں موجود ہے......۔

البتہ اس فنڈ کو مال وقف قرار دینے کی صورت میں ایک مشکل یہ پیش آئے گی کہ اگر کوئی شخص تکافل پالیسی میں شامل ہونے کے بعد اس سے علیحدگی چاہے اور انشورنس ختم کرنا چاہے تو وقف فنڈ میں اس کی جمع کردہ رقم واپس نہیں ہوسکتی، گویا عمومی تکافل (یعنی املاک کے تکافل) کی صورت میں اسے کچھ بھی نہیں ملے گا اور زندگی کے تکافل میں صرف وہ رقم قابل واپسی ہوگی جو اس نے وقف کے علاوہ سرمایہ کاری کے لئے جمع کی ہوگی، کیونکہ کسی مال کے وقف کرنے کے بعد جمہور علماء کے نزدیک اس سے رجوع درست نہیں ہے، اگر کسی نے پالیسی لیتے وقت ہی بوقت ضرورت رجوع کی شرط لگادی تو اس صورت میں بھی احناف، شوافع، حنابلہ و مالکیہ اکثر فقہاء کے نزدیک یہ شرط کالعدم ہوگی اور رجوع کا اختیار نہ ہوگا اور وقف درست ہوجائے گا، جبکہ بہت سے فقہاء کے نزدیک اس شرط کی وجہ سے وقف ہی درست نہ ہوگا (حاشیۃ ابن عابدین ۳/۳۶۰، فتح القدیر ۶/۲۲۹، ۲۳۰، الموسوعۃ الفقہیۃ ۴۴/۱۲۱)۔

اس اعتبار سے کمپنی کی قبولیت میں دشواری پیش آئے گی، اور عام آدمی واپسی کا دروازہ بند دیکھ کر اس میں سرمایہ لگانے سے کترائے گا، اس لئے کہ اس کو اپنا مال بظاہر ضائع ہوتا نظر آئے گا (سوائے ان لوگوں کے جو محض تعاون کے جذبہ سے شریک ہوں)...... (مفتی عارف باللہ قاسمی)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہبہ بالعوض:

(۲) اس کے بالمقابل دوسری رائے جس کا ذکر مقالہ نگاروں میں مفتی عارف باللہ قاسمی اور حقیر راقم الحروف نے کیا ہے اور شرق اوسط کے متعدد عرب علماء کے یہاں بھی اس کا ذکر ملتا ہے، وہ یہ کہ معاملہ کی بنیاد ''ہبہ مشروط'' یا ''ہبہ بالعوض'' پر رکھی جائے اور فنڈ میں جمع شدہ تبرعات کو وقف کے بجائے مال موہوب قرار دیا جائے، جو اس شرط کے ساتھ مشروط ہو کہ ہبہ کنندہ کسی نقصان سے دوچار ہو یا جس مال کا انشورنس کرایا گیا ہے وہ خطرات سے دوچار ہو جائے تو اس کے خطرات کا تحمل کیا جائے گا اور اس کے سرمایہ کے تناسب سے نقصانات کی تلافی کی جائے گی،...... اس صورت میں مناسب معاوضہ نہ ملنے کی صورت میں ہبہ کنندہ کو رجوع کا اختیار حاصل ہوگا۔

ہبہ بالعوض جمہور فقہاء (حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ (قول اظہر کے مطابق) اور حنابلہ) کی رائے میں درست ہے اور اس کا مأخذ ایک حدیث پاک ہے:

''الرجل أحق بهبته مالم يثب منها'' (سنن دار قطنی ۷ / ۷۷ ۲ حدیث نمبر ۳۰۱۴ ط وزارت اوقاف مصر)۔

(انسان اپنے ہبہ کا زیادہ حقدار ہے جب تک کہ اس کا معاوضہ نہ لے لے)۔

اس مضمون کی متعدد روایات کتب حدیث مثلاً: ابن ماجہ (۷ / ۳۱۰) مصنف ابن ابی شیبۃ (۶ / ۴۷۴) ، مستدرک حاکم (۲ / ۵۲) اور سنن بیہقی (۶ / ۱۸۱) میں آئی ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ سے موقوفاً مروی ہے کہ

''من وهب هبة يرى أنهٗ إنما أراد بهاالثواب فهو علىٰ هبته يرجع فيها إذا لم يرض منها'' (موطا امام مالک ۴ / ۱۰۹۲ ط مؤسسۃ زائد بن سلطان، سنن بیہقی باب الکافاۃ فی الھبۃ ۳۰ / ۵ ۴۳ ط وزارۃ للاوقاف مصر، شرح مشکل الآثار للطحاویؒ ۱۳ / ۲ ۴۳ ط مؤسسۃ الرسالۃ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جو شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کرے جس کا مقصد معاوضہ لینا ہو اور معاملہ اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو وہ باہمی رضامندی کے ساتھ اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے)۔

رہا یہ کہ ''ہبہ بالعوض'' میں جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق عوض کا معلوم ہونا ضروری ہے، اسلئے کہ ہبہ بالعوض نتیجہ کے اعتبار سے بیع ہے، البتہ امام احمدؒ کا ایک قول یہ ہے کہ عوض مجہول کی صورت میں بھی ہبہ درست ہے، یعنی عوض طے نہ ہو، لیکن بعد میں ملے ہوئے عوض پر اس کو اعتراض بھی نہ ہو تو اس معاملہ کو درست قرار دیا جائے گا، اسی قول کو علامہ تقی الدینؒ نے نقل کیا ہے اور علامہ حارثیؒ نے اسی کو مذہب قرار دیا ہے (الانصاف ۷/۱۱۷، المغنی مع الشرح ۶/۲۹۹، ۳۰۲ بحوالہ الموسوعۃ الفقہیۃ ۴۲/۱۴۰)۔

جمہور کے مطابق اس مسئلہ کا حل یہ ہے کہ انشورنس کرانے والا ایک مخصوص مالیت پیش نظر رکھ کر ہی انشورنس کراتا ہے، جو اس کی جمع کردہ رقم کی روشنی میں تقریباً طے ہوتی ہے اور کمپنی اس کے نقصان کی تلافی اسی معیار کے مطابق کرتی ہے، یہ یک گونہ عوض کی تعیین ہے، اور اگر تھوڑی بہت جہالت ہو بھی تو اصلاً عقد تبرع ہونے کی بنیاد پر اس حد تک گنجائش نظر آتی ہے، جو کہ باعث نزاع نہ ہو...... یا پھر امام احمد بن حنبلؒ کے قول سے استفادہ کیا جائے، جس کو حارثی وغیرہ نے اصل مذہب قرار دیا ہے کہ موجودہ دور میں نظریۂ تکافل کی تشکیل کی بہر حال ضرورت ہے۔

☆ البتہ اس کا یہ حق رجوع اسی وقت تک قابل استعمال ہوگا جبتک کہ اس نے اپنی پالیسی سے استفادہ نہ کیا ہو، پالیسی سے استفادہ کا مطلب عوض پر قبضہ کرنا ہے اور عوض وصول کر لینے کے بعد حق واپسی ختم ہو جاتا ہے (مجلۃ الاحکام العدلیہ مادہ ۸۶۸)۔

☆ اسی طرح اگر خدانخواستہ کمپنی شدید خسارہ سے دوچار ہو جائے تو بھی وہ اپنی پالیسی ختم نہیں کر سکتا، اس لئے کہ مال پر کمپنی کا قبضہ قبضۂ امانت ہے اور تعدی کے بغیر امین پر ضمان واجب نہیں ہوتا، اس لئے یہ خسارہ سب کو ہی برداشت کرنا ہوگا (حوالہ بالا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقد جدید:

(۳) تیسری رائے جس کا ذکر ہمارے مقالہ نگاروں میں مولانا عبدالعظیم اصلاحی، ڈاکٹر محی الدین غازی اور راقم الحروف نے کیا ہے اور بہت سے عرب علماء نے اس کو اختیار کیا ہے اور عالم اسلام میں متعدد تکافل کمپنیاں اس تصور پر قائم ہیں: وہ یہ کہ تبرع کے اصول پر اس کو عقد جدید قرار دیا جائے، اس صورت میں معاملہ کی تصویر یہ ہوگی کہ وعدۂ ہبہ کی بنیاد پر تمام شرکاء زر اشتراک ادا کریں اور اس رقم سے انشورنس فنڈ تشکیل پائے، یعنی پالیسی خریدتے وقت پالیسی ہولڈر کی نیت یہ ہو کہ زر اشتراک اور اس کے منافع سے مستحق شرکاء کو زر تکافل ادا کرنے کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت پڑے گی بس اتنی ہی ہبہ ہوگی باقی رقم اس کی اپنی ملک رہے گی...... گویا یہ معاملہ کئی عقود کا مجموعہ ہے اور تبرع، ہبہ، وعدۂ ہبہ اور مضاربت وشرکت) کی ترکیب سے ایک نئی صورت وجود میں آئی ہے، اور چونکہ یہ معاملہ شریعت کے کسی حکم یا اس کے مزاج و مذاق سے متصادم نہیں ہے، اس لئے اس کے جواز میں کسی کلام کی گنجائش نہیں ہے، (کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، دیکھئے حقیر راقم الحروف کا مقالہ)۔

رہ گیا مطالبات اور ادائیگی کے توازن کا مسئلہ تو اس کا حل یہ ہے کہ انشورنس ہولڈر تبرع کی نیت سے سرمایہ جمع کرے گا اور تکافل کمپنی تبرع فنڈ کے قواعد وضوابط (جو تمام شرکاء کی مرضی سے بنائے جاتے ہیں) کے مطابق مطالبات کی تکمیل کرے گی......

بعض علماء اس تشریح سے مطمئن نہیں ہیں، دراصل وہ اس عقد جدید کو کلی طور پر کسی عقد قدیم کے معیار واصول پر جانچتے ہیں، اس لئے ان کو کہیں نہ کہیں رکاوٹ پیش آتی ہے، لیکن اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے کہ یہ ایک نیا معاملہ ہے جس کو عہد جدید نے نہد، ہبہ، اور دیگر تبرعات کے متوازی طور پر جنم دیا ہے اور نئے حالات میں اس کی ضرورت ہے، اس میں صرف اس قدر دیکھنا کافی ہے کہ معاملات کے بارے میں شریعت کا جو مزاج و مذاق ہے اس پر یہ اترتا ہے یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں؟ اور قرآن وسنت اور اصول وکلیات سے اس کی کوئی بنیادی شق متصادم تو نہیں ہے؟ اور بس......، اس میں یہ دیکھنا کہ فلاں عقد کی شرائط پوری نہیں ہورہی ہیں،...... یہ کسی معاملہ کو جزئیہ کی روشنی میں دیکھنا ہے، جبکہ کسی بھی نئے معاملہ کو اصول وکلیات کی روشنی میں پرکھا جائے گا، نہ کہ جزئیات کی روشنی میں، فکرونگاہ کے اسی فرق نے تشویش کی راہ بنائی ہے۔

البتہ اس صورت میں دشواری یہ ہے کہ وعدہ عام حالات میں جمہور فقہاء کے نزدیک لزوم کی بنیاد نہیں بنتا، فقہاء شافعیہ اور فقہاء حنابلہ کے نزدیک کبھی نہیں، فقہاء حنفیہ کے نزدیک صرف تعلیق کی صورت میں اور فقہاء مالکیہ کے نزدیک سبب سے مربوط ہونے کے وقت فی الجملہ یہ لزوم پیدا کرتا ہے، مسئلہ کتب فقہ میں معروف ہے (دیکھئے کشاف القناع ۲۷۹/۶، شرح منتہی الارادات ۴۵۶/۳، روضۃ الطالبین ۳۹۰/۵، الفتاوی البزازیۃ بہامش الہندیۃ ۳/۶، تحریر الکلام فی مسائل الالتزام للحطاب ۱۵۵ وغیرہ)۔

اگر شرکاء زر اشتراک جمع کرنے کے بعد اپنے وعدہ سے منحرف ہوجائیں اور تکافل فنڈ میں شرکت سے انکار کریں تو جمہور فقہاء (حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ) کے مطابق محض وعدہ کی بنیاد پر اس کو مجبور نہیں کیا جاسکتا، اور نہ اس کی رقم بالجبر اس میں لگائی جاسکتی ہے، معاملہ خالص اخلاقی ہے، اس طرح کے اگر کئی کیس سامنے آجائیں تو کمپنی کے لئے دشواریاں کھڑی ہوسکتی ہیں، الا یہ کہ فقہ مالکی پر معاملہ کی بنیاد رکھی جائے، تو ایک قانونی خاکہ تیار ہوسکتا ہے۔

میری رائے میں تکافل کے لئے یہ تینوں بنیادیں شرعی طور پر درست ہیں، یعنی اس کو عقد جدید بھی مانا جاسکتا ہے اور عقود قدیمہ میں وقف یا ہبہ بالعوض کے تناظر میں بھی اس کو دیکھا جاسکتا ہے، لیکن ان تینوں صورتوں میں میرے نزدیک ہبہ بالعوض کو بنیاد بنانا زیادہ بہتر ہے، اور اس کی کئی وجوہ ہیں:

۱- یہ قدیم عربی طریقہ نہد سے زیادہ قریب ہے کہ دونوں میں تعاون کے تبادلہ کی روح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کررہی ہے۔

۲- کمپنی کی کامیابی، تحفظ اور قابل قبول ہونے کے امکانات اس صورت میں زیادہ ہیں۔

۳- مسئلہ کا شرعی حل ممکن ہے اور باہم معاملہ کے خطوط بھی متعین کئے جاسکتے ہیں۔

۴- یہ صورت اختلافات علماء سے بڑی حد تک محفوظ ہے وغیرہ۔

اسلامی تکافل کے انتظامی اصول وضوابط:

اس ضمن میں دوسری بحث کمپنی کے انتظامی ضوابط کی ہے،...... اکثر مقالہ نگاروں نے تکافل کو عقد تبرع قرار دیا ہے اور اس کے طریقۂ کار کو مروجہ تجارتی انشورنس سے مختلف بتایا ہے، اور ماہیت اور طریقۂ کار کا فرق ہی اس کو مروجہ انشورنس سے ممتاز کرتا ہے، متعدد مقالہ نگاروں نے عقد تبرع اور عقد معاوضہ کے فرق کو بھی نمایاں کیا ہے، اکثر حضرات نے الفاظ کے فرق کے ساتھ کمپنی کی تشکیل کے لئے درج ذیل نکات کی نشاندہی کی ہے:

۱- معاملہ کی کوئی شق خلاف شرع نہ ہو۔

۲- فارم میں یہ صراحت کی جائے کہ یہ عقد تبرع ہے، اور میں یہ سرمایہ بطور تبرع جمع کررہا ہوں جس کا مقصد مصیبت و پریشانی کے وقت پریشان حال ممبر کا تعاون کرنا ہے، جس میں وہ خود بھی شامل ہے (ہبہ بالعوض، وعدۂ ہبہ اور وقف کی صورتوں میں تعبیرات میں تھوڑا فرق ہوگا)۔

۳- فارم پر یہ بھی صراحت کی جائے کہ کمپنی جمع شدہ سرمایہ کی مالک نہیں ہوگی، بلکہ وہ بحیثیت وکیل باجرت یا بلا اجرت جملہ امور انجام دے گی، جس کے اخراجات کی ذمہ داری تمام شرکاء پر عائد ہوگی۔

۴- اجرت پر کام کرنے کی صورت میں اجرت کا متعین ہونا ضروری ہے، خواہ وہ تعین رقم کی صورت میں ہو یا حصۂ متناسبہ کی صورت میں، یہ اجرت فنڈ سے ادا کی جائے گی اور یہ بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے کہ یہ اجرت اعمال مضاربت سے خارج کسی اور عمل پر ہو۔

۵- جمع شدہ سرمایہ ایسے بینکوں یا مالیاتی اداروں میں نہ رکھا جائے جہاں سودی یا غیر شرعی کاروبار ہوتا ہو۔

۶- جمع شدہ سرمایہ کا ایک حصہ وقف یا تبرع فنڈ میں محفوظ کیا جائے، جس سے حادثات اور خطرات کے وقت وقف، ہبہ یا فنڈ کے قواعد وضوابط کے مطابق اس کے سرمایے کے تناسب سے اس کے نقصان کی تلافی کی جائے۔

۷- باقی سرمایہ مضاربت کے شرعی ضوابط کے مطابق کسی جائز نفع بخش تجارت میں لگایا جائے، جس کے منافع اخراجات وضع کرنے کے بعد سالانہ یا شش ماہی کے حساب سے تمام شرکاء پر ان کے سرمایے کے تناسب سے تقسیم کردیئے جائیں،

۸- وقف یا تبرع فنڈ کو بھی منجمد رکھنے کے بجائے کسی نفع بخش کاروبار میں لگایا جاسکتا ہے، تاکہ اس کے منافع سے نقصانات کی تلافی کی جاسکے۔

۹- مضاربت کی صورت میں کمپنی انتظامیہ سرمایہ کاری سے ہونے والے نفع کے متناسب متعین حصے کے بھی حقدار ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ مضاربت اور اجارہ کی حدود علیحدہ علیحدہ واضح طور پر متعین ہوں، تاکہ اجارہ کے طور پر وہ صرف متعین اجرت کے حقدار ہوں اور مضاربت کے طور پر ہونے والے نفع میں سے متناسب حصہ کا حق رکھیں۔

۱۰- تبرع یا وقف فنڈ اور سرمایہ کاری کا الگ الگ اکاؤنٹ رکھا جائے۔

۱۱- کمپنی تمام معاملات میں دیانت وامانت کی پابند ہوگی، اور قدرتی آفات کے بغیر کسی کوتاہی یا زیادتی کی صورت میں خسارے کی ذمہ داری کمپنی کی انتظامیہ پر عائد ہوگی، جو اس کی تنخواہ یا منافع سے وصول کیا جائے گا، عام شرکاء اس کے ذمہ دار نہ ہوں گے، البتہ قدرتی آفات یا بلاتعدی خسارے کی صورت میں تمام شرکاء اپنے اپنے سرمایہ کے تناسب سے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خسارے کو پورا کریں گے۔

۱۲- بہتر ہے کہ ایک احتیاطی کی مد بھی رکھی جائے، جو ہنگامی حالات میں کمپنی کے لئے معاون ثابت ہو۔

۱۳- پالیسی خریدنے کے بعد ہر شریک کو وقف یا تبرع فنڈ سے صرف اس وقت تک علحدگی کا حق ہوگا جب تک کہ اس نے کمپنی سے اپنے نقصان کا معاوضہ وصول نہ کیا ہو، البتہ سرمایہ کاری فنڈ سے واپسی حسب معاہدہ باہم رضامندی سے کسی بھی وقت درست ہوگی اور اس کا سرمایہ اس کے منافع کے ساتھ واپس کیا جائے گا۔

۱۴- شرکاء کو اس بات کی ضمانت دی جائے کہ حادثہ پیش آنے کی صورت میں لازمی کاروائی کے بعد بغیر ٹال مٹول کے معاوضہ ادا کیا جائے گا۔

۱۵- بعض حضرات نے رائے دی ہے کہ اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، عمومی تکافل، اور فیملی تکافل:

الف- عمومی تکافل میں اثاثہ جات جیسے گاڑی، مکان ودکان، جہاز، کارخانہ وغیرہ کو ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے رکنیت فراہم کی جائے۔

ب- اور فیملی تکافل میں انسانی زندگی کو پیش آنے والے متوقع خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جائے (مولانا محمد فرقان فلاحی)۔

۱۶- بعض حضرات کی رائے ہے کہ کمپنی کا نام بھی بدل دینا چاہیئے، تاکہ مروجہ غیر اسلامی انشورنس سے ایہام پیدا نہ ہو (مولانا عبید اللہ ندوی، مولانا فرقان فلاحی)۔

۱۷- کمپنی کے خسارے کی صورت میں کمپنی ایسے اداروں سے مدد یا قرض لے سکتی ہے جن کا کاروبار ناجائز اور حرام نہ ہو، حتی الامکان ایسے اداروں سے تعامل کرنے سے گریز کرے جہاں غیر شرعی کاروبار ہوتا ہے، جیسا کہ بالعموم مروجہ انشورنس کمپنیاں کرتی ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،مناسب ہے کہ ایسی اعادۃ التکافل کمپنیاں قائم کی جائیں جو ضرورت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۱۸- تکافل سے جڑے جتنے مخصصات ہیں اور جو سابقہ بچت جمع ہوتی رہی ہے، کمپنی کو تحلیل کرتے وقت سب خیراتی مدوں میں تقسیم کردیا جائے (ڈاکٹر محی الدین غازی)۔

۱۹- تمام امور کی نگرانی کے لئے انتظامی کمیٹی کے علاوہ ایک شرعی نگراں بورڈ بھی مقرر کیا جائے، جس کو تمام معاملات کے دیکھنے کا پورا اختیار ہو اور اس کا فیصلہ کمپنی کے لئے ہر حال میں قابل قبول ہو۔

۲۰- قانونی ماہرین کی بھی ایک ٹیم ہو جو مختلف محاذوں پر کمپنی کو درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرسکے اور مسابقتی میدان میں آگے بڑھنے کی منصوبہ بندی کرسکے۔

۳- تکافل کمپنیوں کا سروے اور جائزہ:

موضوع سے متعلق علمی بحث یہیں پر ختم ہوجاتی ہے، لیکن ضمنی طور پر یہاں دو چیزیں اور بھی قابل بحث ہیں، ایک ہے اسلامی تکافل کے نام پر چلنے والی قومی یا بین الاقوامی کمپنیوں کا سروے اور ان کے طریقۂ کار کا جائزہ، یہ اسلامی تکافل کمپنی کی تشکیل وتعمیر میں رہنما خطوط کا کام دے گا، ہمارے کسی مقالہ نگار نے اس طرح کا کوئی سروے پیش نہیں کیا ہے، لیکن متعدد مقالہ نگاروں نے اسلامی تکافل کے نام پر چلنے والی کمپنیوں کے بارے میں اپنے عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے، فقہ اکیڈمی کی طرف سے عرب علماء کے جو مقالات مندوبین کو ارسال کئے گئے تھے، ان میں بھی بعض علماء نے اپنی اس تشویش کا برملا اظہار کیا ہے،...... بعض مقالہ نگاروں کے انداز بیان سے جھلکتا ہے کہ وہ اسلامی تکافل کی مخالفت نہیں کرتے، بلکہ طریقۂ کار کی وضاحت وشفافیت چاہتے ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ فقہ اکیڈمی اپنے ذرائع سے مطالعاتی سروے پر توجہ دے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور علماء اور ماہرین کے سامنے تفصیلی رپورٹ پیش کرے، یہ اسلامی تکافل کمپنی کے قیام کے لئے بہت مفید ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔

۴- ہندوستان میں اسلامی تکافل کمپنی کے قیام کے امکانات:

دوسری چیز ہے ہندوستان میں اسلامی تکافل کے قیام کے امکانات، اکثر مقالہ نگار اس سلسلے میں خاموش ہیں، البتہ مولانا فرقان فلاحی نے اس تعلق سے خاموشی توڑی ہے، مولانا فلاحی نے ریڈیف میل کی ایک خبر (05-07-09) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اب ریزرو بینک آف انڈیا بھی ہندوستانی بینکوں میں اسلامک بینکنگ کی راہ ہموار کرنے کا مشتاق ہے، نیز L.I.C بھی تکافل سے متعلق تیاریاں کر رہی ہیں، چنانچہ L.I.C کا نیا انٹرنیشنل وینچر Indo-Saudi Insurance Company ہندوستان میں تکافل کی خدمات متعارف کروانے والا پہلا ادارہ ہوگا، اس کے بعد محترم موصوف نے مختلف ملکی، بین الاقوامی، حکومتی، تعلیمی اور عوامی سطح پر اسلامی تکافل کے امتیازات وخصوصیات کو مہم کے طور پر پیش کرنے کی تجویز دی ہے کہ اس سے مسئلہ کا تعارف ہوگا، کمپنی کے قیام میں مدد ملے گی اور لوگوں کے رجحانات میں استحکام پیدا ہوگا۔

☆ مولانا راشد حسین ندوی چھوٹی سطح سے کام شروع کرنے کو کہتے ہیں اور آہستہ آہستہ اس کی توسیع کی سفارش کرتے ہیں۔

☆ مفتی شاہجہاں ندوی بھی ہندوستان میں اس کام کے آغاز کے لئے پرامید ہیں اور اس کو مضاربت کے شرعی اصول پر فروغ دینے کے قائل ہیں۔

☆ مولانا عبدالعظیم اصلاحی نے تکافل کے ویب سائٹ اور اس موضوع پر مطبوعہ عربی وانگریزی مواد سے استفادہ کرنے کی رائے دی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب ساری دنیا میں اسلامی مالیاتی ادارے اور بینک کامیابی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ چل سکتے ہیں تو اسلامی تکافل کا قیام کیوں مشکل ہوگا ؟ متعدد ملکوں میں اس کے تجربات ہورہے ہیں، ہمیں یقین ہے کہ ہندوستان جیسے ملکوں میں بھی یہ تجربہ کامیاب ثابت ہوگا، انشاء اللہ، مناسب ہوگا کہ فقہ اکیڈمی کچھ مالیاتی اداروں کو اس کے لئے آمادہ کرے اور وہ علماء اور ماہرین کے مشورہ سے تکافل کمپنی کے قیام کی کوشش کریں، اللہ پاک آسان فرمائے آمین۔

☆ ☆ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل (اسلامی انشورنس) پس منظر، ضرورت، اسلامی طریقہ کار

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ☆

انسان ایک عاجز مخلوق ہے، اسے بہت سے ایسے واقعات اور حادثات سے گزرنا پڑتا ہے، جو اس کے لئے تکلیف دہ اور ناگوار خاطر ہوا کرتے ہیں، وہ چاہتا ہے کہ ایسے خطرات اور اندیشوں سے اس کو امن حاصل ہو، یا کم سے کم اس کی تلافی کی صورت ہو، مثلاً اس کے گھر میں آگ لگ جائے، اس کا اسٹیمر ڈوب جائے، اس کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو جائے، وہ ایسے حادثہ سے دوچار ہو جائے، جس سے اس کے کام کرنے کی صلاحیتیں متاثر ہو جائیں، تو کوئی ایسی شکل موجود ہو کہ اس کی دشواریاں کم ہو جائیں اور اس کے نقصان کا مکافات ہو سکے، بعض دفعہ انسان کو اپنے متعلقین کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، مثلاً یہ کہ اگر میری موت واقع ہو جائے تو میرے بچوں کی گزر بسر کیسے ہوگی؟ انسان چاہتا ہے کہ وہ ایسے پر خطر اوقات کے لئے کوئی پیش بندی کر لے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ صنعتی ترقی اور مشینی وسائل نے انسان کو سہولت تو بہت پہنچائی ہے؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسی نسبت سے خطرات میں بھی اضافہ کیا ہے، انسان اپنے ہاتھ سے جو کام کرتا ہے، اس کی رفتار اس کے قابو میں ہوتی ہے، مشین کے ذریعہ جو کام انجام پاتا ہے، اس کی نوعیت یہ نہیں ہوتی ہے، مثلاً ایک شخص تیز دوڑ رہا ہو اور آگے کوئی کھائی نظر آجائے تو وہ چشم زدن میں اپنے آپ کو روک سکتا ہے؛ لیکن اگر وہ تیز رفتار موٹر چلا رہا ہو اور اچانک ایک فرلانگ کے فاصلہ پر کھائی نظر آئی تو اتنی جلدی وہ اپنی گاڑی کو کنٹرول نہیں کر سکتا، یہ محض ایک مثال ہے،

☆ ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد، و جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ تو زندگی کے تمام شعبوں میں انسانی عمل اور مشینی عمل کا یہ فرق بالکل واضح ہے، خطرات جس قدر بڑھتے ہیں، اسی قدر ان کے سدباب کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے۔

انشورنس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ جو خطرات افراد واشخاص کے لئے قابل برداشت نہ ہوں، ان کو اس قدر تقسیم کر دیا جائے کہ وہ لوگوں کے لئے قابل برداشت ہو جائے، مثلاً اگر گاڑی سے ایکسیڈنٹ ہو جائے اور ڈرائیور کو دس لاکھ روپے ہرجانہ ادا کرنے کو کہا جائے تو شاید وہ اسے زندگی بھر میں ادا نہ کر سکے؛ لیکن اگر ایک لاکھ افراد ڈرائیور کے پیشہ سے جڑے ہوئے ہوں اور ایک معاہدہ کے تحت ایسے موقع پر ہر ڈرائیور دس روپے ادا کر دے تو اتنی رقم کا ادا کرنا کسی کے لئے بھی بار خاطر نہ ہوگا، انشورنس کا اصل مقصد یہی ہے۔

اسلام اور انشورنس کے بنیادی مقاصد:

غور کیا جائے تو اپنے بنیادی مقصد کے اعتبار سے انشورنس اسلام کے "نظام تکافل" کے عین مطابق ہے، اور کتاب وسنت میں اس کی مختلف نظیریں موجود ہیں، بعض کا ذکر یہاں مناسب ہوگا:

۱- اسلام میں کسی شخص سے متعلق جتنے واجبات ہیں، ان میں سب سے گراں قدر دیت (خون بہا) ہے، شریعت میں دیت کا اصول یہ ہے کہ اس کی ادائیگی تنہا مجرم پر نہیں ہوگی؛ بلکہ اس کے عاقلہ رشتہ دار مل کر اسے ادا کریں گے، بظاہر اس کی دو مصلحتیں ہیں: ایک یہ کہ ایک بھاری ہرجانہ کی ادائیگی عام افراد کے بس سے باہر ہوتی ہے تو اس کے لئے تعاون کا ایک راستہ موجود رہے، دوسرے: جب دیت ادا کرنے میں تمام لوگ شریک ہوں گے تو سب لوگ مل کر جرم کو روکنے کی کوشش بھی کریں گے، دیت صرف قتل عمد پر ہی واجب نہیں ہوتی؛ بلکہ قتل خطا پر بھی واجب ہوتی ہے، اسی طرح ایک متوقع خطرہ کی تلافی کو بہت سے ایسے افراد پر تقسیم کر دیا گیا ہے کہ اس کی ادائیگی ناقابل تحمل باقی نہ رہے، انشورنس کا بھی بنیادی منشا یہی ہے، حضرت عمرؓ نے اس میں مزید وسعت برتتے ہوئے رشتہ داروں کی بجائے اسے "اہل ارزاق" اور "اہل دیوان" کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو گروپ بنا دیئے، اہل دیوان سرکاری اور فوجی ملازمین تھے، اور اہل ارزاق وہ فقراء تھے جن کو ان کی غربت کی وجہ سے وظیفہ دیا جاتا تھا؛ چنانچہ احناف نے اسی سے اخذ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک پیشہ کے لوگ باہم ایک دوسرے کے "عاقد" ہوں گے:

"لو كان اليوم قوم تناصرهم بالحرف فعاقلتهم أهل الحرفة"

(ہدایہ ۴/۶۰ ۳)۔

اس میں مزید سہولت ہے؛ کیونکہ ایک پیشہ کے لوگ ایک طرح کے خطرہ سے دوچار ہوتے ہیں؛ اس لئے وہ زیادہ خوش دلی کے ساتھ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔

۲- رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من ترك دينا أو ضياعاً فليأتني فأنا مولاه" (صحیح البخاری: کتاب الکفالة؛ باب الدین حدیث نمبر: ۲۱۷۶)۔

(جو دین یا قابل پرورش لوگوں کو چھوڑ جائے تو میرے پاس آئے، اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ بات امیر و فرمانروا کی حیثیت سے فرمائی ہے، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسلامی مملکت کا بیت المال ایسی ضرورتوں کو پوری کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

ایک اور روایت میں یہ مضمون زیادہ وضاحت کے ساتھ منقول ہے:

"فأيما مؤمن مات وترك مالا فليرثه عصبته من كانوا، ومن ترك دينا أو ضياعاً فليأتني فأنا مولاه" (صحیح البخاری: کتاب الاستقراض؛ باب الصلاة علی من ترک دینا: ۲۲۶۹)۔

(لہذا جس مؤمن کا انتقال ہو جائے اور وہ ترکہ میں مال چھوڑے تو وہ اس کے عصبہ وارثین کے لئے ہے، اور جو قرض کو یا قابل پرورش لوگوں کو چھوڑ جائے تو میرے پاس آئے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ان کا ذمہ دار ہوں)۔

۳-آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أیما أهل عرصة أصبح فیهم امرؤ جائع فقد برئت منهم ذمة الله"

(مسند احمد عن ابن عمر ۲/ ۳۳، حدیث نمبر: ۲/ ۳۳)۔

(جس آبادی کے لوگوں میں کسی شخص کی صبح اس طرح ہو کہ وہ (رات کو) بھوکا رہا ہو، تو ان سے اللہ تعالی کا ذمہ بری ہے)۔

۴-رسول اللہ ﷺ نے یمن کے قبیلہ اشعر کی تحسین کرتے ہوئے ان کی اس خوبی کا ذکر فرمایا کہ سفر ہو یا حضر، جب ان کا کھانا کم پڑ جاتا ہے تو سب لوگ اپنی غذائی اشیاء کو اکٹھا کر لیتے ہیں اور تمام لوگوں کی ضرورت اجتماعی طریقہ پر پوری کی جاتی ہے، روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

"إن الأشعريين من إذا أرملوا في الغزو، أو قل طعام عيالهم في المدينة، جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد، ثم اقتسموه بينهم في إناء واحد بالسوية، فهم مني، وأنا منهم" (صحیح البخاری، کتاب الشرکۃ، باب فی الطعام والنہد والعروض، حدیث نمبر: ۲۴۵۴)۔

(اشعری لوگوں کا سفر میں جب توشہ ختم ہو جاتا ہے یا مدینہ میں انہیں کھانے کی تنگی ہوتی ہے تو وہ سب کے پاس کا غلہ ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر اسے ایک پیالہ سے برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں، وہ مجھ سے ہیں، میں ان سے ہوں)۔

اس میں بھی آپ نے جس طریقہ کار کی تعریف کی، وہ یہی اجتماعی کفالت کا طریقہ ہے۔

۵-مشہور واقعہ ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ کی امارت میں ایک 'سرہ' کسی مہم پر گیا ہوا تھا، ایک مرحلہ ایسا آیا کہ جس میں غذائی اشیاء نہایت قلیل مقدار میں باقی رہ گئیں، حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوعبیدہؓ نے اس موقع پر تمام لوگوں کے پاس موجود خوردنی اشیاء جمع کیں اور ان کے ذریعہ اجتماعی طور پر لوگوں کے کھانے کا نظم کیا گیا، یہاں تک کہ بعد میں ان حضرات کو ایک بڑی مچھلی مل گئی، جس کو اس زمانہ میں 'سمک عنبر' سے تعبیر کیا جاتا تھا - عجب نہیں کہ وہ وہیل مچھلی رہی ہو- کافی دنوں تک مجاہدین اسی سے اپنی غذائی ضرورت پوری کرتے رہے، روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

"فأنزل أبو عبيدة بأزواد ذلك العيش، فجمع ذلك كله، فكان مزدوی تمر، فكان يقوتنا كل يوم قليلاً قليلاً حتى فَنِيَ....." (صحیح البخاری: باب غزوۃ سیف البحر: ۴۱۰۲)۔

ان دونوں واقعات میں اجتماعی کفالت کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور یہی انشورنس کا بھی بنیادی مقصد ہے۔

۶-رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن المسألة لا تحل إلا لأحد ثلاثة، رجل تحمل حمالة فحلت له المسألة حتى يصيبها ثم يمسك، ورجل أصابته جائحة اجتاحت ماله فحلت له المسألة حتى يصيب قواماً من عيش، أو قال: سداداً من عيش....." (مسلم: ۱۷۳؛ کتاب الزکوۃ باب من تحل لہ المسألۃ، حدیث نمبر: ۲۴۵۱، مسند احمد)۔

(سوال کرنا تین ہی آدمیوں کے لئے جائز ہے، ایک وہ شخص جس نے کوئی ذمہ داری قبول کی تو اس کے لئے اس ذمہ داری کو پوری کرنے کی حد تک سوال کرنا جائز ہے، پھر اس کے بعد وہ اس سے رک جائے، دوسرے وہ شخص جس کو کوئی آفت آگئی ہو اور اس کا مال اس کا شکار ہو جائے، تو اس کے لئے سوال کرنا جائز ہے؛ تا آں کہ اسے زندگی باقی رہنے کے بقدر بقاء زندگی حاصل ہو جائے....)۔

اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے اجتماعی کفالت کا تصور دیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷- یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن مجید نے زکوۃ کا ایک مصرف ''غارمین'' کو قرار دیا ہے، اور غارمین سے بعض اہل علم کے نزدیک وہ لوگ مراد ہیں جو آسمانی اور زمینی آفتوں سے دوچار ہوں؛ چنانچہ امام مجاہدؒ سے منقول ہے:

''ثلاثة من الغارمين: رجل ذهب السيل بماله، ورجل أصابه حريق فذهب بماله، ورجل ذهب له عيال وليس له مال فهو يدان وينفق على عياله''

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۲۱۷، کتاب الزکوۃ، باب ما قالوا فی الغارمین؛ حدیث نمبر: ۱۰۶۶۰)۔

(غارمین میں تین لوگ شامل ہیں: ایک وہ شخص جس کا مال سیلاب میں بہہ گیا ہو، دوسرے: وہ شخص جس کا مال نذر آتش ہو گیا ہو، تیسرے: وہ شخص جس کے زیر پرورش کئی لوگ ہوں اور اس کے پاس مال نہ ہو، تو اسے قرض دیا جائے گا اور اس کے زیر پرورش لوگوں پر خرچ کیا جائے گا)۔

یہ مختلف احادیث اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ شریعت اسلامی اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ پریشان حال شخص کو تنہا چھوڑ دیا جائے اور اس کی پریشانی کو دور کرنے کے لئے سماج اپنا کردار ادا نہ کرے؛ بلکہ اسلام انفرادی ملکیت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ایسے موقعوں پر اجتماعی کفالت کی بھی دعوت دیتا ہے؛ تاکہ غیر معمولی حالات کا مل جل کر مقابلہ کیا جائے، اسلامی حکومت میں چونکہ بیت المال اجتماعی کفالت کی ضرورت کو پورا کرتا تھا، مقررہ واجبات کے علاوہ وہ خصوصی ٹیکس بھی عائد کرنے کا مجاز تھا؛ اس لئے اس کے لئے کسی الگ ادارے کی ضرورت نہیں تھی؛ لیکن ایسا لگتا ہے کہ بعد کو چل کر لوگوں نے اس مقصد کے لئے گروپ اور ادارے قائم کرنے شروع کر دیئے، جس کو علامہ ابن عابدین شامی (متوفی: ۱۲۵۲ھ) کے زمانہ میں ''سوکرہ'' سے تعبیر کیا جاتا تھا، اس کی صورت یہ تھی کہ سمندری تجارت میں کشتی کے ڈوبنے، آگ لگنے، یا سمندری قزاقی کے واقعات پیش آنے کی نوبت آتی رہتی تھی؛ چنانچہ بحری تاجروں نے ایک طریقہ یہ اختیار کیا کہ جب کسی سے کشتی کرائے پر لیتے تو کرایہ کے علاوہ ''سوکرہ'' کے نام سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور رقم بھی اسے ادا کرتے، اس رقم کے بدلے کشتی کا مالک اس کی ذمہ داری قبول کرتا کہ اگر اس کشتی کا مال ضائع ہو جائے گا تو وہ اس کی تلافی کرے گا؛ چنانچہ کشتی والے کا نمائندہ اس شہر میں موجود ہوتا، جہاں کرایہ پر کشتی حاصل کی گئی تھی اور وہ اس رقم کو ادا کرتا تھا- علامہ شامی کی بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس صورت میں ربا پایا جاتا ہے؛ لہٰذا اگر یہ اسلامی ملک میں ہو تو جائز نہیں اور اگر دارالحرب میں اس کا لین دین ہو تو چونکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دارالحرب میں ربا اور عقود فاسدہ کے ذریعہ حربی کا مال لینا جائز ہے؛ اس لئے وہاں اس کی گنجائش ہو سکتی ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: ردالمحتار، باب المستأمن)-

مروجہ انشورنس کا حکم:

غرض کہ انشورنس اجتماعی کفالت کی ایک منظم صورت ہے، یہ اپنے مقصد کے اعتبار سے شریعت اسلامی کے مزاج کے عین مطابق ہے اور اپنے عہد کی ضرورت کے لحاظ سے عہد اسلامی میں اس کی مثالیں موجود ہیں؛ لیکن چونکہ اس وقت نظام معیشت بھی مغرب کے ہاتھ میں ہے اور مغربی نظام معیشت کا تصور یہ ہے کہ جب تک انسان میں خودغرضی نہ ہو، اس وقت تک معیشت ترقی نہیں کر سکتی؛ کیونکہ خودغرضی اور ذاتی مفاد ہی ایسا محرک ہے جو انسان کو جدوجہد اور تگ ودو پر آمادہ کرتا ہے، اسی لئے انہوں نے مختلف معاشی اداروں کی اس انداز پر تشکیل کی کہ اس میں سود اور قمار جیسی برائیوں کو داخل کر دیا؛ تاکہ سرمایہ کار کو نفع تو حاصل ہو؛ لیکن اس کو نہ دوسرے کا تعاون کرنا پڑے اور نہ اپنے سرمایہ کے سلسلہ میں کسی قسم کا رسک اور خطرہ پیدا ہو، ایسے ہی اداروں میں ایک 'انشورنس' بھی ہے-

الف- مروجہ انشورنس میں شرعی نقطہ نظر سے رباء نسا بھی ہے اور ربا فضل بھی، کیونکہ انشورنس کی بعض صورتوں میں جو رقم ادا کی جاتی ہے، وہ ایک مقررہ مدت کے بعد مع اضافہ کے واپس ملتی ہے تو اس میں 'رباء فضل' ہو گیا؛ کیونکہ زیادہ رقم واپس کی جاتی ہے اور 'رباء نسا' تو ہے ہی؛

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ایک کی طرف سے نقد اور ایک کی طرف سے ادھار ادائیگی ہوتی ہے۔

ب- انشورنس کی موجودہ صورت میں 'غرر فاحش' کی کیفیت بھی پائی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسی خرید وفروخت کے معاملہ سے منع فرمایا ہے، جس میں غرر ہو:

"نھی رسول اللہ ﷺ عن بیع الحصاۃ وعن بیع الغرر" (مسلم: کتاب البیوع باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ غرر، حدیث نمبر: ۳۸۸۱)۔

مروجہ انشورنس میں تین پہلوؤں سے غرر موجود ہے، اول یہ کہ جس خطرہ کے تدارک کے لئے انشورنس اسکیم لی گئی ہے، وہ خطرہ پیش بھی آئے گا یا نہیں، دوسرے: اسے کتنی قسطیں ادا کرنی پڑیں گی؟ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی قسط ادا کرے اور خطرہ پیش آجائے اور ہوسکتا ہے کہ سال بھر کی قسط ادا کرے اور کوئی خطرہ پیش نہ آئے، تیسرے: یہ بات بھی متعین نہیں کہ اسے خطرہ پیش آنے کی صورت میں کتنی رقم ملے گی؛ کیونکہ نقصان کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کا اندازہ نہیں ہے اور نقصان کے لحاظ سے ہی وہ معاوضہ کا حقدار ہوگا۔

ج- انشورنس کی مروجہ صورت میں قمار بھی ہے: کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تمام قسطیں ادا کردے اور اس کے مقابلہ میں کچھ حاصل نہ ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تھوڑی سی رقم جمع کرے اور بہت ساری رقم حاصل ہوجائے، اسی کو 'قمار' کہتے ہیں۔

د- غور کیا جائے تو اس میں ایک پہلو دَین کی دَین سے بیع کا بھی ہے، پالیسی لینے والوں کے ذمہ جو قسطیں باقی ہیں، وہ بھی دَین ہے اور کمپنی نے جو ذمہ داری قبول کی ہے، وہ بھی دَین ہے، گویا یہ ایسا معاملہ ہے جس میں دین کا عوض دین کی شکل میں طے پاتا ہے، جس سے رسول اللہ ﷺ نے صراحتاً منع فرمایا ہے۔

ہ- اس میں بعض اخلاقی مفاسد بھی ہیں، جو صرف وہمی نہیں ہیں: بلکہ ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، جیسے وارث کا مورث کے قتل کرنے کی تدبیر کرنا: تاکہ جلد سے جلد انشورنس کی رقم اس کے ہاتھ میں آجائے، خطرات سے مطمئن ہوکر بے احتیاطی سے کام لینا وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان اسباب ووجوہ کے تحت جمہور علماء کا نقطہ نظر یہی ہے کہ انشورنس کی مروجہ شکل حرام ہے، عالم عرب میں معروف عالم و محقق شیخ ابوزہرہ، شیخ محمد بخیت مصری، سابق شیخ الازہر شیخ جاد الحق علی جاد الحق، شیخ محمد غزالی، شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ صالح العثیمن، شیخ یوسف قرضاوی، شیخ احمد سرباسی، ڈاکٹر محمد دسوقی وغیرہ کا نقطہ نظر یہی ہے، عالم اسلام میں غالبًا شیخ مصطفیٰ زرقا، سابق شیخ الازہر شیخ محمد سید طنطاوی، موجودہ مفتی عام مصر ڈاکٹر علی جمعہ کے علاوہ کوئی قابل ذکر شخصیت نہیں، جس نے اس کے جواز کا فتوی دیا ہو۔ اسی طرح برصغیر میں قریب قریب تمام ہی علماء اور ارباب افتاء انشورنس کی مروجہ صورت کے حرام ہونے پر متفق ہیں، میرے حقیر علم کے مطابق ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے علاوہ کوئی اور قابل ذکر صاحب علم نہیں جو اس کے جواز کا قائل ہو۔

اسلامی انشورنس کمپنیاں۔مرحلہ بہ مرحلہ:

ایک طرف انشورنس کی ضرورت اور دوسری طرف مروجہ انشورنس کی شرعی قباحتوں کے پس منظر میں علماء نے ایسے متبادل انشورنس کی طرف توجہ دی ہے، جو انشورنس کے مقصد کو بھی پورا کرے، اور جو مفاسد اس میں شامل ہو گئے ہیں، وہ ان سے خالی بھی ہو؛ چنانچہ اس سلسلہ میں غالبًا سب سے پہلے ۱۹۳۴ء میں شیخ محبّ الدین خطیب نے تجویز پیش کی تھی کہ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اپنے اپنے پیشے سے متعلق اس قسم کے ادارہ کی تشکیل کریں، پھر ۱۹۵۴ء میں مصر کی وزارت اوقاف نے انشورنس کا ایک خصوصی فنڈ قائم کرنے کا پروجیکٹ تیار کیا، جس کو 'قانونی شخصیت' کا درجہ حاصل ہو، پھر ۱۹۷۹ء میں ''فیصل اسلامی بینک سوڈان'' نے باضابطہ انشورنس کمپنی شروع کی، جو اسلامی انشورنس کی پہلی مثال تھی، پھر خلیجی ریاستوں نے لائف انشورنس کے متبادل کے طور پر اسلامک انشورنس کی کمپنی قائم کی اور شارجہ کو اس کا مرکز بنایا گیا (بحوث فی فقہ المعاملات المالیۃ المعاصرۃ للدکتور قرہ داغی: ۲۹۶)، اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس شعبہ میں مسلسل ترقی ہو رہی ہے اور اس وقت تقریبًا بیس اسلامک انشورنس کمپنیاں سوڈان،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحرین، عرب امارات، سعودی عرب، ترکی اور بعض مسلم اقلیتی ممالک جیسے جنوبی افریقہ وغیرہ میں موجود ہیں۔

تکافل کے بنیادی اصول:

اسلامی اصولوں پر جو انشورنس کمپنی قائم ہوگی، اس کی بنیاد ان اصولوں پر ہوگی:

۱- جو لوگ کمپنی کے ممبر بن گئے وہ اپنے اوپر ایک مقررہ مقدار ادا کرنے کو لازم کرلیں گے، مالکیہ کے مسلک کے مطابق انسان اپنے اوپر جس چیز کا التزام کرلے، وہ اس کے ذمہ لازم ہو جاتی ہے، موجودہ عہد کے ان فقہاء نے - جو اسلامی معاشیات میں بھی مہارت رکھتے ہیں- اسی رائے پر فتوی دیا ہے۔

۲- اگر انشورنس کمپنی اس اساس پر قائم ہو تو وہ اپنے ممبران کے نقصانات کی تلافی کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو کچھ نفع بھی دیں گی تو کمپنی کے لئے ضروری ہوگا کہ دو الگ اکاؤنٹ رکھیں، ایک اکاؤنٹ تعاون سے متعلق رقوم کا ہو اور دوسرا اکاؤنٹ سرمایہ کاری کا ہو، سرمایہ کاری والے اکاؤنٹ میں ممبران کی جو رقم جمع ہو، اس کا نفع اسے دیا جائے اور تبرع والے اکاؤنٹ کی رقم نقصانات کی تلافی میں خرچ کی جائے۔

۳- جو رقم تبرع کے اکاؤنٹ میں جمع ہو، اگر وہ سال بھر ممبران کے مقررہ نقصانات کو پوری کرنے کے بعد بچ جائے تو وہ یا تو ممبران کو واپس کردی جائے گی یا ان کی اجازت سے آئندہ کی ضروریات کے لئے اسی اکاؤنٹ میں باقی رکھی جائے گی۔

۴- یہ ادارہ ربوا اور قمار، نیز ہر طرح کے غیر شرعی امور سے خالی رہے گا، اگرچہ ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو اس کی ادا کی ہوئی تبرع کی رقم سے زیادہ مل جائے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اپنے تبرعات تو جمع کرے؛ لیکن اس کو اس کے مقابلے میں کچھ نہ ملے؛ کیونکہ اس کو وہ حادثہ ہی پیش نہیں آیا، جس کی وجہ سے وہ تعاون کا مستحق ہوتا؛ لیکن یہ ربا اور قمار کے دائرہ میں اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے نہیں آئے گا کہ ان دونوں کا تعلق عہد معاوضہ سے ہے، نہ کہ تبرعات سے، اور یہ صورت تبرع کے قبیل سے ہے، اس میں ایسا نہیں ہے کہ بچی ہوئی رقم کے مالک وہ لوگ بن جائیں، جنہوں نے کمپنی قائم کی ہے، اسی طرح اس میں جہالت وغرر پایا جاتا ہے، مگر یہ معاوضات میں باعث فساد ہوتا ہے، تبرعات میں نہیں؛ چنانچہ علامہ قرافی مالکی فرماتے ہیں:

"الفرق ......بين قاعدة ما تؤثر فيه الجهالات والغرر وقاعدة لا يؤثر فيه ذلك من التصرفات ...... وانقسمت التصرفات عنده ثلاثة أقسام: طرفان وواسطة، فالطرفان أحدهما معاوضة صرفة فيجتنب فيها ذلك، إلا ما دعت الضرورة إليه عادة......وثانيهما ما هو إحسان صرف لا يقصد به تنمية المال كالصدقة والهبة والإبراء، فإن هذه التصرفات لايقصد بها تنمية المال ...... فلا ضرر فيه الخ" (کتاب الفروق للقرافی ۱/۱۵۱-۱۵۲)۔

(کن چیزوں میں جہالت موثر ہوتی ہے اور کن تصرفات میں جہالت مؤثر نہیں ہوتی؟ اس کا بیان ......تصرفات تین قسم کے ہیں، دو انتہائی حدیں ہیں اور ایک درمیانی ہے، دونوں حدوں میں سے ایک صورت ان معاملات کی ہے، جو خالص عقد معاوضہ ہیں، ان کا جہالت سے محفوظ رہنا ضروری ہے، سوائے اس کے کہ عادت ورواج کی بنا پر ضرورت اس کے جائز ہونے کا تقاضا کرتی ہو......دوسری صورت یہ ہے کہ وہ خالصتاً تبرع واحسان ہو، اس سے مال کی افزائش مقصود نہ ہو، جیسے: صدقہ، ہبہ، ابراء، کہ ان تصرفات سے مال کی افزائش مقصود نہیں ہوتی کہ اس میں کوئی حرج نہیں)۔

۵-ممبران جو رقم سرمایہ کاری کے لئے لگائیں گے، اس میں ان کی شرکت نفع ونقصان کی اساس پر ہوگی؛ کیونکہ شریعت میں سرمایہ کاری کا بنیادی اصول یہی ہے کہ سرمایہ کار اور محنت کار دونوں کو نفع ہونے کی صورت میں مقررہ تناسب کے مطابق نفع حاصل ہو اور اگر نقصان ہو تو اس کو سرمایہ کار برداشت کرے، یعنی سرمایہ کار سرمایہ کے نقصان کو گوارہ کرے ...ور محنت کار اپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محنت کے نقصان کو گوارہ کرے۔

اس طرح مروجہ انشورنس اور اسلامی انشورنس کے درمیان بنیادی فرق ہے، جس کو درج ذیل نکات میں بیان کیا جاسکتا ہے:

مروجہ انشورنس اور تکافل کا فرق

(۱) مروجہ انشورنس عقد معاوضہ ہے، جس میں کمپنی کے شیئر ہولڈر نفع حاصل کرنے کے لئے اپنی رقم لگاتے ہیں اور کمپنی کے ممبروں کو پیش آنے والے نقصانات کی تلافی کے بعد جو کچھ رقم بچ جاتی ہے، وہ ان کی ملکیت بن جاتی ہے۔	(۱) اسلامی انشورنس عقد تبرع ہے، اس میں تعاون کی نیت سے رقم دی جاتی ہے، نہ کہ نفع کی نیت سے۔
(۲) مروجہ انشورنس میں کمپنی کے شیئر ہولڈرس اور کمپنی کے ممبروں کا الگ الگ اکاؤنٹ نہیں ہوگا؛ بلکہ تمام رقمیں ایک ہی جگہ جمع ہوں گی۔	(۲) اسلامی انشورنس کمپنی میں کمپنی کے ممبروں کی اعانتی قسط کا الگ اکاؤنٹ ہوگا، جو نقصانات کی بھرپائی میں استعمال ہوگا، اور سرمایہ کاری کے لئے جمع ہونے والی رقم کا اکاؤنٹ الگ ہوگا، جس کا نفع شرکاء کو حاصل ہوگا۔
(۳) مروجہ انشورنس کمپنی میں جمع شدہ رقم میں سے جو بچ جائے گی، اس سے پالیسی حاصل کرنے والے ممبروں کا کوئی تعلق نہیں ہوگا، بلکہ شیئر ہولڈر، یعنی کمپنی کے مالکان اس کے مالک ہوں گے۔	(۳) اسلامی انشورنس کمپنی میں تبرع کے طور پر جو رقم دی گئی ہے، اگر اس میں سے بچ جائے تو یا تو ممبروں کو واپس لوٹا دی جائے گی، یا تبرع کے فنڈ میں آئندہ کے لئے اسے محفوظ کرلیا جائے گا، یہ بچی ہوئی رقم کمپنی قائم کرنے والوں کی ملکیت نہیں بنے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) مروجہ انشورنس کمپنی کی نگرانی کے لئے نہ کوئی 'شرعیہ بورڈ' ہوتا ہے اور نہ اس میں اسلام کے حلال وحرام سے متعلق احکام پیش نظر رکھے جاتے ہیں؛ چنانچہ اس میں ربا، قمار، اور غرر کا پایا جانا بالکل واضح ہے۔	(۴) اسلامی انشورنس کمپنی میں اس بات کی رعایت ہوگی کہ تمام کام شریعت کے دائرہ میں ہو اور اس کی نگرانی کے لئے ایک شرعیہ بورڈ بھی ہوگا۔

عملی تطبیق:

اسلامی انشورنس کی بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اس کا مقصد صرف ممکنہ خطرات میں نقصانات کی تلافی کرنا ہو، جو لوگ اس میں ممبر بنیں، ان کا مقصد سرمایہ کاری نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ نقصانات کی تلافی کے لئے تعاون بھی پیش نظر ہو اور حلال طریقہ پر سرمایہ کاری بھی۔

خالص تبرع کی صورت:

پہلی صورت میں انشورنس کی دو شکلیں ہوسکتی ہیں، ایک: ہبہ کی، دوسرے: وقف کی، اور یہ دونوں ہی تبرع کے قبیل سے ہیں، اگر ہبہ کی بنیاد پر تکافل کا نظام قائم ہو تو اس میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک تو یہ ہبہ مشروط ہے کہ اگر اس گروپ میں سے کسی شخص کو فلاں حادثہ پیش آئے تبھی اس کو رقم دی جائے گی تو کیا مشروط ہبہ درست ہو جائے گا؟ دوسرے: یہ کہ ہبہ کرنے والا کسی حادثے سے دوچار ہو تو وہ خود بھی اس سے فائدہ اٹھاتا ہے، یہ تو کیا یہ بات درست ہے کہ واہب اپنے ہبہ کے مقابلہ میں عوض کی شرط لگا دے اور ایسی صورت میں کیا یہ ہبہ درست ہوگا؟

جہاں تک ہبہ میں شرط لگانے کی بات ہے، تو اول تو فقہاء کے اصول کے مطابق تبرعات کے منعقد ہونے کے لئے شرط لگانا مانع نہیں ہے، معاوضات میں شرط لگانا نقصاندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، معاوضات میں شرط لگادی جائے، اس کے باوجود ہبہ نافذ ہو جاتا ہے، چنانچہ علامہ بابرتی لکھتے ہیں:

"وأما الهبة والصدقة والنكاح والخلع والصلح عن دم العمد، فإنها لا تبطل بالشروط الفاسدة، لأن الفساد باعتبار إفضائه إلى الربا، وذلك لا يتحقق إلا في المعاوضات، وهذه تبرعات وإسقاط" (العنایۃ، کتاب البیوع، باب بیع الطریق وہبتہ ۹/۱۷۲، نیز دیکھئے: شرح فتح القدیر ۶/۴۴۹)۔

تاہم اگر غور کیا جائے تو یہاں نفس ہبہ میں شرط نہیں لگائی جارہی ہے، بلکہ تبرع جمع کرنے والا انشورنس کمپنی کو وکیل بنارہا ہے کہ وہ فلاں فلاں صورت حال سے دوچار لوگوں ہی کو اس میں سے رقم ادا کرے، گویا یہ 'وکالت مقیدہ' ہے؛ لیکن جب وکیل اپنے موکل کی طرف سے مستحق شخص کو رقم ادا کرتا ہے تو اس وقت موہوب لہ پر کوئی شرط نہیں لگائی جاتی؛ اس لئے درحقیقت یہ اشتراط فی الہبہ کے دائرہ میں آتا ہی نہیں ہے۔

دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا خود ہبہ کرنے والے کے لئے یہ درست ہوگا کہ وہ جن لوگوں کو ہبہ کرچکا ہے، ان سے تعاون وصول کرے؟ تو اس سلسلہ میں فقہاء احناف اور مالکیہ کا تصور یہ ہے کہ ہبہ بالعوض بھی درست ہے؛ چنانچہ صاحب "ہدایہ" علامہ مرغینانی 'رجوع عن الہبۃ' کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"......لأن المقصود بالعقد هو التعويض للعادة" (ہدایہ مع العنایۃ وفتح القدیر ۹/۴۰)۔

فقہ مالکی کی معروف کتاب "شرح خرشی" میں ہے:

"وهبة الثواب عطية قصد بها عوض مالي" (شرح خرشی ۷/۱۰۲)۔

فقہاء شوافع کے یہاں اگرچہ راجح قول یہ ہے کہ ہبہ بالعوض میں اگر عوض معلوم ہو تو اس کا حکم بیع کا ہوگا نہ کہ ہبہ کا؛ لیکن ایک قول یہ بھی ہے کہ اس پر ہبہ کے احکام بھی جاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے:

"......وقيل: هبة، فتثبت له أحكام الهبة" (دیکھئے: روضۃ الطالبین ۵ / ۳۸۴)۔

احادیث سے ہبہ بالعوض کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے؛ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: "الرجل أحق بهبته ما لم يثب منها" (سنن ابن ماجہ، کتاب الہبات، حدیث نمبر: ۲۳۸۷، وفی الزوائد: إسنادہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع وھو ضعیف، مستدرک الحاکم، کتاب البیوع، حدیث نمبر: ۲۲۲۳" قال الحاکم: ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ") یہ روایت متعدد کتب میں متعدد راویوں سے منقول ہے، غرض کہ ہبہ بالعوض جائز ہے، اگر انشورنس کی بنیاد ہبہ پر ہو تو اس کو ہبہ بالعوض مانا جاسکتا ہے۔

وقف کی صورت:

دوسری صورت یہ ہے کہ انشورنس کی بنیاد 'وقف' پر ہو، وقف کی صورت میں جو رقم تبرعاً جمع ہوگی، اس کی سرمایہ کاری کی جائے گی اور اصل رقم کو باقی رکھا جائے گا، اسی طرح کچھ اور لوگ بھی اس وقف کو متاثر لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے تعاون دے سکتے ہیں، پھر سرمایہ کاری سے جو نفع حاصل ہو، نیز وقف میں جو تعاون کی رقم جمع کی جائے، اسے کمپنی کے اصول کے مطابق ممبروں کے مطالبات کی تکمیل میں خرچ کیا جائے گا۔

اس سلسلہ میں دو باتیں بنیادی اہمیت کی حامل ہیں: ایک یہ کہ وقف اور مملوکات وقف دونوں کے احکام الگ الگ ہیں، اصل وقف کو باقی رکھتے ہوئے اس سے استفادہ کیا جائے گا؛ لیکن جو مملوکات وقف ہیں، ان کو باقی رکھنا ضروری نہیں، جیسے کوئی مکان یا کھیت وقف کیا جائے تو مکان اور کھیت کو باقی رکھنا ضروری ہے؛ لیکن مکان سے جو کرایہ اور کھیت سے جو پیداوار حاصل ہو وہ بعینہ وقف نہیں؛ اس لئے ان کو مصارف وقف پر خرچ کیا جاسکتا ہے، دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ 'وقف' ایسا تبرع ہے، جس سے خود متبرع بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے؛ لہٰذا اس صورت میں خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبرع کرنے والے کے اس سے فائدہ اٹھانے میں کوئی قباحت نہیں اور نہ اس میں کسی تاویل وتوجیہ کی ضرورت پیش آتی ہے؛ اس لئے وقف کو 'تکافل' کی بنیاد پر بنانا زیادہ بہتر نظر آتا ہے، جس کا تصور غالباً سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ''مجلس تحقیقات شرعیہ'' (ندوۃ العلماء لکھنؤ) کے استفتاء کا جواب دیتے ہوئے ۱۳۸۴ء میں پیش کیا، اس وقت پاکستان میں اسی بنیاد پر 'تکافل' کے نظام کا کامیاب تجربہ کیا جارہا ہے۔

سرمایہ کاری کے ساتھ تبرع:

تکافل کی دوسری بنیادی صورت یہ ہے کہ تبرع کے ساتھ ساتھ سرمایہ کاری بھی ہو، اب اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ متبرع پوری رقم انشورنس کمپنی کو سرمایہ کاری کے مقصد سے دے اور متعین کردے کہ اس پر حاصل ہونے والے نفع کا کچھ فیصد تبرع ہوگا اور کچھ فیصد اس کو بطور نفع واپس ملے گا، گویا متبرع کی اصل رقم ضرورت مندوں پر صرف نہیں ہوگی؛ بلکہ اس سے حاصل ہونے والا نفع ان پر صرف ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ اصل رقم میں سے کچھ حصہ تبرع کے لئے کردیا جائے اور کچھ حصہ نفع کے لئے مختص ہو، جو رقم تبرع کے لئے ہے، اگر وہ بطور ہبہ کے ہو تو اصل رقم بھی مستحقین پر خرچ کی جاسکتی ہے اور اگر بطور وقف کے ہو تو اصل رقم کو باقی رکھتے ہوئے اس کا نفع مستحقین پر صرف کیا جائے گا اور جو رقم اس نے نفع حاصل کرنے کے لئے دی ہے، اس کا نفع اس کو واپس ملے گا۔

پھر جو تبرع کرنے والا اپنی رقم کے کچھ حصہ پر نفع حاصل کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے دو صورتیں ہیں: ایک صورت یہ ہے کہ انشورنس کمپنی کو وہ رقم بطور مضاربت کے دے، اس رقم میں کمپنی کی حیثیت 'مضارب' کی ہے اور ممبران کی حیثیت 'رب المال' کی؛ چنانچہ مضاربت کے اصول کے مطابق رب المال اپنے حصہ کا نفع لے لے اور کمپنی اپنے حصہ کا نفع، جس کو وہ مستحقین پر خرچ کرے، دوسری صورت یہ ہے کہ ممبران کمپنی کو 'وکیل بالاستثمار' بنادیں، کمپنی اپنی صوابدید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس سرمایہ کو لگائے اور بحیثیت وکیل ممبران سے اجرت وکالت حاصل کرے، ایسی صورت میں کمپنی کو نفع ونقصان سے تعلق نہیں ہوگا؛ بلکہ وہ بہرصورت اجرت کی مستحق ہوگی، غرض کہ یہ ایسی صورت ہے جس میں ممبروں کو بصورت استحقاق تعاون بھی حاصل ہوگا اوران کو نفع بھی ملے گا۔

تکافل کی یہ ایسی صورتیں ہیں، جو انشورنس کی تمام ہی صورتوں میں قابل عمل ہیں۔ لائف انشورنس کی صورت میں ممبروں کی رقم کا ایک حصہ مضاربت پر لگایا جائے گا اور جب رقم ادا کرنے کی نوبت آئے تو اس کا اصل سرمایہ اور مضاربت کے ذریعہ حاصل ہونے والا نفع ادا کرنے کے بعد بقیہ رقم تبرع کی مدد سے پوری کی جائے گی؛ البتہ بنیادی اصول یہ ہے کہ انشورنس ان ہی چیزوں میں قبول کیا جائے گا، جن کی خرید وفروخت یا جن کو کرایہ پر لگانا جائز ہو، جو بات خود نا جائز ہو، یا جس پالیسی کے پیچھے انشورنس لینے کی غرض ظاہر ہو کہ وہ ایک حرام مقصد کے لئے انشورنس حاصل کر رہا ہے تو ایسی چیز کا انشورنس جائز نہیں۔

انشورنس کی رقم، مالک کی وفات کے بعد:

انشورنس سے متعلق ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کی حیثیت کیا ہوگی؟ تو اگر اس نے انشورنس کے لئے کسی کو نامزد نہ کیا ہو تو اس کی حیثیت اس کی موت کے بعد ترکہ کی ہوگی اور تمام ورثہ کا حق اس سے متعلق ہوگا، اور اگر اس نے کسی شخص کو نامزد کیا ہو تو اس کی حیثیت وصیت کی ہوگی اور اس پر وصیت کے احکام جاری ہوں گے؛ چنانچہ 'معاییر شرعیہ' میں ہے:

"فی حالة التأمين التعاونی لحالة الموت (التكافل) توزع المستحقات طبقاً لأحكام الميراث على اعتبار أنها من تركة المشترك المتوفى، إلا إذا حددها لأشخاص أو أغراض بعد موته، وحينئذ تطبق عليها أحكام الوصية" (معاییر شرعیہ، دفعہ ۴/۱۰)۔

تاہم اس حقیر کا خیال ہے کہ اسلامی انشورنس کمپنیوں کو ایسا فارم بنانا چاہئے، جس میں اس بات کی صراحت ہو کہ وہ جس کو نامزد کر رہا ہے، اس کو اپنی زندگی میں وہ رقم ہبہ کر رہا ہے، یا وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لئے وصیت کررہا ہے؛ بشرطیکہ اس کے حق میں وصیت جائز ہو، یا وہ اس کی موت کے بعد اس کا ترکہ ہوگا اور کمپنی تمام ورثہ کو ان کے حق کے مطابق ادا کرے گی، یا وہ اپنے ورثہ میں سے کسی کو اپنا وکیل بنائے گا، جو کمپنی سے رقم وصول کرے اور تمام ورثہ کو اس کے حقوق کے مطابق ادا کرے، فارم میں اس بات کی اچھی طرح وضاحت ہونی چاہئے۔

ری انشورنس (اعادۃ التأمین):

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مطالبات بڑھ جاتے ہیں اور کمپنی کے پاس موجود رقم کم پڑ جاتی ہے، ایسے مواقع کے لئے ری انشورنس کمپنیاں موجود ہیں، انشورنس کمپنیاں ری انشورنس کمپنیوں کو ممبر بناتی ہیں، جو ان حالات میں ان کو قرض فراہم کرتی ہیں، جو قرض دیتی ہیں، اس پر انٹرسٹ حاصل کرتی ہیں اور ری انشورنس کی ممبر بننے والی کمپنیاں جو رقم بطور فیس کے جمع کرتی ہیں، ان پر انٹرسٹ دیتی ہیں، ظاہر ہے کہ یہ صورت جائز نہیں؛ لیکن اگر اسلامی ری انشورنس کمپنیاں موجود نہ ہوں تو مجبوری کے درجہ میں ری انشورنس کمپنیوں سے استفادہ کرنے کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ قدر ضرورت سے زیادہ نہ ہو، نیز تکافل کمپنی کو ری انشورنس کمپنی جو زائد رقم ادا کرے، اسے غرباء پر خرچ کردینا ضروری ہے۔

نیز یہ بات بھی ضروری ہے کہ مسلم ممالک اور مسلمان تجار خود اسلامی ری انشورنس کمپنی قائم کریں؛ تاکہ اسلامی انشورنس کمپنیاں سود اور قمار پر مبنی ری انشورنس کمپنیوں کی بجائے تبرع پر مبنی ری انشورنس کمپنیوں کی ممبر بنیں، ری انشورنس کمپنیوں کا طریقۂ کار بھی وہی ہوگا، جو انشورنس کمپنیوں کا ہے، یعنی یہ ری انشورنس کمپنیوں کو اپنے جمع شدہ تبرعات کا کچھ حصہ بطور ممبری فیس کے دیں گی، ری انشورنس کمپنی جمع شدہ رقم کو نفع آور بنائے گی اور اپنی ممبر انشورنس کمپنیوں کے مطالبات ادارہ کے مقررہ قاعدہ کے مطابق بطور تعاون یا بطور قرض حسنہ پورا کریں گی، نیز اس کے بھی وہی قواعد ہوں گے، جو عام اسلامی انشورنس کمپنیوں کے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی انشورنس کے بنیادی خطوط

مولانا اختر امام عادل قاسمی ☆

اسلام ایک ہمہ گیر اور مستقل نظام حیات کا نام ہے، اس کے پاس زندگی کے ہر مرحلے کے لئے مکمل، اطمینان بخش اور قابل عمل ہدایات موجود ہیں، اس کو اپنی رہنمائی کے لئے کسی مصنوعی نظام حیات سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ صدیوں کا مشاہدہ اور تجربہ یہ ہے کہ ہر دور میں مصنوعی نظام نے اپنی ساخت، استحکام اور معنویت کے لئے اسلامی اصول وکلیات کا سہارا لیا ہے۔

آج عالمی طور پر اس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ ان بنیادوں کو دریافت کیا جائے جن پر اسلامی انشورنس کی تشکیل کی جاسکے، اور ایک بہتر تکافلی نظام کی تعمیر ہوسکے، کہ ایک ترقی یافتہ معاشرہ کے لئے اس کی بہت اہمیت ہے۔

اسلامی تعلیمات میں تکافل کی بنیادیں:

اسلامی تعلیمات میں اس کی بنیادیں موجود ہیں:

تعاون باہم:

الف- اسلام تعاون باہم اور تبرع وایثار کا سب سے بڑا وکیل ہے، قرآن وحدیث کی بے شمار نصوص میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون، ایثار اور محبت وخلوص کی تلقین کی گئی ہے، مثلاً:

☆ مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور بہار۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆"تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان" (مائدہ:۲)۔
(نیکی اور تقوی کے کاموں میں تعاون کرو، ظلم و گناہ کے کاموں میں تعاون مت کرو)۔

☆"إنما المؤمنون إخوۃ" (حجرات:۱۰) (تمام مسلمان بھائی ہیں)۔

☆"ویسألونک ماذا ینفقون قل العفو" (بقرۃ:۲۱۹)۔
(لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں آپ فرمادیں کہ عفو (ضرورت سے زائد مال) میں سے خرچ کرو)۔

دولت کو دانت سے پکڑنے والوں کو قرآن متنبہ کرتا ہے:

☆ "والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللّٰہ فبشرهم بعذاب ألیم، یوم یحمیٰ علیها فی نار جهنم فتکویٰ بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لأنفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون" (توبہ:۳۴،۳۵)۔

(جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں صرف نہیں کرتے، ان کو دردناک عذاب کی بشارت سنادیں، جس دن یہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا، یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، پس چکھو جمع کرنے کا مزہ)۔

دولت اللہ کی بڑی نعمت ہے، مگر اس سے زیادہ آزمائش بھی ہے، حدیث میں آتا ہے:

"لن تزول قدما عبد حتی یسأل عن أربع ......وعن ماله من أین اکتسبه وفیما أنفقه (المعجم الکبیر للطبرانی ۲۰/ ۲۶۸ نیٹ)۔

(ابن آدم کے قدم کل روز قیامت رب العالمین کے سامنے سے ہٹ نہیں سکیں گے جب تک کہ وہ چار سوالات کے جوابات نہ دے لے...... (ان میں ایک سوال یہ ہوگا کہ) ......مال تم نے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ما آمن بی من بات شبعان وجارهٔ جائع وهو یعلم (المجمع للہیثمی ۸/۱۶۷ بحوالہ طبرانی کبیر، مسند احمد ۸/۴۸۶، ط الرسالۃ، کنز العمال فی سنن الاقوال والاعمال ۹/۵۳ ط الرسالۃ)۔

(اس کا ایمان کامل نہیں جو رات میں آسودہ ہو کر سوئے اور اسے معلوم ہو کہ اس کا پڑوسی بھوکا ہے)۔

ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من کانت لهٗ فضل أرض فلیزرعها أو لیمنحها أخاه فإن أبیٰ فلیمسک أرضه" (صحیح مسلم باب کراء الارض ۵/۱۹ حدیث نمبر ۳۹۹۹ ط بیروت)۔

(جس کے پاس زائد زمین ہو وہ کاشت کرے یا اپنے بھائی کو دے دے، اگر اس کی خلاف ورزی کرے تو اس کی زمین روک لی جائے۔

ارشاد نبوی ہے:

"من کان معهٗ فضل ظهر فلیعد به علیٰ من لاظهر لهٗ ومن کان لهٗ فضل زاد، فلیعد به علی من لا زاد له" (صحیح مسلم باب استحباب المواساۃ بفضول المال ۵/۱۳۸ حدیث نمبر ۴۶۱۴، صحیح ابن حبان ۱۲/۲۳۸ ط مؤسسۃ الرسالۃ)۔

(جس کے پاس زائد سواری ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور جس کے پاس زائد کھانا ہو وہ اس کو کھانا حوالہ کر دے جس کے پاس کھانا نہیں ہے)۔

مومن کی شان:

☆ ایک مؤمن کو دنیا میں اس طرح رہنا چاہئے کہ ساری کائنات اس سے مستفید ہو، امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا:

"فلا یغرس المسلم غرساً فیأکل منه إنسان و لا دابة ولا طیر إلا کان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

له صدقة يوم القيامة" (صحیح مسلم باب فضل الغرس والزرع ۸/ ۱۷۹، حدیث نمبر ۲۹۰۳)۔

(مسلمان کوئی پودا لگائے پھر اس سے کوئی انسان، جانور یا پرندہ کھائے تو وہ اس کے لئے کل روز قیامت صدقہ بنے گا)۔

عام انسانی بنیادوں پر امداد باہم:

ب- غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کے شخصی امداد و تعاون پر تو نصوص بھری پڑی ہیں، لیکن عام انسانی ضرورت کے وقت امداد باہم کے سلسلے کی ہدایات بھی کم نہیں ہیں، بطور نمونہ میثاق مدینہ کی چند دفعات کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں جو ہجرت کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کے حکم سے مسلمانوں اور یہودیوں کے لئے تیار کی گئی تھی،

☆ "المهاجرون من قريش على ربعتهم يتعاقلون بينهم وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المسلمين" (سیرت ابن ہشام ۱/ ۵۰۱، الروض الانف للسہیلی ۲/ ۳۴۵، عیون الاثر لابن سید الناس ۱/ ۲۶۰، النہایۃ فی غریب الاثر لابن محمد الجزری ۳/ ۵۳۴)۔

(مہاجرین قریش اپنی سابقہ حالت پر برقرار رہیں گے اور آپس میں ایک دوسرے کی دیت ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ مسلمانوں کے درمیان معروف طریقے پر حق و انصاف کے ساتھ ادا کریں گے)۔

اس کے بعد اوس و خزرج اور انصار کے دیگر قبائل کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان کو باہم ایک دوسرے کا مددگار قرار دیا گیا ہے، اس کو ہم قبائلی تکافل کہہ سکتے ہیں۔

☆ "إن المؤمنين لا يتركون مفرحاً بينهم أن يعطوه بالمعروف في فداء أو عقل" (حوالہ بالا)۔

(مسلمانوں کو بوجھل اور مایوس نہیں چھوڑا جائے گا، بلکہ ان کا فدیہ اور دیت سب مل کر ادا کریں گے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مسلمانوں کے مابین تکافلی نظام کا قیام ہے،

☆" وإن المؤمنين المتقين علىٰ من بغىٰ منهم أو ابتغىٰ دسيعة ظلم أو إثم أو عدوان أو فساد بين المؤمنين وأن أيديهم عليه جميعاً ولو كان ولد أحدهم" (حوالہ جات سابقہ)۔

(متقی مسلمان باغیوں اور ظالموں کے ظلم وگناہ اور فساد وطغیان کے خلاف مضبوط دیوار ہوں گے، سب کی قوت ایک مانی جائے گی، چاہے ان میں سے کسی کا کوئی بچہ ہی کیوں نہ ہو)۔

یہ بھی اجتماعی تکافل کی ایک نظیر ہے کہ ظلم وعدوان کے خلاف تمام مسلمانوں کو صف واحد میں کھڑا کر دیا گیا۔

☆" وإن المؤمنين بعضهم موالي بعض دون الناس" (حوالہ بالا)۔

(مسلمان دوسرے لوگوں کے مقابلے میں باہم ایک دوسرے کے مددگار رہوں گے)۔

یہ بھی مسلمانوں کے تکافل اجتماعی کا ایک نمونہ ہے۔

☆" وإنهُ من تبعنا من يهود، فإن له النصر والأسوة غير المظلومين ولا متناصرين عليهم" (الروض الانف ۲/ ۳۴۵)۔

(جو یہود ہمارے حمایتی ہونگے ان کو یکساں طور پر امداد واستحقاق حاصل ہوگا، ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا، اور نہ ان کے خلاف کسی کی مدد کی جائے گی)۔

یہ خطہ کی بنیاد پر اجتماعی تکافل کی مثال ہے۔

☆" وإن كل غازية غزت معنا يعقب بعضهم بعضاً" (حوالہ بالا)۔

(جو جماعت ہمارے ساتھ جہاد میں نکلنے کی خواہشمند ہے ان میں باہم ترتیب قائم ہوگی، اور وہ یکے بعد دیگرے نکلیں گے)۔

یہ حربی حالات میں اجتماعی تکافل کی صورت ہے، ظاہری بات ہے کہ ترتیب قائم ہو جانے کے بعد جو لوگ جنگ میں نہیں جائیں گے وہ ان لوگوں کے گھروں کی ضروریات کا خیال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھیں گے جو جنگ میں جا چکے ہیں)۔

☆"وإن المؤمنين يبيء بعضهم علىٰ بعض بمانال دمائهم في سبيل الله" (حوالہ بالا)۔

(راہ خدا میں شہادت کی صورت میں مسلمان ایک دوسرے کی مکافات برابر طور پر کریں گے)۔

یہ بھی جہاد کے حالات میں باہم تعاون کی صورت ہے۔

☆"وإنهٗ من اغتبط مؤمناً قتلاً عن بينة، فإنهٗ قود به، إلا أن يرضىٰ ولي المقتول وإن المؤمنين عليه كافة ولا يحل لهم إلا قيام عليه" (حوالہ بالا)۔

(جو کسی مومن کو بلا قصور قتل کر دے، اور ثبوت قتل موجود ہو تو اس کا قصاص لیا جائے گا، الا یہ کہ مقتول کے اولیاء راضی ہو جائیں اور یہ ذمہ داری تمام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے اور ان کے لئے نظام قصاص کے قیام کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے)۔

مظلوموں کی امداد کے مسئلہ پر یہ اجتماعی تکافل کی بہترین نظیر ہے۔

☆"وإن اليهود ينفقون مع المؤمنين ما داموا محاربين" (حوالہ سابقہ)۔

(جنگی حالات کے دوران یہود مسلمانوں کی مالی امداد جاری رکھیں گے)۔

☆"وإن بينهم –بين المسلمين واليهود– النصر علىٰ من حارب أهل هذه الصحيفة" (حوالہ سابقہ)۔

(مسلمان اور یہودی باہم تعاون کے پابند ہوں گے ان لوگوں کے خلاف جو اس میثاق میں شامل فریقوں سے برسر پیکار ہوں)۔

☆"وإن بينهم النصح والنصيحة" (حوالہ بالا)۔

(ان کے درمیان باہم ہمدردانہ اور خیر خواہانہ جذبات کارفرما رہیں گے)۔

☆"وإن بينهم النصر على من دهم يثرب" (حوالہ بالا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مدینہ منورہ پر یلغار کرنے والوں کے خلاف یہ باہم ایک دوسرے کے تعاون کے پابند ہوں گے)۔

غرض اس میثاق میں تعاون باہم اور تکافل اجتماعی کیلئے پورا خاکہ موجود ہے، اس میں دیت کی ادائیگی، قیدیوں کی رہائی، قرض یا کمر توڑ اخراجات کے بوجھ سے دبے ہوئے انسانوں کی امداد، ظلم وفساد کا دفاع وغیرہ مختلف مشکل مراحل کے لئے اجتماعی تعاون وتکافل کی بنیادیں مہیا کی گئی ہیں، اسی طرح یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس کے لئے مذہب، خطہ، زبان یا پیشہ کسی بھی چیز کو اساس بنایا جاسکتا ہے۔

انشورنس کے مقاصد:

انشورنس کے بنیادی مقاصد تین ہیں: ١-خطرات سے تحفظ اور ذہنی اطمینان ٢-مصیبت کے وقت ایک دوسرے کا تعاون، ٣-مستقبل کے لئے احتیاطی تدابیر۔

شریعت اسلامیہ میں ان تینوں کے لئے پوری گنجائش موجود ہے بشرطیکہ ان میں ناجائز عناصر کی آمیزش نہ ہو:

تحفظ واطمینان:

انسان فطری طور پر امن پسند واقع ہوا ہے، ہر شخص کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ اسے ایسی جگہ اور ایسا ماحول نصیب ہو جہاں وہ مکمل اطمینان وسکون کے ساتھ رہ سکے، جہاں اس کی جان ومال کو کوئی خطرہ نہ ہو، جس جگہ وہ پوری آزادی اور بے فکری کے ساتھ اپنی ترقی کی رفتار کو جاری رکھ سکے، اسلام نے انسان کی اس فطری خواہش کو رد نہیں کیا، بلکہ قرآن کریم میں اس کا ایک نعمت خداوندی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے:

﴿فليعبدوا رب هذا البيت، الذى أطعمهم من جوع وآمنهم من خوف﴾ (سورہ قریش)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پس چاہئے کہ لوگ اس گھر کے پروردگار کی عبادت کریں جس نے ان کو کھانا دے کر بھوک سے اور امن عطا فرما کر خوف سے نجات عطا فرمائی)۔

حضرت ابراہیمؑ نے بلد حرام کے لئے امن کی دعا فرمائی:

﴿وإذ قال إبراهيم رب اجعل هذا البلد آمنا﴾ (سورہ ابراہیم: ٣٥)۔

(اس وقت کو یاد کریں جب حضرت ابراہیمؑ نے دعا مانگی، پروردگار! اس شہر کو امن والا شہر بنا دیجئے)۔

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:

"من أصبح منكم معافاً في جسده آمناً في سربه وعنده قوت يومه فكأنما حيزت له الدنيا" (سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب القناعۃ ص ١٣٨٧، حدیث نمبر ٤١٤١)۔

(جس کی صبح اس حال میں ہو کہ جسمانی تکلیف سے آزاد اور نجی زندگی میں پر امن ہو اور اس کے پاس اس دن کی رزق موجود ہو تو گویا اسے ساری دنیا حاصل ہوگئی)۔

☆ اسی طرح قرآن کریم کی متعدد نصوص میں بقائے امن اور خطرات سے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں، ارشاد ہے:

﴿يا أيها الذين آمنوا خذوا حذركم فانفروا ثبات أو انفروا جميعاً﴾

(سورہ نساء: ٧١)۔

(اے ایمان والو! اپنے تحفظ کا سامان اختیار کرو، یا تو سب الگ الگ نکلو، یا ایک ساتھ نکلو)۔

﴿وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين﴾ (سورہ البقرہ: ١٩٥)۔

(راہ خدا میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھ تباہی کی طرف مت بڑھاؤ اور حسن عمل اختیار کرو، اللہ پاک نیکوکاروں کو پسند فرماتے ہیں)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علاوہ ازیں شریعت اسلامیہ کی بے شمار ہدایات موجود ہیں جن میں ایک محفوظ اور پرامن سوسائٹی کی تشکیل پر زور دیا گیا ہے، جس میں ہر شہری کو اپنے حقوق کے معاملے میں مکمل تحفظ حاصل ہو، خلافت الٰہی کی ضرورت اسی لئے ہے، خلیفۂ وقت ملک میں اسی نظام کو نافذ کرنے کا پابند ہے، جس میں شریعت کی روشنی میں امن وامان کا ماحول بنایا گیا ہو، انسانی سوسائٹی اور حیوانی سوسائٹی میں یہی چیز خط امتیاز بنتی ہے، اگر انسانی معاشرہ بھی امن وامان اور نجی تحفظات سے محروم ہو تو اس میں اور حیوان میں کیا فرق رہ جائے گا؟

خطرات سے تحفظ کے لئے تعاون باہم:

انسانی زندگی ہر وقت خطرات کے دہانے پر ہے، اور اس سے کوئی فرد مستثنیٰ نہیں ہے، اسی لئے تنظیمی زندگی کی بڑی اہمیت ہے، خطرات یا نقصانات کا مقابلہ ایک فرد کے لئے مشکل ہے، لیکن یہی بوجھ پوری جماعت پر تقسیم کر دیا جائے تو آسان ہو جاتا ہے، اسلام نے جائز مقاصد کے لئے ایک دوسرے کے تعاون کا حکم دیا ہے، قرآن کریم میں ہے

﴿وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾ (سورہ المائدۃ: ٢)۔

(نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو، ظلم وگناہ میں تعاون مت کرو)۔

تعاون اپنے وسیع معنیٰ میں اسلامی سوسائٹی کی بنیاد ہے، اس میں مالی، بدنی، اخلاقی ہر قسم کا تعاون داخل ہے، اسلامی سوسائٹی میں جس طرح مصیبت کے وقت تعاون مطلوب ہے اسی طرح خطرات کی پیش بندی کے لئے بھی تعاون پسندیدہ چیز ہے، خطرہ فقر وفاقہ کا ہو، کساد بازاری کا ہو، تجارتی نقصانات کا ہو، جان کو درپیش ہو یا مال کو، جسمانی صحت متأثر ہوتی ہو یا عزت وآبرو، کسی بھی قسم کا خطرہ ہو، اگر اس کی پیش بندی کے لئے جائز طریق اختیار کیا جاتا ہے تو ایک دوسرے کا تعاون کیا جانا چاہئے، کہ اس سے فرد کی زندگی اور جماعت کی ترقی وابستہ ہے، سنت نبوی میں اس کی بہترین مثال نہد والی روایت ہے جس کو امام بخاریؒ اور دیگر کئی ائمۂ حدیث نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقل کیا ہے:

"عن أبی موسی قال قال النبی ﷺ أن الأ شعريين إذاأرملوافی الغزو أوقل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ماكان عندهم من ثوب واحد ثم اقتسموا بينهم فی إناء واحد بالسوية فهم منی وأنا منهم" (صحیح البخاری ۱/ ۳۳۸، کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض، حدیث نمبر ۲۴۲۲)۔

(حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبیلۂ اشعر کے لوگ جنگ کے مواقع پر غذائی اشیاء کی کمی محسوس کرتے تو جس کے پاس جو ہوتا ایک کپڑے میں جمع کر لیتے، پھر باہم ایک برتن سے برابر برابر تقسیم کر لیتے، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں)۔

ایک دوسری روایت حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے ہے وہ نقل کرتے ہیں:

خفت أزواد القوم وأملقوا، فأتوا النبی ﷺ فی نحر إبلهم، فأذن لهم فلقيهم عمر فأخبروه، فقال ما بقاؤكم بعد إبلكم؟ فدخل علی النبی ﷺ، فقال: يا رسول الله! ما بقاؤهم بعد إبلهم، فقال رسول الله ﷺ: ناد فی الناس يأتون بفضل أزوادهم، فبسط لذلك نطع وجعلوه علی النطع، فقام رسول الله ﷺ فدعا وبرك عليه، ثم دعاهم بأوعيتهم فاحتثی الناس حتی فرغوا، ثم قال رسول الله ﷺ: أشهد أن لا إله إلا الله وأنی رسول الله" (صحیح البخاری ۱/ ۳۳۸، کتاب الشرکۃ حدیث نمبر ۲۴۲۰)۔

(قوم کی غذائی اشیاء کم ہوگئیں اور فقر وفاقہ کی نوبت آ پہنچی، تو وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت کے لئے حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمادی، راستے میں حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی، تو لوگوں نے ان کو ساری روداد سنائی، حضرت عمرؓ نے کہا کہ اونٹوں کے بعد پھر تمہاری بقا کا مسئلہ کیا ہوگا؟ اس کے بعد حضرت عمرؓ رسول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اونٹوں کے ختم ہونے کے بعد ان کی زندگی کا کیا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں میں اعلان کرو کہ سب لوگ اپنا بچا ہوا توشہ لیکر حاضر ہوجائیں، پھر چمڑے کا دستر خوان بچھایا گیا اور اسی پر پوری جماعت کا بچا کھچا کھانا رکھ دیا گیا، اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے کھڑے ہوکر برکت کی دعا فرمائی، پھر لوگوں سے کہا کہ اپنے برتن لیکر آئیں اور جی بھر کر کھانا لے جائیں، لوگوں نے ایسا ہی کیا، جب سب لوگ فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں)۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے:

"بعث رسول اللہ ﷺ بعثاً قبل الساحل فأمر علیهم أباعبیدة بن الجراحؓ وهم ثلاثمأة وأنافیهم، فخرجنا حتیٰ إذا کنا ببعض الطریق فنی الزاد، فأمر أبوعبیدة بأزواد ذلک الجیش فجمع ذلک کلهٗ فکان مِزْودی تمر، فکان یقوتنا کل یوم قلیلا قلیلا حتی فنی فلم یکن یصیبنا إلا تمرة تمرة، الحدیث (صحیح البخاری حوالۂ بالا)۔

(رسول اللہ ﷺ نے ایک دستہ ساحل کی طرف روانہ فرمایا، اور اس کا امیر حضرت ابوعبیدہ ابن الجراحؓ کو مقرر فرمایا، دستہ میں تین سو (۳۰۰) آدمی تھے، میں بھی ان میں شامل تھا، راستے میں توشہ ختم ہوگیا، حضرت ابوعبیدہؓ نے تمام شرکاء سفر کو اپنے توشے ایک جگہ جمع کرنے کا حکم دیا، چنانچہ تمام توشے یکجا کئے گئے تو صرف دو تھیلے ہوئے، ہم لوگوں کو اسی جمع شدہ پونجی سے بہت تھوڑا تھوڑا دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ صرف ایک ایک چھوارہ حصہ پڑنے لگا......)۔

یہ تینوں واقعات عہد نبوت کے ہیں جن میں پہلے واقعہ کا تعلق ایک خاص قبیلہ سے ہے اور دوسرے واقعہ میں معجزۂ نبوی کا اظہار ہے، اور تیسرے میں اللہ پاک کی خاص نصرت و عنایت کا بیان ہے، لیکن ان سب میں قدر مشترک جو چیز ہے وہ یہ کہ انفرادی خطرات کو اجتماعی تعاون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذریعہ دور یا کم کیا گیا، اور خود نبی کریم ﷺ نے اس میں شرکت فرمائی یا اس کی تحسین فرمائی، اس لئے کہ اگر اس طرح نہ کیا جاتا تو ممکن تھا کہ کئی لوگ تباہ ہو جاتے یا ناقابل تلافی نقصان کا شکار رہوتے۔

یہ دونوں واقعے اس بات کی بھی عملی مثال ہیں کہ خطرات سے تحفظ کے لئے جو اجتماعی تعاون کی راہ اختیار کی جائے گی اس میں اصل ملکیت کے لحاظ سے گو افراد متفاوت ہوں، لیکن باہم اشتراک کے بعد ہر شخص مساوی درجہ کا استحقاق رکھے گا اور اس کو غرر یا ربا نہیں، بلکہ تعاون قرار دیا جائے گا۔ یہ اجتماعی تکافل ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ افراد کی مصالح کو پروان چڑھایا جائے اور ان کے مضرات کو دور کیا جائے۔

☆ اس مضمون کی سب سے بلیغ تعبیر اس حدیث پاک میں آئی ہے:

"المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضهُ بعضاً" (صحیح البخاری ۱/۹۹، کتاب الصلوۃ باب تشبیک الاصابع فی المسجد، حدیث نمبر ۴۸۱)۔

(مومن، مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے جس میں ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا ہے)۔

مستقبل کے لئے احتیاطی تدابیر اور اسباب:

ہنگامی حالات سے بچنے اور مستقبل کے لئے احتیاطی تدابیر کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے، یہ دنیا دار الاسباب ہے، یہاں اسباب سے بے نیاز ہو کر زندگی نہیں گذاری جا سکتی، اسی لئے اسلام نے اسباب کو اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے، اور ترک اسباب سے روکا ہے، عہد نبوی میں ایک صاحب نے اللہ کے بھروسے اپنی اونٹنی کھلی چھوڑ دی، حضور ﷺ نے اس پر نکیر فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"اعقلها وتوكل" (صحیح ابن حبان ۲/۵۱۰ ط الرسالۃ، شعب الایمان للبیہقی ۲/۸۰ بیروت، مستدرک للحاکم ...)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پہلے اونٹنی کو باندھو پھر توکل کرو)۔

خود نبی کریم ﷺ عام حالات میں (معجزات اور خوارق عادات کا استثناء کرکے) اسباب کو اختیار فرماتے تھے، اگر اسباب سے بے نیاز ہو کر محض توکل کی قوت سے تمام مسائل حیات حل کرنا ممکن ہوتا تو اسلام کی اشاعت کے لئے نبی کریم ﷺ کو سخت ترین مجاہدوں، دعوتی اسفار، دفاعی اقدامات، اور جنگ و جہاد کی کوئی ضرورت نہ ہوتی، آپ ﷺ سے بڑھکر کوئی صاحب توکل نہیں ہوسکتا تھا، ...... آپ نے فاقے کیے ...... قرض لئے ...... دوا علاج کرایا ...... دوران سفر سواریاں استعمال فرمائیں ...... ہتھیار رکھے ...... تکلیفیں اٹھائیں ...... وغیرہ اگر اس دنیا میں اسباب کے بغیر بھی عادۃً کام ہوسکتا تھا تو امام الانبیاء ﷺ کو ان تکلیفیوں کی ضرورت نہ ہوتی، تمام کام محض دعا اور اشارۂ غیبی سے انجام پا جاتے۔

اس لئے سبب کے درجے میں آئندہ کے لئے احتیاطی تدابیر توکل وایمان کے ہرگز منافی نہیں ہے، قرآن کریم میں حضرت یوسفؑ کی زبانی حکومت مصر کو بطور احتیاط مستقبل کی منصوبہ بندی کا جو مشورہ دیا گیا وہ اس باب میں بہترین نمونہ ہے، حضرت یوسفؑ نے آنے والے قحط کے نقصانات سے بچنے کے لئے حکومت مصر کو مشورہ دیا تھا:

﴿قال تزرعون سبع سنين داباً فماحصدتم فذروه في سنبله إلا قليلاً مما تأكلون، ثم يأتي من بعد ذلك سبع شداد يأكلن ما قدمتم لهن إلا قليلاً مما تحصنون، ثم يأتي من بعد ذلك عام فيه يغاث الناس وفيه يعصرون﴾ (سورہ یوسف: ۴۷)۔

(آپ نے فرمایا تم سات سال تک جم کر کھیتی کرو پھر جو پیداوار ہو اس کو اس کی بالیوں ہی میں چھوڑ دو صرف تھوڑا سا کھانے کے بقدر نکال لو، پھر اس کے بعد قحط شدید کے سات سال آئینگے، جو تمہارے سارے ذخیرے کو ختم کردیں گے، صرف بیج کے بقدر جو تم نے بچا کر رکھا ہوگا وہ بچ جائے گا، پھر اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں خوب بارش ہوگی اور لوگ خوب فائدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھائیں گے)۔

ایک نمونہ سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے بھی پیش ہے:

حجۃ الوداع کے سال حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیمار تھے، سرکار دو عالم ﷺ عیادت کو تشریف لے گئے، اس موقعہ پر حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے:

"قلت: يا رسول الله أوصي بمالي كله؟ قال: لا، قلت: فالشطر، قال: لا، قلت: الثلث، قال: فالثلث والثلث كثير إنك إن تدع ورثتك أغنياء خير من أن تدعهم عالة يتكففون الناس في أيديهم" (بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک ورثۃ أغنیاء، حدیث نمبر ۲۷۴۲ ص ۴۸۲)۔

(میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے پورے مال کی وصیت کردوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا نصف؟ آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تہائی، تو آپ نے فرمایا ہاں، تہائی، اور یہ بہت زیادہ ہے، تم اپنے ورثہ کو اچھی مالی حالت میں چھوڑ کر جاؤ، یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر جاؤ اور وہ اپنے کفاف کے لئے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوں)۔

یہ وہ اساسی تصورات ہیں جن پر ایک بہتر اسلامی انشورنس کی تشکیل کی جاسکتی ہے، اور جن کی مدد سے عام لوگوں کو ہنگامی حالات میں آسانیاں فراہم کی جاسکتی ہیں۔

چند ذیلی بنیادیں:

اس ضمن میں بعض ذیلی افکار ونظریات کی طرف بھی اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، جن سے اسلامی انشورنس کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں کئی ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں شدید ترین حالات میں فرد کے نقصان کو جماعت پر تقسیم کیا گیا ہے، تاکہ ناقابل برداشت کو قابل برداشت میں تبدیل کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاقلہ کا نظام:

☆ اسلام میں قتل خطا اور شبہ عمد کی صورت میں دیت کو عاقلہ سے وابستہ کیا گیا ہے، صحیح حدیث میں مروی ہے:

"أن رسول الله ﷺ قضیٰ دیة المرأة علیٰ عاقلتها" (بخاری باب جنین المرأۃ وأن العقل علی الوالد ۲۱/۲۲۰ حدیث نمبر ۶۳۹۹، مسلم باب الجنین ......۹/۲۰۴ حدیث نمبر ۳۱۸۵)

(رسول اللہ ﷺ نے عورت کی دیت کا ذمہ دار عاقلہ کو قرار دیا)۔

ایک دوسری روایت کے الفاظ ہیں:

"قضیٰ رسول الله ﷺ أن العقل علیٰ عصبتها" (بخاری باب میراث المرأۃ والزوج مع الولد ۲۰/۶۸۴ حدیث نمبر ۶۲۴۳)۔

عاقلہ کے حدود میں حنفیہ کے نزدیک خاندان کے علاوہ، ہم پیشہ، ہم فکر، ہم مسلک اور دیگر ہم رشتہ افراد بھی شامل ہیں (المبسوط ۳۰/۳۱۰ کتاب المعاقل، بدایۃ المجتہد ۲/۴۴۹)۔

ظاہر ہے کہ اس کا مقصد اس کے سوا کیا ہے کہ اس طرح کے جرائم میں جن میں انسان بلا وجہ اچانک بہت بڑے مالی تاوان کا جواب دہ قرار پاتا ہے، اور عام حالات میں انسان کے لئے یہ ناقابل برداشت ہوتا ہے، لیکن یہی بوجھ جب پوری جماعت پر تقسیم کر دیا گیا تو یہ قابل برداشت ہوگیا، علامہ سرخسیؒ نے اس حکمت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"وکل أحد لا یأمن علی نفسه أن یبتلی بمثله وعند ذلک یحتاج إلی إعانة غیره، فینبغي أن یعین من ابتلی لیعینه غیره إذا ابتلی بمثله کما هو العادة بین الناس فی التعاون والتواد فهذاهو صورة أمة منتصرة وجبلة قوم قوامین بالقسط شهداء لله متعاونین علی البر والتقوی" (المبسوط للسرخسی ۳۰/۳۰۵ نیٹ نسخہ)۔

(کوئی بھی انسان اس طرح کی غلطیوں میں مبتلا ہوسکتا ہے اور ایسے ہی موقعہ پر دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی ہے، اس لئے چاہئے کہ اس طرح کی مصیبت میں دوسرے کی مدد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے ،تاکہ وقت آنے پر دوسرا بھی اس کی مدد کرے ،تعاون کے معاملے میں لوگوں کی عادت یہی ہے، اور مدد گارامت کی تصویر اور انصاف قائم کرنے والی قوم کی جبلت یہی ہے اور یہی شہداء الٰہی اور بر و تقویٰ کے علمبرداروں کی شان ہے)۔

عقد موالات :

☆ عقد موالات بھی بعض حالات میں دیت کی تقسیم اور ذمہ داریوں کی تخفیف کا سبب بنتا ہے، بہت سے فقہاء اس کو سبب تسلیم نہیں کرتے ،لیکن فقہاء حنفیہ کے یہاں اصل وارثین کے نہ ہونے کی صورت میں یہ وراثت و دیت کی فی الجملہ بنیاد بنتا ہے،...... (حاشیۃ ابن عابدین ۵/ ۷۸)۔

ظاہر ہے کہ اس نظریہ کی اساس بھی اسی جذبۂ تعاون پر ہے جس میں ایک اجنبی شخص کو بعض شرائط کے ساتھ محض معاہدہ کی وجہ سے شراکت مل جاتی ہے، یہ تصور قرآن کریم کی اس آیت پاک سے ماخوذ ہے:

﴿والذين عقدت أيمانكم فاٰتوهم نصيبهم إن الله كان علىٰ كل شيءٍ شهيداً﴾ (سورۂ نساء: ۳۳)۔

(جن لوگوں نے تم سے عہد کیا ہے ان کو ان کا حصہ دے دو، بے شک اللہ پاک ہر چیز پر گواہ ہیں)۔

آیت کریمہ میں نصیب کی ایک تفسیر میراث سے کی گئی ہے (احکام القرآن للجصاص ۲/ ۱۸۵)۔

معروف کا التزام :

☆ فقہاء مالکیہ کے یہاں ایک جزئیہ ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی معروف چیز کا التزام کرلے جو اس پر پہلے سے لازم نہیں تھی ،مثلاً کسی کو صدقہ ، ہبہ یا عاریت پر کوئی چیز فراہم کرنے کا عہد کرنا، کسی کی خدمت یا رہائش کے انتظام کا التزام کرنا، کسی کی کفالت یا ضمان قبول کرنا وغیرہ تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء مالکیہ کے نزدیک التزام کی بنا پر وہ چیز ذمہ میں لازم ہوجاتی ہے، الا یہ کہ وہ شخص ہی مرجائے یا غربت وافلاس کا شکار ہوجائے، اس کی توجیہ امام مالکؒ نے یہ فرمائی:

"لأن ذلک معروف والمعروف من أوجبه علی نفسه لزمه" (التاج والاکلیل للعبدری الشہیر بالمواق، الحمالۃ بالکتابۃ ۱۷۰/۸ نسخہ المکتبۃ الشاملۃ نقلا عن المدونۃ کتاب الحمالۃ، تہذیب المدونۃ ۲۶۵/۳ للقیروانی البرذاعی)۔

(اس لئے کہ یہ معروف ہے اور معروف کو جب انسان اپنے ذمہ لازم کرتا ہے تو وہ لازم ہوجاتا ہے)۔

ابن رشد نے اس کی تشریح اس طرح کی:

"فھذا أمر قد أوجبه علی نفسه والمعروف علی مذھب مالک وجمیع أصحابه لازم لمن أوجبه علی نفسه مالم یمت أو یفلس" (البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل لابی الولید محمد بن احمد بن رشد القرطبی ۴۲/۸ ط بیروت)۔

(اس چیز کو اس نے اپنے ذمہ لازم کرلیا اور مذہب مالکی کے مطابق معروف کو جب آدمی اپنے ذمہ لازم کرلیتا ہے تو جب تک موت یا افلاس کا شکار نہ ہو وہ چیز اس کے ذمہ لازم رہتی ہے)۔

ظاہر ہے کہ التزام کی بنا پر جو ذمہ داریاں انسان پر عائد ہوتی ہیں وہ بھی دراصل دوسرے ایسے اشخاص کا تعاون ہے جو اپنے طور پر ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اس طرح فقہ مالکی کا یہ نظریہ ذمہ داریوں کی تقسیم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مشروط ہبہ:

☆ اسلام میں زکوۃ وصدقات کے علاوہ ہبہ کے ذریعہ بھی ضرورت مندوں کی امداد کی تلقین کی گئی ہے، اس کا فائدہ ثواب کے علاوہ کبھی دنیا ہی میں لوٹنے والے فائدے کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے، اسی لئے علماء میں یہ بھی زیر بحث آیا ہے کہ اگر کوئی شخص ہبہ کے ساتھ اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فائدے کی کوئی شرط لگادے تو کیا یہ مقتضائے عقد کے خلاف ہوگا؟ حضرت امام شافعیؒ کے ایک قول کو چھوڑ کر جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ یہ مقتضائے عقد کے خلاف نہیں ہے، اور اگر اس کی منشا پوری نہیں ہوئی تو وہ ہبہ کو فسخ کرسکتا ہے...... گویا یہ ایک طرح تعاون کا تبادلہ ہے جس کی ضرورت دنیا کی زندگی میں کسی کو بھی پڑسکتی ہے، علامہ بابرتیؒ شرح ''ہدایہ'' میں لکھتے ہیں:

''لأن العادة الظاهرة أن الإنسان يهدى إلى من فوقهٗ ليصونهٗ بجاهه وإلى من دونه ليخدمهٗ وإلىٰ من يساويه ليعوضهٗ وإذاتطرق الخلل فيماهو المقصود من العقد يتمكن العاقد من الفسخ كالمشترى إذا وجد بالمبيع عيباً فتثبت لهٗ ولاية الفسخ عند فوات المقصود إذا العقد يقبله'' (عنایہ شرح الہدایہ ۹/۴۰ ط مصطفی الحلبی)۔

(اس لئے کہ عام رواج یہی ہے کہ انسان اپنے سے اوپر والے کو ہدیہ اس لئے دیتا ہے کہ اس کی عزت وعظمت کی وجہ سے اس کا تحفظ ہو، اور اپنے سے نیچے والے کو اس لئے کہ اس کی خدمت کرے، اور اپنے برابر والے کو اس لئے کہ اسے اس کا بدلہ ملے، لیکن جب مقصد میں خلل پیدا ہوجائے تو عاقد کو فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا جس طرح کہ مشتری کو اگر صحیح سالم مبیع نہ ملے تو اسے بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اسلئے کہ عقد میں اس کی گنجائش موجود ہے)۔

اس کا ماٴخذ دراصل ایک حدیث پاک ہے:

''الرجل أحق بهبته ما لم يثب منها'' (سنن دارقطنی ۲۷۷/۲ حدیث نمبر ۳۰۱۴ ط وزارت اوقاف مصر)۔

(انسان اپنے ہبہ کا زیادہ حقدار ہے جب تک کہ اس کا معاوضہ نہ لے)۔

اس مضمون کی متعدد روایات کتب حدیث مثلاً ابن ماجہ (۳۱۰/۷) مصنف ابن ابی شیبۃ (۴۷۴/۶)، مستدرک حاکم (۵۲/۲) اور سنن بیہقی (۱۸۱/۶) میں آئی ہیں ان روایات سے تعاون برائے تعاون کا نظریہ اخذ کیا گیا، جو اسلامی انشورنس کے لئے شاہ کلید بن سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمریٰ ورقبیٰ :

☆ عمریٰ بھی ہبہ ہی کی ایک قسم ہے، مگر اس میں عمر بھر کی قید لگی ہوتی ہے، دینے والا اس طرح دیتا ہے کہ میرا یہ گھر (مثال کے طور پر) تاحیات تیرے لئے ہے، کبھی یہ شرط بھی لگادی جاتی ہے کہ تیرے مرنے کے بعد یہ جائداد واپس میری ہوگی، اس طرح کے مشروط ہبہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، جمہور علماء اس طرح کے مشروط معاملے کو درست نہیں سمجھتے، حنفیہ شرط کو باطل کہتے ہیں (ہدایہ مع شرح العنایہ ۹/ ۵۵)، شافعیہ عقد ہی کو ناجائز کہتے ہیں (روضۃ الطالبین للنووی ۵/ ۳۷۰)، مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ اس طرح کا مشروط معاملہ درست ہے اور ہبہ پر دی ہوئی چیز اس شخص کے مرنے کے بعد اس کے قدیم مالک کو لوٹ جائے گی (المدونۃ الکبریٰ ط دار الباز ۶/ ۹۱)، حنابلہ حنفیہ کے ہم خیال ہیں، اور ایک روایت مالکیہ کے مطابق بھی ہے (المغنی لابن قدامۃ ۵/ ۶۸۸)۔

☆ اسی سے ملتی جلتی صورت رقبیٰ کی ہے جس کا تذکرہ قدیم کتب فقہ میں ملتا ہے، اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ ہبہ کرنے والا اس طرح کہتا کہ یہ چیز تیرے لئے ہے، اگر تو پہلے مرگیا تو یہ چیز میری ہوگی اور اگر پہلے میں مرگیا تو یہ تیری چیز رہے گی، اس میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے، عام طور پر حنفیہ سرے سے اس طرح کے عقد ہی کو باطل قرار دیتے ہیں، جبکہ دوسرے فقہاء اس کو درست کہتے ہیں اور شرط کے مطابق سامان واہب کو واپس لوٹانے کے قائل ہیں، (حوالہ جات بالا)

ہبہ میں قبضہ کی اہمیت :

☆ ہبہ کے ذیل میں ایک بحث یہ آتی ہے کہ آیا ہبہ محض عقد سے مکمل ہوجاتا ہے، یا اس کے لئے قبضہ بھی ضروری ہے، جمہور فقہاء قبضہ کو ضروری قرار دیتے ہیں، اور قبضہ کے بغیر ہبہ کی کاروائی کو مکمل نہیں کہتے (حوالہ جات بالا)، جبکہ حضرت امام مالکؒ قبضہ کی شرط نہیں لگاتے ہیں، نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی صحت کے لئے اور نہ اس کی تکمیل کے لئے، ان کے نزدیک محض قبول کر لینا ہبہ کے لازم ہونے کے لئے کافی ہے، انہوں نے اس کو بیع پر قیاس کیا ہے (بدایۃ المجتہد ۲/۳۳۱ ط دار الجیل بیروت)۔

حنابلہ کے یہاں تھوڑی تفصیل ہے، وہ مکیلی اور موزونی چیزوں میں قبضہ کو ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن ان کے علاوہ چیزوں میں ہبہ کے لزوم کے لئے محض عقد کو کافی کہتے ہیں (المغنی ۵/ ۶۵۳ ط الریاض)، یہ دراصل دونوں رجحانات کو جمع کرنے کی کوشش ہے، جمہور فقہاء کے پیش نظر یہ ہے کہ یہ عقد تبرع ہے، اگر قبضہ کے بغیر ہی یہ لازم اور واجب الاداء ہو جائے تو یہ عقد تبرع کے بجائے عقد ضمان ہو جائے گا جو کہ خلاف مفروض ہے، نیز اس سلسلے میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ سے جو آثار منقول ہیں ان سے عام طور پر صحابہ کا موقف بھی یہی نظر آتا ہے کہ قبضہ کے بغیر ہبہ مکمل نہیں ہوتا (بدائع الصنائع ۱۳/ ۳۰۶ فصل فی شرائط رکن الھبۃ)۔

اور اگر اس کے ساتھ معاوضہ کی شرط لگ جائے تو بھی فی الجملہ اس کی حقیقت تبدیل نہیں ہوتی اور اس کے لزوم کے لئے قبضہ کی شرط برقرار رہتی ہے، البتہ معاوضہ کی قید آ جانے کی بنا پر بیع کی تھوڑی مشابہت پیدا ہو جاتی ہے، مثلاً مناسب معاوضہ نہ ملنے کی صورت میں واہب اپنی چیز واپس لے سکتا ہے، حدیث میں ہے: ”من وھب ھبة یری أنہ إنما أراد بھا الثواب فھو علیٰ ھبتہ یرجع فیھا إذا لم یرض منھا“ (موطا امام مالک ۴/ ۱۰۹۲ ط مؤسسۃ زائد بن سلطان، سنن بیہقی باب المکافاۃ فی الھبۃ ۳۰/ ۳۳۵ ط وزارۃ الاوقاف مصر، شرح مشکل الآثار للطحاوی ۱۳/ ۳۲ ط مؤسسۃ الرسالۃ)۔

(جو شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کرے جس کا مقصد معاوضہ لینا ہو اور معاملہ اس کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو وہ اپنا ہبہ واپس لے سکتا ہے)۔

اسلام کے نظام تکافل کا اجمالی خاکہ:

مذکورہ بالا اصول ونظریات کی روشنی میں ایک ایسا تکافلی نظام مرتب کیا جا سکتا ہے، جو تعاون اور تبرع کے جذبہ پر مبنی ہو، مالی بنیادوں پر مستحکم اور خود کفیل ہو، ربا، قمار، مکر وفریب اور ظلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعدوان کے فاسد عناصر سے پاک ہو، جو اپنے شرکاء کی امیدوں کے لئے موجودہ مروجہ انشورنس کمپنیوں سے کسی طرح کم نہ ہو،

☆اس سلسلے میں پہلی بنیادی بات یہ ہے کہ کسی چیز کے جائز ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ نظام یا معاملہ قرآن وحدیث یا خیر القرون میں صراحۃً موجود ہو، بلکہ صرف اس قدر کافی ہے کہ معاملہ کی صورت قرآن وحدیث اور شریعت اسلامیہ کے کسی حکم سے متصادم نہ ہو، مقاصد شریعت کے خلاف نہ ہو، شرعی مفاسد سے پاک ہو اور عام لوگوں کے لئے مفید ہو،......

جمہور فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اشیاء (عبادات کو چھوڑ کر) میں اصل اباحت ہے، (ارشاد الفحول للشوکانی ۲۸۴، الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیۃ ۱۲۹) اکثر حنفیہ (تیسیر التحریر لمحمد امین امیر بادشاہ ۲/۱۶۸) شافعیہ (الاشباہ والنظائر للسیوطیؒ ۶۰) حنابلہ (التمہید للاسنویؒ ۴/۲۷۱، شرح الکوکب المنیر لابن النجار ۱/۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷) مالکیہ میں ابوالفرج عمرو بن محمد اللیثی البغدادی المالکی (احکام الفصول ۶۸۱ بحوالہ القواعد والضوابط الفقہیۃ المتضمنۃ للتیسیر لعبدالرحمٰن بن صالح عبداللطیف) کی رائے یہی ہے۔

☆دوسری بات یہ ہے کہ اگر معاملے کی شرائط فریقین میں باہم رضامندی سے طے پا جائیں اور بنیادی طور پر اس میں کوئی چیز خلاف شرع نہ ہو اور ان کی غرض بھی درست ہو تو وہ معاملہ درست ہوگا اور اس میں طے شدہ شرائط کی پابندی تمام فریقوں پر لازم ہوگی، اس لئے کہ اسلام میں عہد کی پابندی اور معاملات کی شفافیت کی بڑی تاکید آئی ہے، قرآن کریم میں ہے:

﴿یا أیها الذین آمنوا أوفوا بالعقود﴾ (سورہ المائدۃ:۱)۔

(اے ایمان والو! عقود کو پورا کرو)۔

﴿وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولاً﴾ (سورہ الاسراء:۳۴)۔

(اور عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی)۔

حضرت عمرو بن عوف مزنی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"الصلح جائز بين المسلمين إلا شرطاً حرم حلالاً أو أحل حراماً والمسلمون عند شروطهم إلا شرطاً حرم حلالاً أو أحل حراماً" (سنن الترمذی کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاحکام ۵/۴۱/۳حدیث نمبر ۱۴۰۳، سنن ابوداؤد باب الصلح ۳/۳۳۲ حدیث نمبر ۳۵۹۶)۔

(مسلمانوں کے درمیان ہونے والی مصالحت جائز ہے، سوائے اس شرط کے جو کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال کرے، اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں سوائے اس شرط کے جو کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال بنائے)۔

اس طرح کسی ایسے معاملے میں جو فریقین یا چند افراد کے درمیان طے پائے اور اس کی مقررہ شرائط شریعت کے خلاف نہ ہوں تو ان کی رعایت ضروری ہوگی، کوئی مباح چیز جب عقد کے دائرے میں آجاتی ہے تو وہ لازم ہوجاتی ہے۔

اسلامی انشورنس کے بنیادی نکات:

مذکورہ بالا اصول ونظریات کی روشنی میں ایک ایسے تکافلی نظام کا خاکہ تیار ہوسکتا ہے، جس کو آپ اسلامی انشورنس کہہ سکتے ہیں، اس میں درج ذیل نکات کو جگہ دی جاسکتی ہے:

شرعی بورڈ کا قیام:

☆ ایک ایسی مالیاتی کمپنی بنائی جائے جس میں کوئی شرط یا معاملہ خلاف شریعت نہ ہو، جمع شدہ سرمایہ ایسے بینکوں میں نہ رکھا جائے جہاں سودی یا غیر شرعی کاروبار ہوتا ہو، اگرچیکہ وہ معاملہ بالکل جدید نوعیت کا ہو اور پچھلے زمانے میں اس طرح کا کوئی معاملہ پیش نہ آیا ہو۔

اس کے لئے مناسب ہے کہ کوئی شرعی نگراں بورڈ قائم کیا جائے جو کمپنی کے جملہ معاملات کی کڑی نگرانی رکھے اور اس کا فیصلہ ہر حال میں قابل قبول اور واجب التنفیذ ہو۔

عقد تبرع:

☆ کمپنی کے فارم میں یہ صراحت کی جائے کہ یہ عقد تبرع ہے اور میں یہ سرمایہ بطور تبرع جمع کررہا ہوں، اور اس کا مقصد مصیبت وپریشانی کے وقت پریشان حال ممبر کا تعاون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہے، خواہ اس کی نوبت خود اسے پیش آئے یا کسی دوسرے ممبر کو، البتہ جمع شدہ سرمایہ کو منجمد رکھنے کے بجائے اس کو کسی جائز نفع بخش تجارت میں لگایا جائے اور اس کے منافع سے کمپنی کے انتظامی امور انجام دیئے جائیں، اور باقی ماندہ منافع ممبران پر ان کے سرمایہ کے تناسب سے تقسیم کردیئے جائیں۔

عقد معاوضہ اور عقد تبرع میں فرق:

دراصل عقد معاوضہ اور عقد تبرع کے مزاج میں بڑا فرق ہے، عقد معاوضہ نتیجہ کے اعتبار سے عقد ضمان بنتا ہے، اور اس میں معاملات کی تمام شقوں کی مکمل وضاحت ضروری ہے، اگر اس میں کوئی بھی بنیادی شق مجہول رہ جائے جس سے کہ نزاع کا اندیشہ ہو تو سرے سے معاملہ ہی فاسد ہو جائے گا، اس کے بالمقابل عقد تبرع میں بڑی وسعت ہے، یہ یک طرفہ معاملہ ہوتا ہے اور ایثار وتعاون کے جذبہ پر اس کی تعمیر ہوتی ہے جس میں کسی سے کسی کا کوئی مطالبہ نہیں ہوتا، اور اسی لئے کسی بات کے غیر واضح رہ جانے کی صورت میں عموماً کسی نزاع کا بھی اندیشہ نہیں ہوتا۔

عقد معاوضہ کا مزاج قرآن کریم کی اس آیت سے سمجھ میں آتا ہے:

﴿لا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل إلاأن تكون تجارة عن تراض منكم﴾ (سورہ نساء:۲۹)۔

(اپنے مال ناجائز طور پر مت کھاؤ، مگر یہ کہ تجارت کے طور پر ہو اور باہمی رضامندی سے ہو)۔

یعنی معاملے کی تمام شقیں روشنی میں آئیں، اور باہم رضامندی سے ان کو طے کیا جائے، اگر کوئی بات بھی کسی ایک فریق پر غیر واضح رہ جاتی ہے، تو اس کی رضامندی بھی مشتبہ ہو جاتی ہے، ...... اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے بیع حصاۃ، بیع غرر، بیع ملامسۃ، بیع منابذۃ، بیع حبل الحبلۃ اور بیع مجہول وغیرہ سے منع فرمایا جن میں معاملہ کی بنیادی شق مجہول اور قابل نزاع ہوتی تھی اور عہد جاہلیت میں ان کا رواج تھا (بخاری ۷/۳۴۹ حدیث نمبر ۳۴۹، مسلم ۸/۷۴ باب بیع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحصاۃ حدیث نمبر ۲۷۸۳، مصنف عبدالرزاق باب بیع المجہول والغرر ۸/۱۰۸ حدیث نمبر ۱۴۵۰۶)۔

عقد تبرع کی مثال میں ہبہ، صدقہ، ابراء، خلع اور صلح وغیرہ کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

علامہ قرافیؒ نے دونوں طرح کے معاملات کے اس فرق پر اچھی روشنی ڈالی ہے: ایک عنوان قائم کیا ہے:

"الفرق الرابع والعشرون بين قاعدة ما تؤثر فيه الجهالات والغرر وقاعدة ما لا يؤثر فيه ذلك من التصرفات"، اور اس کے تحت دونوں طرح کے معاملات کی مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ کن معاملات میں جہالت مؤثر ہوتی ہے اور کن میں نہیں؟ انہوں نے معاملات وتصرفات کی تین قسمیں کی ہیں:

(۱) خالص عقد معاوضہ، جیسے بیع وشراء وغیرہ (۲) خالص عقد احسان، جیسے ہبہ، صدقہ وغیرہ (۳) اور دونوں کے بین بین جیسے عقد نکاح۔

خالص عقد معاوضہ جہالت وغرر کی بنا پر فاسد ہو جاتا ہے، خالص عقد احسان پر جہالت سے فرق نہیں پڑتا، اور درمیانی عقد میں غرر قلیل اثر انداز نہیں ہوتا، لیکن غرر کثیر مؤثر ہوتا ہے، البتہ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک ہبہ وغیرہ میں بھی غرر وجہالت نقصان دہ ہے (انوار البروق فی انواع الفروق للقرافی ۱/۲۷۶ ط بیروت)۔

انشورنس کمپنی اگر تبرع وایثار کی بنیاد پر لوگوں سے سرمایہ جمع کرنے کی اپیل کرتی ہے اور آفات وبلیات کے مواقع پر اپنے شرکاء کا مالی تعاون کرتی ہے تو یہ عقد احسان کے زمرے میں داخل ہوگی اور فی الجملہ اس میں غرر وجہالت کی گنجائش ہوگی، اور یہ اس نہد کی نظیر بن جائے گی جس کی تحسین خود سرکار دوعالم ﷺ نے فرمائی ہے اور جس کے بارے میں امام بخاری کا بیان ہے: (لم یر المسلمون فی النهد باسا) قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے نزدیک نہد میں کچھ حرج نہیں سمجھا جاتا تھا، (صحیح بخاری باب الشرکۃ فی الطعام والنہد ۲/۷۷۸)۔

اس طرح تبرع کی بنیاد پر قائم ہونے والے اسلامی انشورنس میں اگر نقصانات یا منافع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی شرح یقینی طور پر معلوم نہ ہو، اور فی الجملہ اس میں غرر و جہالت کا امکان موجود ہو جب بھی شرعی طور پر یہ معاملہ فاسد نہیں ہوگا، اور اس پر قمار، ظلم یا اکل حرام کا اطلاق نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ عقد معاوضہ نہیں، بلکہ عقد تبرع قرار پائے گا۔

علاوہ ازیں عقود و معاملات میں صرف وہ جہالت مفسد عقد بنتی ہے جو باعث نزاع ہو، ہر جہالت نہیں، فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے، علامہ فخر الدین زیلعی نے ایک مالی معاملے میں جہالت کو غیر مؤثر بتاتے ہوئے اصولی بات لکھی ہے:

"لأن هذه الجهالة لا تفضي إلى المنازعة وهي المانعة لا مجرد الجهالة" (تبیین الحقائق کتاب البیوع ۱۰/ ۲۳۸ نسخہ شاملہ)۔

(اس لئے کہ یہ جہالت باعث نزاع نہیں ہے اور یہی (نزاع والی جہالت) مانع عقد بنتی ہے مطلق جہالت نہیں)۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

"أن الجهالة لا تمنع جواز العقد لعينها بل لافضائها إلى المنازعة" (بدائع الصنائع ۱۳/ ۹۵ کتاب الشرکۃ)۔

اس طرح کی عبارتیں (الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ) (البحر الرائق ۱۵/ ۱۴۶، المحیط البرہانی ۱۴/ ۱۸۴، المبسوط للسرخسی باب مکاتبۃ ام الولد ۹/ ۲۰۶، فتح القدیر کتاب العاریۃ ۱۹/ ۴۲۳، درر الحکام شرح غرر الاحکام لملا خسرو باب ماینعقد بہ البیع ۶/ ۱۶۰، حاشیۃ ابن عابدین باب الشہادۃ علی الشہادۃ ۷/ ۲۲۳ ط دار الفکر) وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

ظاہر ہے جس عقد کی بنیاد تبرع پر ہو اس میں فی الجملہ عموماً جہالت باعث نزاع نہیں بنتی، اس لئے وہ مفسد عقد بھی نہیں بنے گی۔

ایک شبہ کا ازالہ:

البتہ اسلامی انشورنس کے عقد تبرع ہونے پر ایک شبہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس میں جمع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شدہ اقساط کے مقابلے میں کمپنی بوقت مصیبت معاوضہ ادا کرتی ہے، پھر یہ عقد تبرع کہاں ہوا؟.......... لیکن یہ شبہ محض سطحی ہے، شریعت اسلامیہ میں متعدد ایسے عقود ہیں جو اصلاً تبرع کے لئے ہونے کے باوجود معاوضہ کے معنیٰ کی گنجائش رکھتے ہیں، مثلاً ہبہ اصلاً ایک تبرع ہے، لیکن اگر کوئی عوض کی شرط لگائے یا امید رکھے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے، (بحث گذر چکی ہے)، نہد جس کا رواج قرون اولیٰ میں تھا وہ بھی دراصل تبرع کا اجتماعی تبادلہ ہے،..... قرض خالص تبرع ہے، لیکن اس میں بھی معاوضہ کا معنیٰ لایا جاسکتا ہے، مثلاً کوئی شخص اس شرط پر قرض دے کہ دوسرا شخص بھی اسے قرض دے، تو بعض فقہاء کے یہاں اس کی گنجائش نظر آتی ہے، فقہاء حنابلہ میں علامہ علاء الدین مرداوی دمشقی رقمطراز ہیں:

"ویجوز قرض المنافع مثل أن یحصد معهٗ یوماً ویحصد معهٗ الآخر یوماً أو یسکنهٗ داراً لیسکنهٗ الآخر بدلها" (الانصاف فی معرفۃ الخلاف باب القرض ۹۶/۵ ط احیاء التراث بیروت)۔

(منافع کا قرض جائز ہے، مثلاً ایک دن وہ اس کے ساتھ کاشت کرے اور دوسرے دن دوسرا اس کے ساتھ کاشت کرے یا کسی کو اپنے گھر میں رہائش دے، تاکہ وہ بھی اسے اپنے گھر میں رہائش دے)۔

قتل خطا یا قتل شبہ عمد میں دیت عاقلہ کے ذمہ عائد کی گئی ہے، یہ اصلاً قاتل کا عاقلہ کی طرف سے تعاون ہے، لیکن اس میں بھی معاوضہ کا معنیٰ موجود ہے، اس لئے کہ یہ نظام اسی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے کہ آئندہ اگر عاقلہ میں سے کسی دوسرے شخص کو ایسی نوبت آئے تو یہ قاتل بھی اس میں مالی تعاون کرے گا، یہ تبرع کے بدلے تبرع ہے وغیرہ۔

انشورنس کمپنی سرمایہ کی مالک نہیں:

☆ انشورنس کمپنی جمع شدہ سرمائے کی مالک نہیں، بلکہ انتظامی معاملات میں جملہ شرکاء کی طرف سے وکیل ہوگی اور وکیل محض کی حیثیت سے انتظامی استحقاقی معاوضہ پائے گی اور نفع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونقصان میں سرمایہ کے تناسب سے تمام شرکاء برابر کے شریک ہوں گے، نفع ہوگا تو صرف کمپنی کا نہیں اور خسارہ بھی ہوگا تو صرف کمپنی کا نہیں، البتہ کمپنی اس کام پر ممبران سے مناسب شرح پر اجرت وصول کرسکتی ہے اور بلا اجرت بھی کام کرسکتی ہے، بلا اجرت کام کرنے کی صورت میں کمپنی کے انتظامی اخراجات کاروبار میں لگے سرمایہ سے وصول کئے جائیں گے، اطلاع کے مطابق تکافلی کمپنیاں دونوں طرح سے کام کررہی ہیں، مثلاً اردن کی کمپنی "شركة التامين الإسلامية الاردنية" اجرت پر انتظامی کام انجام دیتی ہے، جبکہ قطر کی کمپنی "الشركة الإسلامية القطرية" انتظامی کام پر کوئی اجرت نہیں لیتی۔

وکالت پر اجرت:

شریعت اسلامیہ میں وکالت پر اجرت لینے کی گنجائش ہے:

"وشركة الأعمال جائزة بلاخلاف بين أصحابنا، لأن مبناها على الوكالة، والوكالة علىٰ هذا الوجه جائزة، بأن يوكل خياط أوقصار وكيلاً يتقبل لهُ عمل الخياطة والقصارة، وكذا يجوز لكل صانع يعمل بأجر أن يوكل وكيلاً يتقبل العمل" (بدائع الصنائع ۱۳/ ۹۸ کتاب الشرکۃ)۔

(اعمال میں شرکت بالاتفاق جائز ہے، اس لئے کہ اس کی بنیاد وکالت پر ہے، اور وکالت اس طریق پر جائز ہے کہ کسی درزی یا دھوبی کو وکیل بنایا جائے جو دھوبی یا درزی کے عمل کو قبول کرے، یہی حکم ہر صنعت کار کا ہے جو اجرت پر کام کرتا ہو اس کو ایسے عمل کا وکیل بنایا جاسکتا ہے جس کو وہ قبول کرلے)۔

اجرت پر وکالت کی بحث کے لئے درج ذیل کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں

(حاشیۃ ابن عابدین ۵/ ۹۴۴، تبیین الحقائق ۴/ ۲۵۴، الشرح الکبیر للدردیر ۳/ ۷۷۳، مغنی المحتاج ۲/ ۲۱۷، المغنی لابن قدامۃ ۷/ ۲۹۷، نیل الاوطار ۷/ ۱۰)۔

علاوہ ازیں عہد نبوت اور عہد خلافت راشدہ میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے باقاعدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمال مقرر تھے اور اس پر ان کو اجرت بھی ملتی تھی مثلاً: طبقات ابن سعد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ صدقہ وصول کرنے کے لئے چند افراد عرب کے مختلف علاقوں میں ۹ھ میں بالادحرم میں روانہ فرمائے (التلخیص الحبیر للعسقلانی ۲/۵۶۳ ط دار الکتب العلمیہ)۔

ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے ابومسعود کو مقرر فرمایا (ابوداؤد ۱/۱۳۵ کتاب الخراج والامارة والفیء باب فی غلول الصدقة حدیث نمبر ۲۹۴۷)۔

مسند احمد میں ابوجہم بن حذیفہؓ، عقبہ بن عامرؓ، ضحاک بن قیسؓ کے اسماء گرامی ملتے ہیں (مسند احمد ۴/۱۴۰، ۱۵۷، ۲/۷۲)۔

مستدرک حاکم میں حضرت قیس بن سعدؓ اور حضرت ولید بن عقبہؓ (قبیلہ بنی مصطلق کی طرف) کے نام ہیں (مستدرک حاکم ۱/۳۹۸)۔

عہد صدیقی اور عہد فاروقی میں بھی اس کام کے لئے افراد مقرر تھے (بخاری ۴/۹۲، مسلم ۲/۶۷۶، سنن بیہقی ۴/۱۱۰)۔

بعض روایتوں میں ابن اللتبیہ الازدی، ابن السعدی وغیرہ ناموں کی تصریح بھی ملتی ہے (بخاری کتاب الزکاۃ ۴/۱۳۶، کتاب الاحکام ۱۳/۵۰، ۵۱)۔

سرمایہ پر کمپنی کا قبضہ، قبضۂ ضمان:

اس صورت میں (جبکہ کمپنی اجرت پر کام انجام دے) سرمایہ پر کمپنی کا قبضہ، قبضۂ ضمان قرار پائے گا، اور کسی طرح کی کوتاہی یا لاپرواہی ثابت ہونے پر کمپنی ضامن قرار پائے گی، "ہدایہ" میں ہے:

"وعلیٰ هذا سائر الوكالات والبياع والسمسار يجبران علی التقاضی، لأنهما يعملان بأجرة عادةً" (ہدایہ فصل فی العزل والقسمۃ ۳/۲۰۹ ط المکتبۃ الاسلامیہ)۔

(وکالت کی تمام صورتوں کا یہی حکم ہے، خرید وفروخت کرانے والے اور دلال کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی پر مجبور کیا جائے گا، اس لئے کہ وہ عموماً اجرت پر کام کرتے ہیں)۔

اس مضمون کی عبارت فتاوی ہندیہ ۳/ ۵۶۷، عقد الجواہر الثمینۃ ۲/ ۶۸۷، روضۃ الطالبین ۴/ ۳۲۵، کشف القناع ۳/ ۴۸۴ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

کمپنی کی اجازت کے بغیر فسخ عقد کی اجازت نہیں:

☆ دوسری طرف عقد وکالت اصولی طور پر اگرچہ عقد جائز ہے لازم نہیں ہے، لیکن اس کے باوجود عقد وکالت مکمل ہو جانے کے بعد ممبران (موکلین) کو اجازت نہ ہوگی کہ کمپنی (وکیل) سے اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر یک طرفہ طور پر علیحدگی اختیار کریں اور طے شدہ معاملہ کو منسوخ کریں، اس لئے کہ:

۱- اس سے دوسرے کا حق متعلق ہو چکا ہے فسخ عقد میں غرر اور ضرر دونوں کا اندیشہ ہے جس کی شریعت میں اجازت نہیں، حدیث پاک میں ہے:

"لا ضرر ولا ضرار" (موطا امام مالک ص ۴۶۴، مسند احمد ۱/ ۳۱۳، ۵/ ۳۲۷، ابن ماجہ ۲/ ۷۸۴)۔

جمہور حنفیہ و مالکیہ کی رائے یہی ہے اور امام شافعیؒ واحمدؒ کا بھی ایک ایک قول یہی ہے (بدائع الصنائع ۱۲/ ۷۹ ۴ باب مایخرج بہ عن الوکالۃ، فتح القدیر لابن ہمام فصل فی الوکالۃ ت فی الشراء ۱۸/ ۷/ ۲، تبیین الحقائق ۴/ ۲۸۷، مواہب الجلیل ۵/ ۱۸۷، بدایۃ المجتہد ۲/ ۴۸۹، روضۃ الطالبین ۴/ ۳۳۰)۔

۲- اگر اس معاملہ کو وعدۂ ملزمہ یا ہبہ بالعوض پر قیاس کیا جائے تو بھی اس عقد کو طرفین کی رضامندی کے بغیر ختم نہیں کیا جاسکتا، اس لئے کہ ان صورتوں میں نتیجہ کے لحاظ سے یہ عقد معاوضہ بن جاتا ہے جیسا اس کی بحث گزشتہ صفحات میں آچکی ہے (الہدایہ مع شرح العنایہ ۹/ ۴۰ ط مصطفی الحلبی، شرح الخرشی ط بولاق مصر ۷/ ۱۰۲)۔

۳- اگر مالکیہ کے نقطۂ نظر التزام بالتبرع پر انشورنس کے مسئلے کو قیاس کیا جائے تو بھی تبرع واحسان کے التزام کے بعد اس سے مکرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، جیسا کہ اس کا حوالہ پیچھے گذر چکا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچی ہوئی آمدنی ممبران کی ملک:

☆ چونکہ یہ مکمل سرمایہ پالیسی خریدنے والوں کی ملک ہوگی، کمپنی اس کی مالک نہیں، بلکہ صرف وکیل ہوگی، اس لئے نفع ونقصان میں تمام ممبران شریک ہونگے اور انتظامی اخراجات اور آفات ونقصانات میں حسب شرائط معاوضات کی ادائیگی کے بعد بچا ہوا سرمایہ ممبران کو ان کے سرمایہ کے تناسب سے واپس کیا جائے گا اور اس کے بعد بھی کچھ رہ جائے تو جملہ شرکاء کی اجازت سے اس کو کسی کار خیر میں لگایا جاسکتا ہے یا اس کو ریزروکھاتے میں رکھا جائے جو کبھی ہنگامی صورت میں کام آئے اس کو عربی میں احتیاطی کہا جاتا ہے۔

سرمایہ کاری شرعی مضاربت کے اصول پر کی جائے:

☆ جمع شدہ سرمایہ کو مضاربت کے شرعی ضوابط کے مطابق کاروبار میں لگایا جائے جو کتب فقہ میں معروف ہیں، اس میں کمپنی کی حیثیت مضارب کی اور پالیسی ہولڈرز کی حیثیت رب المال کی ہوگی اور مقررہ شرائط کے ساتھ مقررہ تناسب پر منافع کی تقسیم عمل میں آئے گی جس میں کسی طرح کی خیانت، لاپرواہی یا غرر وضرر کا معاملہ روا نہ رکھا جائے۔

اس تناظر میں اس کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ سرمایہ کو سرمایہ کاری کے لئے دینا اگر چہ کہ ایک اختیاری عمل ہے، لیکن معاملہ شروع ہوجانے کے بعد یہ اختیاری نہیں رہتا، فقہاء مالکیہ کے نزدیک یہ عقد ملزم بن جاتا ہے، حنفیہ کے نزدیک جواز فسخ کے لئے دوسرے فریق کی رضامندی شرط ہے، اس لئے کہ اس سے دوسرے کا حق متعلق ہوجاتا ہے، اور دوسرے کو اس سے ضرر پہنچ سکتا ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ سرمایہ نقد کی صورت میں موجود ہو، اگر سرمایہ سامان وعروض میں تبدیل ہوجائے تو بھی مضاربت کو ختم کرنا ممکن نہ ہوگا (بدایۃ المجتہد ط بیروت دار الجیل ۲/ ۳۹۰، ۳۹۱، بدائع الصنائع ۱۳/ ۲۶۴) شافعیہ اور حنابلہ اس معاملے میں بہت نرم ہیں (الشرح الصغیر ۳/ ۷۰۵، ۷۰۶، روضۃ الطالبین ۵/ ۱۴۱)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقساط ومعاوضات میں یکسانیت ضروری نہیں:

☆ اسلامی انشورنس کا یہ طریقہ چونکہ عربوں کے طریقہ ' نہد سے قریب ہے جس کی سرکار دو عالم ﷺ نے تحسین فرمائی ہے، اس کا تقاضا یہ ہے کہ اقساط ومعاوضات کی ادائیگی میں تناسب ویکسانیت ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ اس کی بنیاد اصلاً معاوضہ پر نہیں، بلکہ تبرع واحسان پر ہے، اس لئے اس میں توسع کی گنجائش ہے اور اس کو نہ غرر کہا جائے گا، نہ ضرر، نہ ظلم وعدوان اور نہ ربا نہ قمار۔

نیز شرکت کے اکثر معاملات میں اس قدر تمایز عموماً آسان نہیں ہوتا، اخراجات اور جد وجہد میں تمام شرکاء کا برابر حصہ نہیں ہوتا، جو ایک واضح حقیقت ہے، مگر اس کے باوجود شریعت مطہرہ نے معاملات میں شرکت کی اجازت دی، اس کی علت بھی تعاون باہم ہی ہے، اس لئے کہ کئی ایسے معاملات ہیں جن کو تنہا شخص انجام نہیں دے سکتا ان میں کئی افراد کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے۔

حسابات میں شفافیت:

☆ حسابات کا شفاف نظام رکھا جائے، جس میں کم از کم دو حسابات بنیادی ہیں، ایک میں کمپنی میں سرمایہ جمع کرنے اور آفات وبلیات کے وقت معاوضات کی ادائیگی کی مکمل تفصیلات ہوں اور دوسرے میں سرمایہ کاری اور تقسیم منافع کی تفصیلات ہوں، ان دونوں حسابات کے علاوہ اور بھی ضمنی حسابات کی ضرورت ہو تو وہ بھی پوری امانت داری کے ساتھ تیار کئے جائیں، اگر کسی مد میں وقتی طور پر سرمایہ کی کمی ہو تو دوسرے مد سے قرض لیا جا سکتا ہے بشرطیکہ لین دین کا سارا حساب شفافیت کے ساتھ رکھا جائے۔

معاملات ومسائل میں حقیقی اشتراک:

☆ نفع ونقصان اور ذمہ داری واستحقاق دونوں چیزوں میں کمپنی انتظامیہ اور سرمایہ جمع کرنے والے ممبران کا مکمل اور حقیقی اشتراک ہونا چاہئے، حالات کے تغیرات اور عالمی قدروں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تبدیلیوں کی بنا پر جو مسائل پیدا ہوں ان کا مقابلہ بھی سب کو مساوی طور پر کرنا ہے، کوئی ذمہ داری کسی فریق پر یک طرفہ عائد نہیں ہوگی۔

☆ بہتر یہ ہے کہ کمپنی کے بنیادی مسائل میں ممبران کی بھی نمائندگی ہو، بایں طور کہ سرمایہ کے تناسب سے چند افراد کو منتخب کرلیا جائے جو کمپنی کی انتظامی کمیٹی کا تعاون کریں، اس سے دونوں طرف اعتماد بحال رہے گا، اور کمپنی کا نظام استحکام کے ساتھ جاری رہے گا۔

ریزروفنڈ:

☆ دنیا میں موجود بعض تکافلی کمپنیوں میں ریزروفنڈ کا سسٹم رائج ہے، جس کو عربی میں احتیاطی کہا جاتا ہے یہ ہنگامی حالات میں کمپنی کو مالی بحران اور دیوالیہ پن سے بچانے کے لئے معاون ثابت ہوتا ہے، اس سسٹم کی افادیت کا جائزہ لیتے ہوئے اس سے استفادہ کیا جانا چاہئے۔

قانونی ماہرین کی ایک ٹیم:

☆ کسی بھی مالی ادارے کو عام طور پر جن خطرات سے دوچار ہونا پڑتا ہے (مثلاً قدرتی آفات سیلاب، طوفان اور زلزلہ وغیرہ، جدید صنعتی خطرات الیکٹرک یا الیکٹرانک مسائل، ابلاغ و ترسیل کے جدید وسائل کا بحران وغیرہ، ارضی یا فضائی درجۂ حرارت کے اتار چڑھاؤ سے پیدا شدہ ہنگامی صورت حال، کمپنی کے بیرون یا اندرون خیانت و بدعملی کی سازشیں، دوسری غیر اسلامی انشورنس کمپنیوں کے مقابلہ جاتی چیلنجز، اسلامی انشورنش کمپنیوں کے مضبوط پس منظر کا فقدان، حساب کتاب کی شفافیت کا فقدان، انتظامی معاملات یا سرمایہ کاری میں صحیح شرعی خطوط سے انحراف اور سود پر چلنے والے بینکوں سے مالی تعاون، عالمی یا وقتی قانونی رکاوٹیں، نفع ونقصان میں اعداد وشمار کا بحران وغیرہ) ان پر نگاہ رکھنے اور مشکلات کا حل نکالنے کے لئے ماہرین کی ایک ٹیم ہونی چاہئے جو اس محاذ پر کمپنی کو تعاون دے سکے۔

یہ چند بنیادی خطوط ہیں جن پر اسلامی انشورنس کمپنی کی تاسیس عمل میں آئے تو ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک اور جائز قدم ہوگا، عالم اسلام کے متعدد علمی وفقہی اداروں (مثلاً ہیئۃ کبار العلماء، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ وغیرہ) نے تجارتی انشورنس کے مقابلے میں مذکورہ بالا شرطوں کے ساتھ تعاونی انشورنس کی اجازت دی ہے اور اس قسم کی کمپنی کی سفارش کی ہے، مگر ایسا نہ ہو کہ صرف نام اسلامی رکھ لیا جائے اور اس کو دوسری غیر اسلامی اداروں کی طرح شریعت کے تقاضوں سے قطع نظر محض سرمایہ اکٹھا کرنے کا ذریعہ بنالیا جائے تو یہ عام تجارتی کمپنیوں سے بھی زیادہ خطرناک اور گمراہ کن ہوگا، بعض عرب محققین نے ایسی کئی کمپنیوں کی نشاندہی کی ہے جو اسلام یا تعاون کا لیبل لگا کر اسی طریق کار پر عمل پیرا ہیں جو غیر اسلامی انشورنس کمپنیوں کا ہے، اس لئے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

مسلم ملکوں میں اس قسم کے متعدد تجربات شروع ہوئے ہیں، ضرورت ہے کہ ہندوستان جیسے سیکولر اور جمہوری ملکوں میں بھی اس طرف پیش رفت کی جائے اور قانونی ماہرین سے مشورہ کر کے کوئی مناسب اور متبادل لائحۂ عمل تیار کیا جائے، واللہ المستعان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی امداد باہمی انشورنس کے شرعی اصول وضوابط

ڈاکٹر و مفتی محمد شاہجہاں ندوی ☆

اسلامی شریعت میں ہر چیز کا حل موجود ہے، بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ماہرین شریعت سودی نظام کا ایسا غیرسودی اسلامی متبادل پیش کریں کہ انسانیت کے سارے پیچیدہ مسائل حل ہوں، اور پھر دنیا اسلامی نظام کی برکت سے مالا مال ہو۔ اس پس منظر میں زیر بحث مسئلہ میں ہم انشورنس یا ''تأمین تکافلی'' یا ''تأمین تعاونی'' کی شرعی صورت، نیز ہندوستان میں اس کی قابل عمل صورت کی نشان دہی کریں گے۔

''تأمین'' کی لغوی تعریف:

''بیمہ'' یا ''انشورنس'' کو عربی میں ''تأمین'' کہتے ہیں، یہ باب تفعیل کا مصدر ہے، ''أمن'' سے مشتق و ماخوذ ہے، جو فعل ثلاثی ''أمن'' کا مصدر ہے، جس کے معنی نفس کا مطمئن ہونا اور خوف کا زائل ہونا ہے، لہذا ''تأمین'' کے معنی ہوئے ''مطمئن کرنا اور خوف کو زائل کرنا، بولا جاتا ہے، ''أمن البلد'': یعنی ملک کے باشندے امن واطمینان سے ہیں، اور ''أمنه عليه'' کے معنی ہیں: بھروسہ کرنا، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿هل ء امنكم عليه إلا كما أمنتكم على أخيه من قبل﴾ (یوسف: ۶۴) (اس کے معاملے میں تم پر ویسا ہی اعتماد کروں، جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی یوسف کے معاملہ میں کرچکا ہوں؟)۔ اور ''أمن'' میم کے ضمہ کے ساتھ، اس کے

☆ استاذ حدیث وفقہ جامعہ اسلامیہ شانتاپورم، پٹی کاڈ، ملاپورم، کیرالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی ہیں: امانت دار و قابل اعتماد ہونا، اور'' آمن'' کے معنی ہیں: تصدیق کرنا، اور اسی سے قرآن پاک میں ہے: ﴿وما أنت بمؤمن لنا﴾ (یوسف:۱۷) (اور آپ ہماری تصدیق کرنے والے نہیں ہیں)۔

اور اکیڈمی برائے عربی زبان مصر و دمشق نے کچھ نئے معانی کا اضافہ کیا ہے، جو اس طرح ہیں: ''أمّن علی الشیئ'' اور اس کے معنی ہیں: اس نے قسط وار کچھ رقم ادا کی، تاکہ وہ یا اس کے ورثہ متفق علیہ مقدار یا کھوئی ہوئی چیز کا معاوضہ حاصل کریں، اور اسی سے ہے: ''أمّن علی حیاته'' (اس نے زندگی کا بیمہ کرایا)، ''أمّن علی داره'' (اس نے گھر کا انشورنس کرایا)، اور ''أمّن علی سیارته'' (اس نے گاڑی کا بیمہ کرایا)۔

خلاصہ کلام یہ کہ ''تأمین'' کے معنی ہیں: امن و اطمینان کو وجود میں لانا۔

''امن'' کی اہمیت:

اسلام میں امن کی بڑی اہمیت ہے، چنانچہ قرآن کریم میں تیس آیت کے اندر ''امن'' کے مختلف معانی وارد ہوئے ہیں، جو دنیا اور آخرت میں اس کی اہمیت پر دلالت کرتے ہیں۔

(ثنیان: سلیمان بن ابراہیم ''التأمین وأحکامه'' ۳۵ ط: دار ابن حزم، بیروت ۲۰۰۳ء)۔

امن و اطمینان انسان کا فطری مطلوب ہے، جس کی بنا پر اللہ تعالی نے قریش پر احسان کا اظہار فرمایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ﴿لإیلاف قریش إیلافهم رحلة الشتاء والصیف فلیعبدوا رب هذا البیت الذی أطعمهم من جوع وآمنهم من خوف﴾ (قریش:۱-۴) (اس وابستگی کے سبب جو قریش کو ہے، اس وابستگی کی وجہ سے جو سردی اور گرمی کے سفر کے ساتھ ان کو ہے، سو چاہیے کہ وہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں، جس نے انہیں قحط کے سبب سے کھلایا اور خوف کے سبب سے امن بخشا)۔

یعنی بھوک سے امن و امان کی نعمت اور خوف سے اطمینان کی دولت عطا کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی بنا پر حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے مکہ کے لئے امن وامان کی دعا کی: ﴿وإذ قال إبراهيم رب اجعل هذا البلد آمنا واجنبني وبنيّ أن نعبد الأصنام﴾ (ابراہیم:۳۵) (اور یاد کرو جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے میرے رب اس سرزمین کو پرامن بنا، اور مجھ کو اور میری اولاد کو اس بات سے محفوظ رکھ کہ ہم بتوں کو پوجیں)۔

اسی طرح اسلام کا مطالبہ ہے کہ آدمی احتیاط، چوکسی اور ہلاکت و بربادی کے اسباب سے نجات کے سارے ذرائع اختیار کرے، چنانچہ فرمان الہی ہے: ﴿یا أيها الذين آمنوا خذوا حذركم فانفروا ثبات وانفروا جميعاً﴾ (النساء:۷۱) (اے ایمان والو! اپنی تو احتیاط رکھو اور ٹکڑیوں کی صورت میں یا جماعتی شکل میں جہاد کے لئے نکلو)، اور ارشاد باری تعالی ہے: ﴿وأنفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين﴾ (البقرہ:۱۹۵) (اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے آپ کو تباہی میں نہ جھونکو، اور انفاق خوبی کے ساتھ کرو، بے شک اللہ خوبی کے ساتھ کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من أصبح منكم آمنا في سربه معافا في جسده، عنده قوت يومه، فكأنما حيزت له الدنيا بحذافيرها" (سنن ترمذی، صحابی: عبید اللہ بن محصن انصاری حدیث نمبر:۲۳۴۶، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۴۱۴۱، بیہقی "الاربعین الصغری" حدیث نمبر:۵۷) (تم میں سے جو اپنی ذات میں امن کے ساتھ اور اپنے بدن میں صحت وسلامتی کے ساتھ صبح کرے، اور اس کے پاس اپنے اس دن کی خوراک ہو، تو پوری دنیا گویا اس کے لئے اکٹھی کردی گئی)۔

اور شریعت اسلامی نے وہ قواعد اور احکام جاری کئے ہیں، جو پرامن اور مطمئن معاشرہ کے ضامن ہیں، تاکہ انسان زمین میں اللہ عزوجل کے خلیفہ کی حیثیت سے اس کی تعمیر اور اس کے اندر تخلیق میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ کہ جائز وسیلہ کے ذریعہ امن طلب کرنے میں مشیت الٰہی کے چیلنج کا کوئی شبہ نہیں ہے۔

"تأمین" کی اصطلاحی تعریف:

انشورنس دو فریق کے درمیان ہونے والا ایسا عقد ہے جس کے تقاضے میں ایک فریق دوسرے فریق کو قسط وار یا یکبارگی مخصوص مالی رقم ادا کرے، تاکہ یہ دوسرا فریق اس کے مقابلہ میں عقد میں متعین کردہ حادثہ یا خطرہ پیش آنے کی وجہ سے لاحق ہونے والے ضرر کی تلافی کرے"۔

ڈاکٹر عبد الرزاق سنہوری تحریر کرتے ہیں: "عملية يحصل بمقتضاها أحد الأطراف، وهو المؤمن له نظير دفع قسط، على تعهد لصالحه، أو لصالح الغير، من الطرف الآخر وهو المؤمن، يدفع بمقتضاه هذا الأخير أداء معينا عند تحقق خطر معين، وذلك بأن يأخذ على عاتقه مهمة مجموعة المخاطر، وإجراء المقاصة بينها وفقا لقوانين الإحصاء" (د عبد الرزاق السنہوری "الوسیط فی شرح القانون المدنی" ۷/۱۰۹۰، ط: دار النہضہ العربیۃ ۱۹۶۴ء)۔

(انشورنس وہ کاروائی ہے، جس کے تقاضے میں، ایک فریق، اور وہ "مؤمن لہ" (گاہک یا انشورنس پالیسی ہولڈر) ہے، قسط کی ادائیگی کے لئے اپنے یا دوسرے کے مفاد میں دوسرے فریق کی جانب سے، اور وہ "مؤمن" (کمپنی) ہے، ایک معاہدہ حاصل ہوتا ہے، جس کے بموجب یہ دوسرا شخص متعین خطرہ کے وجود میں آنے کے وقت متعین ادائیگی کرے، اور وہ اس طرح کہ وہ اپنے کندھے پر کئی خطرات اور ان کے درمیان اعداد و شمار کے قوانین کے مطابق مقابلہ جاری کرنے کی ذمہ داری لے)۔

مصری سول لاء میں اس کی اس طرح تعریف کی گئی ہے: "عقد يلتزم المؤمن بمقتضاه أن يؤدى إلى المؤمن له، أو إلى المستفيد الذى اشترط التأمين

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لصالحه مبلغاً من المال، أو إيراداً مرتّباً، أو أى عوض مالىّ آخر فى حالة وقوع الحادث، أو تحقق الخطر المبيّن بالعقد، وذلک فى نظير قسط أو آية دفعة مالية أخرى يؤديها المؤمن له للمؤمن" (القانون المدنی المصری، المادہ: ۷۴۷)۔

(انشورنس ایسا عقد ہے جس کے تقاضے میں "مؤمن" (کمپنی یا فرم) اس بات کا التزام اور پابندی کرے، کہ وہ "مؤمن لہ" (انشورنس پالیسی ہولڈر) یا اس "مستفید" (تیسرے شخص) کو جس کے مفاد میں انشورنس کو مشروط کیا گیا ہے، مال کی ایک مقدار یا مقررہ تنخواہ یا دوسرا مالی عوض حادثہ کے واقع ہونے کی حالت یا عقد میں بیان کردہ خطرہ کے وجود میں آنے کے وقت ادا کرے، اور یہ اس قسط (Insurance Premium) یا کسی ایسی دوسری مالی ادائیگی کے مقابلہ میں ہو، جسے "مؤمن لہ" (گاہک) "مؤمن" (کمپنی) کو ادا کرے گا)۔

یہ تعریف بہتر ہے، کیونکہ اس میں "تامین" کے ارکان وعناصر اجاگر ہوگئے ہیں، اور "مومن" (کمپنی یا فرم) اور "مؤمن لہ" (کسٹمر) کے درمیان معاوضہ کا تعلق بھی واضح ہوگیا ہے، اور نیز یہ بات بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ بیمہ کی رقم بیمہ کی قسط کے مقابلہ میں ہے۔

"تامین تعاونی" کی تعریف:

"تامین تعاونی" یا "تامین تکافلی" یہ ہے کہ چند اشخاص متعین رقم ادا کرنے پر اتفاق کرلیں، تاکہ ان نقصانات کا بدل فراہم کیا جاسکے جو ان میں سے کسی کو پیش آئے، جبکہ متعین خطرہ وجود میں آئے۔

ڈاکٹر وہبہ زحیلی تحریر کرتے ہیں: "التامين التعاونى هو أن يتفق عدة أشخاص على أن يدفع كل منهم اشتراكا معينا لتعويض الأضرار التى قد تصيب أحدهم إذا تحقق خطر معين" (أ.د. وہبہ الزحیلی: الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/۳۴۱۵، ط: ۴، دار الفکر دمشق ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء) (امداد باہمی انشورنس یہ ہے کہ کئی اشخاص اس بات پر اتفاق کرلیں کہ ان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہر ایک متعین رقم ادا کرے گا، تاکہ ان میں سے کسی کو لاحق ہونے والے ضرر کی تلافی کی جاسکے، جبکہ متعین خطرہ وجود میں آئے)۔

امداد باہمی انشورنس کی قسمیں:

امداد باہمی انشورنس کی دو قسمیں ہیں: (۱) امداد باہمی انشورنس بسیط، (۲) امداد باہمی انشورنس مرکب۔

امداد باہمی انشورنس بسیط (Simple co-operative insurance) یہ ہے کہ اشخاص کا ایک گروپ متعین رقم بطور تبرع ادا کرنے میں شریک ہو، پھر حاصل شدہ رقم سے اس شخص کو بدل فراہم کیا جائے، جسے ضرر لاحق ہو۔

شیخ زرقا تحریر کرتے ہیں: ''وهو تعاون مجموعة من الأشخاص ممن يتعرضون لنوع من المخاطر على تعويض الخسارة التى قد تصيب أحدهم؛ عن طريق اكتتابهم بمبالغ نقدية ليؤدى منها التعويض لأى مكتتب منهم عند ما يقع الخطر المؤمن منه'' (الأستاذ الزرقا: نظام التأمين ر ۴۲-۴۳، ط: مؤسسة الرسالہ بعمان) (انشورنس تعاونی چند افراد کے ایک گروپ کا جو کسی نوع کے خطرات سے دوچار ہو سکتے ہوں، اس نقصان کی تلافی پر تعاون کرنا جو ان میں سے کسی کو پیش آئے، نقد رقم کے ذریعہ حصہ لے کر، تاکہ ان میں سے کسی حصہ لینے والے کو عوض دیا جاسکے، جبکہ وہ خطرہ پیش آئے جس سے ....لیا ہو)۔

جبکہ ''امداد باہمی انشورنس مرکب (Compound co-operative insurance) کی تعریف اس طرح ہے: ''جماعتی انشورنس کا ایسا عقد ''امداد باہمی انشورنس مرکب'' کہلاتا ہے، جس کے تقاضے میں ہر حصہ دار تبرع کے طور پر مال کی ایک متعین رقم ادا کرنے کا التزام کرے، تاکہ ان میں سے ضرر میں مبتلا ہونے والے شخص کو اس خطرہ کے پائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانے کے وقت بدل فراہم کیا جائے، جس سے انشورنس کرایا گیا ہو، جس میں انشورنس اور اس کے مال کے سرمایہ کاری کی کاروائی خاص کمپنی کی جانب سے معلوم اجرت کے بدلہ یا بے اجرت وکالت کی بنیاد پر کی جائے۔

ڈاکٹر احمد سعید شرف الدین تحریر کرتے ہیں: "عقد تأمين جماعي يلتزم بموجبه كل مشترك فيه بدفع مبلغ معين من المال على سبيل التبرع، لتعويض المتضررين منهم على أساس التكافل والتضامن، عند تحقق الخطر المؤمن منه، تدار فيه العمليات التأمينية من قبل شركة متخصصة على أساس الوكالة بأجر معلوم" (د۔احمد السعید شرف الدین "عقود التأمین وعقود ضمان الاستثمار"، ۲۴۳-۲۴۶) (جماعتی بیمہ کا ایسا عقد ہے جس کے تقاضے میں اس میں شریک ہونے والا ہر شخص تبرع کے طور پر مال کی ایک متعین رقم ادا کرنے کی پابندی کرے، تاکہ ان میں سے ضرر میں مبتلا ہونے والے شخص کو باہمی کفالت اور ضمانت کے طور پر اس خطرہ کے پائے جانے کے وقت عوض فراہم کیا جائے، جس سے بیمہ کرایا گیا ہو جس میں بیمہ کی کاروائی اسپیشل کمپنی کی طرف سے معلوم اجرت کے بدلہ وکالت کی بنیاد پر چلائی جائے)۔

امداد باہمی مرکب انشورنس کی قسمیں:

(۱) "اضرار" (Harms) کے خلاف انشورنس۔

اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) جائداد (Property) انشورنس: جیسے آگ، چوری کے خطرات کے سلسلہ میں انشورنس۔ (۲) ذمہ داری (Responsibility) انشورنس: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ذات کو اس ضرر سے محفوظ کرے جو ضرر میں مبتلا شخص، اور اس کے اس کی طرف رجوع کرنے کی صورت میں، اس کی ذمہ داری ثابت ہونے کی حالت میں اس کے مالی ذمہ کو لاحق ہو، اور انشورنس کرانے کی صورت میں انشورنس کمپنی بیمہ پالیسی ہولڈر یا ضرر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبتلا شخص کو معاوضہ ادا کرے۔

اور ”ذمہ داری انشورنس“ کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) شہری ذمہ داری کا انشورنس (Civil responsibility insurance):

جیسے سواریوں اور گاڑیوں کے مالکین کی دوسرے کے سلسلہ میں ذمہ داری کا انشورنس، اور کارخانے، ادارے اور کمپنیوں کے مالکین کی ذمہ داری کا انشورنس کہ وہ اپنی جائداد کے اندر دیگر اشخاص کے ہونے کی حالت میں ذمہ دار ہو سکتے ہیں، اسی طرح ٹھیکے داروں (Contractor) کی ذمہ داری کا انشورنس کہ وہ اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو بروئے کار لانے کے درمیان دوسرے کو لاحق ہونے والے اضرار کے سلسلہ میں ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔

(۲) دوسری قسم ”پیشہ ورانہ ذمہ داری کا انشورنس“ (Professional responsibility insurance):

جیسے اطباء اور دوا ساز اپنے پیشے کو انجام دینے کے نتیجہ میں دوسرے کے سلسلہ میں قانونی طور پر ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔

۳- افراد کا انشورنس (Indivisual insurance):

اس کا مطلب ان خطرات (Dangers) کا انشورنس ہے، جو آدمی کو اپنی زندگی یا جسم کی سلامتی یا عمل کی قدرت کے سلسلہ میں لاحق ہوں، چنانچہ اسی قسم سے شخصی حادثات کا بیمہ ہے، کسی شخص کو اپنے جسم میں ایسی مصیبت سے دوچار ہو جانے کا اندیشہ ہو جو اسے دائمی یا وقتی طور سے کام سے عاجز بنا دے، اور ایسے ہی کام کے نقصان (Accident of Labor) کا انشورنس ہے، اور طبی علاج کے اخراجات کا انشورنس (Medical insurance) ہے۔

اسی طرح لائف انشورنس (Life Insurance) یا سماجی تکافل یا باہمی سماجی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمانت ہے۔

۴۔نقل وحمل (Transporting) کے خطرات (Risks) کا انشورنس:

اس کی بھی تین قسمیں ہیں:

(۱) سمندری انشورنس (Maritime Insurance) اس کا مقصد سمندر یا ندی کی راہ سے لے جانے کے خطرات کا انشورنس ہے، خواہ سامان کا انشورنس ہو یا کشتیوں کا۔

(۲) دوسری قسم بری (Land) انشورنس ہے، اس کا مقصد خشکی کی راہ (By Land) سے لے جانے کے خطرات سے سامانوں کا انشورنس کرانا ہے۔

(۳) تیسری قسم ''جوی'' (Air) انشورنس ہے، اس کا مقصد فضا کی راہ سے منتقل کرنے اور لے جانے کے خطرات سے سامانوں کا انشورنس کرانا ہے۔

۵۔تعمیراتی انشورنس (Constructive Insurance):

اسی سے تعمیرات (Constructions)، تنصیبات، جڑائی اور فٹنگ (Setup) کے ٹھیکے داروں کے آلات وساز وسامان (Materials) اور مشینوں (Machines) کا انشورنس ہے، اسی طرح برقی آلات (Electronic Sets) اور کمپیوٹر (Computer) وغیرہ کا انشورنس ہے۔

امداد باہمی انشورنس کی نشوونما اور ارتقاء:

تجارتی انشورنس کا آغاز اپنے حقیقی مفہوم میں بحری انشورنس کی شکل میں اٹلی کے شہر ''لمبورڈیا'' میں چودہویں صدی عیسوی میں ہوا، اور سمندری انشورنس کی پہلی کمپنی انگلینڈ کے لندن شہر میں قائم کی گئی، لیکن امداد باہمی انشورنس اپنی ابتدائی شکل میں (۹۱۶ ق م) میں ''روڈس'' میں پایا گیا، جہاں مال بردار کشتی کا وزن کم کرنے کے لئے مال کا ایک حصہ سمندر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈال دیا گیا، اور اس ضرر کو اس کشتی میں لدے ہوئے مال کے مالکین پر تقسیم کر دیا گیا، نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امداد باہمی انشورنس اپنی سادہ شکل میں روم اور چین وغیرہ میں پانچ ہزار سال پہلے سے موجود تھا، جبکہ عرب جاہلیت کے یہاں بھی اس طرح کا انشورنس موجود تھا، چنانچہ اس کے تجار سردی اور گرمی کے سفر میں سفر سے پیدا ہونے والی تجارت کے نفع سے ہلاک ہونے والے اونٹ کا معاوضہ دیتے تھے، اور یہ ان میں سے ہر ایک پر اس کے اصل سرمایہ کی شرح کے مطابق آتا تھا، اور اسی طرح ان کا اس پر اتفاق تھا کہ جس کی تجارت ٹھپ ہو جائے یا بربادی کا شکار ہو جائے، اس کو معاوضہ دیا جائے (ابن خلدون: المقدمہ/ ۳۵۵، ط: دار الشعب)۔

موجودہ شکل میں امداد باہمی انشورنس کا آغاز کب ہوا اس سلسلہ میں محققین کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ بعض محققین کا خیال ہے کہ اس طرح کی انجمن پندرہویں یا سولہویں صدی عیسوی کے درمیان 'جرمنی' میں وجود میں آئی، جبکہ دوسرے محققین کا خیال ہے کہ اس طرح کی انجمن اٹھارہویں صدی کے شروع میں ۱۷۲۶ء میں جرمنی کے شہر روٹنبرگ میں قائم ہوئی، لیکن ایک تیسرے فریق کا خیال ہے کہ اس طرح کی انجمن تقریباً ۱۵۳۰ء سے ۱۵۴۵ء کے درمیان لندن اور پیرس میں قائم ہوئی۔

البتہ اسلامی مرکب امداد باہمی انشورنس کا آغاز تجارتی انشورنس کی حرمت ثابت ہونے کے بعد ۱۳۹۹ھ میں اس کے متبادل کے طور پر ہوا، اور اس مقصد کی پہلی کمپنی "شركة التأمين الاسلامية السودانية" ہے جو ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں بینک فیصل اسلامی سوڈانی کی طرف سے "خرطوم" میں قائم ہوئی، اس کے بعد "ایاک" "الشركة الإسلامية العربية للتأمين" ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء "دبی" میں اسلامی بینک دبئی کی جانب سے وجود میں آئی، پھر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء میں سعودی عرب کے اندر شاہی فرمان کے سبب "الشركة الوطنية للتأمين التعاوني" وجود میں آئی، اور یہ مکمل حکومتی کمپنی ہے۔ پھر ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء میں "الشركة الإسلامية للتأمين وإعادة التأمين" بحرین میں قائم ہوئی، اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء میں "شركة التأمين الإسلامية العالمية" بحرین وجود میں آئی، خیال رہے کہ اسلامی بینک بحرین کا اس کی تاسیس اور اس کے مال کی سرمایہ کاری میں بڑا اہم کردار رہا ہے، پھر ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۹۹۶ء میں "شركة التأمين الإسلامية المساهمة العامة المحدودة" اردن میں اسلامی بینک اردن کی جانب سے وجود میں آئی (د. احمد سالم ملحم "اعادة التأمين وتطبيقاتها فی شرکات التأمین الإسلامی" ۵۰-۵۲، ط: ۱، دار النفائس الاردن ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴ء)۔

پھر آہستہ آہستہ کئی ملکوں میں امداد باہمی انشورنس کمپنی قائم ہوئی، اور لوگوں میں اس کی بڑی پذیرائی ہوئی، کیونکہ وہ تجارتی انشورنس کمپنی کی نفع اندوزی، حرص اور استحصالی صفت سے بڑی حد تک مایوس ہو چکے تھے۔

تجارتی انشورنس اور اسلامی امداد باہمی انشورنس کے درمیان بنیادی فرق کا خلاصہ:

۱-نظام اور شکل کے اعتبار سے فرق:

تجارتی انشورنس میں کمپنی اصل فریق ہوتی ہے، جو اپنے نام سے عقد کرتی ہے اور ساری قسطوں کی مالک بن جاتی ہے، اور انشورنس پالیسی ہولڈرس کا سامنا کرنے میں ساری ذمہ داری سنبھالتی ہے، جبکہ اسلامی انشورنس میں کمپنی انشورنس اکاؤنٹ یا حصہ لینے والوں کی سوسائٹی (Society of Contributors) کی وکیل ہوتی ہے، چنانچہ اصلاً اپنے نام سے عقد نہیں کرتی ہے، اور نہ ہی کل یا بعض قسطوں کی مالک بنتی ہے، اور نہ ہی اپنے مال سے کچھ ادا کرتی ہے، ہاں البتہ انشورنس اکاؤنٹ کو ضرورت پڑنے پر قرض حسن دیتی ہے جو بعد میں لوٹا لیتی ہے۔

۲-عقد کی شکل کے لحاظ سے فرق:

اسلامی انشورنس میں درحقیقت انشورنس کرنے والا "انشورنس اکاؤنٹ" ہوتا ہے، اور کمپنی اصلاً انشورنس کرنے والی نہیں ہوتی ہے، بلکہ انشورنس اکاؤنٹ کی وکیل ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں صرف کمپنی ہی انشورنس کرنے والی ہوتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح اسلامی امداد باہمی انشورنس میں انشورنس ہولڈر ممبر کی حیثیت انشورنس کرنے اور کرانے والے دونوں کی ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں انشورنس کرنے والی کمپنی کے مقابلہ میں وہ فریق ہوتے ہیں۔

۳-عقود کے اعتبار سے فرق:

اسلامی انشورنس میں تعلقات منظّم کرنے والے عقود تین ہیں:

الف- کمپنی اور انشورنس اکاؤنٹ کے درمیان عقد وکالہ۔

ب- انشورنس اکاؤنٹ یا انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران کے اموال کی سرمایہ کاری کے لئے عقد مضاربہ۔

ج- عوض کے ساتھ ہبہ کا عقد یا ''نہد'' (مخلوط کئے ہوئے زادِ سفر کی برابر تقسیم) کا عقد۔

اسی وجہ سے بہتر یہ ہے کہ اسلامی امداد باہمی انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران کمپنی کے ساتھ انتظامیہ میں شریک ہوں، تاکہ انشورنس کو صحیح اسلامی طریقہ پر چلانے میں مدد ملے۔

یہ تو اسلامی انشورنس کی صورت حال تھی، جبکہ تجارتی انشورنس میں منظّم عقد ایک ہی عقد ہے، جو انشورنس کرنے والی کمپنی اور انشورنس پالیسی ہولڈر (مستامن، یا مؤمن لہ) کے درمیان ہوتا ہے اور حقیقی معاوضہ پر قائم ہوتا ہے، کیونکہ ایک جانب سے قسطوں کی رقم ہوتی ہے تو دوسری جانب سے انشورنس کی رقم ہوتی ہے۔

۴-قسطوں اور اس کے منافع کی ملکیت کے اعتبار سے فرق:

تجارتی انشورنس میں قسط براہ راست کمپنی کی ملکیت میں داخل ہو جاتی ہے، اور چونکہ منافع تابع ہوتے ہیں، تو وہ بدرجہ اولی کمپنی کی ملکیت میں داخل ہوں گے، جبکہ اسلامی انشورنس میں کمپنی کبھی قسطوں کی مالک نہیں ہوتی ہیں، اور اس کے تمام منافع اسی اکاؤنٹ کی ملکیت ہوتے ہیں، البتہ کمپنی شرعی مضاربت کے طریقہ سے نفع کا اپنا تناسب یا شرح لیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل کے لئے محفوظ کردہ رقم تو یہ بھی جدا رہتی ہے، چنانچہ اگر یہ رقم کمپنی کے شیئرز ہولڈر کے مال سے لی جاتی ہے، تو یہ ان کی ملکیت ہوتی ہے، اور اگر انشورنس پالیسی ہولڈر کے مال سے لی جاتی ہے، تو ان کے مفاد میں ہی باقی رہتی ہے، اور اگر کئی سال کی ایسی رقم جمع ہو جاتی ہے، جسے ''فائض تامینی متراکم'' (Accumulated surplus mony of insurance) کہتے ہیں، اور سارے انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران تک اس رقم کو پہنچانا مشکل ہو تو انشورنس کمپنی کے نظام اساسی کی صراحت کے ساتھ انشورنس کرانے والے ممبران کے اتفاق کی بنا پر اسے مصارف خیر میں صرف کر دیا جائے گا۔

۵-دو مستقل وجدا اکاؤنٹ کے وجود کے اعتبار سے فرق:

اسلامی امداد باہمی انشورنس کی اہم خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں دو جدا اکاؤنٹ ہوتے ہیں (۱) ایک انشورنس اکاؤنٹ ہے جس میں انشورنس سے متعلق سرگرمیوں کے لئے فنڈ ہے، یعنی جس میں قسط، اس کے منافع، معاوضے اور اخراجات سب کی رقم کا حساب شامل ہے۔ (۲) دوم حصہ داروں (Shareholders) کا اکاؤنٹ ہے یا کمپنی کا اکاؤنٹ ہے جو اس کے اموال، اس کے منافع، اور انشورنس اکاؤنٹ کے مال کی بطور مضاربت سرمایہ کاری سے حاصل نفع میں سے اس کے حصے، اور اس کی ذمہ داریوں اور نفع اور نقصان کا فنڈ ہے۔ جبکہ یہ دو مستقل وجدا اکاؤنٹ تجارتی انشورنس میں موجود نہیں ہیں۔

۶-مقصد کے اعتبار سے فرق:

تجارتی انشورنس میں انشورنس کی کارروائی سے نفع کو وجود میں لانا مقصود ہوتا ہے، اس طرح کہ اگر انشورنس کی قسطیں، اخراجات اور معاوضے سے زائد ہوں، تو یہ زائد رقم کمپنی کی ہوتی ہے اور وہ اسے نفع سمجھتی ہے، چنانچہ وہ قسطوں کا اندازہ بڑھا چڑھا کر کرتی ہیں کہ اسی میں اس کا مفاد ہے، جبکہ اسلامی انشورنس کا مقصد انشورنس ہولڈر ممبران کے درمیان تعاون کرنا ہے، اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشورنس چلانے والی کمپنی کا مقصد خود انشورنس سے کوئی نفع وجود میں لانا نہیں ہے، اس لئے کہ قسطیں اس کی ملکیت میں کبھی داخل نہیں ہوتی ہیں، اور قسط کی بچی ہوئی رقم، خواہ کتنی ہی کیوں نہ ہو، اس سے کمپنی فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہے، کیونکہ قسطیں انشورنس اکاؤنٹ کے ساتھ خاص رہتی ہیں، اور قسط کی بچی ہوئی رقم اسی کی ملکیت ہوتی ہے، اسی وجہ سے کمپنی قسطوں کا اندازہ بڑھا چڑھا کر نہیں لگاتی ہے۔

۷- بچی ہوئی رقم کے اعتبار سے فرق:

قسطوں اور اس کی سرمایہ کاری کے منافع سے معاوضے، اخراجات، اور مستقبل کے لئے محفوظ کردہ رقم کے بعد بچنے والی رقم انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران پر ''اسلامی امداد باہمی انشورنس'' میں خرچ ہوتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں یہ انشورنس سے حاصل نفع اور آمدنی ہے جو کمپنی کی خاص ملکیت ہوتی ہے۔

۸- تعدد عاقدین اور عقد کی تکمیل کے اعتبار سے فرق:

تجارتی انشورنس حقیقی تعدد پر قائم ہوتا ہے، کیونکہ یہ دو عقد کا ارادہ کرنے والوں کے درمیان مکمل ہوتا ہے، جن میں سے ہر ایک اپنے مصالح کو وجود میں لانے کی کوشش کرتا ہے، اور دونوں میں سے ہر ایک کا ذمہ ملکیت اور ذمہ داری کے لحاظ سے دوسرے کے ذمہ سے مختلف ہوتا ہے، اور وہ دونوں ''مؤمن'' (کمپنی) اور ''مؤمن لہ'' (گاہک) ہیں، اور دونوں کے باہم عقد کرنے سے عقد تکمیل پا جاتا ہے، اور صرف اس کی تنفیذ باقی رہتی ہے کہ گاہک کمپنی کو اپنی قسطیں ادا کرے، اور کمپنی انشورنس کی رقم اس کے وقت پر ادا کرنے کا التزام کرے، اور گاہک کا انشورنس کرنے والی کمپنی کی ذمہ داریوں، پابندیوں اور ادا کردہ قسطوں سے کوئی تعلق نہیں رہتا ہے، جبکہ اسلامی امداد باہمی انشورنس میں انشورنس کرنے والا اور انشورنس پالیسی ہولڈر ممبر درحقیقت دونوں ایک ہی شخص ہوتے ہیں، کیونکہ دونوں کی نمائندگی انشورنس اکاؤنٹ کرتا ہے، جس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قسطیں داخل ہوتی ہیں، اور اس سے انشورنس کی رقم خرچ کی جاتی ہے، اور وہ دونوں کا اکاؤنٹ ہے، چنانچہ انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران کی ذمہ داریاں، قسطوں کے ادا کرنے سے ختم نہیں ہوتی ہے، بلکہ بچی ہوئی رقم میں اس کا حصہ رہتا ہے، اور اگر قسطیں کافی نہ ہوں تو انشورنس اکاؤنٹ قرض لے گا، جسے انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران اگلے سال لوٹا دیں گے۔

۹- مالی ذمہ داری اور سرمایہ کاری کو وجود میں لانے والے عناصر کے لحاظ سے فرق:

تجارتی انشورنس میں تمام سرگرمیوں سمیت پوری کمپنی کی ایک ہی مالی ذمہ داری ہوتی ہے جس کے عناصر مندرجہ ذیل امور سے مرکب ہوتے ہیں:

(۱) ادا کردہ اصل سرمایہ۔

(۲) اصل سرمایہ کے منافع اور انٹرسٹ۔

(۳) معاوضات ادا کرنے کے بعد قسطوں سے بچی رقم سے حاصل انشورنس نفع، اور یہی مالی ذمہ کمپنی کی ساری ذمہ داریوں کا ذمہ دار ہے، خواہ ان کا تعلق انشورنس کی سرگرمی سے ہو یا دیگر اخراجات اور معاوضے سے، جبکہ اسلامی امداد باہمی انشورنس میں دو مالی ذمہ ہیں:

الف- کمپنی کا ذمہ جو ذیل کے عناصر سے بنتا ہے:

(۱) ادا کردہ اصل سرمایہ، (۲) اس کے جائز منافع، (۳) مستقبل کے لئے محفوظ رقم جو صرف حصہ داروں (Shareholders) کے منافع سے لئے گئے ہوں، (۴) وہ اجرت جو کمپنی نے انشورنس اکاؤنٹ کو چلانے کے مقابلہ میں حاصل کیا، جبکہ اجرت کے ساتھ وکالت ہو، (۵) انشورنس اکاؤنٹ اور کمپنی کے درمیان عقد مضاربت کے ذریعہ سرمایہ کاری سے حاصل نفع سے اس کا حصہ۔

خیال رہے کہ کمپنی کا ذمہ اس کے ساتھ خاص ذمہ داریوں، پابندیوں اور اخراجات کا ذمہ دار ہے، لیکن معاوضہ ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب- انشورنس اکاؤنٹ کا مالی ذمہ جس کے عناصر درج ذیل ہیں:

(۱) انشورنس اکاؤنٹ کی قسطیں، (۲) سرمایہ کاری سے اس کے منافع، (۳) انشورنس اکاؤنٹ سے اخذ کردہ احتیاطی رقم جو مستقبل کے لئے مخصوص کی گئی ہو۔

اور انشورنس اکاؤنٹ ہی انشورنس کی تمام سرگرمیوں سمیت اپنے مخصوص اخراجات اور عوض کی فراہمی کا ذمہ دار ہے، اور کمپنی کا ذمہ گذشتہ چیزوں کا ذمہ دار نہیں ہے، بلکہ وہ انشورنس اکاؤنٹ یا انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران کی سوسائٹی کی وکیل ہے۔

۱۰- شریعت کے احکام کی پابندی کے اعتبار سے فرق:

اسلامی امداد باہمی انشورنس میں کمپنی اپنی تمام سرگرمیوں میں اسلامی شریعت کے احکام کی پابندی کرتی ہے، اسی وجہ سے فتوی کمیٹی اور شرعی نگرانی بورڈ متعین کرتی ہے، جبکہ تجارتی انشورنس میں کمپنی اپنے عقود، انشورنس، سرمایہ کاری اور بینک سے معاملہ کرنے میں شریعت کی پابندی نہیں کرتی ہے۔

۱۱- ربا ہونے کے اعتبار سے فرق:

اسلامی امداد باہمی انشورنس میں سود نہیں پایا جاتا ہے، کیونکہ وہ معاوضہ پر مبنی نہیں ہے۔

بلاشبہ صحت و بطلان اور جواز و حرمت کے اعتبار سے حکم شرعی مرتب کرنے میں ان اساسی فرقوں کی بڑی تاثیر ہے۔

عقد اسلامی امداد باہمی انشورنس کے ارکان:

حنفی مسلک کے اعتبار سے ایجاب و قبول ہیں جو انشورنس کمپنی اور انشورنس پالیسی ہولڈر کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں۔ جبکہ دیگر مسالک فقہیہ کے اعتبار سے درج ذیل ہیں:

۱- انشورنس میں حصہ لینے والوں کی کمیٹی، یا انشورنس اکاؤنٹ یا انشورنس فنڈ جسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت اسلامیہ سے متفق مقاصد تک پہنچنے کو آسان بنانے کے لئے قانونی شخصیت مان لیا گیا ہے۔

۲-شرکت کرنے والا یا انشورنس لینے والا جو اس کمیٹی میں داخل ہونے یا شرکت کرنے کی رغبت رکھتا ہے، کیونکہ وہ عقد پر دستخط کرتے ہی اس کا ممبر بن گیا، جس پر وہ ساری چیزیں لاگو ہوں گی جنہیں کمپنی کا اساسی نظام اور انشورنس پالیسی شامل ہوں۔

۳-اسلامی امداد باہمی انشورنس کا محل: اسلامی انشورنس میں معقود علیہ دو چیزیں ہیں:

الف-انشورنس میں حصہ لینے والے کی طرف سے بطور تبرع دی جانے والی قسط، جسے اسلامی انشورنس میں حصہ داری کی قیمت کہتے ہیں، جبکہ تجارتی انشورنس میں ''قسط'' کہتے ہیں۔

ب-انشورنس کی رقم، جو کمپنی انشورنس اکاؤنٹ کی نیابت میں 'انشورنس پالیسی ہولڈر' کو انشورنس کرائے ہوئے خطرہ کے پیش آنے کے وقت ادا کرتی ہے۔

صیغہ یعنی ایجاب وقبول اور انشورنس کے عرف میں یہ تحریری شکل میں ہوتے ہیں، اور شرعاً اس عرف سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔خیال رہے کہ تجارتی انشورنس میں کمپنی اساسی عاقد اور بنیادی رکن ہوتی ہے، جبکہ اسلامی انشورنس میں کمپنی رکن اور اصلی عاقد نہیں ہوتی ہے، بلکہ انشورنس پالیسی کے مطابق انشورنس اکاؤنٹ کی وکیل ہوتی ہے۔

عقد اسلامی امداد باہمی انشورنس کی نوعیت:

بعض حضرات نے اسے ہبہ بہ عوض کے مثل قرار دیا ہے، کیونکہ امام مالک کے نزدیک عقد ہبہ کے لازم اور صحیح ہونے کے لئے قبضہ شرط نہیں ہے، ابن رشد الحفید تحریر کرتے ہیں: ''أن العلماء اختلفوا، هل القبض شرط صحة فی صحة العقد أم لا؟ فاتفق الثوری والشافعي وأبو حنيفة على أنه من شرط صحة الهبة القبض، وأنه إذا لم يقبض الموهوب لم يلزم الواهب۔

وقال مالك: ''ينعقد بالقبول ويجبر على القبض كالبيع سواء...

فمالك: القبض عنده في الهبة من شروط التمام، لا من شروط الصحة، وهو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عند الشافعي وأبي حنيفة من شروط الصحة" (ابن رشد الحفید أبي الولید محمد بن احمد (ج:۵۹۵ھ بدایۃ المجتہد کتاب الہبات ۴/۱۴۱-۱۴۲، ط:۲، دار المعرفۃ ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰ء)۔

(اہل علم کا اختلاف ہے کہ کیا قبضہ عقد کے صحیح ہونے کے لئے صحت کی شرط ہے یا نہیں؟ تو ثوری، شافعی اور ابوحنیفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ہبہ کے صحیح ہونے کی شرط قبضہ ہے، اور اگر موہوب شيئ پر قبضہ نہ ہو تو واہب کو لازم نہ ہوگا، اور امام مالک کا قول ہے کہ ہبہ قبول سے منعقد ہو جاتا ہے، اور ٹھیک بیع کی طرح قبضہ پر مجبور کیا جائے گا، چنانچہ امام مالک کے نزدیک ہبہ میں قبضہ تکمیل کی شرائط میں سے ہے، نہ کہ صحت کے شرائط میں سے، اور وہ امام شافعی اور ابوحنیفہ کے نزدیک صحت کے شرائط میں سے ہے)۔

خلاصہ یہ کہ امداد باہمی انشورنس "ہبہ بالثواب" یا بشرط العوض" میں داخل ہے کہ انشورنس لینے والا عملی طور سے انشورنس اکاؤنٹ کے لئے اپنی قسط اس طرح بطور تبرع دیتا ہے کہ اسے لوٹائے گا نہیں، بشرطیکہ انشورنس فنڈ حادثہ پیش آنے کے وقت نقصان کی تلافی کے لئے اس کے ساتھ نظام کے مطابق تعاون کرے، چنانچہ ان قسطوں میں بدلہ اور عوض کی شرط کے ساتھ تبرع کی حقیقت پائی جاتی ہے، بلکہ امداد باہمی انشورنس بدلہ کے ساتھ ہبہ کے مقابلہ میں تبرع اور تعاون سے زیادہ قریب ہے، اس لئے کہ بدلہ کے ساتھ ہبہ میں کبھی تعاون اور تبرع کا مفہوم نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ اس کا مقصد بدلہ کا حصول ہوتا ہے، چنانچہ وہ بالکل بیع سے قریب ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے فقہاء کی ایک جماعت نے اسے بیع کا حکم اخذ کرنے والا قرار دے کر اس پر اس کے احکام منطبق کئے ہیں، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک اگر عقد میں عوض مشروط ہو، تو یہ ابتداء ہبہ اور انتہاء بیع ہے، علامہ کاسانی تحریر کرتے ہیں:

"قال أصحابنا الثلاثة –رضي الله عنهم– أن عقده عقد هبة، وجوازه جواز بيع، وربما عبروا أنه هبة ابتداءً بيع انتهاءً" (الامام علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی الحنفی (ت:۵۸۷ھ) (البدائع کتاب الہبہ، فصل وأما حکم الہبۃ ۶/۱۳۲، ط:۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶ء)۔

(ہمارے ائمہ ثلاثہ-رضی اللہ عنہم- نے کہا ہے کہ اس کا عقد ہبہ کا عقد ہے، اور اس کا جواز بیع کے جائز ہونے کی طرح ہے، اور بسا اوقات انہوں نے یہ تعبیر کی ہے کہ وہ ابتداءً ہبہ ہے اور انتہاءً بیع ہے)۔

اور یہ بہتری اس وجہ سے ہے کہ امداد باہمی انشورنس میں قسطیں انشورنس رقم کے معاوضہ میں کمپنی کی ملکیت میں نہیں آتی ہیں، بلکہ انشورنس اکاؤنٹ کی ملکیت میں رہتی ہیں، جو تبرع کرنے والوں کی مصلحتوں کے لئے محفوظ رہتی ہیں، اور اگر معاوضے اور اخراجات کے بعد کچھ رقم بچ جاتی ہے تو انہیں ہی لوٹا دی جاتی ہے، یا کئی سالوں کی رقم اکٹھی ہونے کی صورت میں نیکی کے مصارف میں صرف ہوتی ہے۔

۲-بعض حضرات نے ''امداد باہمی انشورنس'' کو نظام ''عاقلہ'' کے مثل قرار دیا ہے کہ قتل شبہ عمد اور خطا میں خون بہا کی ذمہ داری میں اس کے رشتہ داروں کو بھی شریک رکھا گیا ہے

(المبسوط کتاب المعاقل ۱۳۱/۲۷، ط: دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۲ھ-۲۰۰۲ء)۔

لیکن انشورنس کے لئے نظام ''عاقلہ'' کو اساس بنانا محل نظر ہے، چونکہ انشورنس اکاؤنٹ میں ممبر شپ کے بدلہ ہر فرد مال کا ایک حصہ ادا کرتا ہے، جبکہ کنبہ کے افراد کچھ بھی ادا نہیں کرتے ہیں، بلکہ مصیبت کے وقت دیت کی رقم جمع کرتے ہیں، ایسے ہی قتل خطا کی دیت عاقلہ پر لازم ہے، جبکہ انشورنس اکاؤنٹ کا ممبر بننا لازم نہیں ہے۔

۳-امداد باہمی انشورنس کے عقد کو بعض حضرات نے ''عقد موالاۃ'' کے مثل قرار دیا ہے، جو یہ ہے کہ ''نامعلوم نسب والا شخص معروف النسب شخص سے کہے کہ تم میرے ولی ہو، اگر میں مر جاؤں تو تم میرے وارث ہوگے، اور اگر میں جرم کا ارتکاب کروں، تو تم دیت ادا کروگے، ارشاد الٰہی ہے: ﴿والذين عقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم، إن الله كان على كل شیٔ شهيداً﴾ (النساء:۳۳) (اور جن سے تم نے کوئی پیمان باندھ رکھا ہو تو ان کو ان کا حصہ دو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک اللہ ہر چیز سے آگاہ ہے)۔

حصہ سے مراد میراث ہے، جصاص رازی تحریر کرتے ہیں:

"ثبت مما قدمنا من قول السلف أن ذلک کان حکماً ثابتاً فی الإسلام، وهو المیراث، بالمعاقدة والموالاة" (الجصاص الرازی ابوبکر احمد بن علی (ت:۳۷۰ھ) احکام القرآن باب ولاء الموالاة الآیۃ ۳۳ من سورۃ النساء ۲/۲۳۳ ط:۲، دار الکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۳ء-۱۴۲۴ھ)۔

(سلف کے اقوال سے جو میں نے پہلے پیش کیا یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ اسلام میں ثابت شدہ حکم تھا، اور وہ عقد و پیمان قائم کر کے وارث ہونا ہے)۔

لیکن امداد باہمی انشورنس کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ حنفیہ کے علاوہ کوئی اسے میراث کا سبب نہیں قرار دیتا ہے (دیکھئے: المغنی فصل: وإن عاقد رجل رجلا ۶/۳۸۱، ط: عالم الکتب، بیروت)۔

اسی کے ساتھ حنفیہ کے نزدیک "مولی الموالاۃ" اسی صورت میں وارث ہوسکتا ہے، جبکہ ورثہ اور ذوالارحام میں سے کوئی وارث نہ ہو، جبکہ امداد باہمی انشورنس پالیسی ہولڈر ممبر کا حکم اس سے مختلف ہے۔

۴- بعض حضرات نے امداد باہمی انشورنس کو اپنے اوپر تبرع کو لازم قرار دینے پر قیاس کیا ہے کہ مالکی مسلک میں اپنی ذات پر لازم کی ہوئی بھلائی لازم ہے، جب تک مفلس نہ ہوجائے یا وفات نہ ہوجائے (علیش المالکی محمد بن احمد بن محمد (ت:۱۲۹۹ھ) فتح العلی المالک فی الفتوی علی مذہب الامام مالک مسائل الالتزام ۲/۷-۳۸، ط: الشاملۃ)۔

جبکہ بعض حضرات نے "امداد باہمی انشورنس" کو "نہد" کے مثل قرار دیا ہے، جس کے جواز اور صحت پر امام بخاری نے دلیلیں قائم کی ہیں، کیونکہ انہوں نے اپنی صحیح میں عنوان لگایا ہے "باب الشرکة فی الطعام والنهد والعروض" (کھانا، زاد سفر اور سامان میں شرکت کا باب) اور تحریر فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لم یر المسلمون فی النهد بأساً أن یأکل هذا بعضاً، وهذا بعضاً" (البخاری مع الفتح، کتاب الشرکة ۱۲۸/۵، ط: السلفیة بالقاہرہ) (نہد کے سلسلہ میں مسلمانوں نے کوئی حرج نہیں سمجھا ہے کہ یہ کچھ کھائے اور یہ کچھ)، پھر "نہد" کے جائز ہونے پر دلالت کرنے والی حدیثیں ذکر کی ہیں۔

اور "نہد" کی وضاحت کرتے ہوئے ابن منظور افریقی تحریر کرتے ہیں: "النهد إخراج القوم نفقاتهم علی قدر عدد الرفقة، والتناهد: إخراج کل واحد من الرفقة نفقة علی قدر نفقة صاحبه، یقال: تناهدوا وناهدوا وناهد بعضهم بعضاً، والمخرج یقال له: "النهد" بالکسر، قال: والعرب تقول: هات نهدک مکسورة النون، قال: وحکی عمرو بن عبید عن الحسن أنه قال: "أخرجوا نهدکم، فإنه أعظم للبرکة، وأحسن لأخلاقکم وأطیب لنفوسکم" (الامام العلامۃ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی، لسان العرب، ۳۶۶/۱۴، ط: دار صادر بیروت ۲۰۰۰ء)۔

("نہد" قوم کا سفر کے اخراجات ساتھیوں کی تعداد کے بقدر نکالنا ہے، اور "تناهد" ساتھیوں میں سے ہر ایک کا اپنے ساتھی کے نفقہ کے بقدر نفقہ نکالنا ہے، کہا جاتا ہے: "تناهدوا" اور: "ناهدوا" اور: "ناهد بعضهم بعضاً" ہر ایک ساتھی نے سفر کا برابر برابر حصہ نکالا، اور نکالے ہوئے خرچ کو "نہد" نون کے کسرہ کے ساتھ کہتے ہیں: عرب بولتے ہیں "هات نهدک" (اپنا خرچ لاؤ)، نون کے کسرہ کے ساتھ، اور عمرو بن عبید نے حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا، اپنا سفر کا خرچ نکالو کہ اس میں زیادہ برکت ہے، اور تمہارے اخلاق کے لئے زیادہ بہتر ہے اور تمہارے دل کے لئے زیادہ عمدہ ہے)۔

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں: "النهد" بکسر النون وفتحها— إخراج القوم نفقاتهم علی قدر عدد الرفقة" (الفتح ۱۲۹/۵) (النہد نون کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ قوم کا اپنے سفر کے اخراجات ساتھیوں کی تعداد کے بقدر نکالنا ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ ''نہد'' کی صورت یہ ہے کہ ہر ایک ساتھی سفر کے اخراجات میں برابر حصہ دے، چنانچہ تمام ساتھی خرچ کی ادائیگی میں برابر برابر حصہ لینے والے ہیں، لیکن استعمال اور خرچ کرنے میں برابر اور یکساں نہیں ہیں، کیونکہ کوئی زیادہ کھا سکتا ہے اور کوئی کم، اور کوئی کسی وقت امکان ہے کہ نہ کھائے، اور یہ بھی ہوسکتا کہ کوئی علاج کا محتاج ہو جائے، اور کسی کو علاج کی ضرورت نہ پڑے، اس سب کے باوجود ان فرقوں کو نہیں دیکھا جاتا ہے، کیونکہ یہ حضرات تعاون، نیکی اور تبرع پر متفق ہیں، پھر اخراجات کے بعد بچی ہوئی رقم ان پر تقسیم کردی جاتی ہے، اور اگر وہ اسے دوسرے سفر کے لئے ذخیرہ نہ کریں، اور یہی موجودہ اسلامی امداد باہمی انشورنس کی صورت حال ہے کہ بچی ہوئی رقم انشورنس میں حصہ لینے والے ممبران پر تقسیم کردی جاتی ہے، چنانچہ دونوں میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے، مگر یہ کہ اس ''نہد'' کو سفر کرنے والے گروپ کی بجائے کمپنی کی نگرانی میں منظم حساب کی طرف ترقی دے دی گئی ہے۔

میرے نزدیک ''نہد'' پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں ہر ساتھی کو کچھ نہ کچھ حصہ ملتا ہے، جبکہ اسلامی امداد باہمی انشورنس میں خسارہ کی تلافی صرف اس کے لئے کی جاتی ہے جو خطرہ سے دوچار ہوا ہو۔

امداد باہمی انشورنس کی اصل نوعیت:

میرے نزدیک اسلامی امداد باہمی انشورنس کی کوئی سابق اصل نہیں ہے، بلکہ تبرع کا ایک نیا عقد ہے جس کا فائدہ تبرع کرنے والے کو بھی ہوتا ہے۔

چونکہ ایسا تبرع کتاب وسنت کی کسی نص کے مخالف نہیں ہے، لہذا یہ مباح ہے، بلکہ تعاون کے جذبہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے مستحب ہے۔

اسلامی امداد باہمی انشورنس کے اصول ومبادی:

اسلامی انشورنس کے بنیادی اصول درج ذیل ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-شریعت اسلامیہ کے احکام کی عدم مخالفت:

اسلامی امداد باہمی انشورنس کی کمپنی اپنے عقود وتصرفات میں شریعت اسلامیہ کے احکام کی مخالفت نہیں کرتی ہے، چنانچہ وہ قرآن کریم یا سنت صحیحہ کی نص کی مخالف شرطوں پر مشتمل عقد نہیں کرتی ہے، اور نہ ہی سودی بینک میں اپنا مال رکھتی ہے، اور نہ ہی شریعت کے مخالف تصرفات کرتی ہے۔ بلاشبہ نئے عقود میں یہ شرط نہیں ہے کہ فقہ اسلامی میں مقررہ عقود میں سے کسی سابق عقد کے موافق ہو، اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ اس کی شرطیں کتاب وسنت میں ہوں، بلکہ معاملات کے باب میں اس بات پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں، کیونکہ عقود وشروط میں اصل اباحت ہے، مگر یہ کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل دلالت کرے، اس طرح اسلامی شریعت میں معاملہ کرنے کی آزادی حاصل ہے، اور کتاب وسنت کی بہت سی شرعی نصوص سے اس اصل کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ﴿يا أيها الذين آمنوا أوفوا بالعقود﴾ (مائدہ:۱) (اے ایمان والو! اپنے عہد وپیمان پورے کرو)۔ اور دوسری جگہ ارشاد باری ہے: ﴿وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولاً﴾ (اسراء:۳۴) (اور عہد کو پورا کرو، کیونکہ عہد کی پرسش ہونی ہے)۔

اسی طرح وعد اور عہد کی مخالفت کی حرمت پر دلالت کرنے والی حدیثیں بہت زیادہ ہیں، اسی کے ساتھ وہ حدیث بھی ہے، جو عمرو بن عوف مزنی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**المسلمون عند شروطهم إلا شرطا حرم حلالا أو أحل حراماً**" (سنن ترمذی حدیث نمبر:۱۳۵۲) (مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے، مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام ٹھہرا دے یا حرام کو حلال قرار دے، اور مسلمانوں کو اپنی شرطوں کی پابندی کرنی ہے، مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال ٹھہرائے)۔ اور شریعت کے مقاصد میں سے ہے کہ لوگوں کے حق میں نرمی کی جائے اور تنگی دور کی جائے، اور ان پر سختی نہ کی جائے، لہٰذا معاملات میں اصل اباحت ہے، یہ شریعت کے مقاصد سے بھی ہم آہنگ ہے، اسی طرح فقہی قاعدہ سے بھی اس کی تائید ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ "الأصل فی غیر الشعائر الإباحة" (السیوطی الشافعی الاشباہ والنظائر ۱/ ۱۳۳، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء) (عبادات کے علاوہ میں اصل اباحت ہے)۔

خلاصہ یہ کہ تمام ائمہ کے درمیان تقریباً متفق علیہ ہے کہ عقود اور شروط میں اصل اباحت ہے، چنانچہ امام رازی ﴿ولا تفسدوا فی الأرض بعد إصلاحها﴾ (اعراف:۵۶) (اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ برپا کرو) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: "هذه الآية الكريمة دالة على أن كل عقد وقع التراضي عليه بين الخصمين، فإنه انعقد وصح ....؛ لأن رفعه بعد ثبوته يكون إفساداً بعد الإصلاح، والنص دال على أنه يجوز، وإذا ثبت هذا القول، فإن مدلول هذه الآية من هذا الوجه متأكد لعموم قوله تعالى: ﴿...أوفوا بالعقود...﴾ (مائدہ:۸)، وتحت سائر العمومات الواردة في وجوب الوفاء بالعهود والعقود، إذا ثبت هذا فنقول: إن وجدنا نصاً دالاً على أن بعض العقود التي وقع التراضي به من الجانبين غير صحيح قضينا فيه بالبطلان تقديماً للخاص على العام، وإلا حكمنا فيه بالصحة رعاية لمدلول هذه العمومات" (الفخر الرازی التفسیر الکبیر ۵/ ۲۸۳-۲۸۴، المسألۃ الثانیۃ الآیۃ ۵۶ من سورۃ الاعراف)۔

(یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہر عقد جس پر دو فریق کے درمیان باہم رضامندی واقع ہو، تو وہ منعقد اور صحیح وثابت ہوگیا، اس لئے کہ اس کے ثبوت کے بعد اسے ختم کرنا اصلاح کے بعد فساد برپا کرنا ہوگا، اور نص اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ جائز نہیں، اور جب یہ قول ثابت ہوگیا، تو اس آیت کا مفہوم اس طریقہ سے اللہ تعالی کے فرمان "عہد کو پورا کرو" کے عموم سے مؤکد ہے، اور اللہ تعالی کے ارشاد "اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں" کے ذیل میں داخل ہے، اور عہد وپیمان کو پورا کرنے کے وجوب کے سلسلہ میں وارد سارے عمومات کے ذیل میں داخل ہیں، اور جب یہ ثابت ہوگیا، تو ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم کوئی ایسی نص پائیں جو اس بات پر دلالت کرنے والی ہو کہ بعض عقود جس پر فریقین کی طرف سے باہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضا مندی واقع ہوئی ہو، صحیح نہیں ہے، تو ہم اس کے باطل ہونے کا فیصلہ کریں گے، عام پر خاص کو مقدم کرتے ہوئے، ورنہ ہم ان عمومات کے مفہوم کی رعایت میں اس کے بارے میں صحت کا فیصلہ کریں گے)۔

محرمات پر انشورنس نہ ہو:

اسلامی امداد باہمی انشورنس کے لئے جائز نہیں ہے کہ کسی ایسی چیز کا انشورنس کرے، جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہو۔

فتوی اور شرعی نگرانی بورڈ کا موجود ہونا:

اسلامی انشورنس کمپنی میں فتوی اور شرعی نگرانی کا ایک بورڈ ہو، جس کی ہدایات، اور نگرانی میں کمپنی اسلامی امداد باہمی انشورنس کی تنفیذ کرے، تاکہ کسی عقد یا تصرف میں شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو۔

تبرع اور انشورنس میں حصہ لینے والوں کے درمیان تعاون کا فروغ:

اصولی اعتبار سے اسلامی انشورنس کے عقود کو تبرع پر قائم ہونا لازمی ہے، یعنی عقد میں اس بات کی صراحت ہونی چاہئے کہ انشورنس پالیسی ہولڈر قسط اور اس کی سرمایہ کاری کے منافع انشورنس اکاؤنٹ یا انشورنس فنڈ کے لئے تبرع کرے گا، اور اس بات کی صراحت اس لئے لازم ہے کہ خالص معاوضے کے عقد میں جہالت فاحشہ اور ''غرر فاحش'' موثر ہوتے ہیں، جبکہ تبرعات میں موثر نہیں ہوتے ہیں، کیونکہ فقہ اسلامی میں ہر عقد کی ایک خاص میزان ہوتی ہے، چنانچہ خالص معاوضے کے عقود کی میزان خالص تبرعات کی میزان سے الگ اور جدا ہے، اسی وجہ سے پہلی قسم کی میزان تصور کے واضح ہونے اور معقود علیہ کے علم پر قائم ہے، کیونکہ عاقدین میں سے ہر ایک کچھ ادا کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿... لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم....﴾(نساء:۲۹)(اپنے مال آپس میں باطل ذریعہ سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ کوئی مال باہمی رضامندانہ تجارت کی راہ سے حاصل ہو جائے)، اسی وجہ سے اس میں جہالت اور غرر موثر ہیں، اس لئے کہ ان دونوں کے پائے جانے کے ساتھ حقیقی باہمی رضامندی حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ انصاف پایا گیا، جس پر شریعت اسلامی قائم ہے، جبکہ دوسری قسم، یعنی تبرعات کی میزان احسان، نیکی، اجر وثواب کی حرص اور تعاون وہمدردی پر قائم ہے، اور بھاؤ تاؤ پر نہیں، بلکہ آسانی اور ہمدردی پر اس کا دارومدار ہے، اسی وجہ سے اس میں جہالت موثر نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں ''جہالت'' یا ''غرر'' باعث نزاع نہیں ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں تجھے موبائل ہبہ کرتا ہوں، پھر موہوب لہ کو کوئی سا موبائل دے دے، تو کوئی اشکال نہ ہوگا، کیونکہ احسان کرنے والے پر کوئی الزام نہیں ہے، اور شریعت نے معلوم ومجہول ہر طرح سے احسان کا دروازہ وا کیا ہے، تاکہ وہ بکثرت واقع ہو، لیکن اگر وہ شخص کہے کہ میں نے تجھ سے موبائل پانچ ہزار میں بیچا، اور دوسرے نے قبول کر لیا، تو یہ نزاع کا باعث ہوگا، اس لئے کہ خریدار اپنے دل میں خاص اوصاف کے ساتھ موبائل کا تصور کرے گا، اور بائع اپنی مصلحت کو دیکھے گا، لہذا شریعت نے شروع ہی سے فساد کے ذرائع کو بند کر دیا ہے، تاکہ اس جیسے عقد پر ایک مسلمان اقدام نہ کرے۔

۵- کمپنی امداد باہمی انشورنس کے کام چلانے میں وکیل ہو:

امداد باہمی انشورنس کی غرض سے وجود میں آئی کمپنی، انشورنس کی ادا کردہ قسطوں کی مالک نہیں ہوتی ہے، لہذا وہ اجرت کے ساتھ یا بغیر اجرت کے انشورنس کے کام چلانے کی وکیل ہوگی اور کمپنی اپنی اجرت اعداد وشمار کے قانون اور اخراجات کے گہرے مطالعے کے نتیجہ میں متعین کرے گی، یعنی ملازمین، کارکنان، وکلاء، کاغذات، سی ڈی، کمپیوٹر اور دوسرے آلات پر کس قدر خرچ آئے گا، اس کی تعیین شماریات کے ضابطہ کی روشنی میں کرے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶- بچی ہوئی رقم کی تقسیم:

"فائض تامینی" یعنی اخراجات اور معاوضے کے بعد بچی ہوئی رقم" انشورنس پالی ہولڈر ممبران کی طرف لوٹ جائے گی، انشورنس اکاؤنٹ مستقبل کے لئے کچھ رقم محفوظ کرسکتا ہے، اسی طرح اس کا ایک حصہ انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران کے اتفاق سے کمپنی میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان پر بھی تقسیم کی جاسکتی ہے۔

۷- سرمایہ کاری کے منافع کی تقسیم:

یقیناً انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران کے مال کی جائز سرمایہ کاری کی جائے گی، جس سے نفع بھی ہوسکتا ہے، اس صورت میں کمپنی مضارب اور انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران رب المال ہوں گے، لہذا دونوں کے درمیان نفع کی تقسیم کی شرح نسبت، یعنی تہائی، چوتھائی، اور نصف کے ساتھ یا فیصد یعنی ۲۰ فیصد، ۳۰ فیصد، ۴۰ فیصد، ۵۰ فیصد کے ساتھ متعین ہونا لازم ہے۔

۸- دو مستقل حساب رکھنا:

اسلامی امداد باہمی انشورنس کی کمپنی چونکہ انشورنس کی قسطوں کی مالک نہیں بنتی ہے، لہذا اس پر لازم ہے کہ وہ کمپنی کے مال کو الگ خاص اکاؤنٹ میں رکھے، اور انشورنس پالیسی ہولڈر کے مال بھی الگ مستقل اکاؤنٹ میں رکھے، اور دونوں کو خلط ملط نہ کرے، تاکہ دونوں اکاؤنٹ کے حقوق، ذمہ داریاں، سرمایہ کاری اور منافع اپنے اپنے اکاؤنٹ سے ہی وابستہ رہیں۔

ذمہ داری اور ادائیگی میں حقیقی شرکت:

امداد باہمی انشورنس میں انشورنس سوسائٹی کا ہر ایک ممبر منافع اور قربانیوں میں شریک ہوگا، کیونکہ ممبران میں سے ہر ایک انشورنس کرنے اور کرانے والا ہے، لہذا ممبر شپ کی رقم سے کسی ممبر کو پیش آنے والے خطرہ کے نقصان کی تلافی ہوگی، اور اگر رقم کم پڑ رہی ہو تو ان کی قسط میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ کیا جائے گا، اور اگر بچ رہی ہو تو ان پر لوٹا دی جائے گی۔

۱-اساسی نظام میں حقوق اور ذمہ داریوں کی مکمل وضاحت:

اسلامی امداد باہمی انشورنس کے اساسی نظام میں اس بات کی صراحت لازم ہے کہ کمپنی شریعت اسلامیہ کی پابندی کرے گی، تبرع کی بنیاد پر چلائی جائے گی، اور اخراجات ومعاوضے سے بچی ہوئی رقم کی ایک مقدار انشورنس میں شرکت کرنے والے ممبران پر لوٹائی جائے گی، اور ایک مقدار مستقبل کے لئے محفوظ کردی جائے گی، اور اگر کئی سال کی محفوظ کی ہوئی رقم باقی رہ گئی ہو اور سارے ممبران تک اسے پہنچانا دشوار ہو تو اسے نیکی کے مصارف میں صرف کردیا جائے گا، اور اگر زیادہ خسارہ ہو، تو سارے انشورنس کرنے والے اس میں شرکت کریں گے، اور ہنگامی حالت میں کمپنی سے قرض لے کر آئندہ اسے لوٹا دیا جائے گا، اسی طرح نظام اساسی میں اس بات کی بھی صراحت ہو کہ کمپنی مضاربت کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرے گا، اور انشورنس فنڈ اجرت کے ساتھ یا بغیر اجرت کے وکالت کی بنیاد پر چلائے گی۔

اسلامی امداد باہمی انشورنس کے شرعی ضوابط:

اسلامی امداد باہمی انشورنس کے شرعی ضوابط درج ذیل ہیں:

۱-امداد باہمی انشورنس تبرع اور تعاون پر قائم ہو۔

۲- اخراجات، نقصان کی تلافی اور احتیاطی رقم کے بعد بچی ہوئی رقم امداد باہمی انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران پر تقسیم کی جائے۔

۳- کمپنی کی تحلیل (Dissolution) کے وقت انشورنس کرانے والے کے فولڈر (Folder) میں موجود رقم نیکی کے مصارف میں خرچ ہو۔

امداد باہمی انشورنس چلانے والی کمپنی اخراجات کو ایسی سمت دے کر انتظامی اخراجات میں کمی لائے کہ جس سے تبرع کی قسط اور ممبر شپ کی فیس بھی کم ہو، اور انشورنس میں شرکت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی سوسائٹی کے مفاد میں زیادہ سے زیادہ رقم بچے۔

۵-اخراجات کی تقسیم: کمپنی کو قانونی منظوری دلانا، اور کمپنی کے عمومی اخراجات، اور قانونی طور پر سے محفوظ رقم کی فراہمی سب کمپنی کے شیئر ہولڈرس کے ذمہ ہے۔ اور انشورنس سے متعلق اخراجات انشورنس اکاؤنٹ کے ذمہ ہے۔

۶-حرام اشیاء کا کاروبار کرنے والی کمپنی کے لئے انشورنس کا عقد نہ ہو۔

۷-جس حادثہ کے لئے انشورنس کرایا گیا ہو اس کے واقع ہونے کی صورت میں نقصان کی تلافی جلد از جلد ہو، کیونکہ یہ انشورنس تعاون اور تبرع پر مبنی ہے، لہذا مصیبت زدہ کی جلد امداد ہونی چاہئے۔

۸-عقد کے وقت ہی حصہ داری لکھنے والا افسر حصہ لینے والے کو بتادے کہ وہ اپنی جائداد یا گاڑی کی حقیقی قیمت پر انشورنس کرائے، تاکہ انشورنس کی کاروائی صحیح بنیاد پر ہو، پھر اگر انشورنس کرنے والے افسر اور گاہک کے درمیان کسی قیمت پر اتفاق ہو جائے، تو ٹھیک ہے، اور اگر اس کام کے لئے مخصوص افسر نے حقیقی قیمت کا تیقن حاصل کرنے میں کوتاہی کی، تو اگر مطلوبہ قسط سے زائد قسط کا اندازہ لگایا گیا ہو، تو ایسی صورت میں مطلوبہ قسط سے زائد قسط امداد باہمی انشورنس پالیسی ہولڈر ممبر کو لوٹانا لازم ہے، اور اگر کم قیمت پر انشورنس ہو تو حادثہ کے وقوع کے وقت عوض کی رقم میں تہائی یا چوتھائی کسی طرح کی تخفیف نہ کی جائے گی، اور اگر کوتاہی انشورنس لینے والے کی ہو کہ اس نے حقیقی قیمت سے کم قیمت پر انشورنس کرایا ہو اس کے باوجود کہ افسر نے حقیقی قیمت پر انشورنس کرانے کی تنبیہ کی ہو، تو انشورنس افسر عوض کی رقم کا ایک حصہ محفوظ کر لے اور حادثہ کے وقت اس حصہ کو ساقط کر کے نقصان کی تلافی کرے۔

اعادۃ التأمین، یعنی ری انشورنس (Reinsurane) اگر امداد باہمی ری انشورنس کمپنی موجود ہو تو اس کے ساتھ کرنا لازم ہے، اور اگر موجود نہ ہو اور بدرجہ مجبوری بزنس ری انشورنس کمپنی کے ساتھ کرنا پڑے تو درج ذیل امور کی پابندی لازم ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ممکنہ حد تک تجارتی ری انشورنس کمپنی کے پاس کم سے کم قسط کا انشورنس کرائے، کیونکہ فقہی قاعدہ ہے: "الحاجة تقدر بقدرها" (حاجت کا دائرہ اس کی حد تک محدود رہتا ہے)، اور کس قدر رقم کے ری انشورنس کی ضرورت ہے اس کا اندازہ ماہرین لگائیں گے۔

خیال رہے کہ ری انشورنس کا مطلب ہے کہ چھوٹی انشورنس کمپنی اپنے سے بڑی کمپنی کے پاس اپنے انشورنس کردہ مال کا انشورنس کرائے، تاکہ حادثات کی کثرت کے وقت اسے فنڈ کی کمی نہ رہے۔

۲- اسلامی امداد باہمی انشورنس، تجارتی ری انشورنس کمپنی کو دی گئی قسطوں پر کوئی کمیشن نہ لے۔

۳- موثر خطرات (Effective Risks) کے مقابلہ میں امداد باہمی انشورنس کمپنی کوئی رقم محفوظ نہ کرے، کیونکہ اس کو محفوظ کرنے کی صورت میں اسے ری انشورنس کمپنی کو سود دینا پڑے گا۔

۴- امداد باہمی انشورنس کمپنی اور ری انشورنس کمپنی کے درمیان حتی الامکان کم سے کم مدت کے لئے معاہدے ہوں، اور ان کو انجام دینے اور ان کی تجدید کے وقت انہیں شرعی نگرانی بورڈ کے سامنے پیش کئے جائیں۔

۵- امداد باہمی انشورنس ری انشورنس کمپنی کی ناجائز سرمایہ کاری کے نفع میں سے کسی حصہ کو حاصل نہ کرے۔

خیال رہے کہ کوشش یہ ہونی چاہئے کہ امداد باہمی انشورنس کمپنیاں مل کر خود ہی ری انشورنس کی بڑی کمپنی بنائیں، یا آپس میں اپنے تعلقات مضبوط کریں، تاکہ وہ روایتی ری انشورنس کمپنی کے ساتھ معاملہ کرنے سے بچ جائیں۔

امداد باہمی انشورنس کا حکم:

شرعی نقطہ نظر سے امداد باہمی انشورنس کی ساری صورتوں اور قسموں کے جواز میں کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شک نہیں ہے، اس لئے کہ امداد باہمی انشورنس تبرعات کے عقود میں داخل ہے، اور نیکی پر تعاون کی قبیل سے ہے، کیونکہ ہر شرکت کرنے والا سوسائٹی کے ممبران میں سے کسی کو لاحق ہونے والے خطرات کے اثرات کم کئے جائیں اور اضرار کا خواہ وہ کسی قسم کے ہوں، ازالہ کیا جاسکے۔

امداد باہمی لائف انشورنس:

تجارتی لائف انشورنس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس لئے کہ ربا الفضل اور ربا النساء کے ساتھ غرر وغیرہ دیگر محرمات پر مشتمل ہے، چنانچہ لائف انشورنس کے سلسلہ میں زبردست بحث ہوئی ہے، اور اس کی ساکھ اس کے نام کی وجہ سے بڑی متاثر ہوئی ہے، اور اس غلط فہمی کا سبب بنا ہے کہ وہ تقدیر کے خلاف انشورنس ہے، یا اللہ تعالی پر بھروسہ نہ کرنے کا ذریعہ ہے، اس لئے اسلامی انشورنس کے باب میں کام کرنے والے مفکرین کی رائے یہ ہوئی ہے کہ اس کا نام تکافل یا امداد باہمی انشورنس (جو لائف انشورنس کا متبادل ہے)، یا ورثہ کی حمایت اور ضعف وکمزوری کے حالات کے لئے ''اسلامی تکافل'' رکھا جائے۔ چنانچہ امداد باہمی انشورنس یا ورثہ کی حمایت اور ضعف کے حالات کے لئے اسلامی تکافل کا مقصد انشورنس کرانے والے کی عاجزی کی حالت میں ایک قسم کی حمایت یا گارنٹی (ضمانت) کو وجود میں لانا ہے، اس طرح کہ اسے یکبارگی انشورنس کی رقم دے دی جائے، یا قسطوں کی شکل میں، یا جب تک زندہ رہے ماہانہ تنخواہ کی شکل میں اسے رقم فراہم کی جائے، یا موت کی حالت کے لئے انشورنس کی صورت میں اس کی موت کے بعد اس کے ورثہ یا تیسرے فرد کو جس کے مفاد میں انشورنس کرایا گیا، رقم دی جائے، یا رہن وگروی کے اثرات کے خلاف ورثہ کے مفاد میں انشورنس کی صورت میں اس کی جائداد کی فروخت کے خطرہ کو دور کیا جائے، یا اس کے قرضوں کو ادا کیا جائے، تاکہ اس سے اس کے ورثہ کو ضرر لاحق نہ ہو۔

چنانچہ ''امداد باہمی انشورنس'' خود انسان کے مفاد میں انشورنس ہے، یا موت کی حالت کی صورت میں، یا کلی عاجزی، یا رہن، یا اس سے ملتی جلتی صورت کی حالت میں دوسرے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے انشورنس ہے۔

تجارتی لائف انشورنس کا حکم:

تجارتی لائف انشورنس چونکہ معاوضہ پر قائم ہے کہ خطرہ کے پیش آنے کی صورت میں قسطوں کے بدلے میں انشورنس کی رقم دی جاتی ہے، یا خطرہ نہ واقع ہونے کی صورت میں قسطوں کو ان کے انٹرسٹ (Interest) کے ساتھ لوٹا دیا جاتا ہے، لہذا وہ شرعی طور سے ممنوع معاملات میں سے ہے، کیونکہ وہ بہت زیادہ غرر، سود اور جہالت پر مشتمل ہے۔

امداد باہمی لائف انشورنس کا حکم:

امداد باہمی لائف انشورنس چونکہ تعاون اور تبرع پر قائم ہے، لہذا یہ عین شریعت کے مقاصد کے مطابق ہے، کیونکہ شریعت اسلامیہ نیکی، تقوی، مصیبت زدہ کی امداد، تعاون اور مسلمانوں کے حقوق کی رعایت پر آمادہ کرتی ہے، اور امداد باہمی لائف انشورنس جس اصول پر قائم ہے، وہ شریعت کے نصوص اور اس کے عمومی قواعد سے متصادم نہیں ہے۔

امداد باہمی لائف انشورنس کی تنفیذ:

ایک جماعت تعاون پر اتفاق کرے، اور کسی کے مرنے یا عاجز ہونے کی صورت میں یا فقر و فاقہ کی حالت میں تبرع کی بنیاد پر مدد کا نظام بنائے، جس میں اس بات کی وضاحت ہو کہ امداد باہمی لائف انشورنس سے فائدہ اٹھانے والے کو کتنی رقم دی جائے گی، اور انشورنس کرانے والے سے تبرعات کس مقدار میں لی جائے گی، پھر یہ جماعت اپنے معاہدہ کو کمپنی کی شکل دے، جو جمع شدہ رقم کی نگرانی کرے اور اس کی سرمایہ کاری کرے، اور لوگوں کے ساتھ عقد کی کاروائی انجام دے، اور امداد باہمی انشورنس کے ساتھ خاص اس اکاؤنٹ کے چلانے میں انشورنس میں حصہ لینے والے ممبران کی وکیل بنے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امداد باہمی انشورنس کی رقم کی بھرپائی (Covering) کا طریقہ:

امداد باہمی انشورنس کا مقصد چونکہ دوسرے کا حق مار کر نفع کمانا نہیں ہے، اور نہ ہی وہ دولت کمانے کا ذریعہ ہے، لہذا اس میں بھرپائی درج ذیل طریقے سے ہوگی:

۱- انشورنس کے وقت انشورنس کی جانے والی شئی کی بازاری قیمت کی تعین کر لی جائے، اور ایجنٹ کے اندازہ کو نہ لیا جائے، اور ہر شئی کی بازاری قیمت کے مطابق قسط کی رقم کی تحدید کی جائے، اور حادثہ کے پیش آنے کے وقت حادثہ سے کچھ پہلے اس شئی کی جو بازار کی قیمت ہو، اس کا اعتبار کیا جائے، خواہ اس کی کوئی مقدار ہو اور اسی کے لحاظ سے عوض فراہم کیا جائے، اور بازاری قیمت یا فرضی قیمت میں سے کم کے اصول پر عمل نہ کیا جائے، خلاصہ یہ کہ اصلی قیمت کا اعتبار کیا جائے، نہ کہ فرضی قیمت کا۔

۲- امداد باہمی انشورنس کمپنی حتی الامکان ایسے خطرہ کا ہی انشورنس کرے جو نا قابل برداشت ہو، ہلکے پھلکے خسارہ کے سلسلہ میں انشورنس نہ کرے۔

ہندوستان میں امداد باہمی انشورنس کی قابل عمل صورتیں:

۱- امداد باہمی انشورنس کی کمپنی ''مضاربت'' کا طریقہ اختیار کرے، یعنی امداد باہمی انشورنس کرانے والے سارے ممبران سے حاصل شدہ مال کی سرمایہ کاری ''مضاربت'' کے اصول پر کرے۔

چنانچہ اس صورت میں کمپنی ''مضارب'' ہوگی اور امداد باہمی انشورنس پالیسی ہولڈر ممبران ''رب المال'' ہوں گے، اور نفع کی تقسیم دونوں کے درمیان متعین شرح کے ساتھ ہوگی، اور مضاربت کے قواعد واحکام اس پر منطبق ہوں گے، اسی وجہ سے نسبت یا شرح یا فیصد کے ذریعہ فریقین کا حصہ نفع میں سے متعین ہونا چاہیے، اور کسی کے لئے کوئی متعین رقم نہ ہونی چاہیے، پھر نفع کی تقسیم کے بعد کمپنی کا حصہ شیئر ہولڈرس کے اکاؤنٹ میں ڈال دیا جائے، اور انشورنس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پالیسی ہولڈر کا حصہ انشورنس اکاؤنٹ میں ڈالا جائے۔

خیال رہے کہ اس بات کا ذکر اس جگہ اس لئے کیا گیا کہ اسلامی امداد باہمی انشورنس کی رقم کی بطور مضاربت سرمایہ کاری میں بھی مضاربت کو فریقین جب چاہیں ختم نہیں کر سکتے ہیں، بلکہ اسی وقت ختم کر سکتے ہیں، جبکہ اس میں دوسرے فریق کا ضرر نہ ہو۔ حاصل کلام یہ کہ مضاربت کا طریقہ ایک عمدہ طریقہ ہے جس کے ساتھ اسلامی امداد باہمی انشورنس کی کمپنی خوبصورتی کے ساتھ چلائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ اسلامک فقہ اکیڈمی یا مسلمانوں کا کوئی معتمد ادارہ اپنی نگرانی میں اس طرح کی کمپنی قائم کرے یا مسلمانوں کی کسی کمپنی سے اس طرح کی امداد باہمی انشورنس سوسائٹی تشکیل دینے کی درخواست کرے۔

اور اس طریقہ میں مسلمانوں کی رغبت زیادہ ہوگی، کیونکہ بطور تبرع جمع کردہ رقم کی سرمایہ کاری سے نفع کا قوی امکان ہے، اس کام کے لئے پہلے رقم جمع ہو، پھر شروع میں چھ ماہ پر تین ہزار کی قسط رکھی جائے، اور جب اتنی رقم جمع ہو جائے کہ اس سے تجارت کی جاسکے، تو کمپنی بطور مضاربت کام شروع کردے، اور نصف نفع خود لے اور نصف نفع انشورنس اکاؤنٹ میں ڈال دے، اگر نفع سے دوسری قسط کی رقم جمع ہو جائے تو ٹھیک ہے، ورنہ انشورنس میں حصہ لینے والے ممبران قسط کی باقی رقم ادا کریں اور اگر انشورنس کردہ شی کو خطرہ پیش آئے، تو نقصان کی تلافی کی جائے، اور سالانہ حساب کا تصفیہ کیا جائے، اگر زیادہ رقم باقی بچ جائے تو سرمایہ کے حصہ کے تناسب سے انشورنس ممبران پر تقسیم کردی جائے اور ایک حصہ کے تناسب سے انشورنس ممبران پر تقسیم کردی جائے اور ایک حصہ مستقبل کے لئے محفوظ رکھا جائے، تاکہ حادثات کی کثرت کے وقت رقم کی کمی نہ پڑے۔

۲-وکالت کی بنیاد پر امداد باہمی انشورنس کا نمونہ:

وکالت کی بنیاد پر اسلامی امداد باہمی انشورنس کا نمونہ اس طرح ہوگا کہ قسط کی سرمایہ کاری کی کمپنی اجرت یا بلا اجرت وکیل ہوگی، اور اگر اجرت کے ساتھ کمپنی وکیل ہے تو پھر انشورنس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلانے اور اس کے منافع انشورنس اکاؤنٹ میں ڈالے جائیں گے، جس سے انشورنس پالیسی ہولڈر ممبر کو خطرہ پیش آنے کی صورت میں اسے لاحق ہونے والے نقصان کی تلافی کی جائے گی اور مالی سال کے آخر میں امداد باہمی انشورنس کے اکاؤنٹ میں بچی ہوئی رقم انشورنس میں حصہ لینے والے کو لوٹا دی جائے گی۔

اس صورت میں بھی چونکہ اصل سرمایہ کی تجارت اور سرمایہ کاری ہوگی، لہذا منافع کا قوی امکان ہے، اس بنا پر لوگوں کی رغبت اس میں ہوگی، اور یہ صورت بھی ہندوستان میں قابل عمل ہے۔

۳- امداد باہمی انشورنس محض تبرع کی بنیاد پر:

کچھ لوگ مل کر امداد باہمی انشورنس سوسائٹی تشکیل دیں، اور سوسائٹی کے ممبران کو لاحق ہونے والے خطرات کی تقسیم پر تعاون کریں، اور حادثات کے پیش آنے کے وقت ذمہ داری اٹھانے میں شرکت کریں، اس طریقہ سے کہ سارے ممبران قسط وار بہ طور عقد تبرع رقم جمع کریں، اور انشورنس ممبران میں سے جسے ضرر لاحق ہو اس کے نقصان کی تلافی کی جائے اور تبرع کی یہ رقم کسی بینک میں محفوظ رکھی جائے۔

گویا امداد باہمی انشورنس میں تجارت اور نفع مقصود نہیں ہے، بلکہ خطرات کی تقسیم اور ضرر کو برداشت کرنے میں تعاون کرنا مقصود ہے۔

اس صورت میں چونکہ اصل رقم کی سرمایہ کاری نہیں ہوگی، اس لئے اس میں لوگوں کی رغبت کم ہوسکتی ہے۔

نوٹ: عام امداد باہمی انشورنس اور اسلامک امداد باہمی انشورنس میں فرق یہ ہے کہ:

۱- عام امداد باہمی انشورنس میں سود ہوتا ہے، اگرچہ اس کی مقدار بہت تھوڑی ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-عام امداد باہمی انشورنس سوسائٹی شریعت کی پابندی نہیں کرتی ہے۔

خلاصہ بحث:

۱-اسلامی امداد باہمی انشورنس چونکہ ہر طرح کے شرعی ممنوعات سے خالی ہے، لہذا وہ جائز ہے۔

۲- ہندوستان میں امداد باہمی انشورنس کی رقم کی سرمایہ کاری بطور مضاربت بہت مفید ہوگی۔

۳-اسلامی امداد باہمی انشورنس کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اخراجات اور مستقبل کے لئے محفوظ کردہ رقم کے بعد قسط یا اس کے جائز منافع سے جو رقم باقی رہ جاتی ہے وہ بطور تبرع انشورنس میں حصہ لینے والے ممبران کی ملکیت ہوتی ہے، کمپنی کی ملکیت نہیں ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرات کو دفع کرنے کے لئے تکافل اور اسلامی انشورنس

مفتی عبدالرحیم قاسمی ☆

تامین تکافل کے مقاصد میں تین عناصر بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱-طلب امن

۲-خطروں کو دفع کرنے پر تعاون

۳-مستقبل کے لئے احتیاط

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے علماء مجوزین نے قرآن وحدیث سے مندرجہ ذیل دلائل پیش کئے ہیں۔ شیخ ناصر عبدالحمید نے تحریر فرمایا ہے:

۱-سورۃ قریش میں امن دینے کی نعمت کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے: ﴿وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾ (سورہ القریش:۴) (اور امن دیا ان کو خوف سے)۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے امن کی دعا کی ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا آمِنًا﴾ (سورہ البقرہ:۱۲۶) (اس شہر کو امن والا شہر بنا دیجئے)۔

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انسان ہلاکت اور ضائع ہونے سے حفاظت اور بچاؤ کے ہر ممکن اسباب اختیار کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا حِذْرَكُمْ﴾ (سورۃ النساء:۷۱) (اے ایمان والوں اپنے بچاؤ حفاظت کے اسباب کو اختیار کرو)۔

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (سورۃ البقرۃ:۱۹۵) (اپنے آپ کو اپنے

☆ امیر مرکز دعوت وارشاد وافتاء، ناظم جامعہ خیر العلوم نور محل روڈ بھوپال۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاتھوں سے ہلاکت میں نہ ڈالو)۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے: "من أصبح منكم معافا في جسده آمناً في سربه عندهٗ قوت يومه فكأنما حيزت لهٗ الدنيا" (سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب القناعۃ۔ص ۳۰۵) (جس نے اپنے جسم کی صحت اور تندرستی کے ساتھ صبح کی اپنے متعلق امن کی حالت میں اسکے پاس اس دن کی غذا موجود ہے تو اسکے لئے دنیا کی نعمتیں جمع ہوگئیں)۔

۲- دوسرا مقصد خطروں کو دفع کرنے پر تعاون ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (سورۃ مائدہ:۲) (نیکی اور تقویٰ پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو گناہ اور زیادتی پر آپس میں مدد مت کرو)۔

بخاری شریف میں ہے: "إن الأشعريين إذا أرملوا في الغزو أو قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسموا بينهم في إناء واحد بالسوية" (صحیح بخاری کتاب الشرکۃ ۱/۳۳۸) (اشعریوں کو غزوہ میں ضرورت پڑتی یا انکے عیال کا کھانا مدینہ میں کم پڑتا تو جو کچھ انکے پاس ہوتا اسکو جمع کرتے ایک کپڑے میں اپنے درمیان ایک برتن سے برابر تقسیم کر لیتے)۔

حضور ﷺ نے فرمایا اعلان کرو کے لوگ اپنے باقی توشوں کو لائیں تو دسترخوان بچھایا گیا توشوں کو دسترخوان پر ڈال دیا، پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس پر برکت کی دعا کی پھر انکو برتنوں کے ساتھ بلایا تو لوگوں نے پسوں کے ساتھ برتن بھر لئے یہاں تک کہ فارغ ہوگئے: "ناد في الناس يأتون بفضل أزوادهم فبسط لذلك نطع وجعلوه على النطع فقام رسول الله ﷺ فدعا وبرك عليه ثم دعاهم بأوعيتهم فاحتشى الناس حتى فرغوا" (صحیح البخاری کتاب الشرکۃ ۱/۳۳۸)۔

حضور ﷺ نے فرمایا: "المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا" (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تشبیک ۱/۶۹) (ایک مومن دوسرے مومن کے لئے ایک عمارت کی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس کا بعض حصہ بعض کو طاقت دیتا ہے)۔

۳-تیسرا مقصد مستقبل کے لئے احتیاط۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے ملک میں آنے والے قحط کی نشان دہی کرتے ہوئے مستقبل کے لئے احتیاط اور حفاظتی تدبیریں بتائیں تھیں کہ سات سال تک کھیتی کروگے اور ان دنوں جو کاٹو انہیں بال میں ہی چھوڑ دینا، مگر تھوڑا جو کھالو اتنا ہی نکالنا: ﴿قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاباً فَمَا حَصَدتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلاً مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ﴾ (سورہ یوسف:۴۷)۔

سعد ابن ابی وقاص ؓ کی مزاج پرسی کے لئے حضور ﷺ تشریف لے گئے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ میں پورے مال کی وصیت کروں گا! حضور ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کہا آدھے مال کی وصیت کردوں! حضور ﷺ نے فرمایا نہیں میں نے کہا تہائی مال کی وصیت کردوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا تہائی بہت ہے تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑے یہ بہتر ہے اس سے کہ تو انکو فقیر چھوڑے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ ”الثلث والثلث كثير إنك أن تدع ورثتك أغنياء خير من أن تدعهم عالة يتكففون الناس في أيديهم“ (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب ان یترک ورثۃ الاغنیاء ۱/ ۳۸۲)۔

حضرت مولانا تقی امینی نے تحریر فرمایا ہے۔ بیمہ کی ایجاد وابتداً عمومی حیثیت سے ان اغراض کے تحت ہوئی مثلاً (۱) امداد باہمی (۲) نقصان کی تلافی (۳) دوسرے کی کفالت ان اغراض کو محدود پیمانہ پر حاصل کرنے کے لئے مختلف ناموں سے ہر دور میں چھوٹی بڑی اور اعلیٰ و ادنیٰ تنظیمیں وجود میں آتی رہی ہیں۔ چنانچہ زمانہ جاہلیت میں خاندان ونسب کے علاوہ درج ذیل تنظیمیں رائج تھیں جنکو حضور ﷺ نے برقرار رکھا تھا۔

(۱) عاقلہ، (۲) قسامہ، (۳) عقد موالاۃ، (۴) حلف، (۵) ولاء، (۶) عِد

ہر ایک کی بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- عاقلہ:

عاقلہ ایک تنظیم تھی جس میں خاندان وقبیلہ کے لوگ ملکر مشترک فنڈ قائم کرتے اور دیت (خون کی قیمت) کی ادائیگی میں قاتل کی مدد کرتے تھے۔ "والعاقلة الذين يعقلون يعني يؤدون العقل وهو الدية" (ہدایہ کتاب المعاقل ۴/۶۴۵)۔

عاقلہ وہ لوگ جو دیت (خون کی قیمت) ادا کرتے ہیں۔ اس تنظیم کا نمایاں تعلق اگرچہ دیت سے تھا، لیکن دیگر نقصان کی تلافی کی بھی اس میں گنجائش تھی، جیسا کہ عالمگیری میں ہے:

"إن العبرة في هذا التناصر وقيام البعض بأمر البعض" (فتاوی عالمگیری ۶/۸۳)۔

اس میں اعتبار باہمی امداد اور ایک دوسرے کو سہارا دینے کا ہے۔ سرخسی کہتے ہیں کہ کسی کو اطمنان نہیں ہوتا کہ وہ آزمائش میں مبتلا ہوکر دوسرے سے مدد نہ لے گا، جب ایسی حالت ہو تو آزمائش کے وقت ایک دوسرے کی مدد کرتے رہنا چاہئے۔ "كل أحد لا يأمن على نفسه أن يبتلى بمثله وعند ذلك يحتاج إلى إعانة غيره، فينبغي أن يعين من ابتلى ليعينه غيرهٗ إذا ابتلى بمثله" (المبسوط ۲۷/۱۲۵)۔

شامی کہتے ہیں کہ لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جب چوری یا جل جانے کی وجہ سے کسی کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کی تلافی کے لئے وہ مال جمع کرتے ہیں: "إن العاقلة يتحملون باعتبار تقصيرهم وتركهم حفظه ومراقبته، لأنه إنما قصر لقوته بانصاره، فكانوا هم المقصرين" (شامی ۵/۴۱۰) (عاقلہ چونکہ حفاظت ونگرانی میں اپنی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے اوران سے کوتاہی ہوتی ہے اس بناء پر وہ دیت کا بار برداشت کرتے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ کے بعد جب حالات میں تبدیلی ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اس تنظیم کا دائرہ وسیع کر کے ہم پیشہ وہم مشرب لوگوں کو اس میں شامل کیا۔ "والعاقلة أهل الديوان إن كان القاتل من أهل الديوان يؤخذ من عطاياهم في ثلث سنين" (ہدایہ ۴/۶۴۵)۔

(اگر قاتل اہل دیوان سے ہے تو عاقلہ اہل دیوان ہوگا تین سال کی مدت میں ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وظیفہ سے دیت وصول کی جائے گی)۔

اہل دیوان ایک محکمہ یا شعبہ کے وہ لوگ جنکے نام ایک رجسٹر میں درج ہوتے تھے سرخسی نے اس تبدیلی پر یہ رائے ظاہر کی ہے۔ "فلما كان في زمن عمرو دون الدواوين صار التناصر بينهم بالديوان" (مبسوط ۲۷/۱۲۵) (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں چونکہ مدد خاندان وقبیلہ کے ذریعہ ہوتی تھی، اس لئے آپ نے دیت کی ذمہ داری ان پر ڈالی، لیکن حضرت عمرؓ نے جب دفاتر کا نظام قائم کیا تو یہ مدد اہل دفاتر سے متعلق ہوگئی۔ اس بناء پر اب دیت کی ذمہ داری ان پر ہوگی)۔

یہ مدد اگر یونین انجمن یا کسی جدید تنظیم سے وابستہ کردی جائے تو عاقلہ میں ان سب کو شامل کرنے کی گنجائش ہوگی۔ "ولو كانت عاقلة رجل أصحاب الرزق يقضىٰ بالدية في أرزاقهم في ثلاث سنين" (شامی ۵/۴۱۱)۔

اگر کسی کے عاقلہ فقراء ومساکین ہوں جن کے وظیفے مقرر ہیں تو تین سال میں انکے وظیفوں سے دیت وصول کی جائے۔ دوسری جگہ ہے: "لو كان اليوم قوم تناصرهم بالحرف فعاقلتهم أهل الحرفة" (ہدایہ کتاب المعاقل ۴/۶۴۶) (اگر آج ہم پیشہ لوگوں کے ذریعہ مدد ہو تو عاقلہ ہم پیشہ لوگ قرار پائیں گے)۔

۲-قسامہ:

قسامہ کی صورت یہ تھی کہ اگر محلّہ یا گاؤں میں لاش پائی جاتی اور قاتل کا پتہ نہ چلتا تو منتخب پچاس آدمیوں (جن کے انتخاب میں مقتول کے ورثاء کی رائے کو دخل ہوتا تھا) کو بلا کر ان سے حلفیہ بیان لیا جاتا، کہ نہ ہم نے قتل کیا اور نہ قاتل کو ہم جانتے ہیں، اس طرح اگر قاتل کا پتہ چل جائے تو اسکے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی، ورنہ محلّہ یا گاؤں کے تمام لوگوں سے حصہ رسد مقتول کی دیت وصول کی جاتی جسکی شکل اجتماعی جرمانہ کی ہوتی تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ سرخسی کہتے ہیں: قسامہ کا مقصد یہ ہے کہ اس طریق سے قاتل کا پتہ چل جائے اور اہل محلہ حفاظت کے معاملہ میں اپنی ذمہ داری محسوس کریں گویا یہ حادثہ ان کی کوتاہی سے پیش آیا ہے کیونکہ لوگوں کی حفاظت اور غنڈوں کی نگرانی ان کے ذمہ تھی (المبسوط ۲۶/۱۰۸)۔

رسول اللہ ﷺ نے افادیت کے پیش نظر اس کو برقرار رکھا تھا۔ "إن رسول الله ﷺ أقر القسامة علیٰ ما كانت في الجاهلية وقضیٰ بها رسول الله بين ناس من الأنصار في قتيل ادعوه على اليهود" (مسلم ۲/۵۷)۔

(رسول اللہ ﷺ نے قسامہ کو اسی طرح برقرار رکھا جس طرح زمانہ جاہلیت میں رائج تھا، چنانچہ انصاریوں نے ایک مقتول کے بارے میں جب یہودیوں پر دعویٰ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا تھا)۔

۳-عقد موالات:

عقد موالات میں دو شخص آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ خطرات وحادثات (دیت کی ادائیگی و دیگر نقصان کی تلافی) میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور مرنے کے بعد وراثت کے مستحق ہوں گے۔ زمانہ جاہلیت کی اس صورت کو رسول اللہ ﷺ نے نومسلموں میں رائج رکھا تھا، یعنی جو شخص جسکے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا وہ زندگی اور موت میں عقد موالات کے ذریعہ اسکا مددگار ہوتا تھا، جیسا کہ تمیم داری کہتے ہیں: "سألت رسول الله ﷺ عن الرجل يسلم على يدي الرجل ما السنة فيه قال: هو أولىٰ الناس بمحياه ومماته وأيد هذا قوله تعالىٰ: والذين عقدت أيمانكم فآتوهم نصيبهم" (المبسوط ۸/۹۱) (میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے اسکے بارے میں کیا حکم ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا وہی زندگی وموت میں اس کا مددگار ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: "والذين عقدت الخ" (اور جن لوگوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہارا معاہدہ ہوا ہے ان کو ان کا حصہ دو)۔ یہ صورت وقتی تھی عقد موالاۃ کی اصل شکل میں اسلام کی قید نہ تھی، چنانچہ سرخسی کہتے ہیں: "والإسلام علی یدہ لیس بشرط لعقد الموالاۃ وإنما ذکرہ علی سبیل العادۃ" (المبسوط ۹۱/۸)، (عقد موالاۃ میں کسی کے ہاتھ پر اسلام شرط نہیں، حدیث میں اس کا ذکر عادت کی بناء پر ہے)۔

۴- حلف:

حلف کی وہی شکل ہے جو عقد موالاۃ کی مذکور ہو چکی ہے، جیسا کہ فقہ میں ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ چند طریقوں سے باہمی مدد کرتے تھے ان میں ایک طریقہ حلف، یعنی باہمی معاہدہ کے ذریعہ مدد کا تھا۔

۵- ولاء:

ولاء کا مطلب یہ ہے کہ غلام جس قبیلہ سے آزاد کیا جاتا وہ قبیلہ حادثات وخطرات میں غلام کی مدد کرتا تھا۔ "وعاقلۃ المعتق قبیلۃ مولاہ، لأن النصرۃ بھم ویؤید ذلک قولہ علیہ السلام: مولی القوم منھم" (ہدایہ کتاب المعاقل ۶۵۱/۴)۔

(آزاد شدہ غلام کا عاقلہ اس کے آزاد کرنے والے آقا کا قبیلہ ہے، کیونکہ وہی اس کی مدد کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے قول سے بھی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا قوم کا آزاد شدہ غلام اسی قوم سے سمجھا جائے گا)۔

۶- عِد:

عِد کے معنی کسی گروہ میں شامل ہونے کے ہیں، جیسا کہ کلام عرب میں کہا جاتا ہے:

"فلان عدید بنی فلان أن یعد منھم" (ہدایہ کتاب المعاقل حاشیہ ۶۴۶/۴)۔

زمانہ جاہلیت میں مختلف قسم کے گروہ تھے جن میں شامل ہونے کے بعد حادثات و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطرات میں مدد کی ذمہ داری لی جاتی تھی۔

"وقد كانت (النصرة) بأنواع بالقرابة والحلف والولاء والعد" (ہدایہ ۴/ ۶۴۵)

(مدد کے چند ذریعہ تھے، قرابت، حلف، ولاء، اور عد)۔

غرض رسول اللہ ﷺ سے پہلے خطرات وحادثات میں مدد وضمانت حاصل کرنے کی مختلف شکلیں تھیں اور چھوٹی بڑی کئی تنظیمیں رائج تھیں، جن میں شہری و دیہاتی مسلم وغیر مسلم سب برابر تھے۔ لیکن دفاتر کا ترقی یافتہ نظام قائم ہونے کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اسی کو حاصل ہوئی۔ حاصل یہ کہ دفاتر کے ذریعہ مدد حاصل کرنا زیادہ ظاہر تھا، اس کی موجودگی میں دوسرے ذرائع قرابت، نسب، ولاء، گھر کا قرب وغیرہ سے مدد حاصل کرنا ظاہر نہ تھا۔ اور اگر اتفاق سے کوئی شخص نہ دفتری نظام میں منسلک ہوتا اور نہ اسکی کسی قرابت کا علم ہوتا تو پوری جماعت (یا حکومت) اسکی مدد کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اگر کسی مسلمان کا نام دفتر میں درج نہ ہو اور نہ کسی سے اسکی قرابت معلوم ہو، مثلاً کوئی بچہ پڑا ہوا پایا گیا اور وہ جوان ہوا تو ایسی صورت میں پوری جماعت اسکی مددگاروں میں شمار ہوگی۔ بیمہ کے مذکورہ اغراض حاصل کرنے کے لئے الٰہی شریعت نے وسیع پیمانہ پر دو قسم کے انتظامات کئے ہیں۔ (۱) حکومت کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ (۲) تنظیمات قائم کرنے کا حکم دیا ہے (اسلام اور جدید دور کے مسائل ص ۲۲۶)۔

شریعت کی نظر میں حکومت رعایہ کی ذمہ دار ہے۔ حدیث پاک میں ہے: "السلطان ولي من لا ولي له" (رواہ الترمذی)، اس کے علاوہ حضور ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی آزادانہ تنظیمات عاقلہ وغیرہ کو برقرار رکھا اور عوام کو بھی کفالت کا ذمہ دار ٹھہرایا جس سے جدید تنظیم قائم کرنے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ ایک موقع پر ارشاد فرمایا جس شخص کے پاس سواری وغیرہ زائد ہو وہ اس شخص کو دیدے جس کے پاس وہ سامان نہ ہو اور جس کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ضرورت سے زائد ہوں وہ زائد چیزیں مفلس اور نادار کو دیدے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح مال کی مختلف قسموں کا ذکر کر کے زائد مال دوسروں کو دینے کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے فرماتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا زائد میں ہم لوگوں کا کوئی حق نہیں ۔مذکورہ تفصیلات سے ظاہر ہے کہ حکومت وعوام دونوں کو ہر دور میں بہتر تنظیم قائم کرنے اور مفید تر کو قبول کرنے کا اختیار ہے، بشرطیکہ ان میں درج ذیل اخلاقی مفاسد نہ پائے جائیں۔خودغرضی، مفاد پرستی، اجارہ داری، ذخیرہ اندوزی، فریب دہی، طلب ورسد کے قدرتی تناسب میں خلل اندازی مستقبل کی سودا بازی، جہالت، منازعت، ناجائز استحصال، اجتماعی مفاد کی قربانی، باہمی تعاون کا فقدان، قمار، سٹہ، سود وغیرہ (اسلام اور جدید دور کے مسائل ص ۲۴۰)۔

مجوزین علماء کرام نے تعاون وتکافل کی بیمہ کمپنیوں کے معاملات کو عقد وکالت، عقد مضاربہ عمریٰ، رقبیٰ کے دائرہ میں تصور کرتے ہوئے انکے جواز کی رائے دی ہے۔جدید فقہی مسائل میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے تحریر فرمایا: ''انشورنس کی پہلی صورت جو باہمی تعاون پر مبنی ہے تمام ہی اہم اہل علم کے نزدیک جائز ہے، اس میں نفع کمانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ افراد واشخاص کا ایک گروہ طے شدہ خطرہ پیش آنے کی صورت میں مصیبت زدہ شخص کی مدد کرتا ہے، اس لئے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں اس میں ایک گونہ غرر ضرور پایا جاتا ہے کہ نہ معلوم اس اعانت کا فائدہ کسے پہنچے گا، تاہم یہ اس لئے مضر نہیں کہ غرر ان معاملات میں ممنوع ہے جن میں دونوں طرف سے عوض کا تبادلہ ہو، تبرعات میں غرر سے کوئی نقصان نہیں اور انشورنس کی یہ صورت اسی قبیل سے ہے'' (جدید فقہی مسائل ۴/ ۱۰۲)۔

۱- باہمی تعاون پر مبنی انشورنس جو بعض مسلم ممالک میں مروج ہیں جائز ہیں۔''مجمع البحوث الاسلامیہ جامعہ ازہر'' کے اجلاس محرم ۱۳۸۵ھ ''مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ'' کے اجلاس شعبان ۱۳۹۸ھ اور ''ہیئۃ کبار العلماء سعودی عربیہ'' کے اجلاس منعقدہ ریاض ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ نے باتفاق رائے اس کے جواز کا فیصلہ کیا ہے۔

۲-حکومت اپنے ملازم اور کارکنوں کے لئے حادثات پیش آنے کی صورت میں تعاون کے لئے انشورنس کی جو اسکیم چلاتی ہے وہ بھی جائز ہے اور پرائیویڈنٹ فنڈ اسکیم سے قریب ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں مال بہ مقابلہ عمل ہے اور یہ تبادلہ مال از مال کی صورت ہی نہیں۔ اسکے جواز پر قریب قریب اتفاق ہے۔ شیخ ابوزہرہ بھی باوجودیکہ بڑی شدت سے انشورنس کی حرمت کے قائل ہیں، اس صورت کو جائز قرار دیتے ہیں۔

۳- بیمہ کی ایک صورت سندات اور کاغذات کے انشورنس کی ہے جس کا انتظام آج کل ڈاک کے نظام میں بھی ہے۔ یہ صورت بھی جائز ہے۔ فقہاء کا خیال ہے کہ اگر امین سامان کی حفاظت پر اجرت لے تو اب وہ اس سامان کا ضامن ہو جاتا ہے اور سامان ضائع ہو جائے تو اسکو تاوان ادا کرنا ہوتا ہے، یہ صورت بھی اسی زمرہ میں داخل ہے، چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بھی اس کو جائز قرار دیا ہے (جواہر الفقہ)۔

۴- انشورنس کی وہ تمام صورتیں جن میں سرکاری قانون کے تحت انشورنس لازمی ہے، جائز ہوں گی، جیسے بین ملکی تجارت میں درآمد برآمد کے لئے اس میں انشورنس کرانے والے کے اختیار کو دخل نہیں۔

۵- ٹریفک حادثات اور اس طرح کے دوسرے حادثات کی بناء پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں انشورنس بھی جائز ہے۔

۶- زندگی اور املاک کا انشورنس اصلاً جائز نہیں کہ اسمیں سود بھی ہے اور قمار بھی۔

۷- ہندوستان اور اس جیسے ممالک جہاں مسلمان اقلیت میں ہوں نقض امن سے دوچار ہوں اور قانون کی لگام انکے ہاتھ میں نہ ہو۔ میں مسلمانوں کے لئے جان و املاک کا انشورنس بھی جائز ہے۔

۸- جان و مال کے انشورنس کی صورت میں بیمہ کرانے والے کے لئے اسکی اصل رقم ہی جائز ہوگی اضافی رقم جائز نہ ہوگی اور ضروری ہوگا کہ بغیر نیت صدقہ رفاہی کاموں میں خرچ کر دی جائے یا غرباء پر صرف کی جائے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب موت طبعی طور پر ہوئی ہو یا کاروبار کسی آفت سماوی کا شکار ہوا ہو، اگر ہندو مسلم فسادات میں ہلاکت واقع ہوئی یا کاروبار متاثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا تو اب پوری رقم جائز ہوگی، اس لئے کہ انشورنس کمپنی نیم سرکاری کمپنی ہے اور مسلمان کا تحفظ بھی سرکاری ذمہ داری ہے، حکومت کی طرف سے مسلمانوں کی حفاظت میں غفلت، بلکہ ان کو نقصان پہنچانے کی سعی میں شرکت شب وروز کا مشاہدہ ہے، اس لئے یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے تغافل کی قیمت ادا کرے (جدید فقہی مسائل ۴/ ۲۵، ۲۴، ۱۲۳)۔

مروجہ بیمہ کے متبادل تعاونی بیمہ کے متعلق فتاوی عثمانی میں ہے، آج کل مختلف اشیاء کے بیمے کا کاروبار دنیا کے ہر خطے میں انشورنس کمپنیاں انجام دے رہی ہیں، معاصر علماء اسلام کی اکثریت نے اس کاروبار کو غرر یا قمار پر مشتمل ہونے کی بناء پر ناجائز قرار دیا ہے، اس لئے شرق اوسط کے مسلمانوں نے اپنے علاقے کے علماء کرام کے مشورے سے ایسی کمپنیاں ''شرکت التکافل'' کے نام سے قائم کی ہیں جو بیمہ کے مقاصد شرعی اصولوں کے ماتحت حاصل کرنے کی مدعی ہیں دونوں قسم کی کمپنیوں کے طریقہ کار میں فرق یہ ہے کہ وہ انشورنس کمپنیاں جو شرعی قواعد کی پابند نہیں (جنہیں آئندہ مروّجہ انشورنس کمپنیاں کہا جائے گا) لوگوں سے باقاعدہ تجارتی معاہدہ کرتی ہیں جسکی بنیاد پر وہ بیمہ دار سے ماہانہ یا سالانہ ایک رقم پریمیم کے نام سے وصول کرتی ہیں اور اس کے مقابلے میں یہ التزام کرتی ہیں کہ جس چیز کا بیمہ کرایا گیا ہے اگر وہ ہلاک ہو جائے یا اسکو نقصان پہنچ جائے تو انشورنس کمپنی اس نقصان کی تلافی کریگی۔

یہ کمپنیاں پریمیم کا تعین ایک خاص حساب کے ذریعہ کرتی ہیں، جس کے لئے ایک مستقل فن ایکچوری کے نام سے مشہور ہے۔ اس حساب کے ذریعہ وہ یہ اندازہ لگاتی ہیں کہ انہیں سال بھر میں اوسطاً کتنے لوگوں کے نقصانات کی تلافی کرنی پڑے گی اور اس پر کتنا خرچ آنے کی توقع ہے، جتنا خرچ آنے کی توقع ہوتی ہے اس پر وہ اپنے منافع کی ایک مقدار کا اضافہ کرکے مختلف اشیاء کے پریمیم کا تعین کرتی ہے، اگر سال بھر میں انکے اخراجات توقع کے مطابق ہوں تو باقی ماندہ رقم ان کے منافع کا حصہ ہوتی ہے، لیکن اگر اخراجات توقع سے زیادہ بڑھ گئے تو چونکہ انہیں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، اس لئے وہ کسی اور انشورنس کمپنی سے معاملہ کرتی ہیں کہ ایسے نقصان کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں وہ کمپنیاں انکے نقصان کی تلافی کریں، اس عمل کو انگریزی میں ری انشورنس اور عربی میں ''اعادۃ التامین'' کہا جاتا ہے مروجہ انشورنس کمپنیاں ''اعادۃ التامین'' کے لئے ری انشورنس کمپنیوں کو پریمیم ادا کرتی ہیں۔

دوسری طرف ''شرکات التکافل'' جو شرق اوسط میں قائم کی گئی ہیں وہ کسی تجارتی معاہدہ کے بجائے تبرع کے اصول پر قائم ہوتی ہیں ان کمپنیوں میں مختلف افراد جو رقمیں دیتے ہیں انکے بارے میں یہ طے ہوتا ہے کہ یہ دینے والوں کی طرف سے تبرع ہے، اس طرح رقمیں دینے والوں کو ''حملۃ الوثائق'' کہا جاتا ہے اور ان رقموں کو کاروبار میں بھی لگایا جاتا ہے اور اس طرح جو رقمیں جمع ہوتی ہیں وہ تمام چندہ دہندگان کے نقصانات کی تلافی میں خرچ کی جاتی ہیں، اگر سال میں جن نقصانات کی تلافی کی گئی اسکے بعد کچھ رقم بچ رہی تو وہ کمپنی کا منافع نہیں ہوتا، بلکہ انہیں ''حملۃ الوثائق'' میں تقسیم کردیا جاتا ہے، جنہوں نے ابتداء میں تلافی نقصانات کے لئے رقمیں دی تھیں، ''شرکات التکافل'' کا بنیادی تصور تو یہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا ہے، لیکن عملاً اس تصور میں مندرجہ ذیل مسائل پیدا ہوتے ہیں:

۱- چونکہ تکافل کی کارروائی دنیا کے کسی بھی ملک کے قانون میں ایک کمپنی کے قائم کئے بغیر ممکن نہیں، اس لئے کچھ لوگوں کو اپنا ابتدائی سرمایہ لگا کر ایک کمپنی قائم کرنی پڑتی ہے۔ ان لوگوں کو شیئر ، ہولڈر یا حامل حصص کہا جاتا ہے چونکہ مروجہ انشورنس کمپنیوں کی طرح یہ لوگ نقصانات کی تلافی سے بچی ہوئی رقم کے حقدار نہیں ہوتے اس لئے ان کی آمدنی صرف ان کے لگائے ہوئے سرمایہ پر تجارتی نفع کی حد تک محدود ہے اور تکافل فنڈ سے انہیں کچھ نہیں ملتا، البتہ بعض ''شرکات التکافل'' ان کو تکافل فنڈ سے فنڈ کے انتظام اور انصرام کی اجرت ادا کرتی ہیں اور ملیشیا کی تکافل کمپنیاں انکو تکافل فنڈ کی بچی ہوئی رقم سے رقم کا ایک مخصوص فیصد حصہ ادا کرتی ہیں۔ غور طلب سوال یہ ہے کہ آیا کمپنی کے موسسین کو یہ ادائیگی جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کس بنیاد پر!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اگر چہ تکافل فنڈ تبرع کی بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے، لیکن اس فنڈ سے خود متبرع بھی نقصان کی صورت میں مستفید ہوتا ہے، بلکہ تکافل فنڈ میں لوگوں کے نقصانات کی تلافی انکے دیئے ہوئے تبرع کی مقدار کی بنیاد پر ہوتی ہے، یعنی جسکا جتنا زیادہ تبرع ہوگا وہ اتنے ہی بڑے نقصان کی تلافی اس فنڈ سے کرا سکے گا۔ دوسرے الفاظ میں تبرع کی رقم کا تعین اس چیز کی قیمت کے لحاظ سے ہوتا ہے جسکے نقصان کی وہ تلافی چاہتا ہو، چنانچہ اگر کوئی شخص سوزوکی کار کے نقصان کی تلافی کا خواہشمند ہو تو اسے کم تبرع کرنا پڑے گا اور اگر مرسیڈیز کار کی تلافی کا خواہشمند ہو تو اسے زیادہ تبرع کرنا پڑے گا، سوال یہ ہے کہ کیا اس صورت میں جبکہ اس نقطہ نظر سے اور اس بنیاد پر رقم کی مقدار کا تعین کر رہا ہے کہ اسکو کس نقصان کی تلافی مقصود ہے تو کیا واقعتاً تبرع رہے گا؟ یا یہ بھی عقد معاوضہ میں داخل ہو جائے گا شرق اوسط کے جن حضرات نے اس کو تبرع قرار دے کر اس کی اجازت دی ہے ان کا کہنا یہ ہے کہ جو کچھ رقمیں جو کوئی شخص دیتا ہے وہ تکافل فنڈ کا حصہ بن جاتی ہیں اس تکافل فنڈ کے قواعد ضوابط خود اس فنڈ کے قائم کرنے والوں نے جن میں ہر متبرع داخل ہے یہ مقرر کیے ہیں کہ جس شخص نے جتنا چندہ دیا ہوگا اسی حساب سے وہ اس فنڈ سے اپنے نقصانات کی تلافی کرا سکے گا اور جو فنڈ باہمی تعاون اور تبرع کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہو اس کے قواعد وضوابط فنڈ کے تمام شرکاء باہمی رضامندی سے مقرر کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر یہ قاعدہ مقرر کر لیا گیا ہے کہ لوگوں کے نقصانات کی تلافی ان کے تبرعات کی مقدار کے حساب سے کی جائے گی تو اس سے فنڈ کے تبرع پر مبنی ہونے پر کوئی فرق واقع نہیں ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً یہ نقطہ نظر درست ہے؟

۳- جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا مروجہ انشورنس کمپنیاں نقصان کے خطرے کے پیش نظر ری انشورنس سے "اعادۃ التامین" کراتی ہیں، شرکات التکافل کو بھی یہ خطرہ درپیش رہتا ہے کہ تکافل فنڈ کی رقم نقصانات کی تلافی کے لئے ناکافی ہو جائے۔ اگر چہ ایک دو مقامات پر مسلمانوں نے اعادۃ التکافل کی کمپنیاں بھی قائم کی ہیں، مگر ان کی صلاحیت بہت محدود ہے، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے عرب کے علماء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ جب تک شرعی بنیادوں پر اعادۃ التکافل کا نظام مستحکم نہ ہو اس وقت تک وہ بدرجہ مجبوری مروجہ ری انشورنس کمپنیوں سے اعادۃ التامین کرا سکتی ہیں۔ان حضرات کا موقف یہ ہے کہ تامین کی حرمت ربا اور قمار کی وجہ سے نہیں، بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ عقد غرر ہے چونکہ انشورنس کمپنی نقصان کی صورت میں نقصانات کی تلافی محض پیسے دینے کی شکل میں نہیں کرتی جس سے مبادلۃ النقود لازم آئے، بلکہ وہ نقصان کی تلافی کی ذمہ داری لیتی ہے، مثلاً کار تباہ ہوتی ہے تو اسکی جگہ دوسری کار فراہم کرنا، مکان تباہ ہوا تو اس کی جگہ دوسرا مکان تیار کرنا وغیرہ، لہٰذا یہ عقد ربا یا قمار نہیں، بلکہ عقد غرر ہے اور غرر کو حاجت عامہ کی بنا، پر گوارہ کیا جاسکتا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ موقف درست ہے؟ اور اگر نہیں تو اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے کوئی دوسرا طریقہ کیا ہوسکتا ہے؟'' جامعہ دارالعلوم کراچی'' کے شعبہ ''مرکز الاقتصاد الاسلامی'' کی دعوت پر پاکستان بنگلہ دیش اور شام کے اہل علم اور اہل فتویٰ حضرات کا اہم اجتماع ۲۱، ۲۲ / شوال ۱۴۲۳ھ بروز جمعرات جمعہ مطابق ۲۶ / ۲۷ / دسمبر ۲۰۰۲ء جامعہ دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کے ہال میں بیمہ کے متبادل نظام تکافل پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا۔مجلس کے علماء کرام نے مروجہ انشورنس کے متبادل نظام ''شرکۃ التکافل'' پر غور کیا جس کی عملی صورت بنگلہ دیش شرق اوسط اور ملیشیا کی بعض کمپنیوں نے اختیار کی ہے، اس متبادل طریقہ کار پر حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے ''شرکات التکافل'' پر چند اشکالات کے نام سے جو تحریر اہل علم کے مطالعہ کے لئے ارسال کی تھی اسے مجلس میں پڑھا گیا اور ان اشکالات کا جائزہ لیا گیا۔

مجلس کے آغاز میں مہمان عرب عالم دین اور متعدد مالیاتی اداروں کے شرعی امور کے نگراں جناب شیخ عبدالستار ابوغدہ نے مغربی بیمہ کمپنیوں کی تاریخ کا اجمالی جائزہ پیش کیا اور اب اسلامی ممالک میں جو تکافل کمپنیاں کام کر رہی ہیں ان کے طریقہ کار پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ بعد میں شرکائے مجلس کے بعض سوالات وشبہات کے جوابات دئے اس کے بعد متعدد اہل مجلس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی آراء بیان فرمائیں اور طویل بحث کے بعد مجلس نے یہ طے کیا کہ اس وقت اسلامی ممالک میں جو تکافل کمپنیاں اسلامی اصولوں کے مطابق کام کررہی ہیں یا کام کرنا چاہتی ہیں ان سب کی بنیاد ''حملۃ الوثائق'' (پالیسی ہولڈر یا بالفاظ دیگر پریمیم قسط ادا کنندگاں) کی طرف سے تبرع پر رکھی گئی ہے اور اس تبرع کی بنیاد پر وہ اپنے متوقع مالی خطرات کا ازالہ کرتے ہیں۔

مجلس نے محسوس کیا کہ وقف کے بغیر تبرع کی بنیاد پر تکافل کمپنیوں کے قیام میں متعدد اشکالات ہیں۔ شیخ عبد الستار ابو غدہ اور دوسرے عرب علماء نے اگرچہ ان اشکالات کے اپنے اپنے طور پر جوابات دئے ہیں، لیکن مجلس کو خیال ہوا کہ اس مسئلہ میں مزید تحقیق کی ضرورت ہوگی اگر فی الحال ترجیحاً ان کمپنیوں کی بنیاد تبرع کے بجائے وقف پر رکھی جائے تو اس قسم کے اشکالات سے حفاظت ہوسکتی ہے۔

اس سے بڑھکر بات یہ ہے کہ ۱۳۸۴ھ میں ''مجلس تحقیق مسائلہ حاضرہ'' نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا ولی حسنؒ اور دیگر اکابر کی سرپرستی میں بیمہ زندگی کے متبادل کے طور پر جو نظام تجویز کیا تھا اس کی بنیاد بھی وقف اور مضاربت پر رکھی تھی (دیکھئے بیمہ زندگی مولفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ، ص ۲۵)۔

ان جلیل القدر اکابر کی تجویز کردہ بنیاد وقف پر اگر تکافل کمپنی قائم کی جائے تو نسبتاً اشکالات کم پیش آئیں گے، لہٰذا مجلس نے تبرع کے مقابلہ میں وقف کی بنیادوں پر قائم ''شرکۃ التکافل'' کے قیام کی صورت کو ترجیح دی جس میں اولاً مساہمین (شیئر ہولڈرز، یعنی تکافل کمپنی کے حصہ داران) اپنے طور پر اصول ثابتہ (اموال غیر منقولہ) یا نقود یا دونوں کو شرعی اصول وضوابط کے مطابق وقف کریں گے جنہیں محفوظ رکھا جائے گا اور انکے لئے آخری جہت قربت، یعنی فقراء اور مساکین پر تصدق ہوگی پھر ''حملۃ الوثائق'' (پالیسی ہولڈرز) اس وقف میں جو رقوم دیں گے یا وقف کے جتنے منافع یا زوائد ہوں گے وہ سب وقف کے مملوک ہوں گے اور وقف کو وقف کے طے شدہ اصول وضوابط کے مطابق ان مملوکات ومنافع میں تصرف کا مکمل اختیار ہوگا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اصول کے طے ہونے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے تین اشکالات پر غور کیا گیا، نمبروار اشکالات کے جوابات یہ طے کئے گئے:

ا: الف- مساہمین تکافل فنڈ سے فنڈ کے انتظام وانصرام کی اجرت درج ذیل شرائط کے ساتھ وصول کرسکتے ہیں:

۱- یہ اجرت فنڈ سے ادا کی جائے، کیونکہ یہ لوگ فنڈ کے اجیر ہیں نہ کہ حملة الوثائق کے۔

۲- اس اجرت کا متعین ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ تعین رقم کی صورت میں ہو یا حصہ متناسبہ کی صورت میں۔

۳- یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اجرت اعمال مضاربت سے خارج کسی اور عمل پر ہو۔

ب- اگر وقف کے متولیین (یعنی شركة التكافل) شرعی حدود میں وقف کے لئے مضاربت کی خدمت انجام دیں تو وہ مضاربت کے طور پر ہونے والے نفع کے متناسب متعین حصے کے بھی حقدار ہوسکتے ہیں، مگر اس کے لئے دو شرائط ہیں:

۱- مضاربت اور اجارہ کی حدود علیحدہ علیحدہ واضح طور پر متعین ہوں، تاکہ اجارہ کے طور پر وہ صرف متعین اجرت کے حقدار ہوں۔ اور مضاربت کے طور پر ہونے والے نفع میں سے حصہ متناسبہ کا حق رکھیں۔

۲- ''هيئة الرقابة الشرعية'' سے مضاربت کی باقاعدہ اجازت لے لی جائے۔

۲- ''حملة الوثائق'' جو کچھ تبرع کی بنیاد پر وقف کو دیں اس میں کمی یا زیادتی کی بنیاد پر کم یا زیادہ نقصان کی تلافی کا اگر حملة الوثائق کو قانونی حق نہ ہو، بلکہ وقف کی طرف سے محض وعدہ کی حیثیت ہو تو اس میں بظاہر شبہ کی کوئی بات نہیں، اگر تبرع کی کمی اور زیادتی کی بنیاد پر تلافی نقصان کی کمی اور زیادتی حملة الوثائق کا قانونی حق ہو تو اس میں مجلس کے بعض شرکاء کی رائے یہ تھی کہ یہ صورت جائز نہیں، کیونکہ یہ صورت عقد معاوضہ میں داخل ہوگی اور یہ بعینہ وہی صورت ہے جو بیمہ کمپنیوں میں فی الحال رائج ہے، لیکن مجلس کے اکثر شرکاء کی رائے یہ تھی کہ ''حملة الوثائق''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قانونی حق بننے کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ حامل وثیقہ اس بنیاد پر اپنے قانونی حق کا دعویٰ کرے کہ اس نے فلاں وقت میں وقف فنڈ کو اتنی رقم دیکر اس سے نقصان کی تلافی کا معاہدہ کیا تھا، لہٰذا اب اس کے اتنے نقصان کی تلافی کرنا وقف کے ذمہ لازم ہے، یہ صورت تو یقیناً ناجائز ہے، کیونکہ یہ بات اسے عقود معاوضہ میں داخل کر کے اس میں ربا اور غرر کی خرابیاں پیدا کر دے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حامل وثیقہ اپنے سابقہ تبرع کی بنیاد پر اپنے نقصان کی تلافی کا دعویٰ نہ کرے، بلکہ وقف کے اپنے طے شدہ قواعد وضوابط کو بنیاد بنا کر اس بات کا دعویٰ کرے کہ میں ان قواعد وضوابط کی بنیاد پر وقف کی طرف سے تلافی نقصان کا حقدار ہوں، مجلس کے اکثر شرکاء کی رائے یہ ہے کہ حامل وثیقہ شرعاً اپنا یہ حق استعمال کر سکتا ہے اور اس کا یہ قانونی حق اس صورت کو عقد معاوضہ میں داخل نہیں کرتا۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی کتاب ''اسلام کا نظام اراضی'' (صفحہ ۶ ۴، ۷ ۱۴) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عطا مستقل کے لئے سابقہ ضرر کو بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔ اس پر بعض حضرات کو ایک اشکال ہے یہ اشکال اور اسکا جواب جو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نے تحریر فرمایا ہے آگے آرہا ہے:

۳- رائج الوقت ''اعادۃ التامین'' میں جہاں پورے پریمیم کے ڈوبنے کا خطرہ ہو وہاں غرر کے علاوہ قمار کی خرابی بھی پائی جاتی ہے اور جہاں پریمیم ڈوبنے کا ڈر نہ ہو وہاں غرر ہونا تو بہر حال طے ہے اور غرر بھی فاحش ہے، لہٰذا محض ''اعادۃ التامین'' کی خاطر اس کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا، البتہ درج ذیل متبادل صورتوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے:

۱- ''اعادۃ التکافل'' کی کمپنیاں بھی شرعی بنیادوں پر قائم ہوں۔

۲- تبرع کرنے والوں سے مزید تبرع کی درخواست کی جائے۔

۳- تبرع کرنے والوں سے قرضہ لیکر [illegible] ادائیگیاں [illegible] یا ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بطور مضاربت رقم لے کر سرمایہ کاری کی جائے اور حاصل ہونے والے نفع سے نقصانات کی تلافی کی جائے۔

۴-احتیاطیات میں رقم زیادہ رکھی جائے۔

۵-وقف پر تلافی نقصان کی ذمہ داری نسبتاً کم رکھی جائے۔

۶-اسلامی تکافل کمپنیاں آپس میں اعادۃ التکافل کی خدمات انجام دیں۔

ملحوظہ:

۱-مجلس میں شریک علماء کرام نے یہ بھی طے کیا کہ ہر تکافل کمپنی کے اندر مستند علماء کرام اور اہل فتویٰ حضرات پر مشتمل ایک ''ہیئۃ الرقابۃ الشرعیۃ'' (شریعہ بورڈ) لازمی ہے جو کمپنی کے تمام معاہدات اور جملہ قابل ذکر امور کے شریعت کے مطابق ہونے کی نگرانی کریگا۔

۲-مجلس نے یہ سفارش پیش کی کہ چونکہ مجلس کا طے شدہ تکافل کا نظام تبرع کے بجائے وقف پر قائم ہوا ہے، اس لئے بیمہ کمپنیوں کی قدیم اصطلاحات میں تبدیلی کرکے انہیں بھی فقہ اسلامی کے مطابق کرنا مناسب ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

جب کوئی شخص پریمیم جمع کراتا ہے تو اس نیت سے کراتا ہے کہ بوقت نقصان زیادہ ملیگا اور اس زیادتی کے لئے وہ کمپنی کو مجبور بھی کرسکتا ہے، اس کی توجیہ حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب نے یہ فرمائی کہ دینا محض تبرع ہے اور لینا صندوق کے قوانین کے تحت ہے۔

حضرت کی توجیہ سے یہ عقد صریح قمار سے تو نکل گیا، لیکن اس میں شبہ رہا ہے وہ اس طرح کہ دیتے وقت نیت یہ ہے کہ زیادہ ملے، چاہے کسی قانون سے ہو اور ارشاد ہے: ﴿ولا تمنن تستکثر﴾ (سورہ المدثر:۶)، ''وقال ابن عباس: لا تعط عطیة تلتمس بها أفضل منها'' اسی وجہ سے نیوتہ کو ناجائز کہا گیا ہے، حالانکہ اس میں بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ دینا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقل عطیہ ہے اور دوسرا جب دیتا ہے تو وہ ایک مستقل عطیہ ہے، لیکن چونکہ نیت لینے کی ہے اس لئے علامہ ابن عابدین نے اس کو قرض میں داخل فرمایا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی جب دینا اس غرض سے ہے کہ واپس ملے گا اور وہ بھی زیادہ ملے گا تو ایک تو یہ اس آیت کی وعید میں داخل ہے اور کم از کم مکروہ ضرور ہوگا اور دوسرا علامہ ابن عابدین کی توجیہ کے مطابق قرض میں داخل ہو جائے گا اور زیادت سود سے مشابہ ہوگی اور سود کے بارے میں یہ حکم ہے: "فدعوا الربو والريبة" (حدیث) تو یہ کہیں ربا میں تو داخل نہیں، لیکن حاضرین کی اکثریت نے اس اشکال کا جواب یہ دیا کہ اس بات پر تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ واقف کوئی چیز وقف کرتے وقت اس سے خود نفع اٹھانے کی نیت کرے، بلکہ وقف نامے میں اپنے انتفاع کی باقاعدہ شرط لگائے تو اس کی اجازت ہے، جس کی دلیل حدیث معروف ہے: "يكون دلوه كدلاء المسلمين" (صحیح بخاری کتاب المساقات، باب فی الشرب)۔

اس سے معلوم ہوا کہ وقف کے احکام انفرادی ہدایا سے مختلف ہیں اور اسکی وجہ واضح ہے کہ وقف کا موضوع لہٗ ہی موقوف علیہم کو فائدہ پہنچانا ہے۔ لہٰذا اگر واقف وقف سے فائدہ اٹھاتا ہے تو وہ وقف کے موضوع لہٗ میں داخل ہونے کی بناء پر اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ چنانچہ وقف کی صورت میں چندہ دینے والا اگر وقف سے فائدہ اٹھائے تو وقف کے قواعد وضوابط کے مطابق فائدہ اٹھائے گا۔ اگر وقف کے قواعد وضوابط کے مطابق وہ مستحق قرار نہ پائے تو وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ نیوتہ میں کوئی وقف نہیں ہوتا اس مہدی لہٗ کا موضوع لہٗ بھی یہ نہیں ہے کہ وہ دوسروں کو ہدیہ دے وہ دو افراد کا باہمی معاملہ ہے جس میں ہدیہ کا لوٹانا مشروط یا معروف ہو تو اس میں عقد معاوضہ ہونے کے سوا کوئی دوسرا احتمال نہیں ہے، جبکہ دوسری طرف وقف کو چندہ دینا ایک مستقل معاملہ ہے اور وقف کے قواعد کے مطابق چندہ دینے والے کا استحقاق انتفاع بالکل دوسرا معاملہ ہے، اس لئے وقف کے معاملہ کو نیوتہ پر قیاس نہیں کیا جا سکتا (فتاوی عثمانی ۳/ ۲۲-۳۱۵)۔

البتہ خاص طور پر یہ لحاظ رکھیں کہ تبرع کے بجائے وقف پر تکافل کمپنیوں کی بنیاد رکھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے اور حامل وثیقہ اپنے سابقہ تبرع کی بنیاد پر اپنے نقصان کی تلافی کا دعویٰ نہ کرے، بلکہ وقف کے اپنے طے شدہ قواعد وضوابط کو بنیاد بنا کر اس بات کا دعویٰ کرے کہ میں ان قواعد وضوابط کی بنیاد پر وقف کی طرف سے تلافی نقصان کا حقدار ہوں۔ حاملہ وثیقہ شرعاً اپنا یہ حق استعمال کرسکتا ہے۔ اس کا یہ قانونی حق اس صورت کو عقد معاوضہ میں داخل نہیں کرتا، اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ واقف کوئی چیز وقف کرتے وقت اس سے خود نفع اٹھانے کی نیت کرے، بلکہ وقف نامہ میں اپنے انتفاع کی باقاعدہ شرط لگائے تو اسکی اجازت ہے (فتاویٰ عثمانی ۳/ ۲۲-۳۲۰)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل (انشورنس) کی شرعی صورت

مولانا محمد مصطفیٰ عبدالقدوس ندوی ☆

انشورنس (تکافل):

انشورنس (Insurance) کو اردو میں بیمہ کہتے ہیں، لغوی معنی یقین دہانی کے ہیں، چونکہ کمپنی انشورنس کرانے والے کو اس کے بعض مستقبل کے خطرات سے حفاظت اور نقصانات کی تلافی کا پختہ وعدہ کرتی ہے، ظاہر ہے کہ کسی خطرہ سے حفاظت اور نقصان کے تدارک کی یقین دہانی سوائے اللہ کی ذات کے کوئی نہیں کرسکتا؛ اس لئے اس مقصد کے لئے '' تکافل'' کی اصطلاح زیادہ موزوں ہے، اس وقت عالم اسلام کی مروجہ ومقبول تعبیر یہی ہے، '' تکافل'' کے معنی بعض بعض کے ضامن ہونے کے ہیں۔

انشورنس کی قسمیں:

بنیادی طور پر انشورنس کی دو قسمیں ہوتی ہیں، بقیہ ان ہی دونوں کی مختلف شکلیں نکلتی ہیں جن کو بعض لوگوں نے قسموں سے تعبیر کیا ہے، وہ دو قسمیں یہ ہیں: کمرشیل انشورنس اور باہمی تعاونی انشورنس جس کو آج کل تکافل سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس وقت تکافل ہی کا موضوع زیر بحث ہے، یعنی '' تکافل'' کی شرعی صورت کیا ہوگی؟

☆ استاذ المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی انشورنس (تکافل):

پہلی اسلامی انشورنس کمپنی آج سے ۳۶ رسال پہلے ۱۹۷۶ء میں قائم ہوئی (التأمین التکافلی بین دوافع النمو ومخاطر الجمود ر ۷)، اور بقول ڈاکٹر ناصر عبد الحمید: تکافل کمپنی نے سوڈان میں ۱۹۷۷ء میں عملاً اپنا کام شروع کیا (تقییم تطبیقات وتجارب التأمین التعاونی ر ۴)۔ اور جناب زاہد حسین اعوان صاحب (جو اس وقت قطر انٹرنیشنل اسلامک بینک دوحہ سے وابستہ ہیں) کی تحقیق اس سلسلہ میں یہ ہے کہ بین الاقوامی سطح پر پہلی تکافل کمپنی ۱۹۷۹ء میں سوڈان میں قائم ہوئی اور اس کے بعد ملیشیا نے ۱۹۸۷ء میں تکافل کے قوانین کا اجراء کیا، پاکستان میں اسلامی بینکوں کے لئے اسلامی انشورنس کی ضرورت اور عدالت کے فیصلے کے مطابق ۲۰۰۵ء میں تکافل (اسلامی انشورنس) رولز کا اجراء ہوا۔ اس وقت سے اب تک پاک کویت تکافل، تکافل پاکستان لمیٹڈ، پاک قطر فیملی تکافل، پاک قطر جنرل تکافل اور فرسٹ داؤد تکافل وغیرہ جیسے ادارے قائم ہو چکے ہیں (مینارہ نور، روزنامہ منصف حیدر آباد ۲۶ رمارچ ۲۰۱۰ء)۔

باہمی تعاون کے جذبہ پر مبنی انشورنس جس میں نفع کمانا مقصود نہ ہو، بلکہ خطرات ومصائب کی باہم تقسیم، خواہ یہ چند افراد واشخاص کے درمیان گروپ کی شکل میں ہو یا کمپنی کی صورت میں، اس میں حکومت کا تعاون ہو، یا نہ ہو، یا انشورنس در انشورنس ہو، تمام ہی شکلوں میں ربا اور قمار سے بالکل خالی ہو تو اس پر اسلامک انشورنس کا اطلاق ہوگا، گو اس میں غرر اور جہالت ایک گونہ موجود ہو، لیکن یہ مضر نہیں؛ کیونکہ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تبرعات میں غرر اور جہالت مضر نہیں ہیں (چنانچہ فقہاء نے قاعدہ وضع کیا ہے: ''یغتفر فی التبرعات مالا یغتفر فی المعاوضات من الغرر والجہالۃ''۔ القواعد الفقہیہ لعطیۃ عدلان ر ۲۰۰)۔

انشورنس کے بنیادی عناصر اور قرآن وسنت:

انشورنس کے نظریہ کے بنیادی عناصر تین ہیں: امن کی جستجو، دفع خطرات پر تعاون اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل کے لئے احتیاطی تدابیر، ان تینوں ہی عناصر کا ذکر قرآن وحدیث میں کثرت سے آیا ہے، جو اختصار کے ساتھ درج ذیل سطور میں پیش ہیں:

امن کی جستجو:

قرآن میں امن کا ذکر مختلف مواقع پر آیا ہے، مجموعی اعتبار سے اس طرح کے تیں مقامات ہیں، جس سے امن کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، اور انسان کی دنیوی واخروی زندگی میں اس کی قدر وقیمت کیا ہے، وہ بھی معلوم ہوتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امن جہاں انسان کی فطرت کی آواز ہے، وہیں زندگی کا لطف اور دل کا سکون اسی میں ہے، چنانچہ اللہ تعالی نے قبیلہ قریش پر اسی کا حوالہ دے کر احسان جتلایا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

﴿لإيلاف قريش، إيلافهم رحلة الشتاء والصيف، فليعبدوا رب هذا البيت الذى أطعمهم من جوع وآمنهم من خوف﴾ (قریش:۱-۴)۔

(چونکہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس، لہذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا)۔

یہاں اس سورہ میں بھوک سے حفاظت اور خوف سے امن کو بیش بہا نعمت قرار دیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے مختلف احادیث میں امن کی عظمت اور اس کی قدر وقیمت کو اجاگر کیا ہے (ان میں سے ایک حدیث یہ ہے: "من بات أمنا فى سربه معافاً فى بدنه وعنده قوت يومه فقد حيزت له الدنيا بحذافيرها" (ابن ماجہ: کتاب الزہد، باب القناعة، حدیث نمبر: ۴۱۴۱)۔

دفع خطرات پر تعاون:

مسلم معاشرہ کی تشکیل باہم تعاون اور ایک دوسرے کی بہی خواہی پر قائم ہے، اسلام تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دینی بھائی قرار دیتا ہے، اور دکھ سکھ میں باہم شرکت کی ترغیب دیتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، اور بھائی چارگی کی تعلیم دیتا ہے، اور قرآن نے اچھے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد اور برے کاموں پر عدم تعاون کا حکم دیا ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾ (مائدہ:۲)۔

(اور نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے)۔

یہاں ''تعاون'' اپنے وسیع اور عموی معنی میں آیا ہے، جس طرح ''بر'' کا لفظ، یقیناً باہمی تعاون اسلامی سماج کی اساس اور مسلم معاشرہ کی شاہ کلید ہے، باہمی تعاون سے بہت سے خطرات ٹل جاتے ہیں اور پہاڑ کے برابر مصیبتیں رائی کے مثل نظر آتی ہیں، اس کی چشم کشا مثالیں عہد رسالت ﷺ اور صحابہؓ کے دور میں خوب ملتی ہیں، ان ہی میں ایک مثال یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اشعری قبیلہ کے لوگوں کے پاس جب توشہ ختم ہو جاتا ہے درانحالیکہ وہ غزوہ میں ہیں، یا شہر میں رہتے ہوئے ان کے اہل وعیال کی خوردنی اشیاء کم ہو جاتیں تو جو کچھ ان کے پاس موجود ہوتے سب ایک کپڑا میں جمع کرتے، پھر آپس میں برابر ایک برتن سے تقسیم کر لیتے ہیں، تو وہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں'' (بخاری: کتاب الشرکۃ (۴۷)، باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض (۱)، حدیث نمبر: ۲۴۸۶)۔

یہ حدیث تکافل کی عملی مثال ہے کہ تعاون کا عمل ان لوگوں کے درمیان ہو رہا ہے جن میں سے بعض کا سرمایہ زیادہ ہے اور بعض کا کم اور بعض کا کچھ بھی نہیں، لیکن استفادہ میں سب برابر، جس کی وجہ سے جس نے کم جمع کیا اس کا استفادہ کرنا زیادہ لازم آ رہا ہے، معلوم ہوا کہ معاملات کے مقابلہ میں تبرعات میں بعض اوقات وہ چیزیں معاف ہوتی ہیں جو معاملات میں معاف نہیں ہوتی ہیں، اسی وجہ سے جب تعاون اور بھلائی کا ارادہ ہو تو غرر، ربا اور قمار کا تحقق نہیں ہوتا ہے، وہیں جب نفع کا حصول مقصود ہو تو شرعاً ربا، قمار اور غرر کا تحقق ہوتا ہے اور معاملہ فاسد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونا جائز قرار پاتا ہے۔

مستقبل میں خطرات سے حفاظت کے لئے احتیاطی تدبیر:

مستقبل میں متوقع خطرات وحوادث سے تحفظ کی سوچ سے ہماری شریعت اسلامیہ انکارنہیں کرتی ہے، بلکہ قرآن وحدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، اورنتائج کواسباب سے جوڑنا عین سنت کائنات کے مطابق ہے، کیونکہ خالق کائنات نے اس دنیا کودارالاسباب بنایاہے، جیسا کہ قرآن نے سورہ یوسف میں حضرت یوسفؑ کا اسوہ حسنہ نقل کیا ہے، اور اللہ تعالی نے حضرت یوسف کی زبانی خوشحالی کے سالوں میں غلہ کوذخیرہ اندوزی کرنے کی رہنمائی کی، تاکہ قحط سالی کے زمانے میں کام آئے، اس طرح مسلمانوں کومستقبل کے خطرات سے نبرد آزما ہونے اوراس سے تحفظ کی احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی طرف اشارہ فرمایا، چنانچہ ارشادربانی ہوتا ہے:

﴿قال تزرعون سبع سنين دأباً فما حصدتم فذروه في سنبله إلا قليلاً مما تأكلون، ثم يأتي من بعد ذلك سبع شداد يأكلن ما قدمتم لهن إلا قليلاً مما تحصنون﴾ (یوسف: ۴۷-۴۸)۔

(یوسف نے کہا: سات برس تک لگا تار تم لوگ کھیتی باڑی کرتے رہوگے، اس دوران میں جوفصلیں کاٹوان میں سے بس تھوڑا سا حصہ، جوتمہاری خوراک کے کام آئے نکالواور باقی کواس کی بالیوں ہی میں رہنے دو، پھرسات برس بہت سخت آئیں گے، اس زمانے میں وہ سب غلہ کھالیا جائے گا جوتم اس وقت کے لئے جمع کروگے، اگرکچھ بچے گاتوبس وہی جوتم نے محفوظ کررکھا ہو)۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے سال جس وقت حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے تو حضرت سعد بن ابی وقاؓ عرض کناں ہوئے یا رسول اللہ! میں اپنا سارا مال وصیت کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، حضرت سعدؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: نصف وصیت کروں؟ پھرآپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کہا: تہائی حصہ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، تہائی حصہ، اور تہائی حصہ بہت ہے، تم اپنے (پسماندگان) ورثہ کو مالدار چھوڑو، یہ بہتر ہے اس سے کہ تم انہیں محتاج چھوڑ کہ وہ دوسرے لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلائیں (بخاری: کتاب الوصایا (۵۵) باب أن یترک ورثۃ أغنیاء (۲)، حدیث نمبر: ۲۷۴۲)۔

اسلامی انشورنس (تکافل) کی مشروعیت:

اسلامی انشورنس (تکافل) کی مشروعیت پر بعض دلائل قرآن وحدیث کے حوالہ سے آچکی ہیں، ان کے علاوہ مزید وہ آیات اور احادیث تکافل کی مروجہ شکل کی مشروعیت وجواز پر مستدل بن سکتی ہیں جن میں تعاون علی البر والتقوی، باہمی امداد وتناصر، اخوت، بھائی چارگی اور بہی خواہی کا ذکر ہے، جہاں تک عقلی دلائل کی بات ہے تو حقیقت یہی ہے کہ اس میں عقلی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے، بلکہ عقل متقاضی ہے کہ انسان اپنے مستقبل کے متوقع خطرات سے تحفظ کا نظم کرے، انسانیت کی رو سے بعض بعض کی مدد کرنی چاہئے اور خطرات کو اپنے درمیان تقسیم کرنی چاہئے، اس سے مجموعی طور پر مسلم معاشرہ کی اقتصادی حالت اچھی ہوگی، اور وہ معیشت کے میدان میں ترقی کرے گا، اور دوسری ترقی یافتہ قوموں کے دوش بدوش فخر کے ساتھ چلنے کے لائق ہو سکے گا۔

نیز تکافل کے جواز کی تائید قواعد فقہیہ سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ اسلامی قوانین کے ماہرین نے لکھا ہے: ”الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة“ (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱۲/ ۹۳)۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی ممکنہ خطرات سے حفاظت کا دعوی نہیں کر سکتا، آج یہ کسی بری مصیبت سے دوچار ہوا تو کل فلاں شخص، آج اس کی باری ہے تو کل فلاں کی، یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، معلوم ہوا تکافل ایک اجتماعی ضرورت بھی ہے، اس لئے بھی اسے مشروع ہونا چاہئے، اور جبکہ اس میں کوئی شرعی قباحت قمار، اور ربا وغیرہ بھی نہیں ہے۔

اگر تکافل کا نظام مسلم سماج میں قائم نہ ہو تو مصیبت زدہ مسلمان مزید پستی میں ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا، اور مجموعی طور پر پورا مسلم سماج پستی کا شکار ہوگا، اس لئے قیاس کا تقاضا ہے کہ اس مسابقتی دور میں پستی کے نقصان کو دور کیا جانا چاہئے، جیسا کہ اسلام کا اصول ہے: "الضرر یزال" (الاشباہ والنظائر لابن نجیم ۱/۸۶)۔ یعنی ضرر و نقصان کو حتی الامکان دور کیا جائے۔

یہ بھی ایک حقیقت اور انسانی طبیعت و مزاج سے قریب تر ہے کہ جب مصیبت تقسیم ہوجاتی ہے تو انسان کا سر ہلکا محسوس ہوتا ہے، غم میں جب ایک سے زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں تو غم کو برداشت کرنے میں تقویت ملتی ہے اور انسان کو بڑا حوصلہ ملتا ہے، پھر وہ بڑی سے بڑی مصیبت کو آسانی سے سامنا کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے؛ اسی لئے فقہاء نے فطرت انسانی کے مزاج و مذاق کی ترجمانی کرتے ہوئے سچ لکھا ہے: "ما عمت بلیته خفت قضیته" (حوالہ سابق ۱/۸۵)۔ یعنی جس کی مصیبت عام ہوجاتی ہے، وہ مصیبت صرف ایک آدمی کی نہیں رہتی ہے، بلکہ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں، اور سب کے درمیان وہ مصیبت مشترک ہوجاتی ہے تو مسئلہ آسان اور ہلکا ہوجاتا ہے، اور تکافل کا بنیادی نظریہ اور اس کی روح یہی ہے کہ خطرات و مصائب چند لوگوں کے درمیان منقسم ہوجائیں اور باہم تعاون اور انسانی اخوت اور ہمدردی کی صحیح تصویر نمایاں ہو۔

مقاصد شریعت میں سے مسلم سوسائٹی کی حفاظت اور اسلامی معاشرت کا تحفظ و فروغ، باہمی امداد و تناصر اور اخوت و ہمدردی کی خوش گوار فضا بنانا ہے، اور یہی نظریہ تکافل کی بنیاد ہے (القواعد الفقہیہ المنظمۃ از عطیہ عدلان عطیہ رمضان ر ۲۲۰)۔

موجودہ دور میں عالم اسلام میں مروجہ اور مقبول تکافل کی تعبیر کی نظیریں شریعت اسلامیہ میں پہلے سے پائی جاتی ہیں، اس کی روح بہت پہلے سے چلی آرہی ہے، البتہ تکافل کے بجائے کسی اور نام سے، ان ہی میں سے یہ ہیں:

عاقلہ: قتل خطأ میں دیت لازم ہوتی ہے، جسے اردو میں "خون بہا" سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کی مالیت بڑی خطیر رقم ہوتی ہے، یعنی سو اونٹ یا اس کی قیمت، تنہا قاتل کے لئے برداشت کرنا دشواری کا باعث ہے، اس لئے اس کے عاقلہ (خاندان کے لوگ) پر دیت کی رقم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کردیا گیا، اس طرح کے ناقابل برداشت بوجھ کو اس کے اہل خاندان پر بانٹ دیا گیا، ایسا اس لئے کیا گیا کہ کوئی شخص خطأ سے محفوظ نہیں ہے، آج اس سے غلطی ہوئی اور یہ دوسرے افراد خاندان کی مدد کا محتاج ہوا، کل دوسرے سے غلطی ہوسکتی ہے اور وہ بھی دوسروں کی مدد کا محتاج ہوگا، اس لئے مناسب ہے کہ خاندان کے کسی فرد سے قتل خطأ صادر ہوجائے تو سب مل کر اس کا تعاون کریں، تکافل میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ خطرات ومصائب گروپ کے تمام لوگوں پر تقسیم ہوجاتی ہیں اور باہمی تعاون کا مظہر سامنے آتا ہے۔

ضمان خطر الطریق: ایک شخص دوسرے کو راستہ میں رہبری کرتے ہوئے کہا: اس راستہ سے جاؤ یہ راستہ مامون اور قابل اطمینان ہے، اگر نقصان ہوا تو میں اس کا ذمہ دار ہوں، درانحالیکہ اس میں مالی معاوضہ کی شرط نہ ہو، ایسی صورت میں اگر اس مسافر کا مال لٹ گیا تو ضمانت قبول کرنے والا شخص مال کا ضامن ہوتا ہے (دیکھئے: ردالمحتار ۳/۳۴۵)، اس طرح راہگیر ممکنہ مالی خطرہ سے محفوظ ہوجاتا ہے، تکافل میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ گروپ کا ہر فرد ممکنہ خطرات سے اپنے کو محفوظ کرلیتا ہے۔

اس نظام تکافل جس کی بنیاد باہمی امداد اور تبرع پر ہے، کے جواز کے فیصلہ فقہی اکیڈمیاں نے مختلف سمیناروں میں کیا ہے، چنانچہ ''مجمع البحوث الاسلامیہ جامع ازہر'' کے اجلاس ۱۳۸۵ھ، ''مجمع الفقہ الاسلامی مکہ مکرمہ'' کے سمینار منعقدہ شعبان ۱۳۹۸ھ، اور ''ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب'' کے اجلاس منعقدہ ریاض ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ نے بہ اتفاق رائے اس کے جواز کا فیصلہ کیا ہے (دیکھئے: عقود التامین للشیخ احمد محمد جمال /۱۰۴، مجلۃ الاقتصاد الاسلامی جمادی الاولی ۱۴۰۲ھ، التامین التعاونی للدکتور علی محی الدین القرہ داغی /۱۴)۔

اسلامی انشورنس (تکافل) کی عملی تطبیق:

موجودہ دور میں مروجہ انشورنس کو شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیتے ہوئے، اس کی شرعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت کیا ہو سکتی ہے؟ پر غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے، وقف ہبہ، وکالت، مضاربت اور نہد کی بنیاد پر تکافل کی عملی تطبیق اور اس کا طریقہ کار پیش کیا جا سکتا ہے، اور وہ یہ ہے:

۱-نظریاتی اعتبار سے:

اسلامی انشورنس (تکافل) کا معاملہ کرتے وقت ابتداءً ہی، بلکہ اگر فارم ہو اور اس کے شروع میں انتظامی نقطہ نظر سے کچھ ضروری قانونی دفعات جہاں درج ہوں وہیں بالکل فارم کے سرے پر یا سرورق پر سنہرے اور جلی حروف میں نظریاتی اعتبار سے چند ضروری امور لکھے ہونے چاہئیں، اور وہ یہ ہیں:

الف-تکافل کی بنیاد باہمی تعاون اور تبرع پر ہوگی۔

ب-تکافل کے پورے نظام میں شرعی احکام کی پابندی لازماً ہوگی۔

ج-تکافل کی تمام تر سرگرمیوں کی نگرانی اور اس کا برابر شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لینے کے لئے ایک شرعیہ بورڈ ہے (واقعی میں شرعیہ بورڈ قائم ہونا چاہئے جس میں ماہرین علماء ہوں گے، اگر کمپنی کے پاس خود قائم نہ ہو تو معتبر کسی دینی ادارہ کے دارالافتاء سے خدمت حاصل کی جائے)۔

د-سود، قمار، غرر، جہالت فاحشہ اور دیگر ممنوعات شرع سے خالی ہو۔

۲-کمپنی کا قیام:

تکافل کے نظام کو بروئے کار لانے کے لئے اور اس نظام کو فعال بنانے کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کو کمپنی کی شکل دی جائے، اس کی صورت یہ ہوگی کہ ابتداء میں کچھ لوگ مثلاً پانچ یا سات آدمی مل کر ایک معتد بہ مقدار رقم اس مقصد کے لئے وقف کریں۔ اس میں یہ شرط لگائی جا سکتی ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی بھی وجہ سے کمپنی بھنگ ہوگئی تو یہ لوگ یا ان کے ورثہ موقوفہ سرمایہ واپس لیں گے، اسی طرح یہ بھی شرط لگائی جا سکتی ہے کہ اس کمپنی کا قیام اتنی مدت، مثلاً بیس سال کے لئے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقف سے ایک آفس قائم ہوگا جہاں لوگ آیا کریں گے، اس سے کسی کا تعاون نہیں ہوگا، تعاون کے لئے دوسری رقم بالاقساط لی جائے گی۔

ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کمپنی کے قیام کے لئے ایک بورڈ کی تشکیل عمل میں آئے، اس بورڈ کے اساسی ممبران کے انتخاب کا معیار کثرت رقم ہو، یعنی جو لوگ زیادہ روپے جمع کریں، ان میں اول فالاول کی ترتیب سے پانچ یا سات افراد منتخب کئے جائیں، گویا کہ ان افراد پر مشتمل بورڈ ہوگا، یہ لوگ اساسی ارکان عاملہ کہلائیں گے، پھر ان میں سے کوئی صدر، نائب صدر اور سکریٹری وغیرہ کے عہدیدار منتخب ہوں گے، چاہے یہ حضرات ازخود بلا تنخواہ کام کریں یا معاوضہ کی بنیاد پر کام کریں، یا دوسرے ملازمین رضا کارانہ یا اجرت کی بنیاد پر رکھ لئے جائیں، اور یہ حضرات اوپر سے نگرانی رکھیں، انتظامی امور باہمی مشورہ سے طے کیا کریں گے اور دیگر قانونی کاروائی وغیرہ اہم کام انجام دیں گے۔

یہ لوگ مرکزی آفس اور ذیلی آفسوں کے لئے زمین کی خریداری اور اس پر آفس کی تعمیر کے لئے اتنی رقم وقف کریں جس سے پورا کام ہوجائے، جیسا کہ اوپر ذکر کیا، یا پھر کرایہ کے مکان میں آفس کھولے جائیں، یا کوئی عاریت پر مکان دیدے جس میں آفس کھولا جائے، عاریت پر مکان ملنے کی صورت میں مدت کی تعیین کرلینا ضروری ہوگا، ورنہ آگے چل کر انتظامی اعتبار سے پریشانی ہوگی، یا کوئی صاحب صدقہ جاریہ کے طور پر آفس کی تمام تر ضروریات زمین سے لے کر تعمیر اور فرنیچرس وغیرہ تک مہیا کردیں ایسی صورت میں یہ بھی وقف ہی کے حکم میں ہوگا، اور وقف صدقہ جاریہ ہی کی ایک شکل ہے جس میں عین شی کو باقی رکھتے ہوئے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

۲- اس کے بعد ایک عمومی ارکان کا بورڈ ہوگا جس میں دوسرے شرکاء و مساہمین ہوں گے، اگر تکافل کے مرکزی آفس کے علاوہ مختلف شہروں میں اس کی شاخیں (Branchs) قائم ہوں تو ان کے بورڈ کمیٹی میں سے ایک ایک فرد کو مرکزی عمومی ارکان بورڈ میں شامل کیا جائے، اور ہر شاخ (Branch) کے بورڈ کمیٹی آپس میں مشورہ یا انتخاب کے ذریعہ کسی ایک فرد کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکزی آفس بورڈ کے عمومی ارکان کے لئے نامزد کرے۔

۳-تکافل کمپنی جب ترقی پذیر ہو، اس کا دائرہ وسیع ہو جائے، اور لوگوں کا رجحان اس کی طرف زیادہ ہونے لگے، لوگوں کی طلب کو دیکھتے ہوئے مزید اس کی برانچیں مختلف مقامات پر قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہو، تو اس کا طریقہ کار یہ ہوگا ایک صدر مقام ہو جہاں اس کا مرکزی آفس قائم ہو، اس کے تحت جن شہروں میں برانچوں کے قیام کی ضرورت ہو وہاں اس کی ایک آفس کھول دیا جائے، اور تمام شاخوں کے اصل مرکزی آفس سے روابط ہونے چاہییں، جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے۔

۴-انتظامی نقطہ نظر سے ہر کام کے کاؤنٹر مستقل اور الگ ہونے چاہئیں، اس طور پر کہ مختلف پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے اعتبار سے ہر پیشہ کا کاؤنٹر علاحدہ ہو، مثلاً: کاروباری انشورنس، میڈیکل انشورنس، گاڑیوں کا انشورنس، دوکانوں کا انشورنس، سامانوں کا انشورنس وغیرہ۔

۵-اسلامی انشورنس ایک ایسا بھی ہونا چاہئے جو دوسرے اسلامی انشورنس کا صرف انشورنس کرے، ظاہر ہے کہ حکومت کے تعاون کے بغیر اس کا قیام مشکل ہے، اور یہ مسلم ممالک ہی میں عملاً ممکن ہے، غیر مسلم ممالک میں دشوار ہے، ہاں اگر بعض مخیر مسلم تجار اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو کوئی مستبعد نہیں۔

۶-تنظیم کی ایک مجلس اعلی ہو جو طریقہ کار طے کرے اور وہ شرعی قواعد سے ہم آہنگی کے بعد نافذ العمل ہے۔

۷-اس مجلس اعلی کے ارکان میں سے کسی کو حکومت اپنا نمائندہ مقرر کرے، اور حصہ داروں کی طرف سے منتخب افراد ہی مجلس اعلی کے ارکان ہوں گے۔

۳-عقود اوران کے درمیان روابط کی نوعیت:

ا-ایک عقد بیمہ کمپنی اور بیمہ دار کے درمیان ہوگا، خواہ یہ عقد وکالۃ بہ اجرت یا وکالت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بغیر اجرت کی اساس پر ہو، اس صورت میں بیمہ کمپنی بیمہ داروں کی وکیل ہوگی، اور ان کی طرف سے بحیثیت وکیل پوری دفتری کارروائی انجام دے گی، حتی کہ دوسری انشورنس کمپنی - جو کہ ربا، قمار، غرر، جہالت اور دیگر موانع شریعت سے پاک ہو- سے انشورنس کرانے اور اس سے متعلق دفتری کارروائیاں بروئے کار لانے میں وکیل ہوگی۔

۲- دوسرا عقد مضاربت کا ہوگا جو کمپنی اور بیمہ داروں کے درمیان ہی ہوگا، بیمہ دار رب المال (سرمایہ کے مالک) ہوں گے، اور کمپنی مضارب ہوگی، البتہ بیمہ دار کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ تکافل کے مد میں علاحدہ قسط جمع کرے اور سرمایہ کاری کے لئے علاحدہ سے رقم دے، تاکہ تکافل کا جو بنیادی مقصد باہمی امداد اور تبرع ہے وہ غالب رہے۔

عقد مضاربت کرتے وقت شرح نفع کمپنی اور بیمہ دار کے درمیان طے ہوجانا ضروری ہے، تاکہ آگے چل کر نزاع کا سبب نہ بنے۔

۳- عقد تبرع: یہ عبارت ہے خطرات کی تقسیم اور مصائب کو برداشت کرنے پر باہمی تعاون سے، اور وہ اس طرح سے ہوگا کہ چند لوگ بیک وقت یا بالاقساط روپے جمع کریں، تاکہ آئندہ ان ہی میں سے کوئی معاملہ میں صراحت کردہ خطرات وحادثات میں سے کسی حادثہ کا شکار ہوجائے تو اس کا تعاون ہو سکے، اس میں حصہ داروں کا مقصد تجارت اور دوسرے کے مالوں سے نفع کمانا نہیں ہوتا ہے، گو یہ عقد تبرع ایک طرفہ نہیں ہوتا ہے، بلکہ دو طرفہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں معاوضہ کی شرط ہوتی ہے، اسی وجہ سے یہ ہبہ بالعوض سے قریب ہوگا۔

ہبہ دو طرح کا ہوتا ہے، ایک ہبہ بلا عوض، دوسرا ہبہ بالعوض، پہلی قسم بالاتفاق درست ہے، دوسری قسم کے بارے میں اختلاف ہے، تاہم جمہور فقہاء (چنانچہ صاحب ہدایہ نے ہبہ کرنے والے کا ہبہ سے رجوع کے جواز کی تعلیل کرتے ہوئے لکھا ہے: "لأن المقصود بالعقد هو التعويض للعادة"، علامہ بابرتی اس پر حاشیہ لکھتے ہیں: "لأن العادة الظاهرة أن الإنسان يهدى إلى من فوقه ليصونه بجاهه وإلى من دونه ليخدمه وإلى من يساويه ليعوضه" (ہدایہ مع شرح العنایۃ وتکملۃ فتح القدیر ۹/۴۰) ط: مصطفی حلبی شرح خرشی میں لکھا ہے: "وهبة الثواب عطية قصد بها عوض مالي" (۷/۱۰۲، ط: بولاق، مصر ۱۳۱۷ھ)۔ شوافع کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں اختلاف ہے، تاہم اظہر قول کے مطابق اگر عوض معلوم ہو تو درست ہوگا، اور اگر عوض مجہول ہو تو صحیح مذہب کے مطابق درست ہے، اور جمہور شوافع نے اسی کو راجح قرار دیا ہے (دیکھئے: روضۃ الطالبین ۵/ ۳۸۴-۳۸۷) نے جائز قرار دیا ہے، اسی طرح گو عوض کی شرط ہو پھر بھی جمہور فقہاء کے یہاں درست ہے، کیونکہ عوض کی شرط تقاضائے عقد ہبہ کے خلاف نہیں ہے (التأمین التعاونی ماہیتہ وضوابطہ ومعوقاتہ از دکتور علی محی الدین القرہ داغی/ ۴۶)، اور چونکہ عقود میں اعتبار مقاصد ومعانی کا ہوتا ہے نہ کہ الفاظ وعبارت کا (العبرۃ فی العقود بالمقاصد والمعانی دون الألفاظ والمبانی)۔

ہبہ بالعوض کے درست ہونے کی تائید احادیث رسول ﷺ اور آثار صحابہ سے بھی ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً اور حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت فضالہ بن عبیدؓ، اور حضرت ابو الدرداءؓ سے موقوفاً الفاظ میں معمولی اختلاف، لیکن معنی میں اتحاد کے ساتھ منقول ہے کہ جو ہبہ کرے وہ اپنے مال موہوب کا زیادہ حقدار ہے، تا آنکہ اس کو اس کا معاوضہ مل جائے" (مستدرک وبذیلہ تلخیص الذہبی ۲/ ۵۲، دار قطنی ۳/ ۳۰، السنن الکبری للبیہقی ۶/ ۱۸۱، نیز دیکھئے: نصب الرایۃ للزیلعی ۴/ ۱۲۵-۱۲۶، المحلی لابن حزم الظاہری ۱۰/ ۸۹، علامہ ابن حزم آثار صحابہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: "ولا مخالف لہم" (المحلی ۱۰/ ۸۹-۹۸) اس پر بڑی لمبی گفتگو کی ہے)۔

اب دوسرا سوال یہ ہے کہ آیا عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ دوسرے فریق کے لئے لازم ہوتا ہے یا نہیں، اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، علامہ ابن رشد حفید اور علامہ ابن قدامہ نے لازم قرار دیا ہے (دیکھئے: المغنی ۵/ ۶۴۹، ۶۵۳، ط: ریاض، ڈاکٹر علی محی الدین قرہ داغی نے عقد ہبہ کے لزوم کو راجح قرار دیا ہے (التأمین التعاونی ماہیتہ وضوابطہ ومعوقاتہ/ ۵۱)۔

لہذا فقہاء کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ہبہ عوض کی شرط کے ساتھ لازم ہوگا، گو یہ قول جمہور فقہاء اسلام کا نہیں ہے، لیکن چونکہ لوگوں کو تعاونی انشورنس کی فی زمانہ سخت ضرورت ہے، خاص طور پر غیر مسلم ممالک میں جہاں مسلمانوں کے ساتھ حکومت کا تعاون برائے نام رہتا ہے، اس لئے یہ ایک اجتماعی حاجت ہے، اور شریعت مطہرہ میں حاجت کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رعایت رکھی گئی ہے (الحاجة تنزل منزلة الضرورة عامة كانت أو خاصة- الاشباہ والنظائر لابن نجیم ار ۹۳)، اور چونکہ قرآنی آیات واحادیث رسول ﷺ میں ایفاء عہد کا ذکر ہے، مثلاً اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو عہد پورے کیا کرو" (سورہ مائدہ:۱)۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ...منافق کی تین علامتیں ہیں: جب وہ گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وہ وعدہ کرتا ہے تو وہ وعدہ خلافی کرتا ہے، اور جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ خیانت کرتا ہے (بخاری، ایمان، باب علامات المنافق، حدیث نمبر: ۳۳)۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی انسان کے لئے روا نہیں ہے کہ کسی کو عطیہ دے، یا ہبہ کرے پھر اس سے واپس لے (رواہ الترمذی، والنسائی، وابن ماجہ، وابوداؤد والحاکم وقال: صحیح الإسناد (۴۶/۲)، وابن حبان فی صحیحہ برقم: ۱۱۲۸) والدارقطنی دیکھئے: نصب الرایہ ۴ر۴۴)۔ ایک دوسری حدیث میں ہبہ کرنے کے بعد واپس لینے کو قی سے تشبیہ دی گئی (مسلم، حدیث نمبر: ۱۶۲، ۱۶۲۲۰)۔

غرضیکہ عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ کا لزوم موجودہ تکافل کے لئے عمدہ اساس اور عملی تطبیق کے لئے بہترین نظیر ہے۔ مالکیہ کے یہاں تو تبرع واجب الایفاء ہوتا ہے، چنانچہ علامہ حطاب مالکی نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اوپر کچھ لازم کرتا ہے، اس لزوم کو کسی اور چیز پر معلق نہیں کرتا ہے، تو قضاءً اس پر اس کا پورا کرنا لازم ہے، یہاں تک کہ وہ مفلس ہو جائے، یا مرجائے، یا مرض الموت میں مبتلا ہوجائے، اس زمرہ میں ہبہ کو بھی شمار کیا ہے (وهو التزام الشخص نفسه شيئاً من المعروف من غير تعليق على شيئ فدخل فی ذلک الصدقة، والهبة.... وهذا القسم يقضى به على الملتزم ما لم يفلس، أو يمت، أو يمرض مرض الموت إن كان الملتزم له معيناً، ولا أعلم في القضاء به خلافاً، إلا على القول، بأن الهبة لاتلزم بالقول، وهو خلاف المعروف من المذهب، بل نقل ابن رشد الاتفاق على لزوم الهبة بالقول، وإن كان الملتزم له غير معين" (تحریر الکلام فی مسائل الالتزام، والمنقول بنصہ فی فتح العلی المالک ار ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹)۔

عقد تبرع کی نظیر حدیث پاک میں "نہد" کی ملتی ہے، جو کہ باہمی امداد وتعاون کی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکل عہد رسالت میں رائج تھی، اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ سفر میں چند ساتھی مل کر اپنے اپنے اخراجات سفر جمع کرتے تھے، اس بات کا اہتمام ہوتا تھا کہ ہر ساتھی دوسرے ساتھی کے حصہ کے برابر جمع کرے، پھر وہ لوگ پورے سفر اس سے استفادہ کرتے تھے، اگر کچھ بچ جاتا تو باہم برابر تقسیم کر لیتے تھے۔ امام بخاریؒ نے اس کے جواز پر اور بھی دلائل نقل کئے ہیں (بخاری، کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض)۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ لوگ جمع کرنے میں برابر ہوتے تھے، لیکن استفادہ کرنے میں متفاوت، بلکہ بعض اوقات ان میں کوئی کچھ بھی استعمال نہیں کرتا تھا، یا بہت کم کھاتا تھا، لیکن وہ لوگ اس تفاوت کو نہیں دیکھتے تھے؛ کیونکہ ان لوگوں کا مقصود باہمی تعاون اور تبرع تھا، اسی وجہ سے بچ جانے پر آپس میں تقسیم کر لیتے تھے، دوسرے سفر کے لئے باقی نہیں رکھتے تھے (فتح الباری ۵/ ۱۲۸-۱۲۹)۔

یہ اسلامی انشورنس (تکافل) باہمی تعاون کا عین عکس ہے، دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، سوائے اس کے کہ "نہد" کی قدیم صورت سفر میں پیش آتی تھی، آج موجودہ دور میں کمپنی کی شکل میں منظم انداز میں یہ کام انجام پاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشورنس بصورت تکافل-تحلیل وتجزیہ، شرعی حکم اور متبادل

مولانا عطاء اللہ قاسمی ☆

''تکافل'' انشورنس کا متبادل:

اسلامی ممالک نے تکافل کا نظام تجارتی بیمہ (کمرشیل انشورنس) کے متبادل کے طور پر اختیار کیا ہے۔ انشورنس کے خلاف فتوی کی بنیاد ایک تو یہ ہے کہ اس میں ''ربوا'' ہے جو حرام ہے، دوسرے یہ کہ ''قمار'' ہے، تیسرے یہ کہ اس میں ''غرر'' ہے۔ اسلامی معاشیات کے ماہرین کا خیال ہے کہ اگر ان بنیادی عناصر کو نکال دیا جائے تو انشورنس کے خلاف غالباً کوئی شرعی اعتراض باقی نہیں رہے گا، ان حضرات کا خیال ہے کہ تکافل میں نہ تو ''ربا'' ہے نہ ہی قمار اور غرر، اس لئے تکافل جائز ہونا چاہئے۔

بات بالکل صاف ہے کہ تکافل کی اصل زمین انشورنس ہے، اس لئے پہلے انشورنس کی ماہیت کا مختصراً ایک جائزہ لیا جائے، تاکہ اس زمین پر تعمیر ہونے والے ''تکافل'' کو اچھی طرح سمجھا جاسکے۔

انشورنس کی ماہیت:

محترم اوصاف احمد صاحب جو انشورنس کے تعلق سے نرم گوشہ رکھتے ہیں اس کے عناصر ترکیبی کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

☆ مدرسہ ضیاء العلوم اپرہ معروف۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واقعہ یہ ہے کہ انشورنس کی بنیاد ایک احصائی قانون پر ہے جسے بڑی تعداد کا قانون کہتے ہیں، نظریہ احتمال اسی احصائی قانون پر مبنی ہے جس کو انشورنس کے کاروبار میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بڑی تعداد کا قانون بتاتا ہے کہ جیسے جیسے تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے کسی واقعہ کے ظہور پذیر ہونے کا احتمال کم ہوتا جاتا ہے۔

مثلاً کسی واقعہ کے امکانات صرف دو ہیں تو اس کا احتمال کہ وقوع پذیر ہو، پچاس فیصد ہے، لیکن اگر امکانات کی تعداد بڑھ کر دس ہو جائے تو اس واقعہ کے ہونے کا احتمال صرف دس فیصد رہ جائے گا، اسی طرح دو یا دو سے زائد واقعات کے ایک ساتھ ظہور پذیر ہونے کا مشترکہ احتمال اور بھی کم ہوگا، اگر ایک انشورنس کمپنی نے ہزار لوگوں کو آتش زنی کا بیمہ فروخت کیا تو اس کا احتمال صرف ہزار میں ایک ہے کہ کوئی شخص اپنے نقصان کی بھرپائی کا دعوی پیش کرے۔ اگر یہی کمپنی دس ہزار افراد کو یہی بیمہ فروخت کرے تو یہ احتمال گھٹ کر ہزار میں ایک رہ جائے گا۔

انشورنس کمپنیوں کو اس میں فائدے کا امکان نظر آتا ہے کہ بڑی تعداد کے قانون کی رو سے ان کے علم میں ہے کہ بیمہ کی رقم ادا کرنے والوں کی کل تعداد بیک وقت نقصان کا دعوی کرنے بھی نہیں آئے گی، چنانچہ اگر وصول کی گئی رقم ادا کی گئی رقم سے زائد ہوئی تو اس کو کمپنی کا فائدہ متصور کیا جائے گا" (سہ روزہ دعوت خصوصی شمارہ اسلامی بینکاری ۱۵۵، ۱۹/۸/۲۰۱۰ء)۔

یہ اقتباس ہمارے اس دعوی کی صریح دلیل ہے کہ انشورنس کا انسان کی حقیقی ضرورت سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ بلا محنت اکتساب زر کا بہترین ذریعہ ہے جس پر تحفظ اور امداد باہمی کا لیبل لگا دیا گیا ہے۔

طریقہ کار میں مماثلت:

تکافل ایک جدید کاروباری معاملہ ہے جس کی اصل زمین انشورنس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کے طریقہ کار میں بڑی حد تک مماثلت اور مقاصد میں بھی اشتراک پایا جاتا ہے۔

انشورنس کا طریقہ کار ... مفصل ... ہے ... وہ طریقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کار جو دونوں میں مشترک ہیں ان پر از سر نو شرعی حیثیت سے بحث کرنا غیر ضروری ہے۔ تاہم مشترکہ طریقہ کار کو درج ذیل نکات میں اس طرح سمیٹا جاسکتا ہے۔ استقصاء مقصود نہیں ہے صرف تعارف مقصود ہے۔

☆ تکافل میں کلیمز کی ادائیگی میں عموماً وہی شرائط ملحوظ رکھی جاتی ہیں جو سرمایہ دارانہ انشورنس میں ہیں، اگر دوران مدت وہ نقصان ہو جائے جس کی تلافی کے لئے پالیسی لی گئی ہے تو نقصان کی تلافی کردی جاتی ہے، بصورت دیگر پالیسی ہولڈر کو کچھ نہیں ملتا۔ البتہ تکافل کمپنی اپنی صوابدید پر کچھ بونس دے سکتی ہے۔

☆ انشورنس پالیسی حاصل کرنے کا ایک معیار اور پیمانہ ہے جس کو پورا کرنے کے بعد ہی کوئی شخص پالیسی حاصل کرنے کا مجاز ہوتا ہے، اسی طرح تکافل میں بھی ہوتا ہے کہ صرف وہی لوگ پالیسی حاصل کرنے کے ذریعہ اس پر اطمینان کرسکتے ہیں۔

☆ دونوں معاملات میں اگر کسی چیز کے متوقع نقصان کی تلافی کے لئے پالیسی لینی مقصود ہو تو اس چیز کی حیثیت اور حالت بھی دیکھی جاتی ہے۔

☆ بنیادی طور پر تکافل کی بھی وہی دو قسمیں کی گئی ہیں جو روایتی انشورنس کی ہیں:
۱- فیملی تکافل (لائف انشورنس کے متبادل)، ۲- جنرل تکافل (جنرل انشورنس کے متبادل)۔

☆ دونوں کے ممکنہ فوائد سے صرف اس کے پالیسی ہولڈر اور ممبران مستفید ہوسکتے ہیں، دوسرا؟ ہرگز نہیں،

☆ دونوں کی پالیسیاں حاصل کرنے والوں کے پیش نظر اپنے مخصوص اغراض و مقاصد ہوتے ہیں، دوسروں کا تعاون اور امداد باہمی کا دور دور تک پتہ نہیں ہوتا۔

تکافل کی انفرادیت:

تکافل کی وہ بنیاد جو اسے روایتی انشورنس سے ممتاز اور جدا کرتی ہے، نیز اس کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی جواز فراہم کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ:

سب سے پہلے کچھ لوگ یا مالیاتی ادارے مل کر اپنے سرمایہ سے (نقد رقم) سے ایک کمپنی قائم کرتے ہیں جس کو "تکافل کمپنی" کہا جاتا ہے، اس کمپنی کے سرمایہ کا ایک حصہ وقف کر کے ایک پول بنا دیا جاتا ہے، یہ پول کسی کی ملک نہیں ہوتا، بلکہ اپنا الگ قانونی وجود رکھتا ہے اور وقف پول کی یہ رقم ان متاثرین کے لئے ہوتی ہے جو تکافل پالیسیاں حاصل کرتے ہیں۔

تکافل کی یہ بنیادی شق ہی شرعی اعتبار سے محل نظر ہے کہ کیا نقد رقوم (دراہم و دنانیر، روپے پیسے) کا وقف جائز ہے، یا نہیں؟ چونکہ تکافل کی پوری عمارت اسی بنیاد پر قائم ہے، اس لئے اس پر تفصیل سے گفتگو کرنا ضروری ہے۔

نقد رقم وقف کرنے کے بارے میں امت میں دو رائیں ہیں: ایک جواز کی، دوسری رائے عدم جواز کی ہے۔

جواز کی رائے:

الف: "الفتاوی التاتارخانیۃ" (شیخ فرید الدین عالم بن علاء م ۷۸۶ھ) میں امام زفر کے شاگرد محمد بن عبداللہ انصاریؒ کی طرف جواز کا ایک فتوی منسوب ہے۔

۱۱۱۲۵-"وفي وقف الأنصاري وكان من أصحاب زفر قال: قلت: إذا وقف الرجل الدراهم والطعام أو ما يكال أو يوزن أتراه جائزا قال: نعم!"(۸/۲۹ طبع دیوبند)۔

(سوال کیا گیا کہ ایک آدمی درہم (نقد روپیہ) اور غلہ یا کوئی کیلی یا وزنی چیز وقف کرے تو کیا آپ اسے جائز کہیں گے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں!)۔

مستفتی کا ذہن اس نکتہ کی چلا گیا کہ وقف میں شیئ موقوفہ باقی رہتی ہے اور اس کا نفع صدقہ ہوتا ہے تو وقف دراہم وطعام میں یہ صورت کیسے ممکن ہوگی؟ چنانچہ اس نے سوال کر دیا، فتح القدیر میں یہ سوال وجواب اس طرح مذکور ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قیل: و کیف؟ قال: یدفع الدراهم مضاربة ثم یتصدق بها فی الوجه الذی وقف علیه وما یکال ویوزن یباع ویدفع ثمنه مضاربة أو بضاعة" (فتح القدیر...، ۴۳۲)۔

(دراہم کو بطور مضاربت تجارت میں لگائے اور اس کا نفع موقوف علیہم پر صدقہ کرے گا، اور غلہ وغیرہ اشیاء کو بیچ کر اس کی قیمت بطور مضاربت یا اصل سرمایہ کے طور پر دے گا)۔

ب- امام بخاری بھی جواز کے قائل ہیں، انہوں نے بخاری شریف ''کتاب الوصایا'' میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے جس میں انہوں نے سونے چاندی کے وقف کو گھوڑے اور سامانوں کے وقف کے زمرے میں رکھا ہے۔ لکھتے ہیں:

"باب وقف الدواب والكراع والعروض والصامت" (جانوروں، گھوڑوں، سامانوں اور سونے چاندی کے وقف کا باب)۔

اس باب کے تحت انہوں نے حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ ذکر فرمایا ہے:

"ان عمر حمل علی فرس له فی سبیل الله أعطاها رسول الله ﷺ لیحمل علیها رجلاً، فأخبر عمر أنه قد وقفها یبیعها، فسأل رسول الله ﷺ أن یبتاعها فقال: لاتبتعها ولا ترجعن فی صدقتک"۔

(حضرت عمرؓ نے اپنا ایک گھوڑا راہ خدا میں دیدیا، انہوں نے وہ گھوڑا رسول اللہ ﷺ کو اس لئے دیا تاکہ آپ کسی آدمی کو سواری کے لئے دیدیں، پھر حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ اب وہ شخص اس گھوڑے کو بیچ رہا ہے، تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ اس گھوڑے کو خرید لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو)۔

اس کے بعد امام بخاری نے اپنے اس موقف کی تائید میں امام زہری سے ایک اثر (فتوی) بھی نقل فرمایا ہے:

"قال الزهری: فیمن جعل ألف دینار فی سبیل الله ودفعها إلی غلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاجر له يتجر بها وجعل ربحها صدقة للمساكين والأقربيين، هل للرجل أن يأكل من ربح ذلك الألف شيئاً إن لم يكن جعل ربحها صدقة للمساكين؟ قال: ليس له أن يأكل منها" (بخاری شریف ۱/۳۸۹)۔

(امام زہری نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک ہزار دینار راہ خدا میں دیئے اور اسے اپنے تاجر غلام کو اس غرض سے حوالہ کر دیا کہ وہ اس سے تجارت کرے اور اس کا نفع مساکین اور رشتہ داروں پر صدقہ کر دیا تو کیا وہ شخص اس نفع سے خود کھا سکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ اس کا نفع مساکین کے لئے صدقہ نہ کیا ہو، تو امام زہری نے فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ کھائے)۔

عدم جواز کی رائے:

دوسری رائے عدم جواز کی ہے، اکثر فقہاء اور اہل علم کی رائے میں نقد رقوم (روپے پیسے وغیرہ) کا وقف جائز نہیں ہے۔ علامہ ابن الہمام (م ۱۶۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"وقال الشافعي: كل ما أمكن الانتفاع به مع بقاء أصله، ويجوز بيعه، يجوز وقفه، وهذا قول مالك وأحمد أيضاً، وأما وقف ما لا ينتفع به، إلا بالإتلاف كالذهب والفضة والمأكول والمشروب، فغير جائز في قول عامة الفقهاء، والمراد بالذهب والفضة، الدراهم والدنانير، وما ليس بحلي" (فتح القدیر ۵/۴۳۱ طبع کوئٹہ)۔

(امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جس چیز کو باقی رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو اس کی بیع جائز ہو تو اس چیز کو وقف کرنا درست ہے، یہ قول امام مالک اور امام احمد کا بھی ہے۔ بہر حال اس چیز کو وقف کرنا جسے خرچ کئے بغیر استفادہ ناممکن ہو، جیسے سونا، چاندی اور کھانے پینے کی چیزیں تو عام فقہاء کے نقطہ نظر سے ایسی چیز کا وقف کرنا جائز نہیں ہے، سونے چاندی سے مراد درہم و دنانیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور وہ جو زیور کی شکل میں نہ ہو)۔

اس تشریح کے مطابق ائمہ مجتہدین نقد رقوم کے وقف کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

"وجملة ذلک أن الذی یجوز وقفه ما جاز بیعه وجاز الانتفاع به مع بقاء عینه وکان أصلاً یبقی بقاءً متصلاً کالعقار والحیوانات والسلاح والأثاث وأشباه ذلک" (المغنی ۸/ ۲۳۱)۔

(خلاصہ کلام یہ کہ وقف اسی چیز کا جائز ہے جس کی بیع درست ہے اور اس کی ذات باقی رکھ اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور وہ ایسی شی ہو جو متصلاً باقی رہے، جیسے زمین، جانور، اسلحہ، اثاثہ یا اس طرح کی دوسری چیزیں)۔

دلائل جواز کا تجزیہ:

جواز کے حق میں جو دلائل منقول ہیں وہ جواز کے ثبوت کے لئے ناکافی ہیں، مثلاً:

☆ حضرت عمرؓ کے واقعہ سے ایسی اشیاء منقولہ کا وقف تو ثابت ہوتا ہے جن کو باقی رکھ کر ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، جیسے گھوڑا وغیرہ، لیکن نقد رقم کو باقی رکھ کر استفادہ ناممکن ہے تو اس کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ نقد رقم کو گھوڑے وغیرہ پر قیاس کر کے وقف کو جائز کہنا قیاس مع الفارق ہے۔

☆ حضرت عمرؓ کا گھوڑا وقف نہیں صدقہ تھا، اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیچنے پر پابندی نہیں لگائی، بلکہ حضرت عمرؓ کو اس کی خریداری سے روک دیا کہ صدقہ کو واپس نہیں لیا جاتا۔

☆ امام زہریؒ کا اثر بھی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ صورت مسئولہ صدقہ کی ہے وقف کی نہیں، اسی لئے امام زہریؒ اس کا نفع صدقہ کرنے والے کو استعمال کرنے سے روک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ہیں کہ متصدق کا اپنے صدقہ سے انتفاع حرام ہے۔

☆ امام محمد بن عبداللہ انصاریؒ نے موقوفہ نقدی وغیرہ سے استفادہ کی جو صورت ذکر کی ہے وہ مضاربت کی ہے۔ مضاربہ میں سرمایہ نفع لے کر لوٹے ممکن ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ سرمایہ ہی ڈوب جائے تو ایسی صورت میں وقف ہی ختم ہو جائے گا۔ شیئ موقوفہ سے استفادہ کی صورت میں اصل کی بقاء یقینی ہونا شرط ہے، جبکہ مضاربہ میں غیر یقینی ہے۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے:

"وأما الذی یرجع إلی نفس الوقف فھو التأبید وھو أن یکون موبداً" (وقف صحیح ہونے کی شرط تابید ہے یعنی شی موقوفہ باقی رہنے والی شیئ ہو) (۳۳۹/۵)۔

راجح موقف:

دلائل کی رو سے نقد رقم کے وقف کا عدم جواز ہی راجح معلوم ہوتا ہے۔ تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ وقف میں اصل چیز کو باقی رکھ کر صرف اس کی منفعیت خرچ کی جائے گی اس کی بنیاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ:

"أخرج البخاری عن ابن عمر قال: أصاب عمر بخیبر أرضاً، فأتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: أصبت أرضاً لم أصب ما لا قط انفس منه، فکیف تأمرنی به؟ قال: إن شئت حبست أصلھا وتصدقت لھا" (بخاری شریف، حدیث نمبر: ۲۶۹۱، ف ۲۷۷۲)۔

(حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک زرخیز زمین (مال غنیمت میں) ملی تھی انہوں نے اسے راہ خدا میں دینے کی بات سوچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رائے لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو چاہے تو اصل زمین وقف کردو اور اس کی پیداوار صدقہ کردو)۔

یہ حدیث صریح دلیل فراہم کرتی ہے کہ وقف وہی چیز ہوسکتی ہے جسے باقی رکھ کر فائدہ اٹھانا ممکن ہو، جبکہ نقد رقم اپنی اصل حیثیت میں رہتے ہوئے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمہور فقہاء کے متفقہ مسلک کو نظر انداز کر کے نقد رقم کے وقف کو جائز قرار دینا درحقیقت راجح کے مقابلہ میں مرجوح پر عمل کرنا ہے۔ جو بہرصورت ناجائز ہے۔

تکافل کمپنی کا طریقہ کار:

تکافل کمپنی کا پالیسی ہولڈر بھی قسطوں میں رقم جمع کرے گا، اس کی جمع کردہ رقم اس طرح تقسیم ہوتی ہے کہ سب سے پہلے ۸۷ فیصد ایلوکیشن فیس کاٹ لی جاتی ہے جو وکیل (ایجنٹ) کا حق ہے۔ بقیہ ۱۳ فیصد میں سے آدھا ساڑھے چھ فیصد وقف پول میں جمع ہوتا ہے اور ساڑھے چھ فیصد میں سے ڈیڑھ فیصد منیجمنٹ فیس اور ۶۵ روپے سے لے کر ۱۱۰ روپے تک ایڈمن فیس لی جاتی ہے اور بقیہ رقم سرمایہ کاری کے لئے رکھی جاتی ہے۔

تجزیہ: فرض کیجئے ایک شخص نے دو قسطیں جمع کیں اس کے بعد اس کی مالی حالت خستہ ہوگئی، اب وہ پالیسی ختم کرنا چاہتا ہے تو اسے کیا ملے گا؟

تکافل کمپنی کے قواعد وضوابط کے مطابق اس کو صرف وہ رقم ملے گی جو سرمایہ کاری کھاتہ میں جمع ہوگی اور اس کا منافع ملے گا۔ جو رقم وقف پول میں گئی وہ تو شرعاً ناقابل واپسی ہے۔ اور بقیہ تین طرح کی فیس تو یہ کمپنی کا حق ہے، اس لئے ناقابل واپسی ہے۔ اب اس کے حصے میں کیا آیا؟ اسلامی مالیاتی ادارہ کی طرف سے استحصال اور پالیسی ہولڈر کے دل ودماغ میں بدگمانی کا طوفان۔

قابل غور پہلو:

ہمارا ملک ہندوستان دینی معاملات میں بہت حساس واقع ہوا ہے۔ یہاں تکافل کمپنی اسلام اور علماء اسلام کے مزید بدنامی اور دردسری کے علاوہ کچھ نہیں دے پائے گی، اس لئے تکافل کمپنی لانے کی کوشش نہ کی جائے۔

''تکافل'' انشورنس کا چربہ ہے جس کی اٹھان یہاں سے شروع ہوتی ہے کہ انسان حوادث وخطرات کی صورت میں نقصان کی تلافی کر سکے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ قدرتی حوادث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وخطرات کی زد میں انسان کی جان و مال ہے، جبکہ انسان کی طرف سے اس کی جان و مال عزت وناموس، دین وشریعت، عقیدہ ومذہب، مساجد ومدارس تہذیب وثقافت بھی خطرات کی زد میں ہیں تو ان تمام خطرات سے تحفظ کے لئے کونسا انشورنس یا تکافل کارآمد ہوگا؟ اسی لئے کہا گیا ہے کہ انشورنس کا انسان کی حقیقی ضرورت سے کوئی تعلق نہیں، یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے علماء نے انشورنس کا متبادل تلاش کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔

قابل عمل متبادل:

اس کے برخلاف غیر سودی مالی نظام بنانے اور اسے چلانے کی کوششیں ہمارے علماء نے پورے طور پر کی ہیں، مسلم فنڈ وغیرہ کی شکل میں اس کے نمونے موجود ہیں۔ اصولی طور پر دیکھا جائے تو غیر سودی مالی نظام ہی ہندوستان میں بہترین متبادل اور قابل عمل صورت ہے۔

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

''اگر موجودہ بینکوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کے بہت سے کام انسانی ضرورت بن چکے ہیں، آج ہر وہ شخص جس کے پاس بچت کی کوئی رقم ہے وہ اسے بینکوں میں رکھوانے پر تقریباً مجبور ہے، اگر یہ ضرورت نہ ہوتی تو کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھوانے کو جائز نہ کہا جاتا۔ اسی طرح بین الاقوامی تجارت میں بینکوں سے کوئی تاجر مستغنی نہیں ہوسکتا، رقوم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھجوانے کے لئے بینکوں کے سوا کوئی محفوظ راستہ نہیں ہے، اس کے علاوہ لوگوں کی بچتیں ایک جگہ جمع کرکے ان کو ملک کی صنعت وتجارت میں استعمال کرنا بجائے خود ایک درست مقصد ہے۔

لیکن ان تمام جائز مقاصد کے لئے سود کا جو راستہ اختیار کیا گیا ہے وہ حرام اور مضر ہے، اس لئے ہم ایسا راستہ تلاش کرنے کے مکلّف ہیں جس کے ذریعہ سود کی حرمت سے بچ کر وہ جائز مقاصد حاصل کئے جاسکیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے'' (غیر سودی بینکاری/۱۶)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکر کا مقام ہے کہ ہندوستان میں بہت سے افراد اور ادارے حکومت کی سطح سے غیر سودی مالی نظام نافذ کرانے کے لئے سرگرم عمل ہیں اور الحمدللہ انہیں جزوی طور پر کامیابی بھی ملی ہے۔

جبکہ ملکی پیمانے پر اس کا نفاذ ملک کے مخصوص حالات کے پیش نظر طویل جدوجہد کا متقاضی ہے، ہمیں اس کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے غیر سودی مالی نظام چلانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے، واللہ الموفق وھو المستعان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی تکافل کا مروجہ ماڈل-ایک تعارف

ڈاکٹر محی الدین غازی☆

اصطلاحات کا تعارف:

تکافل:(Insurance)اس سے مراد انشورنس کا وہ متبادل ماڈل ہے جس کے سلسلے میں یہ مانا جاتا ہے کہ یہ ماڈل شرعی اصول وضوابط کے مطابق ہے۔زیرنظر مقالے میں جہاں تکافل کا لفظ استعمال ہوگا، اس سے مراد شرعی تکافل ہی ہوگا۔اسلامی انشورنس کے الفاظ سے بھی یہی مراد ہوگا۔

تکافل کمپنی:(Insurance Compnay)یعنی وہ کمپنی جس کے قیام کا مقصد تکافل کی خدمات فراہم کرنا ہے۔

شریک افراد:(Policy Holder, Subscriber)وہ افراد جو متعین قسطیں تکافل فنڈ میں جمع کرتے ہیں۔

تکافل فنڈ:(Insurance Fund)وہ فنڈ جو شریک افراد کی ادا کی ہوئی قسطوں سے تشکیل پاتا ہے۔

زراشتراک:(Premium)وہ متعین قسط جو شریک افراد جمع کرتے ہیں۔

زرتکافل:(Compensation)یعنی وہ رقم جو کسی متعینہ نقصان کی تلافی کے طور پر تکافل فنڈ سے دی جاتی ہے۔

☆ [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحق: (Beneficiary) یعنی وہ فرد جس سے جڑے نقصان کی تلافی کے لئے زر تکافل دیا جاتا ہے۔

زیر نظر مقالے میں تکافل کے مروجہ ماڈل اور اس کے خدوخال کا تعارف کرایا جائے گا، تاہم اس کی جزئیات کا ذکر کرتے ہوئے ان سے متعلق فقہی اختلافات اور مناقشات سے خاص تعرض نہیں کیا جائے گا، جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ متعدد علمی مجلسوں اور خاصے فقہی مباحثوں کے بعد تکافل کے اس ماڈل پر فقہاء زمانہ کی رائے بن چکی ہے، اور اس کی ضابطہ بندی کے لئے دو مستقل شرعی معیار، ''المعاییر الشرعیہ'' (از ہیئۃ المحاسبۃ والمراجعۃ للموسسات المالیۃ الاسلامیۃ بحرین) میں شامل کئے جاچکے ہیں، ایک کا موضوع، ''التامین الاسلامی'' ہے اور دوسرے کا موضوع ''اعادۃ التامین'' ہے، تاہم فقہاء زمانہ کے درمیان بعض جزئیات کے سلسلے میں موجود اختلاف کو ذکر کیا جائے گا۔

تکافل کی تعریف:

''المعاییر الشرعیہ'' میں اسلامی انشورنس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

''کچھ متعین خطرات کا اندیشہ رکھنے والے کچھ لوگوں کے درمیان ایک اتفاقیہ، جس کی رو سے ہبہ کردینے کے وعدہ کی بنیاد پر تمام شرکاء زر اشتراک ادا کریں گے۔ اس رقم سے انشورنس فنڈ تشکیل پائے، جس کی اپنی مستقل قانونی حیثیت ہو، اور اس کا مستقل ذمہ مالیہ ہو، اس فنڈ سے ان نقصانات کی تلافی کی جائے جو درج فہرست خطرات کے واقع ہوجانے سے کسی شریک کو پیش آئیں، یہ سب کچھ طے شدہ ضوابط اور دستاویزات کے مطابق ہو۔ اس فنڈ کا انتظام یا تو شرکاء کے درمیان سے منتخب ایک کمیٹی کے ذمہ ہو، یا متعین اجرت کے بالمقابل کسی مستقل کمپنی کے ذریعہ ہو، جس کا کام انشورنس سے متعلق کاموں کو انجام دینا ہو، اور فنڈ میں موجود رقومات کی سرمایہ کاری بھی ہو''۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل کے مراحل:

(۱) تکافل کمپنی کی تشکیل:

مشارکت کی بنیاد پر ایک تکافل کمپنی کی تشکیل ہوگی، اس کمپنی کے حصہ داروں کے درمیان شرکت کا تعلق ہوگا، شرکت ومشارکت کے جملہ شرعی اصولوں کی اس کمپنی کے تشکیل نامے میں رعایت ضروری ہوگی۔ اس کمپنی کے اساسی نظام العمل میں اس بات کی صراحت ہوگی کہ یہ کمپنی جملہ امور میں شرعی احکام وضوابط کی پابند ہوگی، اس کو یقینی بنانے کے لئے، اس کمپنی کا ایک شریعہ بورڈ ہوگا جو ماہرین شریعت پر مشتمل ہوگا، اس کی قراردادیں اور فیصلے کمپنی کے لئے واجب العمل ہوں گے، نیز اسے کمپنی کے جملہ کاموں کی نگرانی کا موقعہ حاصل رہے گا۔

(۲) تکافل فنڈ کی تشکیل:

زر اشتراک ادا کرنے والے شریک افراد کی رقومات سے تکافل فنڈ کی تشکیل ہوتی ہے، زر اشتراک کی نوعیت کلی طور پر ہبہ یا تبرع کی نہیں ہوتی ہے، بلکہ ان کی طرف سے اس بات کا وعدہ ہوتا ہے، کہ متاثر شریک افراد کو پہونچنے والے نقصان کی تلافی کے لئے فنڈ میں جمع شدہ مجموعی رقم اور اس رقم کی سرمایہ کاری سے حاصل منافع میں سے طے شدہ رقم بطور ہبہ دی جائے گی، باقی رقم ان افراد کی ملکیت رہے گی، اور اس کی سرمایہ کاری سے آنے والے منافع میں ان کا حسب اتفاق حصہ رہے گا۔ تکافل فنڈ میں شریک افراد کی طرف سے ہبہ کا وعدہ ہوتا ہے، وہیں تکافل فنڈ کے شرکاء اور تکافل کمپنی کے درمیان وکالت کا اقرار نامہ بھی ہوتا ہے، جس کی رو سے تکافل فنڈ کے انتظام سے جڑی ساری ذمہ داریاں متعین فیس کے عوض تکافل کمپنی کو انجام دینا ہوتی ہیں۔

(۳) تکافل فنڈ میں موجود رقم کی حیثیت:

تکافل فنڈ میں موجود رقم کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ب- زر اشتراک کی سرمایہ کاری سے حاصل ہونے والے منافع کی رقم

ج- احتیاطی مد میں جمع ہونے والی رقم

تکافل فنڈ میں رقومات کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لئے سالانہ بچت میں سے ایک متعین رقم احتیاطی مد کے لئے وضع کرلی جاتی ہے، احتیاطی رقومات کے سلسلے میں عام رائے یہی ہے کہ وہ نہ تکافل کمپنی کی ملکیت ہوگی اور نہ تکافل فنڈ کے شرکاء کی، بلکہ وہ تکافل فنڈ میں بطور ہبہ رہے گی، اس سے تکافل فنڈ کی ضروریات اور تکافل سے جڑے مطالبات پورے کئے جاسکیں گے، تاہم تکافل فنڈ کے تحلیل ہوجانے کی صورت میں، وہ رقم خیرات کی مد میں خرچ کی جائے گی۔

پہلی دو مدوں کی رقومات کے سلسلے میں، میرے اندازہ کی حد تک تین تصورات پائے جاتے ہیں۔

پہلا تصور: زر اشتراک کی رقم کلیہ طور پر تبرع ہے اور اس سے پیدا ہونے والا منافع بھی کلی طور پر تبرع ہے، گویا تکافل کمپنی کو بحیثیت وکیل اس کی فیس اور بحیثیت مضارب اس کا حصہ دینے کے بعد جو بھی صافی رقم بچتی ہے، وہ تکافل فنڈ کے شرکاء میں تقسیم نہیں ہوگی، بلکہ تکافل فنڈ میں رہے گی، اس سے تکافل فنڈ سے جڑے مطالبات کی ادائیگی ہوگی، اور فنڈ تحلیل کرتے وقت وہ پوری باقیماندہ رقم خیرات کردی جائے گی۔

دوسرا تصور: زر اشتراک کی رقم کی حیثیت وقف کی ہے، جس میں واقف نے وقف کی آمدنی سے خود مستفید ہونے کی شرط رکھی ہوئی ہے، چنانچہ زر اشتراک کی رقم پر تو شریک کا کوئی حق ملکیت نہیں رہ جاتا، تاہم اس سے پیدا ہونے والے منافع میں اس کا حصہ بنتا ہے۔

تیسرا تصور: زر اشتراک کی رقم اور اس سے حاصل ہونے والا منافع دونوں تکافل فنڈ کے شرکاء کی ملکیت ہیں، صرف وہ رقم ہبہ ہے جو زر تکافل ادا کرنے کے لئے دی جائے، باقی ہبہ نہیں ہے، گویا جس وقت شریک تکافل زر اشتراک جمع کرتا ہے، وہ ہبہ کے ارادے سے جمع نہیں کرتا، بلکہ اس کی نیت یہ ہوتی ہے، کہ اصل زر اشتراک اور اس کے منافع میں سے مستحق شرکاء کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرِ تکافل ادا کرنے کے لئے جس قدر رقم کی ضرورت پڑے گی، بس وہی ہبہ ہوگی، باقی رقم اس کی اپنی رہے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے، کہ تکافل فنڈ سے جس قدر رقم مستحقین کے مطالبات، دیگر اخراجات، اور تکافل کمپنی کی فیس اور حصہ دینے کے بعد تکافل فنڈ میں باقی رہ جاتی ہے، اس میں سے احتیاطی مد کا حصہ نکالنے کے بعد باقیماندہ پوری رقم کے حقدار تکافل فنڈ کے شرکاء ہوتے ہیں۔ معاییر شرعیہ میں اسی تیسرے تصور کو اختیار کیا گیا ہے۔

(۴) تکافل فنڈ کی سرمایہ کاری:

گوکہ یہ تکافل کے عمل کا لازمی حصہ نہیں ہے، تاہم تکافل فنڈ کے مقاصد کو بہتر طریقے سے حاصل کرنے کے لئے یہ تجویز کیا گیا کہ تکافل فنڈ میں موجود رقم کی سرمایہ کاری کی جائے، اس کے لئے تکافل فنڈ کے شرکاء اور تکافل کمپنی کے درمیان مضاربت کا عقد انجام پاتا ہے، جس کی رو سے تکافل کمپنی تکافل فنڈ میں موجود رقومات کی سرمایہ کاری کرتی ہے، اور حاصل منافع دونوں کے درمیان متفقہ تناسب سے تقسیم ہوتا ہے، عقد مضاربت کے علاوہ وکالت فی الاستثمار (ایجنسی برائے سرمایہ کاری) کا عقد بھی اختیار کیا جاسکتا ہے، جس کی رو سے تکافل کمپنی ایک متعین فیس کے عوض فنڈ میں موجود رقم کی سرمایہ کاری کرتی ہے، اور تمام تر منافع فنڈ کے شرکاء کو ملتا ہے، مروجہ انشورنس کمپنیاں اس مقصد کے لئے اپنے فنڈ میں موجود رقومات کو سودی قرضوں میں لگاتی ہیں، جبکہ تکافل کمپنی پابند ہوتی ہے کہ وہ تکافل فنڈ کی رقومات کی سرمایہ کاری صرف اور صرف انہیں طریقوں سے کرے جن کی شریعت میں اجازت دی گئی ہے۔

(۵) زرِ تکافل کی ادائیگی:

تکافل فنڈ کے شرکاء کی جانب سے وعدہ ہوتا ہے کہ شرکاء میں سے کسی کو درج فہرست خطرات کے نتیجہ میں پیش آنے والے نقصانات کی تلافی کے لئے تکافل فنڈ سے رقم بطور ہبہ دی جائے گی، یہ رقم کبھی واقعی نقصان کے بقدر ہوتی ہے، اور کبھی واقعی نقصان اور اس پر ہونے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعی صرفہ سے قطع نظر ایک متعین رقم کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ تکافل کبھی اشیاء سے متعلق ہوتا ہے، جیسے گاڑی کا تکافل، دوکان میں موجود سامان کا تکافل، مکان کا تکافل، بری بحری یا ہوائی راستوں سے بھیجے گئے سامان کا تکافل، علاج کا تکافل، اور کبھی انسان سے متعلق ہوتا ہے، جیسے موت یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے کا تکافل۔ اشیاء کے تکافل کی صورت میں زرتکافل واقعی نقصان کے بقدر ہوتا ہے، مزید اس میں زرتکافل کی ایک اعلی حد بھی طے کی جاسکتی ہے، مثال کے طور پر ایک گاڑی کا تکافل اس شرط کے ساتھ کیا جائے کہ ایکسیڈنٹ کی صورت میں ہونے والے واقعی نقصان کی تلافی کی جائے گی، بشرطیکہ واقعی نقصان کی رقم ایک لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، چنانچہ اگر واقعی نقصان پچاس ہزار روپے کا ہوا تو مستفید کو پچاس ہزار روپے ادا کئے جائیں گے، اور اگر دولاکھ کا واقعی نقصان ہوا تو صرف ایک لاکھ روپے ہی ادا کئے جائیں گے۔ لیکن انسان سے جڑے تکافل میں واقعی نقصان کی تحقیق میں جائے بغیر موعود شدہ متعین رقم ادا کردی جائے گی، دونوں میں فرق کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے، کہ اصولی بات تو یہی ہے کہ نقصان کی صورت میں واقعی نقصان کی تلافی کی جائے اور اس سے زائد رقم اسے نہ دی جائے، لیکن چونکہ انسان کی زندگی یا اس کے کسی عضو کو پہونچنے والے نقصان کی کوئی قیمت متعین نہیں کی جاسکتی، اور جو بھی رقم بطور تلافی دی جائے وہ واقعی نقصان سے کم ہی ہوگی، اس لئے واقعی نقصان سے قطع نظر ایک متعین رقم دینے کی اجازت دی گئی۔

(٦) تکافل فنڈ کے ناکافی ہو جانے کی صورت:

ایسا ہوسکتا ہے کہ کسی خاص وقت میں تکافل کے تحت درج نقصانات اتنے زیادہ واقع ہو جائیں، کہ تکافل فنڈ میں موجود رقم سارے مطالبات کو پورا کرنے میں ناکافی ثابت ہو، اس صورت کے سلسلے میں درج ذیل تدابیر اختیار کی جاتی ہیں:

الف- تکافل کمپنی تکافل فنڈ کو اتنی رقم قرض دے دیتی ہے جس سے تکافل فنڈ میں موجود نقص کو دور کیا جاسکے، آئندہ سالوں میں جب تکافل فنڈ میں بچت ہو تو اس سے اس قرض کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادائیگی ہو جاتی ہے۔

ب- تکافل فنڈ کے شرکاء سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو زر اشتراک مزید دیں، جس سے کہ نقص کو دور کیا جا سکے، یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے، جبکہ تکافل نامے میں اس التزام کو شریک تکافل نے قبول کیا ہو۔

(۶) تکافل فنڈ کے منافع کی تقسیم:

تکافل فنڈ میں موجود رقم تکافل فنڈ کے شرکاء کی ملکیت ہوتی ہے، تکافل کمپنی کی حیثیت وکیل اور مضارب کی ہوتی ہے، تکافل کمپنی بحیثیت وکیل حسب اتفاق اپنی فیس کی حقدار ہوتی ہے قطع نظر اس سے کہ تکافل فنڈ کو نقصان ہوا یا فائدہ، البتہ بحیثیت مضارب وہ نفع میں شرکت کی حقدار اسی صورت میں ہوتی ہے، جبکہ تکافل فنڈ کو سرمایہ کاری کے نتیجہ میں نفع ہوا ہو، نفع کی صورت میں صافی نفع تکافل کمپنی اور تکافل فنڈ کے درمیان حسب اتفاق تقسیم ہوتا ہے۔

(۷) تکافل فنڈ کی صافی بچت

تکافل فنڈ کے شرکاء کے درمیان صافی بچت کی تقسیم ہوتی ہے، صافی بچت جاننے کا فارمولہ حسب ذیل ہے:

تکافل فنڈ میں موجود رقومات میں سے حسب ذیل رقومات ادا کر دینے یا منہا کر دینے کے بعد جو رقم بچتی ہے وہ صافی بچت ہے:

الف- تکافل فنڈ کے انتظام پر ہونے والا خرچ بشمول تکافل کمپنی کی فیس، اور تکافل کمپنی کا حصہ بحیثیت مضارب۔

ب- دوہرے تکافل یا ری انشورنس کی مد میں ادا کی گئی رقومات۔

ج- پیش آمدہ نقصانات کی تلافی پر ادا کی گئی رقومات۔

د- احتیاطی مد میں جمع کی جانے والی رقومات۔

ہ- تکافل کمپنی کی جانب سے تکافل فنڈ کو دیئے گئے قرض کی ادائیگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸) تکافل فنڈ کے شرکاء کے درمیان بچت کی تقسیم:

منافع کے بجائے بچت کے لفظ کا استعمال اس لئے کیا گیا ہے، کیونکہ شرکاء میں ان کی اصل رقم اور اس سے پیدا ہونے والے منافع میں سے جو بھی مستحق شرکاء اور دیگر مدوں کے بعد بچ رہے گا وہ تقسیم ہوگا۔

چونکہ تکافل فنڈ کے بعض شرکاء نے پیش آمدہ نقصانات کی تلافی کے لئے رقومات لی ہوتی ہیں، کیا تکافل فنڈ کی بچت کی تقسیم میں اس امر کا لحاظ کیا جائے گا؟ اس سلسلے میں تین طریقے رائج ہیں:

پہلا طریقہ: اگر کسی شریک نے زر تکافل کے طور پر کوئی بھی رقم حاصل کر لی ہو تو وہ اس تقسیم میں شریک نہیں کیا جائے گا، زر تکافل کی مذکورہ رقم اس کے زر اشتراک سے زیادہ ہو یا کم ہو۔

دوسرا طریقہ: اگر کسی شریک نے زر تکافل کے طور پر کوئی رقم حاصل کی ہو تو بھی تقسیم پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑے گا اور سارے شرکاء کو ان کے زر اشتراک کی مقدار اور مدت کو پیش نظر رکھ کر برابر تقسیم کی جائے گی۔

تیسرا طریقہ: اس طریقہ میں حسب ذیل تفصیل ہے:

الف- اگر کسی شریک نے نقصان کی تلافی کے طور پر اتنی رقم حاصل کر لی ہے جو اس کے زر اشتراک کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو وہ تقسیم میں حصہ دار نہیں ہوگا۔

ب- اگر (الف) میں مذکورہ رقم اس کے زر اشتراک سے کم ہو تو باقی رقم کی بنیاد پر اس کو حسب تناسب تقسیم میں حقدار سمجھا جائے گا۔

تینوں مذکورہ طریقوں میں تیسرا طریقہ زیادہ عادلانہ معلوم ہوتا ہے۔

(۹) لائف تکافل سے متعلق وراثت کے مسائل:

زندگی سے جڑے تکافل میں یہ مسئلہ زیر بحث آتا ہے، فقہاء زمانہ کا موقف ہے کہ زر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل کو میت کے ترکہ میں شمار نہیں کیا جائے گا، اور وہ اس کو ملے گا جسے میت نے تکافل فنڈ میں شریک ہوتے وقت متعین کردیا ہو۔ اس کی فقہی توجیہ یہ ہے کہ مذکورہ رقم کا حقدار اگر میت کی زندگی میں متعین ہوگیا تو وہی اس کا مالک ہوگا، اور اس سے پہلے تکافل فنڈ اس رقم کا مالک ہوتا ہے، غرض میت اس کا مالک ہوتا ہی نہیں ہے کہ اسے اس کے ترکہ میں شمار کیا جائے، یہ عملی نکتہ بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ لائف تکافل آدمی سے کبھی اس نیت سے کروایا جاتا ہے کہ اس کے مرنے کی صورت میں اس کے اوپر عائد مالی ذمہ داری کی اس رقم سے ادائیگی ہوسکے، اسی لئے زیادہ رقم کی تمویل کی صورت میں تمویلی ادارے اپنے کسٹمر پر لائف تکافل ضروری قرار دیتے ہیں، ساتھ ہی تکافل کی دستاویز میں (موت کی صورت میں) زرتکافل کا اولین حقدار متعلقہ مالی التزامات کی حد تک وہ تمویلی ادارہ ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی مالی ذمہ داری تکافل میں شرکت کا سبب نہیں بنتی ہے تو عام طور سے تکافل کا شریک اپنے ورثہ کو زرتکافل کا مستفید متعین کرتا ہے، ایسی صورت میں راقم کی رائے یہ ہے کہ اس رقم کو وراثت کے اصولوں کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

البتہ زرتکافل کے علاوہ اگر کوئی رقم بچت کی صورت میں میت کے حصہ میں آتی ہے، تو وہ میت کی ملکیت میں شمار ہوگی اور میت کے ترکہ کا حصہ بنے گی۔

مروجہ انشورنس اور شرعی تکافل میں فرق:

مذکورہ بالا تفصیلات کے بعد مروجہ انشورنس اور شرعی تکافل کے درمیان فرق واضح ہوجاتا ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- مروجہ انشورنس میں انشورنس کمپنی اور بیمہ دار کے درمیان خرید وفروخت کا معاہدہ ہوتا ہے، انشورنس کمپنی متعین قسطیں لیتی ہے، اور ان کے عوض میں بیمہ دار کو متعینہ واقعات میں متعین معاوضہ دیتی ہے۔ جبکہ تکافل میں تکافل شرکاء کی رقمیں تکافل فنڈ میں جاتی ہیں، وہ رقمیں یا تو شرکاء کی ملکیت ہوتی ہیں یا تکافل فنڈ کی ملکیت ہوجاتی ہیں، تکافل کمپنی کی حیثیت وکیل کی یا اجیر کی ہوتی ہے، جو متعین فیس کے عوض اپنی انتظامی خدمات پیش کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- مروجہ انشورنس کی حرمت کی سب سے بڑی وجہ اس کا قمار (جوا) والا پہلو ہے، انشورنس کمپنی ایک طرح سے جوا کھیلتی ہے، اگر متعین واقعات پیش نہ آئے تو ساری رقومات انشورنس کمپنی کی جھولی میں چلی جاتی ہیں، اور اگر وہ واقعات بڑے پیمانے پر پیش آگئے تو انشورنس کمپنیوں کا نقصان اور بعض صورتوں میں دیوالیہ نکل جاتا ہے۔ جبکہ شرعی تکافل میں صورتحال مختلف ہوتی ہے، متعین واقعات پیش آئیں یا نہ آئیں، تکافل کمپنی کو اپنی متعینہ فیس مل جاتی ہے، واقعات نہ پیش آنے کی صورت میں تکافل فنڈ کا فائدہ ہوتا ہے، اور زیادہ پیش آجانے کی صورت میں تکافل فنڈ کا نقصان ہوتا ہے، تکافل کمپنی کی حیثیت جواری کی نہیں ہوتی ہے۔

۳- مروجہ انشورنس میں انشورنس کمپنی کو بہر صورت معاوضہ دینا ہوتا ہے، خواہ بیمہ داروں کی جمع کی ہوئی رقم میں اس کی گنجائش ہو یا نہ ہو، تاہم شرعی تکافل میں متاثر شریک کو اسی وقت زر تکافل ملتا ہے، جبکہ تکافل فنڈ میں رقم موجود ہو۔ مزید یہ کہ زر تکافل کی حیثیت قطعاً زر اشتراک کے عوض کی نہیں ہوتی ہے کہ یہ اس کو بقیہ شرکاء کی جانب سے بطور ہبہ ملتا ہے۔

۴- مروجہ انشورنس میں انشورنس کمپنیاں جمع شدہ رقومات کو طویل مدت سودی قرضوں پر دے کر زیادہ سے زیادہ سود حاصل کرتی ہیں، جبکہ شرعی تکافل میں تکافل فنڈ کی رقومات کی جائز طریقوں سے سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔

۵- مروجہ انشورنس میں جو عقد معاوضہ پر مبنی ہوتا ہے، ایک رقم کے مقابلے میں اس سے کم یا زیادہ رقم ادا کی جاتی ہے، جو سود کے زمرے میں آتا ہے، جبکہ شرعی تکافل عقد معاوضہ نہیں ہے، اس میں شرکاء ہبہ کے وعدہ کے ساتھ رقومات جمع کرتے ہیں، اور نقصان سے متاثر فرد کو جو زر تکافل ملتا ہے اس کی حیثیت ہبہ کی ہوتی ہے، اور وہ بھی اس صورت میں، جبکہ تکافل فنڈ میں اس کی گنجائش ہو۔

۶- مروجہ انشورنس میں غرر کا پہلو حاوی ہوتا ہے، طرفین کو یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ بیمہ دار کو نقصان کا معاوضہ حاصل کرنے کے عوض کتنی قسطیں ادا کرنی ہوں گی، جبکہ شرعی تکافل چونکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہبہ پر مبنی ہے، اس لئے غرر اور جہالت کا اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۷- بیلنس شیٹ کو دیکھنے سے بھی دونوں طرح کی کمپنیوں کا فرق واضح ہوجاتا ہے، بیمہ داروں سے وصول کی گئی قسطیں عام انشورنس کمپنی کی بیلنس شیٹ میں کمپنی کے اثاثوں میں اور اس کی آمدنی میں دکھائی جاتی ہیں، جبکہ شرعی تکافل کی کمپنی اس رقم کو اپنی بیلنس شیٹ میں بطور آمدنی نہیں دکھا سکتی ہے، کیونکہ یہ رقم اس کی ملکیت نہیں، بلکہ تکافل فنڈ کی ملکیت ہوتی ہیں، اسی طرح زر تکافل کے طور پر مستحقین کو دی گئی رقم شرعی تکافل کمپنی کے خرچوں میں نہیں درج کی جاسکتی، جبکہ انشورنس کمپنیاں اس رقم کو کمپنی کے خرچوں میں دکھاتی ہیں۔

اسلامی انشورنس کے نو بنیادی ضابطے:

معاییر شرعیہ نے مذکورہ ذیل نو ضابطوں کے سلسلے میں تاکید کی ہے کہ وہ تکافل کمپنی کے اساسی نظام العمل میں اور تکافل پالیسی میں لازماً درج کیے جائیں:

۱- تبرع کا وعدہ: یہ صراحت کی جائے کہ شریک زر اشتراک اور اس کی آمدنی سے زر تکافل کی ادائیگی کے لئے تبرع کرے گا، اور اگر تکافل فنڈ میں کمی ہوجاتی ہے تو اس کمی کو دور کرنے کی ذمہ داری بھی حسب ضابطہ لے گا۔

۲- تکافل کا انتظام کرنے والی تکافل کمپنی دو الگ کھاتے قائم کرے گی، ایک کمپنی کا کھاتہ جس میں اس کے حقوق وواجبات درج ہوں گے، دوسرا تکافل فنڈ کے حقوق وواجبات کے لئے خاص ہوگا۔

۳- تکافل کمپنی تکافل فنڈ کے انتظام کے سلسلے میں وکیل ہوگی اور تکافل فنڈ میں موجود رقومات کی سرمایہ کاری کے سلسلے میں وکیل استثمار یا مضارب ہوگی۔

۴- تکافل فنڈ کا سرمایہ اور اس سے آنے والی آمدنی مزید اس سے جڑے التزامات صرف تکافل فنڈ کے کھاتے میں ریکارڈ ہوں گے۔

۵- ضوابط عمل میں یہ شامل کیا جاسکتا ہے کہ تکافل کمپنی کو تکافل فنڈ کی [illegible] کے سلسلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حسب ضابطہ اور مصالح کے حدود میں تصرف کی اجازت ہوگی، جیسے اس سے احتیاطی مد تشکیل دینا، زر اشتراک کو کم کرنا، یا خیراتی اداروں میں خیرات کرنا، یا اسے سارا یا کچھ شرکاء میں تقسیم کرنا، البتہ شرط یہ ہے کہ تکافل کمپنی کو اس بچت میں سے کچھ نہیں لینے کا حق ہوگا۔

۶- تکافل سے جڑے جتنے مخصصات ہیں اور جو سابقہ بچت جمع ہوتی رہی ہے، کمپنی کو تحلیل کرتے وقت سب خیراتی مدوں میں تقسیم کردیا جائے گا۔

۷- قابل ترجیح یہ ہے کہ تکافل کے شرکاء کو تکافل کے کاموں کو انجام دینے میں بھی شرکت کا موقعہ ملے، اس کے لئے مناسب قانونی صیغہ دریافت کیا جائے جس کے ذریعہ وہ نگرانی اور مفادات کے تحفظ کا اپنا حق استعمال کرسکیں، جیسے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ان کی بھی نمائندگی ہو۔

۸- تکافل کمپنی عہد کرے کہ وہ اپنی تمام تر سرگرمیوں اور سرمایہ کاریوں میں شریعت اسلامی کے احکام وضوابط کی پابند رہے گی، خاص طور سے حرام چیزوں یا شرعا حرام مقاصد کے لئے تکافل پالیسی نہ دے۔

۹- ایک شریعہ بورڈ کا تعین کیا جائے، جس کے فتوے کمپنی کے لئے لازمی حیثیت رکھیں، اس کے علاوہ اندرونی معاینہ اور جائزہ کے لئے ایک شعبہ یا انتظام بھی ہو۔

اعادہ تامین یا دوہرا تکافل:

چونکہ امکانات کی رو سے تمام نقصانات کے واقع ہوجانے کی صورت میں ان کی تلافی پر صرف ہونے والی پوری رقم زر اشتراک سے حاصل ہونے والی مکمل رقم سے بہت زیادہ ہوتی ہے، اور اس کا اندیشہ رہتا ہے کہ وسیع پیمانے پر ہونے والے نقصانات کی صورت میں تکافل کا پورا انتظام اپنے مقصد کی تکمیل میں ناکام ہوجائے، اس لئے عام انشورنس کمپنیوں کی طرح تکافل کمپنیاں بھی ان بڑی کمپنیوں کی پناہ تلاش کرتی ہیں، جو دوہرے انشورنس یا تکافل کی پیش کش رکھتی ہیں، تکافل کے جو ضابطے اور جو طریقہ کار عام تکافل کمپنی کے لئے ہے وہی دوہرے تکافل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والی کمپنی کے لئے بھی ہے، فرق اتنا ہے کہ تکافل کمپنی میں شریک عام فرد یا کمپنی ہوتی ہے، دوہرے تکافل کمپنی میں شریک تکافل کمپنی ہوتی ہے۔

ری انشورنس کمپنیاں چونکہ عام انشورنس کمپنیوں کی طرح عقد معاوضہ پر قائم ہیں اور وہ ساری قباحتیں جو انشورنس کمپنیوں میں پائی جاتی ہیں وہ سب ری انشورنس کمپنیوں میں بھی پائی جاتی ہیں، اس لئے ان سے تعامل اصولی طور پر حرام ہے۔

لیکن شرعی بنیادوں پر دوہرے تکافل کی خدمات پیش کرنے کے لئے جس سطح کی بڑی کمپنیاں مطلوب ہیں، ان کے نہ ہونے یا بہت کم ہونے کی وجہ سے، فقہاء زمانہ نے وقتی طور پر اور کچھ شرطوں کے ساتھ تکافل کمپنیوں کو اس کی اجازت دی ہے کہ وہ ایک وقتی تدبیر کے طور پر ری انشورنس کمپنیوں سے تعامل کریں اور ان کی پالیسی حاصل کریں۔ اجازت کی اساس مشہور فقہی قاعدہ ہے، ”الحاجة العامة تنزل منزلة الضرورة“، کہ عامۃ الناس کو درپیش حاجت ضرورت کا درجہ حاصل کرلیتی ہے، اور ضرورت کی موجودگی میں محذورات کی اجازت مل جاتی ہے۔

اس سلسلے میں اعادہ تامین کے لئے معاییر شرعیہ میں خاص شرعی معیار شامل کیا گیا ہے، جس میں مروجہ ”ری انشورنس“ کمپنیوں سے تعامل کے درج ذیل ضابطے بیان کئے گئے ہیں:

الف- آغاز اسلامی ری انشورنس کمپنیوں سے کیا جائے اور ضرورت باقی رہ جانے پر مروجہ ری انشورنس کمپنیوں سے تعامل کیا جائے۔

ب- تکافل کمپنیاں ری انشورنس کمپنیوں کی رقومات اپنے پاس اس طور سے نہ رکھیں کہ ان پر سود دینا پڑے۔ بلکہ ری انشورنس کمپنیوں کو اس پر راضی کیا جائے کہ ایسی رقومات تکافل کمپنیوں کے پاس وکالت یا مضاربت کی بنیاد پر رکھی جائیں۔

ج- طویل معاہدوں کے بجائے اسی قدر مدت کے معاہدے کئے جائیں جن کی ضرورت تقاضا کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د- تمام تر خطرات کو ''ری انشورنس'' کمپنیوں کی طرف منتقل کر دینے کے بجائے کم سے کم مقدار کا ''ری انشورنس'' کرایا جائے۔

آخری نکتہ اس لحاظ سے خاص توجہ کا طالب ہے کہ ہو سکتا ہے سہولت پسند تکافل کمپنیاں اپنی فیس الگ کر کے اور تکافل فنڈ کی تمام تر رقومات ''ری انشورنس'' کمپنیوں کے حوالے کر کے اپنا کام آسان کر لیں، لیکن اگر تکافل فنڈ کی ساری رقم غیر اسلامی ''ری انشورنس'' کمپنیوں کے کھاتے میں چلی جائے تو پھر شرعی تکافل کا سارا نظام ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے، اس مقام پر تکافل کمپنی کے شریعہ بورڈ کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے، کہ وہ صرف اسی حد تک ''ری انشورنس'' کمپنی سے تعامل کی اجازت دے جس حد تک ضروری ہو۔ دراصل یہ جاننے کے لئے کہ تکافل کمپنی واقعی کس حد تک واقعی شرعی تکافل کمپنی ہے، ایک پیمانہ یہ بھی ہے کہ وہ کس قدر خطرہ تکافل فنڈ کے اوپر ڈالتی ہے، اور کس قدر خطرات ''ری انشورنس'' کمپنیوں کی طرف منتقل کر دیتی ہے، بہتر شرعی تکافل کمپنی وہ ہے جس کا کم سے کم انحصار مروجہ ''ری انشورنس'' کمپنی پر ہو۔

اسلامی بینکنگ اور اسلامی انشورنس:

اسلامی بینکنگ کا اسلامی انشورنس کمپنیوں کے فروغ میں قابل ذکر رول ہوتا ہے، اسلامی بینک کے تمویل اور استثمار کے وہ سارے صیغے جن میں اسلامی بینک اثاثوں کا مالک ہوتا ہے، جیسے اجارہ منتہیہ بالتملیک، مشارکہ اور شرکۃ الملک، اسلامی بینک کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان اثاثوں کا انشورنس شرعی تکافل کمپنیوں کے ذریعہ کرائے، اسی طرح جب اسلامی بینک اپنے مفادات (جو اصلا رب المال، یعنی کھاتے داروں کے مفادات ہوتے ہیں) کے تحفظ کے لئے فائینسنگ کے طالبین پر لائف انشورنس کو ضروری قرار دیتا ہے، اس صورت میں بھی شرعی تکافل کو اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ غرض جہاں اسلامی بینکنگ کو قبولیت حاصل ہوتی ہے، وہاں تکافل کمپنیوں کو بھی رواج ملتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروجہ سودی وقماری بیمہ کا متبادل شرعی انشورنس

مفتی کفایت اللہ☆

بنیادی تصور اور اس کے چند تدریجی خاکے:

انسان اپنی زندگی کے مختلف مراحل ومواقع میں چھوٹی چھوٹی رکاوٹوں سے تو وہ کسی طرح نجات پالیتا ہے، لیکن کبھی بڑے بڑے ناگہانی مصائب کا شکار ہوکر بے بس ہوجاتا ہے، بالآخر اس کو بچنے کی امید تک باقی نہیں رہتی ہے، ایسے حالات میں مصیبت زدہ پر رحم کھانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے، نیز عقل وشرع کا بھی تقاضا ہے، شریعت اسلامیہ میں اس کی کتنی تاکید اور کتنے فضائل وثواب کا بیان موجود ہے، ان کا شمار کرنا مشکل ہے، اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ حادثہ کے شکار لوگوں کے تعاون اور جبر نقصان کے لئے کبھی عام طور پر کبھی کسی خاص علاقہ یا کسی خاص پیشہ کے لوگ آپس میں مل کر خصوصی طور پر چندہ دے کر ایک فنڈ تیار کرتے ہیں اور مصیبت زدہ کا تعاون کرتے ہیں، لیکن یہ امداد وتعاون عموماً حادثہ پیش آنے کے بعد ہی ہوا کرتا ہے، مگر اس میں مطالبہ کا حق نہ رہنے کی وجہ سے مصیبت زدہ کو شرم کے ساتھ لینا پڑتا ہے، نیز وہ باضابطہ اور یقینی نہیں ہوتا ہے، جس کی وجہ سے کبھی کبھی مصیبت زدہ کو سوال کا در پے ہونا پڑتا ہے، اور کبھی یہ سوال بھی کچھ فائدہ نہیں دیتا ہے، اور اس کا حال ناگفتہ بہ ہوجاتا ہے اور وہ مصداق بن جاتا ہے.... ے

گہ شاہ را چوں گدا☆ از برائے نیم نانے در بدر حیراں کنی“ کا۔

بہر حال مصیبت زدہ آدمیوں کو امداد کی اس غیر متیقن حالت اور سوال کی ذلت سے

☆ استاذ جامعہ [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا کرنے کے لئے امداد باہمی کی ایک احسن صورت اس طرح نکالی جاسکتی ہے کہ خطرہ کا اندیشہ رکھنے والے لوگ آپس میں مل کر اپنے اپنے چندوں کے ذریعہ ایک امدادی فنڈ پہلے ہی سے قائم کرلیں، پھر فنڈ تیار کرنے والے ممبروں میں سے جو بھی کسی مصیبت یا حادثہ کا شکار ہو جائے اسی کو فنڈ سے قاعدہ وضابطہ کے مطابق امداد کی جائے، چونکہ یہ فنڈ حادثہ سے پہلے ہی قائم کرلیا جائے گا، اس لئے حادثہ کے بعد مصیبت زدہ کو امداد ملنے کا ایک طرح یقین واطمینان رہے گا۔

نیز چونکہ یہ فنڈ اپنے نجی چندوں سے تیار کیا ہوا ہوگا، اس لئے اس میں اگرچہ چندہ دینے والے ممبروں میں سے کسی کی خاص ملکیت باقی نہیں رہے گی، مگر ہر ایک کا اس میں مصیبت کے وقت امداد کے مطالبہ کا حق باقی رہے گا، جس کی وجہ سے حادثہ کے بعد اس فنڈ سے امداد کا مطالبہ کرنا اور امداد حاصل کرنا نہ سوال کے مشابہ ہوگا نہ شرم کی بات ہوگی، یہ فنڈ گویا کہ ایک چھوٹا سا بیت المال ہوگا، بیت المال جس طرح ملک کے لوگوں کے دیئے ہوئے مختلف اموال سے تیار ہوتا ہے، لیکن کسی کی خاص ملک اس کے مال میں باقی نہیں رہتی، البتہ قاعدہ وضابطہ کے مطابق مختلف قسم کے لوگوں کو مختلف حالات میں امداد کے مطالبہ کا حق باقی رہتا ہے، اسی طرح یہاں بھی فنڈ میں چندہ دینے کے بعد کسی کی ملک باقی نہیں رہے گی، لیکن صرف بوقت حادثہ مصیبت زدہ ممبر کو امداد کے مطالبہ کا حق باقی رہے گا۔

واضح رہے کہ خطرے سے پہلے اس طرح کے امدادی فنڈ قائم کر کے اطمینان حاصل کرنے کا تصور یا اس کی نظیر خود حضور ﷺ اور آپ کے پیارے صحابہ کرام کے عمل سے بھی ملتی ہے، چنانچہ صحیحین میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إن الأشعريين إذا رملوا في الغزو أو قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسموا بينهم في إناء واحد بالسوية فهم مني وأنا منهم..." (صحیح مسلم ۲/۳۰۳، صحیح بخاری ۱/۳۳۸)۔

(اشعری لوگ جب لڑائی میں ان کے سامان ختم ہو جاتے یا اپنے شہر میں رہتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے کھانے کی قلت دیکھائی دیتی ہے تو وہ ہر ایک کے پاس جو کھانا یا سامان ہوتا ہے اس کو اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر ایک برتن کے ذریعہ برابر کر کے آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں سو یہ لوگ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں)۔

اس طرح کے اور چند واقعات (خود حضور ﷺ نے حضرت ابو عبیدہؓ اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے) امام بخاری نے اپنی کتاب میں ذکر کئے ہیں (دیکھئے بخاری ۱/۳۳۸)۔

ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ عمل اس وقت کیا، جبکہ مجاہدین میں یا قبیلہ میں سامان یا طعام ضرورت کی حد تک ہر ایک کے پاس باقی نہیں رہا، بلکہ کسی کے پاس بالکل ہی نہیں تھا یا ضرورت سے کم تھا، اور کسی کے پاس ضرورت کی مقدار یا اس سے زائد تھا، بہرحال جب ساتھیوں کے سامان سفر یا کھانے کی چیزوں میں ایک طرف کمی دیکھائی دی، دوسری طرف وہ سامان قلیل بھی کسی کے پاس کم اور کسی کے پاس بنسبت دوسرے کے زیادہ تھا اور خطرہ ہوا کہ قلیل سامان والوں کا سامان جب ختم ہو جائے گا تو وہ مشقت میں پڑ جائیں گے، جبکہ دوسرے ساتھیوں کو جن کے پاس سامان ہے ان کو خبر نہ ہوگی، کیونکہ ہوسکتا ہے مشقت میں گھرے ہوئے ساتھی سوال کی ذلت سے بچنے کے لئے اپنی حالت دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کریں، پھر اگر ان کو اطلاع کسی طرح مل بھی گئی ہو تب بھی یہ خطرہ ہے کہ اس وقت اس کا حل منظم طریقہ سے نہ کیا جاسکے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ زیادہ سامان رکھنے والے ساتھی اس سے پہلے ہی سے وسعت کے ساتھ خرچ کر کے اپنا سامان کافی تعداد میں خرچ کر چکے ہوں گے، حالانکہ اگر پہلے سے انتظام کر لیا جاتا تو سامان والے بقدر کفاف خرچ کرتے اور مابقیہ سے بے سروسامان والوں کی مدد کر سکتے، اس لئے مذکورہ بالا واقعات میں ہوشیاری سے کام لیا گیا اور خطرہ واقع ہونے سے پہلے ہی سامان اکٹھا کر لیا گیا، پھر سب میں برابر تقسیم کر دیا گیا جس کے نتیجہ میں بے سامان یا کم سامان والوں کا خطرہ زائل ہو گیا اور راحت و مشقت میں سب یکساں شریک ہو گئے، کوئی مصیبت میں وقت گذارے اور کوئی چین وسکون وراحت کی زندگی بسر کرے یہ مذموم حالت پیش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ آئی، واضح رہے کہ یہ واقعہ پیش کردہ امدادی فنڈ کے من وعن مشابہ نہیں ہے، صرف استیفاء کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

نیز اس کی اور ایک مثال سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ سے بھی پیش کی جاسکتی ہے جس کو قرآن کریم میں ذکر کیا گیا ہے اور تصدیق کی گئی ہے کہ انہوں نے قحط سالی سے پہلے ملک کے پیداوار کو جمع کرلیا تھا، پھر قحط سالی جب شروع ہوئی تو حسب ضرورت اور حسب مناسب لوگوں کو اس سے دیتے رہے جس سے لوگ قحط سالی کے دوران ہلاکت کے خطرے سے بچ گئے، اگر ایسا نہ کیا جاتا تو بہت لوگ اس قحط سالی میں ہلاک ہوجاتے، جبکہ دوسرے بعض افراد عیش وعشرت میں زندگی بسر کرتے، جو کہ عقل وشرع میں مذموم ہے۔

بہرحال شریعت غراء کے مذکورہ بالا نظریہ کو سامنے رکھ کر اگر حادثہ کا خطرہ رکھنے والے لوگ آپس میں مل کر حادثہ پیش آنے سے پہلے ہی مشترکہ چندہ سے کوئی امدادی فنڈ تیار کرلیں، پھر حادثہ واقع ہونے کے بعد مصیبت زدہ ممبر کو حسب ضابطہ امداد فراہم کریں تو انشاء اللہ تعالی یہ کام اور انتظام شریعت مطہرہ کی نظر میں ناجائز نہ ہوگا، بلکہ یہ ایک مستحسن کام ونظام شمار کیا جائے گا، پھر جب اس کے ذریعہ لوگ مغربی بیمہ کے سود وقمار کی لعنت سے بھی بچ جائیں گے تو اس کی حسن وخوبی اور بھی بڑھ جائے گی اور اس کے جواز واستحسان میں کسی کا کوئی کلام باقی نہیں رہے گا۔

امید ہے کہ آپ حضرات بھی اس رائے میں ہمارے ساتھ متفق ہوں گے۔

مواسات اسلامیہ:

آگے ہم تقریب إلی الذہن کی غرض سے مطلوبہ "مواسات اسلامیہ" کے چند تدریجی خاکے پیش کرتے ہیں جن کے نتیجہ میں اسلامی تامین کی ایک مکمل صورت اور خاکہ سامنے آجائے گا۔

الف- یہ فرض کرلیا جائے کہ ہم ایک ہزار آدمی ہیں اور ہر ایک، ایک ایک بس کا مالک ہے اور آ[illegible] دن ہماری بسیں مختلف خطرات کے درپے ہیں، اس لئے ہم سب مل کر ایک فنڈ قائم کرنا چاہتے ہیں جس سے ہمارا جبر نقصان ہوسکے، یہ فنڈ کتنے روپیہ سے قائم کیا جائے گا اور ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سے کتنی رقم لی جائے گی اس کی تعیین کے لئے پہلے حساب لگانا ہوگا کہ سال میں عموماً کتنی گاڑیاں حادثات کی شکار ہوتی ہیں، چنانچہ اندازہ لگایا گیا کہ ایک ہزار میں دو گاڑیاں حادثہ کی شکار ہوتی ہیں اس اعتبار سے ہماری ایک ہزار گاڑیوں میں دو گاڑی خطرہ کے درپے ہیں، دو گاڑی میں سے ہر ایک کی قیمت اگر بیس لاکھ روپیہ ہو تو کل دو گاڑیوں کی قیمت چالیس لاکھ روپے ہوگی، لہذا ہمیں تنظیم قائم کرنے سے پہلے کم سے کم چالیس لاکھ روپے جمع کرنے پڑیں گے، اس سے زائد اور بھی کچھ خرچے ہیں، آفس کا خرچہ اور افرو عملہ کی تنخواہ وغیرہ وغیرہ۔

نیز ہم نے حادثہ کا جو حساب لگایا ہے اتفاق سے حادثہ اس سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے، اس لئے اس تنظیم کو قائم کرنے کے لئے اور اس کو مضبوط کرنے کے لئے مثلاً پچاس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے، اب ہم نے تنظیم کے تمام شرکاء پر (جو ایک ہزار ہیں) پچاس لاکھ کو تقسیم کیا تو ہر ایک کے ذمہ پانچ ہزار روپے آئے، لہذا تنظیم کے ہر ممبر کے پانچ ہزار روپیہ وصول کر کے ہم ایک تبرع فنڈ قائم کر سکتے ہیں۔ امید ہے کہ اتنی تھوڑی مقدار چندہ دینے میں کسی کو دقت نہیں ہوگی، کیونکہ اس کے فوائد انہیں کی طرف واپس ہوں گے، چنانچہ شرکاء میں سے جب بھی کوئی حادثہ کا شکار ہوگا اس کو اس تبرع فنڈ سے جبر نقصان کیا جائے گا اور حوادث کے سامنا کرنے کا خطرہ واندیشہ ہر ایک کو ضرور ہے، لہذا یہ تھوڑا سا مال دینے کے لئے وہ کیوں تیار نہ ہوں گے؟

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہم نے ایک ہزار افراد مل کر ہر ایک پانچ ہزار روپیہ دے کر کل پچاس لاکھ کا ایک تبرع فنڈ قائم کیا، غرض یہ ہے کہ ہم میں سے جب بھی کسی کی گاڑی حادثہ کی شکار ہوگی اس کو اس فنڈ سے حسب مناسب جو بیس لاکھ تک ہوسکتا ہے، جبر نقصان کیا جائے گا۔

لیکن اس تنظیم کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے آگے ہم کو اور چند امور انجام دینے ہوں گے:

۱- تبرع فنڈ کی حفاظت کرنا۔

۲- تنظیم کے ممبروں میں جو بھی نقصان کا شکار ہوگا اس کے ساتھ تنظیم کی جانب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رابطہ قائم کرنا۔

۳- ان کاموں کی انجام دہی کے لئے ایک آفس کا انتظام کرنا۔

۴- اور آفس کے تمام کاموں کو سنبھالنے اور انجام دینے کے لئے افسروں کا تقرر کرنا (جن کا کام ہوگا تنظیم کے شرکاء میں سے جب بھی کسی کی بس کا کوئی نقصان پیش آئے، ساتھ ساتھ اس کی تفتیش کے لئے حادثہ کے موقع پر آنے جانے کا خرچہ جو کہ تبرع فنڈ سے اٹھایا جائے گا۔ ہمارے تبرع فنڈ کی مقدار محدود ہے، اس طرح خرچہ کرتے رہنے سے کچھ دنوں کے بعد یہ فنڈ خالی ہو جائے گا، اس لئے ہوشیاری کا کام ہوگا کہ اس کو کسی جائز اور حلال تجارت میں لگایا جائے، فائدہ یہ ہوگا کہ آفس کا خرچہ اور ملازموں کی تنخواہ وغیرہ اس تبرع فنڈ کے منافع سے پورا ہو جائے گا اس کے بعد اور جو رنج باقی رہ جائے گا وہ اصل فنڈ میں جمع ہوتا جائے گا، جس سے تامین کا تبرع فنڈ اور بھی مضبوط ہوتا رہے گا۔

ب- آیئے ہم آگے چلیں اور دیکھیں کہ اس تبرع فنڈ کو کس طرح تجارت میں لگایا جاسکتا ہے؟

اس تبرع فنڈ کے روپیہ کو کئی طریقوں سے تجارت میں لگایا جاسکتا ہے، ایک یہ کہ تامین کا یا جبر نقصان کا کام انجام دینے کے لئے جو تنخواہ دار افسروں کو ہم نے تقرر کیا تھا (الف میں) ان افسروں کے ذریعہ ہی تجارت کا کام انجام دیا جائے، یعنی تامین کی جانب اور جبر نقصان کی جانب نگرانی کے لئے جن افسروں کو آفس میں تقرر کیا جائے گا انہیں کے ذریعہ تجارت کا کام بھی انجام دیا جائے گا، یا تو تامین کا کام الگ رکھا جائے اور تجارت کا کام الگ رکھا جائے، اور تجارت کے لئے چند ایسے لوگ مقرر کئے جاویں جو دیانتدار باشرع اور سمجھدار ہوں اور تجارتی امور کو اچھی طرح انجام دے سکیں اور ان کے لئے تنخواہ متعین کی جائے، یعنی یہ لوگ بھی تنخواہ دار ہوں گے، یا تو کسی دیانتدار باشرع اور سمجھدار آدمی کے پاس اس فنڈ کے روپیہ کو مضاربہ یا مشارکہ کے طور پر اس طرح حوالہ کیا جائے کہ اس کے منافع کا ایک حصہ مثلاً نصف اس کو ملے گا اور ایک حصہ مثلاً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصف آخر فنڈ کو ملے گا اور اگر نقصان ہو جائے تو فنڈ اس کو تسلیم کر لے گا۔

مذکورہ تمام صورتوں میں تجارت کے جو منافع تبرع فنڈ کو حاصل ہوں گے اس سے تنظیم کے افسر و کارکنوں کی تنخواہ کے ساتھ دیگر تمام خرچے اٹھائے جائیں گے، اس کے بعد منافع کا جو حصہ بچ جائے گا وہ تبرع فنڈ کے ساتھ ملتا جائے گا، اور تنظیم کے ممبروں میں سے جس کی بس نقصان کی شکار ہوگی قاعدے اور ضابطے کے مطابق اس کو جبر نقصان دیا جائے گا۔

ج- آگے ہم اور ایک صورت پیش کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ کوئی دیندار، معتمد علیہ آدمی جو تجارت میں بھی ماہر ہے اور بیمہ کی کارروائی میں بھی تبرع فنڈ کے ممبروں کو یہ تجویز پیش کرتا ہے کہ مجھے اپنا فنڈ مضاربہ یا مشارکہ کے طور پر دیدو، میں ایک ساتھ تجارت بھی کروں گا اور تمہاری تامین کی جانب کی تمام کارروائیاں بھی انجام دوں گا، مجھے دونوں جانب میں خوب مہارت حاصل ہے، تم مجھے یہ فنڈ حوالہ کر کے دونوں جانب میں بے فکر رہ سکتے ہو، میں تجارت کی جانب سے نفع کا نصف یا ثلث مثلاً میں مضارب کی حیثیت سے لے لوں گا اور بقیہ حصہ فنڈ کے لئے رأس المال کی حیثیت سے رہے گا اور تامین کی جانب کی نگرانی کے لئے مجھے اگر کوئی تنخواہ علاحدہ طور پر دو تو بہتر، اگر نہ دو تب بھی میں راضی ہوں، کیونکہ تجارت کی جانب سے جو نفع مجھے ملے گا وہ میرے لئے کافی ہے۔

امید ہے کہ پہلی صورتوں کی طرح یہ صورت بھی جائز ہوگی۔

د- کچھ دنوں کے بعد اس آدمی نے یہ بات سامنے لائی اور یہ عرض پیش کی کہ میرا خیال وگمان غلط ثابت ہوا اور تجارت کا واقعی حال میری امید کے خلاف نمودار ہوا، کچھ دنوں کے تجربہ سے یہ بات سامنے آئی کہ پچاس لاکھ کا نفع نصف نصف تقسیم کے بعد نہ میرے لئے کافی ہوتا ہے نہ تمہارے اداری خرچہ کے لئے کافی ہوتا ہے، لہذا تمہارے ادارہ کو اگر قائم رکھنا ہو اور مجھے دونوں جانب کی کارروائی انجام دینا ہو تو تجارت سے اور زیادہ منافع حاصل کرنے پڑیں گے اور اس غرض سے سرمایہ کو اور بھی بڑھانا پڑے گا، لہذا فنڈ کے پچاس لاکھ روپیہ کے ساتھ اور بھی پچاس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاکھ روپے ملائے جائیں تب جاکر میں تجارت بھی کروں گا اور تامین کی جانب کی بھی نگرانی کروں گا، ورنہ میرے لئے یہ کام انجام دینا ممکن نہ ہوگا۔

اس کی اس تجویز کو پیش کرنے کے بعد دیانتدار ممبروں نے تحقیق و تفتیش کی اور اس کی بات صحیح نکلی، اس لئے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کو مزید اور پچاس لاکھ روپے دے دیں گے، تاکہ وہ تامین کے اس کام کو حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے سکے، لیکن یہ پچاس لاکھ روپے اس کے ہاتھ میں دو صورت میں دیئے جاسکتے ہیں:

۱- ایک یہ کہ امدادی فنڈ کے ساتھ اس کو بڑھاوا دیا جائے اور یہ زائد پچاس لاکھ بھی امدادی فنڈ میں شمار کیا جائے اس صورت میں ان کا امدادی فنڈ اب ایک کروڑ روپیہ کا ہوگا اور ہر فرد کے چندہ کی مقدار اب دس ہزار روپے ہو جائیں گے اور ہر ممبر اپنے چندہ، یعنی پورے دس ہزار کی ملکیت سے فارغ ہو جائے گا کوئی اس کو واپس نہیں لے سکتا، صرف نقصان کے شکار ممبر کو اس سے جبر نقصان کے طور پر دیا جائے گا کسی اور صورت میں وہ اس کا مستحق نہیں ہوگا، لیکن یہ صورت ممبروں کے لئے ذرا مشکل ہوگی اور اس میں ان کی رغبت زیادہ نہ ہوگی، کیونکہ وہ لوگ چاہیں گے تو تھوڑے چندہ سے جبر نقصان کے مقاصد کو پورا کرلیں، چندہ کی مقدار میں اضافہ ان کو زیادہ پسند نہ ہوگا، اس لئے وہ دوسری صورت کو ہی اختیار کریں گے یا کرنا چاہیں گے جس کو ہم سامنے پیش کرتے ہیں۔

۲- دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ زائد پچاس لاکھ روپے جو اس کو دیئے جائیں گے ان کو امدادی فنڈ میں شمار نہ کیا جائے، بلکہ ان روپیوں کے حسابات کو امدادی فنڈ سے علاحدہ رکھا جائے اور ان کے مالک وہ ممبران ہی رہیں گے اور اس حصہ کی تجارت کا نفع بھی ان ممبروں کو ہی ملے گا، یعنی امدادی فنڈ میں اس نفع کو شمار نہیں کیا جائے گا اور جب بھی ممبران چاہیں گے اس زائد حصہ کو واپس لے سکیں گے۔ اس صورت کا خلاصہ یہ ہوا کہ ممبروں نے اس آدمی کے پاس ایک ساتھ دو فنڈ حوالہ کئے، ایک امدادی فنڈ، دوسرا ممبروں کا ذاتی فنڈ، دونوں فنڈ کا حساب علاحدہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا، اور دونوں فنڈ کے مجموعہ سے وہ آدمی تجارت کرے گا جو نفع ہوگا آدھا یا ثلث وہ لے گا بقیہ نفع دو حصے میں تقسیم ہوگا، تبرع فنڈ کا حصہ تبرع فنڈ میں شمار ہوتا رہے گا اور وہ فنڈ مضبوط ہوتا رہے گا اور ذاتی فنڈ کا حصہ ممبروں کو مل جائے گا، پھر اگر کبھی ذاتی فنڈ کے سرمایہ کو واپس کرنا چاہیں تو ہر ممبر کو اپنا اپنا حصہ واپس بھی کیا جاسکے گا، کیونکہ اس سرمایہ میں ان کی ملک بدستور باقی رہے گی۔

واضح رہے کہ اس طریقہ کو اختیار کرنے میں ہر جانب کا نفع ہے تاجر آدمی کا نفع تو ظاہر ہے، تبرع فنڈ کا بھی اس میں نفع ہے اور وہ اس طرح کہ دیانتدار یہ معتمد علیہ ماہر تجارت اور ماہر تامین آدمی تبرع فنڈ کے اس چھوٹی مقدار سے تجارت کرنے پر تیار نہ تھا، جب اس فنڈ کو بڑا کردیا گیا (مزید ایک رقم اس کے ساتھ ملاکر) تو اب وہ اس کو تجارت کے لئے قبول کرنے اور تامین کی جانب کی نگرانی کے لئے تیار ہوگیا، اور یہی ہے امدادی فنڈ اور تامین کا فائدہ، اور ممبروں کا نفع یہ ہے کہ انہوں نے تھوڑے سے چندہ سے جو ایک امدادی فنڈ قائم کیا تھا اس میں مزید چندہ دینے کی ضرورت نہ پڑی، پھر اس کی تجارت اور تامین یا جبر نقصان کی دونوں جانب کو دیکھ بھال کرنے والا ایک ماہر معتمد علیہ، دیانتدار آدمی بھی مل گیا۔ البتہ اس چھوٹے فنڈ کو قبول کرنے کے لئے تجار کو کچھ روپیہ دینا پڑا، لیکن یہ روپیہ امدادی فنڈ کے روپیہ کی طرح ممبروں کی ملک سے نکل نہیں گئے، بلکہ اس میں ممبروں کی ملک بدستور باقی رہے گی اور ان کو اس کا نفع بھی ملتا رہے گا، پھر وہ جب مناسب سمجھیں گے اس کو واپس بھی لے سکیں گے، یہ ہے ممبروں کا نفع۔

اب اس تفصیل کے بعد حضرت علماء کرام فیصلہ فرمائیں کہ یہ صورت اور طریق کار فقہ اسلامی کی روشنی میں جائز ہوگا یا نہیں؟ اگر فیصلہ جواز کے حق میں آئے (اور ظاہر ہے کہ یہی ہوگا، کیونکہ اس میں عدم جواز کی کوئی دلیل وعلت موجود نہیں ہے) تو آگے ہم غیر اسلامی بیمہ کے حالیہ نظام کو اس کی ظاہری شکل اور امور انتظامیہ کو ترمیم کرکے اس کے اندر سے سود وقمار کے مادہ کو باہر پھینک کر اس کی جگہ میں ﴿تعاونوا على البر والتقوى﴾ (سورہ المائدہ: ۲)، "خير الناس أنفعهم للناس" (شعب الایمان)، "الخلق عيال الله، فأحب الخلق إلى الله من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أحسن إلى عياله" (مرقاة ۳۱/۷)، روح اسلامی داخل کر کے ملک ودولت کے سامنے دورحاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ایک منظم اور مجرب اسلامی بیمہ یا مواسات اسلامیہ پیش کرسکیں گے جس کی مثال اور نظیر یوں ہوگی، کہ ہم یورپ کا ایک گرجا خرید لیں گے اور اس کے اندر سے مورتیوں کو نکال دیں گے، اور پھر اس کے درودیوار کو بحال رکھ کر یا کچھ ترمیم کے بعد اس میں نمازیں باجماعت قائم کر کے اس کو مسجد بنادیں، قالب تو وہی رہے گا، لیکن قلب کی حالت بدل جائے گی، پہلے ہوتی تھی اس میں مورتیوں کی پرستش اور اب ہوگی خدا کی عبادت۔

کیا اس طرح گرجوں کو مسجد بنانا درست ہوگا؟ اگر ہوتو ضرور غیر اسلامی بیمہ کے امور انتظامیہ اور نظام قالب وصورت کو بحال رکھ کر اس کے قلب سے سود وقمار کو نکال کر اس میں تعاون کی روح داخل کر کے اس کو اسلامی تامین کی شکل دینا درست ہوگا اور ان کے طریق کار اور نظام دفاتر سے جو حکمت علمیہ اختیار کریں گے وہ "كلمة الحكمة ضالة المؤمن فأينما وجدها فهو أحق بها" کا مصداق ہوگا جو شرعاً قبیح نہیں ہے اور ہم عملاً دوسرے فنون میں بھی ایسا کرتے ہیں، مثلاً علم ہندسہ، علم ذرہ، آلات حرب وغیرہ میں، بلکہ اگر صحیح معنی میں کہا جائے تو یہ ان کی اپنی چیز نہیں ہے، بلکہ خدا تعالی برحق کی دی ہوئی چیز ہے (نعمت ہے) اللہ تعالی نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے: ﴿وعلّم آدم الأسماء كلها﴾ (سورہ بقرہ: ۳۲) پس اولاد آدم کو وہیں سے میراث ملتی ہے، البتہ اس کے لئے محنت اور غور وفکر کی ضرورت ہے، "من جد وجد" چاہے مسلمان ہو یا کافر۔

بہر حال اب آئے ہم آگے اس "مواساۃ اسلامیہ" کی وہ آخری صورت پیش کرتے ہیں جو عصر حاضر کے موافق اور دور حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے والی ہو (ہ) مذکورہ بالا (د/ ۲ کی) صورت سے معلوم ہوگیا کہ "مواساۃ اسلامیہ" کا یہ فنڈ اگر چہ بنیادی طور سے مصیبت زدوں کے تعاون اور جبر نقصان کے لئے ہے اور اس فنڈ میں شرکاء کا مقصد بھی وہی ہے، لیکن یہ فنڈ ایک اچھی خاصی تجارت کے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے، پھر اگر اس پر ممبران اپنا اپنا ذاتی کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ اضافہ کردیں تو یہ اور بھی بڑا ایک سرمایہ تجارت کا ہو جائے گا، لہذا اس سرمایہ کی جانب تجارت اگر کسی کمپنی کی نظر کو اپنی طرف کھینچے اور اس سرمایہ سے تجارت کر کے سودمند ہونے کی دعوت دے تو کچھ بعید نہیں ہے، بلکہ یہ سرمایہ دو دھاری تلوار کی طرح کام کرے گا، ایک طرف شرکائے اسلامی تامین کو فائدہ مند کرے گا جبر نقصان دے کر، دوسری طرف کمپنی کو فائدہ مند کرے گا تجارت کو نفع پہنچا کر۔

لہذا اگر کسی کمپنی نے مذکورہ فنڈ کی کشش سے متاثر ہو کر یہ کیا کہ پہلے اس نے اداری نظام قائم کرنے کے لئے پورے ملک میں آفسیں تیار کئے، پھر ان میں افسر اور کارکنوں کا تقرر کیا، پھر ان کے عمل کو دو جانب میں تقسیم کر دیا، جبر نقصان کی جانب کو دیکھ بھال کرنے اور سنبھالنے کے لئے ایک فریق کو ذمہ داری دی اور تجارت کی جانب میں کام کرنے کے لئے اور ایک فریق کو ذمہ داری دی یہ تمام خرچے وہ اپنی طرف سے کئے، پھر اس نے اعلان کیا کہ ہم نے اسلامی تامین کے لئے ایک منظم ادارہ قائم کیا ہے جس کے اندر دو فنڈ ہوں گے، ایک امدادی فنڈ، دوسرا تجارتی فنڈ (امدادی فنڈ کا حکم پہلے بیان کیا جا چکا کہ اس میں لوگ چندہ دے کر شریک ہوں گے اور اس میں ان کی ملکیت خاص باقی نہیں رہے گی، البتہ بوقت حادثہ صرف جبر نقصان کا حق باقی رہے گا، اس طرح تجارتی فنڈ کا حکم بھی پہلے بیان ہو چکا کہ اس میں جس ممبر کا جتنا روپیہ رہے گا اس کا مالک وہی رہے گا اور اس میں جو نفع ہوگا اس کا ایک حصہ رب المال کی حیثیت سے اس کو ملے گا اور ضابطے کے مطابق جب اس روپیہ کو واپس کرنے کا وقت آئے گا اگر تجارت میں کوئی نقصان نہیں آیا ہو، بلکہ نفع رہا ہو ہر ممبر کو اس کا رأس المال مع منافع کے واپس کیا جائے گا اور اگر تجارت میں نقصان پیش آیا تو ہر ایک اپنے راس المال کی نسبت سے اس نقصان میں بھی شریک ہوگا)۔

واضح رہے کہ مواسات اسلامیہ کی اصل بنیاد امدادی فنڈ ہی ہے اور اسی سے صرف نقصان زدہ ممبروں کو جبر نقصان دیا جائے گا، البتہ اس کے ساتھ تجارتی فنڈ کو رکھا گیا اس کی تائید اور سپورٹ کے لیئے، تاکہ دونوں فنڈ کے مجموعی سرمایہ سے ایک اچھی تجارت چل سکے، اور وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارت نفع بخش ہو اور نفع بھی کافی مقدار میں ہو جس سے کمپنی سود مند ہو سکے اور اپنی کارروائی میں مسلسل جاری رہ سکے۔

بہر حال کمپنی مضارب کی حیثیت سے مثلاً نصف یا ثلث یا ثلثین کی شرط پر ان دونوں فنڈ کے روپیہ کو تجارت میں لگائے گی، اور نفع ہوگا اس کو شرط سابق کے مطابق دو حصہ میں تقسیم کردے گی، ایک حصہ کمپنی خود لے گی مضارب کی حیثیت سے اور ایک حصہ راس المال کو ملے گا اور راس المال چونکہ امدادی اور تجارت دو فنڈ کا مجموعہ ہے، اس لئے اس کو پھر یہ دو فنڈ کے مطابق دو حصہ میں تقسیم کردیا جائے گا، ایک حصہ ہوگا تجارتی فنڈ کا اور ایک حصہ امدادی فنڈ کا، پھر تجارتی فنڈ کے نفع کو اس فنڈ کے شرکاء کے مابین ہر ایک کے اپنے اپنے حصہ کے مطابق تقسیم کردیا جائے گا، اور امدادی فنڈ کے منافع کو اس فنڈ میں چھوڑ دیا جائے گا، جس سے وہ فنڈ دن بدن مضبوط ہوتا جائے گا، اور ممبروں میں سے جو بھی کسی حادثہ کا شکار ہوگا اس کو اس فنڈ سے ضابطہ کے مطابق تعاون کیا جائے گا، اس طرح یہ کمپنی مسلسل چلتی رہے گی۔

اب بتائیے کہ اس کمپنی کے اعلان پر لوگوں کا اس کے دونوں فنڈ میں حسب ضابطہ روپیہ جمع کر کے اس سے تامین و تجارت کا فائدہ حاصل کرنا شرعاً جائز ہوگا یا نہیں؟ امید کہ جواز کے حق میں ہی آپ حضرات کا فیصلہ آئے گا، کیونکہ اس سے پہلے آپ حضرات نے (د-۲ کی صورت) کو جائز قرار دیا ہے اور کمپنی کی پیش کردہ صورت اور (د-۲) کی صورت سابقہ کے مابین کچھ فرق نہیں ہے۔

سوائے اس کے کہ ایک میں (یعنی د-۲ کی صورت میں) شرکاء مواسات اسلامی پہلے فنڈ تیار کر لیتے ہیں، پھر مضارب تلاش کر کے فنڈ اس کے حوالہ کرتے ہیں، اور یہاں کمپنی کی صورت میں پہلے مضارب تیار ہو جاتا ہے، پھر اس کے پاس متفرق افراد کی جانب سے روپیہ جمع ہو کر فنڈ تیار ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ تامین اسلامی کے پیش کردہ (الف سے ھ تک پانچ) خاکوں اور صورتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لوگوں کے لئے سب سے آسان ومفید اور قابل اعتماد واعتبار وہ آخری صورت ہی ہے یعنی نمبر ۵ کمپنی کی صورت۔

لہذا اگر ہم پیش کردہ مواسات اسلامیہ کی کمپنی والی صورت کے جواز پر متفق ہیں تو آگے ہمیں اور چند کام انجام دینے پڑیں گے۔

ایک یہ کہ اصول شرع کو سامنے رکھ کر حالیہ کمپنیوں کے تجربہ کردہ اداری نظام وانتظام میں سے جن جن چیزوں کو لیا جاسکتا ہے، ان کو لے کر، نیز ملکی اور بین الاقوامی قوانین میں سے شرعی نقطہ نظر سے جن کی رعایت ولحاظ کیا جاسکتا ہے ان کا لحاظ رکھ کر کے اپنے خاص قانون وضابطہ کے ماتحت ایک مکمل منظم اسلامی کمپنی کی شکل دینا۔

پھر دوسرا کام یہ ہوگا کہ موجودہ سودی اور قماری بیمہ کی جتنی صورتیں ہیں اور انسانی زندگی کی جتنی جانب میں وہ کام کرتی ہیں اور لوگ از خود یا حکومت کے دباؤ کی وجہ سے اس میں ملوث ہوتے ہیں ان صورتوں کو سامنے لاکر ان میں سے جن جن جانب کے جن جن مقاصد کی تحصیل کو شریعت تسلیم کرتی ہے یا کم سے کم جائز حد تک گوارا کرتی ہے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے اسلامی تامین کی کمپنی کو اس طرف آہستہ آہستہ پھیلاتا جانا۔

شرعی بورڈ کا قیام:

آگے اس سے بڑھ کر تیسرا اور ایک کام ہے جو سب سے اہم اور روح کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ یہ کہ مواسات اسلامیہ کے اس ادارہ کی ہر جانب کو شرعی نقطہ سے دیکھ بھال کرنے کے لئے ایک مضبوط شرعی بورڈ کی تشکیل دینا جس کے اعضاء ہوں گے ملک کے سب سے معتمد علیہ متدین بڑے بڑے علماء اور مفتیان کرام جن کی للّٰہیت، دیانت داری اور فقاہت پر ہر طبقہ کا اعتماد ہو (ان کے تعاون کے لئے حالیہ اقتصاد اور ملکی اور بین الاقوامی قوانین کے ماہرین کے کچھ افراد کو بھی اس بورڈ میں رکھا جاسکتا ہے) پھر اس بورڈ کو کمپنی کی تجارت وتامین کی ہر جانب اور ہر گوشہ میں رسائی کا قانونی اختیار دیا جائے اور کمپنی اپنی تمام کارروائیاں بورڈ کے سامنے پیش کرنے پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانونی طور پر مجبور ہو اور بورڈ ان معاملات میں شرعی نقطہ نظر سے کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا جو بھی فیصلہ دے، کمپنی میں اسی کا اعتبار ہو اور کمپنی اس کو ماننے پر مجبور ہو، نیز بورڈ کے افراد بھی ایسے ہوں کہ وہ کمپنی کی رہنمائی اور نگرانی میں اپنے اوقات صرف کر سکتے ہوں اور پورے طور پر نگرانی کر سکتے ہوں، ایسا نہ ہو کہ صرف چائے پانی پی کر واہ واہ وشاباشی دیتے ہوئے ان کا وقت ختم ہو جائے، صحیح طور پر نگرانی کا وقت وموقع ان کے پاس نہ ہو، ورنہ اس بورڈ سے سوائے ضرر کے اور کچھ فائدہ نہ ہوگا۔

بہر حال بورڈ کی ذمہ داری ہوگی "کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ" کی ہدایت کو سامنے رکھ کر اپنے قیمتی اوقات صرف کر کے اس کی پوری نگرانی اور رہنمائی کرے۔

اس طریقے سے اگر کوئی کمپنی "مواسات اسلامیہ" کے نام سے کھڑی ہو جائے تو ضرور وہ مسلمانوں کو سود وقمار کی لعنت سے بچانے کے ساتھ ساتھ اندر وباہر سے ایسا نفع پہنچائے گی جس کی نظیر خود ہوگی اور غیر اسلامی بیمہ بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

چند سطحی شبہات اور ان کا ازالہ:

مواسات اسلامیہ کے پیش کردہ خاکہ پر کسی کو ایک سطحی شبہ یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ اس میں بھی سود وقمار پائے جاتے ہیں۔

سود تو اس لئے کہ اس کے تبرع میں ہر ممبر کی رقم جمع رہتی ہے اور بوقت نقصان اس کو جبر نقصان کی جو رقم ملتی ہے وہ اس کی جمع شدہ رقم سے ضرور زیادہ ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ فنڈ میں جمع کیا کم، اور نقصان پیش آنے کے بعد فنڈ سے وصول کیا جا رہا ہے زیادہ۔

اور قمار سے اس لئے خالی نہیں ہے کہ تبرع فنڈ سے امداد لینے کا طریقہ ایک طرح کی قرعہ اندازی ہے جو قمار میں پایا جاتا ہے، قمار کی قرعہ اندازی میں جس کا نام آتا ہے وہ دوسروں کی رقم لے لیتا ہے، اسی طرح اس تامین میں بھی نقصان وحادثہ کے ذریعہ ایک قرعہ اندازی ہوتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوراس حادثہ کی قرعہ اندازی میں جس کا نام نکل آتا ہے، وہ اپنی دی ہوئی رقم کے ساتھ جبر نقصان کے نام سے دوسروں کی وہ رقم بھی لے لیتا ہے جو اس فنڈ میں جمع تھی اور یہی قمار ہے، لہذا اپیش کردہ مواسات اسلامیہ بھی سود وقمار سے پاک نہیں ہوئی، بنا بریں مواسات اسلامیہ اور مغربی طرز کے بیمہ میں سوائے نام کے اور کچھ فرق نہیں رہا۔

ازالہ شبہ: مذکورہ بالا سطحی نظر میں اگر چہ اسلامی تامین میں سود اور قمار کی مشابہت نظر آتی ہے، لیکن حقیقت میں اس میں نہ سود ہے نہ قمار، کیونکہ مذکورہ تعاونی فنڈ کی حیثیت اور سود وقمار کی حقیقت ایک دوسرے سے مختلف ہے، سود کہا جاتا ہے جانب مقابل کو دی ہوئی رقم سے اجل ومدت کے عوض میں شرط کر کے بدون کسی خطرہ کے زیادہ لینے کو، حالانکہ اس زیادتی کے عوض میں جانب مقابل کو کچھ معاوضہ نہیں دیا جاتا ہے۔

اور تامین کی حقیقت اس سے بالکل مختلف ہے، کیونکہ تامین کے امدادی فنڈ میں جو روپیہ جمع ہوتا ہے وہ تو ایک دوسرے کو دیتا نہیں ہے، چہ جائیکہ اس شرط پر دیوے کہ تم مجھ سے اتنا لیجاؤ اور اتنی مدت کے بعد مجھے اتنا زیادہ دو، بلکہ یہاں تو بطور چندہ ہر ایک اپنے حصہ کو چھوڑ دیتا ہے اور کوئی اس کا مالک نہیں رہتا ہے، نہ کل کا نہ جز کا، بلکہ اس کی حقیقت صرف یہی ہے کہ کسی ساتھی کے حادثہ کے بعد چندہ دے کر جو فنڈ تیار کرتے ہیں اس کو حادثہ سے پہلے تیار کر لیا گیا، نیز سود میں دینے والا دیتا ہے مدت کے بعد زیادہ لینے کے لئے، لیکن یہاں کوئی دینے والا یہ نہیں چاہتا ہے کہ اس کی بیس لاکھ کی گاڑی حادثہ میں گرے اور مختلف پریشانیاں اٹھائے، پھر اس کو اس فنڈ سے بیس لاکھ مل جائے، بلکہ ہر ایک چاہتا ہے کہ کسی کا کوئی حادثہ ہی پیش نہ آئے، نیز حادثہ آجانے کے بعد جب کسی کو فنڈ سے تعاون کیا جاتا ہے تو نہ وہ یہ تصور کرتا ہے کہ میں نے جو ایک ہزار روپیہ دیا تھا اس پر اتنی مدت گزرنے کے عوض میں (یہ بیس لاکھ لے رہا ہوں) مجھے یہ بیس لاکھ مل رہے ہیں اور نہ دوسرے شرکاء تصور کرتے ہیں کہ ہم نے اس سے جو ایک ہزار روپیہ ایک مدت کے لئے لیا تھا اس کے عوض میں ہم اس کو یہ بیس لاکھ روپیہ دے رہے ہیں، لہذا یہاں سود کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت کہاں سے متحقق ہوئی، لہذا شبہ جو پیدا ہوا وہ سطحی نظر میں سود کی ایک ادنی مشابہت کی وجہ سے ہوا، اس طرح کی مشابہت دوسرے معاملات میں بھی پائی جاتی ہے، اس کے باوجود معاملہ باتفاق سودی معاملہ نہیں ہے۔

اسی طرح ہم کہنا چاہتے ہیں کہ امدادی فنڈ کے چندہ میں ربائے فضل کے سطحی مشابہت کو دیکھ کر اس کو ربائے فضل میں داخل کر دینا بالکل صحیح نہیں ہوگا، بلکہ دونوں کی حقیقت مختلف ہے، جیسا کہ علماء کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے، اور وہ واقعہ جس کا ذکر ماقبل میں گذرا اس میں بھی تمام افراد کے زادسفر کو ایک ساتھ ملانے اور کسی کا کم اور کسی کا زیادہ ہونے کے باوجود برابر برابر تقسیم، جب اس میں ربا نہیں ہے تو اس میں بھی ربا نہیں ہوگا۔

چنانچہ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

"وفی هذا الحديث فضيلة الأشعريين وفضيلة الإيثار والمواساة وفضيلة خلط الأزواد في السفر وفضيلة جمعها في شيئ عند قتلها في الحضر ثم يقسم، وليس المراد بهذه القسمة المعروفة في كتب الفقه بشروطها ومنعها في الربويات واشتراط المساواة وغيرها، وإنما المراد هنا إباحة بعضهم بعضاً ومواساتهم بالموجود (صحیح مسلم ۲/ ۳۰۲)۔

وفی هذا الحديث فضل المواساة والسماحة، وإنها كانت خلقه ﷺ وخلق صدر هذه الأمة وأشراف الناس، قلت: وفيه جميع المسافرين أزوادهم إن كانت عن طيب نفسه منهم" (اکمال المعلم شرح مسلم ۸/ ۴۲۵)۔

اب رہ گیا قمار کا مسئلہ سو یہ بھی ایک سطحی شبہ ہے جو سطحی مشابہت پر مبنی ہے، حقیقت میں یہاں قمار نہیں پایا جاتا ہے، کیونکہ قمار کا معاملہ سودی معاملہ کی طرح نفع اندوزی کے معاملات (کے قبیل) میں سے ہے جس میں پایا جاتا ہے مماکسہ مشاحہ اور قمار میں خصوصی طور پر مباغضہ بھی پایا جاتا ہے: ﴿إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمیسر﴾ (سورہ مائدہ:۹۱) اور اسلامی مواساۃ کے چندہ فنڈ میں یہ حقیقت نہیں پائی جاتی ہے، جیسا کہ پیچھے بیان ہوا کہ یہ حسن معاشرہ حسن سلوک برادری اور مدارات کے قبیل میں سے ہے جس میں پایا جاتا ہے تعاون ہمدردی اور خیر خواہی، لہذا دونوں معاملہ کی حقیقت نوعیت اور غرض وغایت الگ الگ ہیں، ہر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہمارے متصور "مواسات اسلامیہ" کے امدادی فنڈ میں نہ سود ہے نہ قمار ہے اور نہ سود و قمار کا شبہ ہے، زیادہ سے زیادہ سطحی نظر میں سود و قمار کی ایک بے حقیقت مشابہت سی دیکھائی جاتی ہے اور وہ تحقیق سے ختم ہوگئی اور مواسات اسلامیہ کا امدادی فنڈ سود و قمار سے بالکل پاک وصاف ہو کر ہمارے سامنے ابھر آیا۔

لہذا امید کی جاسکتی ہے کہ "مواسات اسلامیہ" کی اس تجویز کو قبول کر کے اس کو فروغ دے کر مسلمانوں کو سود و قمار کے وبال سے بچایا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل-طریقہ کار اور ہندوستان میں اس کی ضرورت

مولانا محمد فرقان فلاحی ☆

جسے ہم ’’تکافل‘‘ کے نام سے جانتے ہیں، بین الاقوامی سطح پر پہلی تکافل کمپنی ۱۹۷۹ء میں سوڈان میں قائم ہوئی، اس کے بعد ملیشیا نے ۱۹۸۷ء میں تکافل کے قوانین کا اجراء کیا، پاکستان میں اسلامی بینکوں کے لئے اسلامی انشورنس کی ضرورت اور عدالت کے فیصلے کے مطابق بالآخر ۲۰۰۵ء میں تکافل یا اسلامی انشورنس کا آغاز ہوا، تب سے وہاں پاک کویت، تکافل، تکافل پاکستان لمیٹڈ، پاک قطر فیملی تکافل، پاک قطر جنرل تکافل اور فرسٹ ڈ ذ دتکافل وغیرہ جیسے ادارے قائم کیے گئے۔

جب ہم انشورنس کے مسئلہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مال ومتاع کا حصول اور سامان زندگی کی خواہش جہاں فطرت انسانی کا تقاضا ہے، وہیں ان اثاثہ جات کا تحفظ کرنا اور خود انسانی زندگی کو لاحق خطرات سے نمٹنا بھی انسانی ضرورت ہے، یومیہ حادثات کے نتیجہ میں انسانی اموات ہوں یا بحری مال بردار جہازوں کا غرقاب ہوجانا، مکان ودکان کا جل کر خاکستر ہوجانا ہو یا قدرتی آفات کے نتیجہ میں اسباب زندگی کا تباہ وبرباد ہوجانا، بہرحال خطرات کا اندیشہ ہر وقت لگا رہتا ہے، جن کے ازالہ کے لئے مختلف ادوار میں مختلف طریقے رائج تھے، فی زمانہ ایک عام اور مشہور طریقہ انشورنس کا ہے، جس میں کچھ رقم (جسے پریمیم سے تعبیر کیا جاتا ہے) کے بدلے انسان ان خطرات کو انشورنس کرنے والی کمپنی کی طرف منتقل کرتا ہے،

☆ استاذ حدیث دارالعلوم ماٹلی والا، بھروچ گجرات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایتی طریقہ کے ذریعہ کمپنیوں نے خطرات کو کسی حد تک کم ضرور کر دیا ہے، لیکن بنیادی طور پر اس طریقہ میں موجود شرعی قباحتوں (جیسے غرر، قمار اور سود) کی بنا پر فقہاء کرام نے ہر دور کی طرح اس دور میں بھی اس کی مخالفت کی اور اس سے استفادہ کو نادرست قرار دیا، البتہ اس شکل کے متبادل کے طور پر علماء اسلام نے ''تکافل'' کا ماڈل پیش کیا، جس میں وہ تمام خرابیاں نکال دی گئیں جو شریعت کی نگاہ میں حرام تھیں، اور اس کی بنیاد غرر و قمار کی جگہ تبرع و باہمی تعاون پر رکھی گئی جو شریعت کی نگاہ میں مستحسن و پسندیدہ ہے۔

تکافل کی تعریف:

تکافل ایک ایسے عقد یا معاملہ کو کہتے ہیں جس میں کچھ افراد مل کر رقم متعین حصہ تبرع کی نیت سے جمع کریں (جنہیں مشارکین کہا جا سکتا ہے) اور پھر لوگوں کو اس میں حصہ داری کی دعوت دی جائے (جنہیں مساہمین کہہ سکتے ہیں) اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اگر کسی پر کوئی مالی مشکل آپڑے تو اس جمع کردہ مال سے اس مشکل کو دور کیا جا سکے، پھر جو مال بچ جائے اسے تمام حصہ داروں میں تقسیم کر دیا جائے۔

قرآن وحدیث میں تکافل کا تصور:

اس بات میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ تکافل کا تصور کوئی نیا ایجاد کردہ تصور نہیں ہے، بلکہ قرآن وحدیث میں نہایت وضاحت کے ساتھ اس کے اشارات موجود ہیں، باہمی امداد وتعاون کی ترغیب دینے والی آیات واحادیث بھی بکثرت موجود ہیں، چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی﴾ (المائدہ:۲) اور ﴿إنما المؤمنون إخوة﴾ (الحجرات:۱۰) جس سے اس حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ نے قبیلہ اشعر کی تعریف کرتے ہوئے ان کا امتیازی وصف بیان فرمایا: ''إن الأشعريين إذا أرملوا في الغزو أو قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم من ثوب واحد، ثم اقتسموه بينهم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی إناء واحد بالسویة، فھم منی و أنا منھم" (بخاری، کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض، برقم:۲۴۸۶) آپ ﷺ کو ان کا یہ طرزِ عمل جو سراسر باہمی امداد پر مبنی تھا اتنا پسند آیا کہ انہیں اس بات کی خوشخبری دی کہ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، قرآن وحدیث سے باہمی تعاون کی اہمیت وافضلیت کچھ اس طرح واضح ہو جاتی ہے کہ مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔

تکافل کے اسباب وعلل:

اس کی وضاحت اس لئے ضروری نظر آتی ہے کہ بہت سے حضرات کو یہ غلط فہمی ہو چلی ہے کہ تکافل یا انشورنس اس توکل کے منافی وخلاف ہے، جو اسلام میں مطلوب ہے، جبکہ حقیقت کچھ اور ہے؛ کیونکہ اسباب کو بالکل ترک کر دینا توکل ہرگز نہیں ہے، بلکہ اسباب کو اختیار کرنے کے بعد فیصلہ مشیت الٰہی پر چھوڑ دینا توکل ہے، چنانچہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دیں یا باندھ کر رکھیں؟ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اعقلھا وتوکل" (ترمذی: ابواب صفۃ القیامۃ، باب برقم: ۶۰ الحدیث: ۲۵۱۷)، اسی طرح نبی کریم ﷺ کا صحابہ کرام کو علاج کروانے اور دوا کے اختیار کرنے کا حکم دینا بھی توکل کے خلاف نہیں کہلائے گا (دیکھئے: ترمذی، ابواب الطب، باب ما جاء فی الدواء والحث علیہ، برقم: ۲۰۳۸)، نیز حضور ﷺ نے اس بات کو بہتر قرار دیا کہ انسان اپنی اولاد کو مالدار چھوڑ کر جائے، تاکہ وہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے محفوظ رہیں (دیکھئے: بخاری: کتاب الجنائز باب رثاء النبی ﷺ سعد بن خولہ، برقم: ۱۲۹۵)، الغرض، ان باتوں سے اتنا تو واضح ہو ہی جاتا ہے کہ ممکنہ خطرات سے بچاؤ کی غرض سے شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے مناسب تدبیر کا اختیار کرنا توکل کے اور اسلامی روح کے خلاف نہ ہوگا۔

رہی بات اسباب کی، تو تکافل کے لئے بیان کردہ اسباب کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱-امن کا حصول:

شریعت اسلامیہ میں حفظ امن یا خوف وخطر سے محفوظ زندگی کا حصول ایک اہم نعمت متصور کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالی نے بار ہا قیام امن کی ترغیب دلائی ہے، نیز ایک موقع پر قبیلہ قریش پر یہ احسان جتلایا ہے کہ اللہ تعالی نے تمہیں حالت خوف سے نجات دے کر امن نصیب فرمایا ہے، اور جہاں تک ہمارا خیال ہے نبی ﷺ کی بعثت مبارکہ کا اہم مقصد دنیا کو اس امن کی طرف لوٹانا بھی تھا جو کفر وشرک کے ماحول کی وجہ سے معدوم ہو گیا تھا، نظام تکافل کا مقصد بھی یہی ہے کہ مال ودیعت کی افراط وتفریط اور ناگہانی آفات کی وجہ سے پیدا ہونے والی بدامنی پر باہمی تعاون کے ذریعہ قابو پایا جا سکے اور امن کو باقی رکھنے کی کوشش کی جائے۔

۲-متوقعہ وممکنہ خطرات کی پیش بندی:

ممکنہ خطرات کو دور کرنے یا اس کے اثرات کو کم کرنے کی غرض سے احتیاطی تدابیر کا اختیار کرنا (جسے آج کے دور میں Risk Management کہتے ہیں) تعلیمات اسلام کے مخالف نہیں ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کا قحط سالی کے بھیانک اثرات سے بچنے کے لئے الہام کردہ تدبیر کا اختیار کرنا اس کی نایاب دلیل ہے، اسی طرح آپ ﷺ کا حضرت سعدؓ کو ثلث مال میں وصیت کرنے کا حکم دینا، تاکہ ان کی اولاد خوشحال زندگی گزارے، اسی قبیل کا حکم تھا، نظام تکافل میں بھی اسی بات کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ مستقبل میں کسی تنگی یا مصیبت کی حالت میں اس کو دور کرنے کی صلاحیت موجود رہے، تاکہ مصیبت زدہ انسان یا اس کے اہل خانہ دردر کی ٹھوکریں کھانے سے بچ جائیں۔

تکافل کے شرائط وضوابط:

عقد تکافل کی صحت کے لئے کچھ شرائط کا پایا جانا بنیادی طور پر ضروری ہے، جن کے فقدان کی صورت میں عقد تکافل یا تو صحیح ہی نہیں ہوگا یا ناقص کہلائے گا، ان شرائط کی تفصیل یوں ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ہر شریک وسہیم کے سامنے اس بات کی وضاحت کردی جائے کہ اس عقد کا اصل مقصد انسانی برادری کی آپسی امداد ہے، نہ کہ دولت کا حصول، نیز یہ بھی وضاحت ہو کہ پریمیم اور قسط کے اعتبار سے منافع کا متعین حصہ ادا نہیں کیا جائے گا، اس شرط کے لازمی طور پر دو مثبت اثرات مرتب ہوں گے:

الف- تبرع پر مبنی ہونے اور کسی مخصوص مالی منفعت کے ختم ہو جانے کی وجہ سے ربا کا پہلو ختم ہو جائے گا۔

ب- جمیع مشارکین ومساہمین مجموعہ مال کے نگراں سمجھے جائیں گے اور کمپنی ایک ایجنٹ کا کردار ادا کرے گی، جس کی وجہ سے سب کے مصالح ایک ہی ہوں گے، نہ کہ متعارض، لہذا اختلاف وانتشار کا عنصر ختم ہو جائے گا۔

۲- اس بات کی بھی وضاحت کردی جائے کہ شیئر ہولڈرس کو جمع شدہ رقم میں سے خرچ ہو جانے کے بعد بچنے والی رقم میں سے منافع ادا کئے جائیں گے، جسے بچت (Sur plus) کہتے ہیں، اور اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ مروجہ انشورنس میں منافع کا حصول اصل مقصد ہوتا ہے، جبکہ تکافل میں منافع کا حصول اصل مقصد نہیں ہوتا ہے، بلکہ تعاون وتبرع اصل مقصد ہوتا ہے۔

۳- تکافل کمپنیوں کے لئے ضروری اور لازم ہے کہ وہ رقم کو شرعی طور پر درست مصرف میں استعمال کریں اور ذمہ داریوں کے بوجھ کو ہلکا رکھنے کی کوشش کریں، اسی طرح رقم کی سرمایہ کاری میں اس بات کا التزام کریں کہ مساہمین کو حاصل ہونے والے منافع کی مقدار زیادہ ہو سکے۔

۴- شرعی طور پر حرام اشیاء کا انشورنس کرنا، خواہ وہ مسلمان کے قبضہ میں ہو یا غیر مسلم کے، بہر حال جائز نہیں ہوگا۔

۵- ایسی کمپنیوں کا یا اداروں کا انشورنس کرنا بھی جائز نہیں ہوگا جن کا مقصد حرام اشیاء کی تیاری یا حرام اشیاء کی خرید وفروخت ہو۔

۶- تکافل کسٹمرس کو اس بات کی ضمانت دی جائے کہ حادثہ پیش آنے کی صورت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں لازمی کارروائی کے بعد بغیر ٹال مٹول کے جلد از جلد معاوضہ ادا کر دیا جائے گا۔

۷- تکافل کمپنی اس بات کو ملحوظ رکھے کہ دیگر معاملات کی طرح اپنے مالی معاملات میں بھی وہ احکام شریعت کی پابند رہے گی۔

۸- تکافل کمپنی میں ایک شرعی کمیٹی برائے نگرانی ہو جو کمپنی کے معاملات پر نگاہ رکھے، اور اس کی بنا پر لوگوں کو بھی کمپنی پر اعتماد رہے، اس کمیٹی کے ذمہ مندرجہ ذیل امور بھی رہیں گے:

الف- مسائل شرعیہ اور استفتاء کے شریعت کی روشنی میں جوابات دینا۔

ب- کمپنی کے تمام مالی معاملات (اندرونی ہو یا بیرونی، پھر بیرونی میں نیشنل ہوں یا انٹرنیشنل) کی شریعت کی رہنمائی میں نگرانی کرنا۔

ج- سود وقمار اور محرمات شرعیہ سے پاک مالی معاملات کے ماڈلس پیش کرنا، تاکہ عوام الناس کا اکثر حصہ حرام سے بچ کر حلال طریق کو اختیار کرنے والا بن جائے۔

اس کے علاوہ شرعی کمیٹی کی ایک اہم حیثیت یہ بھی ہونا چاہئے کہ اس کو تنفیذی قوت بھی حاصل ہو، یعنی جو قرارداد وہ پیش کرے اس پر عمل کروانے کی قوت بھی اسے حاصل ہو اور اس قرارداد کی مخالفت کرنے پر مناسب کارروائی کی جائے، تاکہ کمپنی کی ساکھ بھی برقرار رہے اور مروجہ انشورنس وتکافل انشورنس کے درمیان موجود فرق عوام کے سامنے آئے۔

تکافل کی قسمیں:

مروجہ انشورنس کی گرچہ بہت ساری قسمیں عام ہو چکی ہیں، لیکن تکافل کی دو ہی قسمیں موجود ہیں: (۱) جنرل تکافل، (۲) فیملی تکافل۔

جنرل تکافل:

اس میں اثاثہ جات، جیسے گاڑی، مکان ودکان، جہاز وکارخانے وغیرہ کو ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے، جس کی رو سے اگر اس اثاثہ کو کوئی حادثہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاحق ہوجائے تو اس کے نقصان کی تلافی تکافل کمپنی کرتی ہے۔

فیملی تکافل:

اس میں انسانی زندگی کو پیش آنے والے متوقعہ خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے، اس میں شرکاء کو تکافل تحفظ کے ساتھ ساتھ حلال سرمایہ کاری کی سہولت بھی مہیا رہتی ہے، چنانچہ جب کوئی شریک رکنیت حاصل کرلیتا ہے تو ایک مخصوص مدت کے لئے ماہانہ یا سالانہ بنیاد پر رقم کا متعین حصہ (Premium) ادا کرتا ہے، جس میں سے کچھ رقم وقف فنڈ میں جمع کردی جاتی ہے، جبکہ باقی ماندہ حصہ سرمایہ کاری میں لگایا جاتا ہے، گویا شریک تکافل کی رقم دو حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ وقف فنڈ میں ڈال دیا جاتا ہے اور دوسرے حصہ کو سرمایہ کاری میں لگادیا جاتا ہے۔

یہاں اس بات کا ذکر مناسب ہوگا کہ فی زمانہ تکافل کے دو ماڈل اور نمونے رائج ہیں:

(۱) مضاربہ ماڈل، (۲) وکالہ ماڈل۔

مضاربہ ماڈل میں کمپنی مضارب کی حیثیت سے ذمہ داری انجام دیتی ہے اور وقف فنڈ کو رب المال کی حیثیت حاصل ہوتی ہے، اسی بنیاد پر حاصل ہونے والے منافع کمپنی اور وقف فنڈ کے درمیان تقسیم کردیے جاتے ہیں۔ جبکہ وکالہ ماڈل میں کمپنی کے منیجر کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے کہ دیگر تمام مساہمین اسے سرمایہ کاری کے لئے وکیل بناتے ہیں۔ اب وقت وحالات، نیز ملک اور مارکیٹ پر غور وفکر کرنے کے بعد منیجر کی شرعی واخلاقی ذمہ داری رہتی ہے کہ رقم کو ایسے مصرف میں استعمال کرے جہاں نقصان کا اندیشہ کم ہو اور شرکاء کا زیادہ فائدہ ہوسکے۔

ری تکافل:

بسا اوقات تکافل کی خدمات مہیا کرنے والی کمپنی کو خود اس بات کا خطرہ رہتا ہے کہ کہیں اس کا سرمایہ نقصان کا شکار نہ ہوجائے، اس اندیشہ کو دور کرنے کے لئے تکافل کمپنی خود

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے سرمائے کا کسی دوسری بڑی کمپنی سے تکافل کرواتی ہے، جیسے ''ری تکافل'' اور انگریزی میں Reinsurance کہتے ہیں۔

تکافل کا طریقہ کار:

نظام تکافل میں کمپنی کی حیثیت ایک وکیل یا منیجر کی ہوتی ہے، چنانچہ اولاً شیئر ہولڈرس کچھ رقم باقاعدہ طور پر وقف کر دیتے ہیں، جس سے ایک وقف پول یا فنڈ (جسے Participant's Takaful Fund) قائم کیا جاتا ہے، اور اس فنڈ سے ممبران کا تعلق محض عقد تبرع کا ہوتا ہے، وقف کرنے کی بنا پر وقف کردہ اموال کی ملکیت وقف کنندہ سے ہٹ کر وقف فنڈ کی جانب منتقل ہو جاتی ہے، جیسا کہ شامی میں ہے: ''**قوله: وللملك يزول: أى ملك الواقف فيصير الوقف لازماً للاتفاق على التلازم بين اللزوم والخروج عن ملكه**'' (رد المحتار کتاب الوقف، مطلب شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع ۴/۳۶۱، ط: مکتبہ نعیمیہ دیوبند)۔ البتہ اس وقف کے منافع سے استفادہ کرنے کا وہ مجاز ہوگا جس کی شریعت میں گنجائش ہے، چنانچہ ''**شرط الواقف كنص الشارع**'' کی بنیاد پر واقف یہ شرط رکھتا ہے کہ وقف فنڈ کو جو بھی عطیہ وہ دے گا اس کے منافع سے شرائط وقف کے بموجب وہ استفادہ کرے گا، لہٰذا اس کی اس شرط کا احترام کرتے ہوئے اس کو فوائد ومنافع کا مستحق گردانا جائے گا، پھر لوگ اس فنڈ کی رکنیت حاصل کر لینے کے بعد ایک خاص مقدار میں باقاعدہ بطور تبرع وقف نامہ کی شرائط کے مطابق اس فنڈ کو عطیات دیتے ہیں، اور جس کسی شریک کو کبھی کوئی نقصان پہنچے تو وہ اس فنڈ سے فوائد اور مالی معاوضہ حاصل کرتا ہے، یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ اس فنڈ میں آنے والے تمام عطیات محض تبرعات ہوتے ہیں، بذات خود وقف نہیں ہوتے ہیں، بلکہ وقف کی ملکیت سمجھے جاتے ہیں، اور چونکہ یہ عطیات شرکاء کی ملکیت سے خارج ہوتے ہیں، اس لئے ان پر نہ ہی زکوۃ واجب ہوتی ہے اور نہ ہی میراث کے احکام جاری ہوتے ہیں، علامہ شامی لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"واستحسن في الفتح قول مالكؒ أنه حبس العين على ملك الواقف فلا يزول عنه ملكه، لكن لا يباع ولا يورث ولا يوهب" (ردالمحتار: کتاب الوقف، مطلب لو وقف علی الأغنیاء وحدہم لم یجز ۴/۲۵۸)۔ اور نہ ہی اس کی بنیاد پر وہ سرپلس کے مستحق ہوتے ہیں، حتی کہ کمپنی کے مالکان بھی اس رقم کو اپنے تصرف میں نہیں لا سکتے ہیں، گویا یہ تبرعات مکمل طور پر وقف پول کی ملکیت میں چلے جاتے ہیں جہاں قواعد وضوابط کے تحت ان کا استعمال عمل میں آتا ہے، اور کسی کو نقصان پہنچنے کی صورت میں وہ وقف پول سے فوائد کا مستحق ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس فنڈ کو شرعی طریقہ کے مطابق کاروبار میں لگایا جاتا ہے، جس سے حاصل ہونے والے منافع بھی اسی فنڈ کی ملکیت ہو جاتے ہیں، اور اس فنڈ سے حاصل ہونے والے منافع ان تبرعات کی بنا پر نہیں ہوتے جو انہوں نے دیئے ہیں، بلکہ یہ فوائد ان کے من وجہ موقوف علیہ ہونے کی بنا پر ان کو حاصل ہوتے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ نظام تکافل میں کمپنی کی حیثیت وکیل یا منیجر کی ہوتی ہے، کمپنی وقف فنڈ کی دیکھ بھال کے لئے "وکالہ فیس" وصول کرتی ہے، جو فنڈ کو دیئے گئے عطیات سے وصول کی جاتی ہے، نیز کمپنی بسا اوقات فنڈ میں موجود رقم کو اسلامی طریقہ کے مطابق سرمایہ کاری میں لگاتی ہے، اس حیثیت سے کمپنی مضارب ہوتی ہے اور فنڈ رب المال ہوتا ہے، لہذا کمپنی مضاربت کے منافع میں سے متعین حصہ وصول کرنے کے بعد بقیہ رقم رب المال یعنی فنڈ کی ملکیت میں جمع کر دیتی ہے۔

وقف فنڈ اور آمدنی کے ذرائع:

تکافل سسٹم میں موجود وقف فنڈ کی آمدنی کے ذرائع مختلف ہو سکتے ہیں، جن میں سے کچھ یہ ہیں:

۱- شرکاء تکافل، یعنی تکافل ممبرس سے حاصل ہونے والے عطیات۔

۲- "ری تکافل" آپریٹر سے حاصل شدہ کلیمز، یعنی وہ رقم جو تکافل کمپنی کو دوسری بڑی تکافل کمپنی کی جانب سے بھرپائی کی شکل میں حاصل ہوئی ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳-اس فنڈ کے لئے تبرعاً دیا جانے والا کوئی بھی عطیہ۔

۴-وقف پول کے فنڈ میں خسارہ کی صورت میں وکیل (Share Holder) سے حاصل ہونے والا قرض حسنہ۔

وقف فنڈ کے اخراجات:

جس طرح وقف فنڈ کی آمدنی کے ذرائع مختلف ہیں اسی طرح اس کے اخراجات بھی مختلف ہیں، جیسے:

۱-تکافل ممبرس کے کلیمز کی ادائیگی، یعنی شرکاء تکافل میں سے کسی کو حادثہ پیش آنے کی صورت میں ادا کی جانے والی رقم۔

۲-"ری تکافل" آپریٹر کے اخراجات، یعنی تکافل کمپنی کو تکافل کی خدمات فراہم کرنے والی کمپنی کے اخراجات۔

۳-تکافل کی خدمات انجام دینے میں مدد کرنے والے افراد کی فیس۔

۴-فنڈز کی سرمایہ کاری کے بعد حاصل ہونے والے نفع میں سے تکافل آپریٹرز کے حصہ کی ادائیگی۔

۵-بقایا رقم (Surplus) کا وہ حصہ جو ممبران تکافل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۶-قرض حسنہ کی واپسی۔

۷-عطیات وخیرات کی مد میں کمپنی کی جانب کی ادا کی گئی رقم۔

الغرض، تکافل کمپنی کے ذرائع آمدنی بھی متعدد ہوتے ہیں، اور اخراجات بھی متعدد قسم کے ہوا کرتے ہیں۔

روایتی انشورنس اور تکافل میں فرق:

شیخ علی محی الدین قرہ داغی کی تحقیق کے مطابق مروجہ انشورنس اور تکافل کے درمیان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سے فرق پائے جاتے ہیں، جن میں سے بنیادی فرق تو یہی ہے کہ تکافل باہمی تعاون پر مبنی عقد کا نام ہے جو احکام شرعیہ پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ مغرب کا پیش کردہ روایتی انشورنس نہ ہی تبرع وتعاون پر مبنی ہوتا ہے اور نہ ہی احکام شرعیہ کا پابند ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر فروق میں سے یہ بھی ہیں:

۱- تکافل میں ربا، قمار یا جہالت کی گنجائش نہیں رہتی ہے، جبکہ مروجہ انشورنس میں یہ سب باتیں موجود ہوتی ہیں۔

۲- تکافل میں کمپنی مالکان وممبران کا آپسی تعلق تبرع پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ مروج انشورنس میں تعلق کی بنیاد معاوضہ پر ہوتی ہے کہ انشورنس کروانے والا اقساط ادا کرتا ہے جس کے بدلہ میں اسے تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔

۳- تکافل میں سرپلس کو تکافل ممبرس کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے، جبکہ انشورنس میں سرپلس کو کمپنی کی ملکیت سمجھا جاتا ہے جس میں سے ممبرس کو کچھ نہیں ملتا ہے۔

۴- تکافل میں مشارکین کی جانب سے ادا کی گئی قسطیں وقف فنڈ کی ملکیت ہوتی ہیں، نہ کہ کمپنی کی، جبکہ انشورنس میں قسطوں پر کمپنی کی ملکیت رہتی ہے۔

۵- تکافل میں فنڈ کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ منافع میں سے کمپنی کا (بحیثیت مضارب) حصہ نکالنے کے بعد بقیہ رقم دوبارہ فنڈ میں جمع کردی جاتی ہے، جبکہ انشورنس میں کمپنی اس مال کو تجارتی مقاصد ہی کے لئے استعمال کرتی ہے۔

۶- تکافل کا مقصد معاشرہ کے پریشان حال افراد کی مدد کرنا ہوتا ہے، جبکہ انشورنس میں زیادہ سے زیادہ مالی منفعت کا حصول مقصد ہوتا ہے۔

۷- تکافل میں کمپنی بحیثیت وکیل ذمہ داری انجام دیتی ہے، جبکہ انشورنس میں کمپنی وکیل نہیں، بلکہ اصیل کی حیثیت سے اپنے مفادات کو مدنظر رکھ کر اپنے نام سے معاملات طے کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸- تکافل میں ہر ممبر اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ حوادث کا وقوع کم سے کم ہو، تا کہ کمپنی کے سرمایہ میں اور سرپلس میں اضافہ ہو، نیز سال کے آخر میں حاصل ہونے والے منافع کی مقدار زیادہ ہے، جبکہ انشورنس میں کسٹمر یا ممبر کو اس بات کی کوئی فکر نہیں رہتی ہے، کیونکہ وہ اقساط ادا کر کے مطمئن ہو جاتا ہے کہ چاہے حوادث ہوں یا نہ ہوں، بہر حال رقم ملنی ہی ملنی ہے، جس کی وجہ سے احساس غیر ذمہ داری کا رجحان پیدا ہوتا ہے، جو یقیناً نقصان دہ ہے۔

۹- تکافل میں کمپنی کا ایک شرعی بورڈ ہوتا ہے جس کی نگرانی میں فنڈ کو شریعت کے مطابق جائز کاروبار میں لگایا جاتا ہے (پاکستان میں تکافل رولز ۲۰۰۵ء کے مطابق ہر کمپنی کا شریعہ بورڈ ہونا ضروری ہے جس میں کم از کم تین ممبر ہونے چاہئیں) جبکہ انشورنس کے روایتی نظام میں نہ اس طرح کی کوئی نگرانی ہوتی ہے اور نہ ہی کسی اخلاقی پابندی کا تصور ہوتا ہے، جہاں فائدہ ہو۔ قطع نظر اس سے کہ کاروبار حلال ہے یا حرام- وہاں سرمایہ کاری کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مروجہ انشورنس چونکہ عقد معاوضہ ہے، اس لئے اس میں غرر- چاہے قلیل ہو یا کثیر- بہر حال ممنوع ہوگا، اور تکافل عقد تبرع ہے، اس لئے اس میں مفاد عامہ کی غرض سے غرر کو کسی حد تک روا سمجھا گیا ہے؛ کیونکہ اس کی وجہ سے نفس عقد پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ اس کی بنیاد وہ قاعدہ ہے جسے علماء اصولیین نے ذکر کیا ہے: "یغتفر فی التبرعات ما لا یغتفر فی المعاوضات"، نیز علامہ قرافی نے بھی اپنی کتاب "الفروق" میں اسی قاعدہ کی مناسب توضیح پیش کی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ تبرعات میں غرر کی گنجائش ہوتی ہے (دیکھئے: الفروق، الفرق الرابع والعشر ون بین قاعدۃ ما تؤثر فیہ الجہالات والغرر وقاعدۃ مالا یؤثر فیہ ذلک من التصرفات ۱/۱۵۰، ط: عالم الکتب بیروت)۔

ان تمام باتوں سے موجودہ انشورنس اور تکافل کے درمیان موجود فرق بھی ظاہر ہو جاتے ہیں اور مروجہ انشورنس کے اسباب حرمت بھی سامنے آجاتے ہیں۔

ہندوستان میں تکافل کی ابتداء کیسے ہو؟

اس مضمون کا سب سے مشکل مرحلہ ہے کہ ملک ہندوستان میں تکافل کی ابتداء کیسے ہو،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ہندوستان ایک کثیر المذہبی ملک ہے جہاں کثیر الجماعتی نظام حکومت رائج ہے، جبکہ ہمارے اس ملک میں Mixed Economics کام کرتی ہے، سرمایہ دارانہ نظام اور Capitalism کا غلبہ ضرور ہے، پھر بھی بہت سارے میدانوں میں حکومت عوام کو اپنی مرضی کے مطابق تجارت کرنے کی چھوٹ بھی دیتی ہے، اس عنوان کے تحت مزید لکھنے سے پہلے کچھ حقائق کا ذکر کرنا ضروری ہے، پھر ہمارا طریقہ کار کیا ہو وہ بیان کیا جائے گا۔

۱- ملک کے مشہور روزنامہ Times of India میں شائع شدہ خبر (۲۸/۳/۲۰۱۰ء) کا خلاصہ یہ ہے کہ N.C.A.E.R (نیشنل کاؤنسل فار اپلائیڈ ایکانومک ریسرچ) کے سروے کے مطابق ہر دس مسلمان افراد میں سے تین افراد سطح غربت کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، جن کی ماہانہ آمدنی ۵۵۰ روپے سے بھی کم ہے (۲۰۰۴-۲۰۰۵ کے مطابق) اس طرح کل ۳۱ رفیصد مسلمان سطح غربت کے نیچے زندگی گزار رہے ہیں، جبکہ ۲۰۰۱ء کی مردم شماری کے مطابق ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد ۱۳.۸ کروڑ ہے، جو ہندوستان کی آبادی کا ۱۳.۴ حصہ ہے۔

۲- ۲۰۰۱ء کی جاریہ مردم شماری کے مطابق ہندوستان باعتبار آبادی چین کے بعد دوسرے نمبر پر ہے، جس کے مطابق ہندوستان کی آبادی ۱،۲۱۰،۱۹۳،۴۲۲ ہے، (دیکھئے: Wikipedia) جس میں مسلمانوں کا تناسب تقریباً سولہ سے اٹھارہ کروڑ ہے (دیکھئے: www.indian muslim obesarver.com پر wikipedia کی رپورٹ)۔

۳- مشہور ویب سائٹ Rediff.com پر ۹/۷/۲۰۰۵ء کی خبر کا عنوان تھا:

Now Islamic Insurance from LIC

جس میں واضح کیا گیا تھا کہ اب ریزو بنک آف انڈیا بھی ہندوستانی بینکوں میں اسلامک بینکنگ کی راہ ہموار کرنے کا مشتاق ہے، نیز LIC بھی تکافل سے متعلق تیاریاں کر رہی ہے، چنانچہ LIC کا نیا انٹرنیشنل وینچر Indo-Saudi Insurance Company

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں تکافل کی خدمات متعارف کروانے والا پہلا ادارہ ہوگا۔

اس پس منظر میں دیکھیں کہ ہندوستان میں تکافل کی کتنی ضرورت ہے اور اس کے لئے کس قسم کی کوشش کی جانی چاہئے۔

اس سلسلہ میں عاجز کی رائے یہ ہے کہ تکافل کے تعلق سے ہونے والی کوششیں دو پیمانوں پر ہوں، ایک تو ملکی پیمانہ پر اور دوسرے بین الاقوامی پیمانہ پر، پھر ملکی پیمانہ پر تکافل کی ترغیب تین سطحوں پر ہو، (۱) حکومتی سطح پر، (۲) تعلیمی سطح پر، (۳) عوامی سطح پر۔

۱-حکومتی سطح کی کوششیں: گذشتہ سالوں، بلکہ گزشتہ دہائیوں کا معاشی خاکہ (بالخصوص انشورنس کے حوالہ سے) حکومت کے سامنے رپورٹ کی شکل میں پیش کیا جائے، جس میں اعداد وشمار کی روشنی میں انشورنس سے ہونے والے منافع بتائے جائیں، پھر نظام تکافل کی ترتیب کے مطابق ان منافع کو واضح کیا جائے کہ اگر روایتی انشورنس کی جگہ تکافل سسٹم ہوتا تو نتائج کیا ہوتے۔

۲-تعلیمی سطح پر کام کرنے کے دو میدان ہیں، پہلا تو یہ کہ یونیورسٹی اور تعلیمی اداروں سے وابستہ افراد اور بالخصوص معاشیات واقتصادیات کے موضوع پر اتھارٹی رکھنے والے حضرات کو تکافل کی تفصیلات فراہم کر کے اس سے متعلق اظہار خیال کی دعوت دی جائے، نیز ان کی جوابی تحریروں کو یکجا کر کے شائع کروایا جائے، تاکہ دیگر حضرات ان کی رائے سے واقف ہوکر نئی جہت میں سوچنے کے قابل ہوسکیں، جبکہ دوسرا میدان طلبہ کا ہے، جس میں کالج ویونیورسٹی کے طلبہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے محنت کی جائے، ایک تو وہ طلبہ جو بلاواسطہ کامرس وا یکونومکس سے جڑے ہیں، انہیں تطبیقی انداز میں سمجھا کر قابل قدر مواد فراہم کیا جائے، اور دوسرے وہ طلبہ جو کسی اور فن سے وابستہ ہیں، انہیں علمی مواد کی فراہمی کے علاوہ Dema اور Presentations کے ذریعہ سمجھایا جائے۔

۳-عوامی سطح کی کوششیں: عوام کو بھی تین زمروں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک تو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد ہیں جو تجارت پیشہ ہیں، دوسرے وہ ہیں جو سرکاری ملازم یا پرائیوٹ ملازم ہیں، اور تیسرے وہ ہیں جو Pension حاصل کرتے ہیں یا معذور ہیں۔ تجارت پیشہ افراد کو جنرل تکافل کی شکل اور منافع بتائے جائیں، جبکہ بقیہ دونوں قسم کے افراد کو فیملی تکافل کی جانب متوجہ کیا جائے، الغرض تکافل میں انضمام کی تمام ممکنہ صورتوں کو اختیار کرنے کی کوشش کی جائے۔

بین الاقوامی سطح پر کئے جانے والے اقدامات:

۱- دنیا بھر میں موجود کامیاب تکافل کمپنیوں کو اس بات کی دعوت دی جائے کہ وہ ملک ہند میں بھی اپنا کاروبار شروع کریں، رپورٹس، اعداد وشمار اور مسلمانوں کا تناسب بتا کر ان کو تکافل مارکیٹ کی وسعت سے متعلق بھی جانکاری دی جائے۔

۲- IBM اور IIM کے طلبہ، نیز ہندوستان کے معیاری اداروں کے طلبہ کے لئے تکافل سے متعلق ورکشاپ کا انعقاد کیا جائے، اوران کی ذہن سازی کے لئے ملکی وغیر ملکی ماہرین کو بلا کر تکافل کا صحیح تعارف پیش کیا جائے۔

نیز چند اور اہم نکات یہ بھی ہیں:

☆ لفظ تکافل کی جگہ کوئی اور ہم معنی لفظ کا استعمال کیا جائے۔

☆ برادران وطن کو اس مہم میں بالخصوص قریب کرنے کی کوشش ہو، کیونکہ تکافل کا تعلق صرف اسلام ہی سے نہیں، بلکہ ساری انسانیت سے ہے۔

☆ تکافل کی پلاننگ منظم انداز میں ہو اور طویل المیعاد ہو، جو کم از کم پانچ سال کا ٹارگیٹ مقرر کر کے کام کرے، کیونکہ کم وقت میں بڑی تبدیلی لانا بہت ہی مشکل ہے۔

☆ عوامی بیداری پیدا کرنے کے لئے پمفلٹ، کارنر میٹنگس، ہورڈنگس کا استعمال ہو، نیز رضا کار افراد کی ایک جماعت ہو جو ملک بھر میں اس کاز کے لئے کام کرے۔

☆ ملک کی Mega Cities اور بڑے شہروں میں پروگرام منعقد کیے جائیں، جس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جید علماء کرام شریعت کی روشنی میں تکافل کا مقصد بیان کریں اور ماہر اقتصادیات افراد اس کے فوائد و منافع اور عصر حاضر میں اس کے طریقہ کار کو واضح کریں، تاکہ کہیں بھی دین اور دنیا بہر دو اعتبار کوئی کمی نہ رہے۔

☆ ایسے اداروں کی بنیاد رکھی جائے یا موجودہ اداروں میں کورسیز کی ابتداء کی جائے جس کا مقصد مروجہ انشورنس سے ہٹ کر تکافل کی افادیت ثابت کرنا ہو، اور کورس میں اس بات کو ملحوظ رکھا جائے کہ وہ تطبیقی انداز میں ہو، صرف کتابی یا تھیوری کے طرز پر نہ ہو۔

☆ ہندوستان کی انشورنس کمپنیوں میں سے مشہور کمپنیاں جیسے Relience, LIC اور Bajaj Allianz وغیرہ سے رابطہ کر کے ان کے ذمہ داروں سے تبادلہ خیال کیا جائے، جو غالباً کسی حد تک شروع ہو چکا ہے۔

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ امت اسلامیہ کو اور سسکتی ہوئی انسانیت کو مغربی نظام سے اور اس کے شکنجہ سے آزاد کروانا، صلیبی وصہیونی پنجوں کو اپنے مفادات کے حصول سے روکنا، باہمی اخوت ومحبت اور آپسی اتحاد و اتفاق کو قائم کرنے میں؛ نیز اسلامی بیداری کے لئے ہر شعبہ حیات میں ممکنہ کوشش کا کرنا اور اس کے ہر جائز وسیلہ کا اختیار کرنا ہر مسلمان کی اور ہر ''انسان'' کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہے، اور ایک عالم دین ہونے کی مناسبت سے ہماری یہ ذمہ داری کچھ اور بڑھ جاتی ہے کہ اس کے لئے ہمیں نہ صرف محنت کرنا ہے، بلکہ افراد سازی و کردار سازی بھی کرنا ہے، قرآن کی بشارت ﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا﴾ (سورہ الطلاق:۲) کے مطابق ہر انسان پر اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ برکت ورحمت کا رشتہ حلال سے ہے، نہ کہ حرام سے، اور قرآن ہی کے بیان کردہ اصول ﴿وأحل اللہ البیع وحرم الربا﴾ (سورہ البقرہ:۲۷۵) میں خالق کائنات نے آمدنی وتجارت کے حلال وحرام ذرائع کو تاقیامت آنے والی انسانیت کے لئے بیان فرمادیا ہے،

السعی منا والإتمام من اللہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد حاضر میں اسلامی انشورنس (تکافل) کی ضرورت

جناب ایچ عبدالرقیب☆

تکافل کیا ہے؟

تکافل عربی زبان کا لفظ ہے جو کفالت سے نکلا ہے اور کفالت ضمانت اور دیکھ بھال کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں باہم ایک دوسرے کا ضامن بننا یا باہم ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنا مراد ہے۔

''تکافل'' کی بنیاد بھائی چارے، امداد باہمی، اور تبرع کے نظریے پر ہے جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ دور جدید میں تکافل کو روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر بطور اسلامی انشورنس کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس نظام میں تمام شرکاء باہم رسک شیئر کرتے ہیں اور شرکاء باہمی امداد و بھائی چارے کے اس طریقے سے مقررہ اصول وضوابط کے تحت ممکنہ مالی اثرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ روایتی انشورنس کے مقابلے میں تکافل کا نظام ایک عقد تبرع ہے کہ جس میں شرکاء آپس میں ان خطرات کو تقسیم کرتے ہیں، تکافل نظام کے عقد تبرع کے نتیجے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی قسم کے سود کا عنصر موجود نہیں۔

قرآن وسنت میں تکافل کا تصور:

تکافل کا تصور کوئی نیا ایجاد کردہ تصور نہیں ہے، بلکہ واضح طور پر قرآن کریم اور احادیث

☆ جنرل سکریٹری انڈین سینٹر فار اسلامک فائنانس، نئی دہلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارکہ میں یہ تصور موجود ہے، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں باہمی امداد اور تعاون کی بڑی ترغیب دی گئی ہے اور یہی باہمی امداد ہی تکافل کی بنیاد ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری ہے: ﴿وتعاونوا علی البر و التقوی﴾ (المائدہ:۲) (نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو)۔

﴿إنما المؤمنون إخوۃ﴾ (الحجرات:۱۰) (مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔

اس تعاون اور باہمی بھائی چارے کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور ایک دوسرے کے لئے سہارا بن جائیں اور مصیبت میں کام آئیں، جیسا کہ بھائی آپس میں کرتے ہیں۔ انہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا میں بھائی چارے، اخوت، ہمدردی، اور باہمی تعاون کی خوش گوار فضا قائم ہوسکتی ہے اور یہی نظریہ تکافل کی بنیاد ہے۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ تکافل صرف مسلمانوں کے لئے نہیں کوئی بھی فرد جو اس کا ممبر بنے گا وہ اس سے استفادہ کر سکے گا۔ ملیشیا میں مسلمان ہی نہیں، بلکہ غیر مسلم بھی اسلامی بنکوں اور تکافل کمپنیوں کے ساتھ معاملات کرتے ہیں، یہ معاہدہ باہمی تعاون و تناصر پر مبنی ہے، چنانچہ اس میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ ''ہر گروہ کو عدل و انصاف کے ساتھ اپنی جماعت کا فدیہ دینا ہوگا'' اس قیدی کے چھڑانے کا فدیہ اسی قبیلے کے ذمہ ہوگا۔

بعض لوگوں کے نزدیک انشورنس یا تکافل اسلام کے تصور توکل کے خلاف ہے۔ یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے اور درست نہیں، توکل کے معنی ترک اسباب کے نہیں۔ بلکہ اسباب کو اختیار کرتے ہوئے اس کے نتائج کو اللہ کے حوالے کرنے کا نام توکل ہے۔ لہذا اسباب کو اختیار کرنا اور اس کے نتائج وثمرات کو اللہ تعالی کے سپرد کرنا ہی توکل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بدوی نے اونٹ کو باندھے بغیر چھوڑا اور اس کو توکل سمجھا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کو تنبیہ فرمائی۔

ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونٹ کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا اس کو چھوڑ دوں، پھر اللہ پر توکل کروں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، بلکہ پہلے اونٹ کو باندھو اور پھر اللہ تعالی پر توکل کرو (ترمذی: ۲۷۷۱)۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام نے اسباب اختیار فرمائے ہیں، بیماری میں علاج اختیار فرمایا ہے، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ (جب ہم بیمار ہوں تو) کیا ہم علاج کروائیں؟ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو! ہاں علاج کراؤ، کیونکہ اللہ تعالی نے بڑھاپے کے علاوہ تمام بیماریوں کا علاج پیدا کیا ہے

(مشکوۃ ۲/۳۸۸، رواہ احمد و ترمذی و ابوداؤد)۔

اپنی اولاد کے لئے ورثے کے طور پر کچھ مال وغیرہ چھوڑنا، تاکہ وہ بعد میں دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں اور ذلیل نہ ہوں اس کو شریعت نے افضل قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: "آپ اپنی اولاد کو مال دار چھوڑیں یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ آپ انہیں فقر و فاقے کی حالت میں چھوڑیں اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں" (بخاری ۱/ ۳۸۳)۔

قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ اس نظام کے جائز ہونے، بلکہ مستحسن ہونے میں کوئی شبہ نہیں بشرطیکہ یہ اپنے صحیح اصولوں کے مطابق ہو اور اخلاص کے ساتھ ہو۔

ممکنہ مالی خطرات کی پیش بندی:

ممکنہ خطرات سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنا (یعنی رسک منیجمنٹ) اور مالی اثرات کو ختم یا کم کرنے کا خیال کوئی نیا تصور نہیں ہے، خود شریعت نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے، اگر جائز طریقہ کار کے مطابق ایسی تدابیر اختیار کی جائیں تو یہ اسلام کے خلاف نہیں، چنانچہ اسلام میں بھی رسک منیجمنٹ کی مثالیں پائی جاتی ہیں اس کی سب سے خوب صورت مثال وہ ہے جو سورہ یوسف میں قحط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سالی سے نمٹنے کے لئے سیدنا یوسفؑ کے اٹھائے گئے اقدامات کی صورت میں بیان ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ قتل خطا کی صورت میں تاوان (دیت) کے ادا کرنے کی مثال دی جاسکتی ہے جسے اگر کوئی شخص قتل کردے، جس کے نتیجے میں دیت واجب ہوجائے تو بعض صورتوں میں دیت قاتل ادا نہیں کرتا، بلکہ اس کی برادری پر واجب ہوتی ہے اس کو عاقلہ کہتے ہیں۔ اس طرح نقصان پوری برادری پر تقسیم ہوجاتا ہے۔ اس نظام کو مدینہ کے اولین دستور ''میثاق مدینہ'' میں باقاعدہ قانونی (Legal) حیثیت دی گئی تھی۔

''هذا كتاب من محمد النبي رسول الله بين المؤمنين من قريش وأهل يثرب ومن تبعهم فلحق بهم فعل معهم وجاهد معهم أنهم أمة واحدة دون الناس للهاجرون من قريش على رباعتهم يتعاقلون بينهم معاقلهم الأولى وهم يفدون عانيهم بالمعروف والقسط بين المؤمنين والمسلمين'' (کتاب الاموال)۔

(یہ تحریر محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے قریش کے مسلمانوں اور اہل یثرب اور ان کے متعلقین کے درمیان ایک معاہدہ ہے کہ یہ سب مل کر امت کی مانند ہوں گے۔ قریش کے مہاجر اپنی پچھلی دیتیں اپنے پچھلے طریقے کے مطابق ادا کرتے رہیں گے اور عدل وانصاف کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں گے)۔

موجودہ دور میں خصوصاً ''ممکنہ خطرات کی پیش بندی کرنا'' ایک اہم ضرورت بن گیا ہے، اسی بناپر فقہاء امت نے غور وخوض کے بعد تکافل کے اس طریق کار کو جو غیر شرعی طریقوں اور خرابیوں سے پاک ہے، روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

تکافل کا طریقہ کار:

تکافل کے نظام میں کمپنی کی حیثیت وکیل یا منیجر کی ہوتی ہے، تکافل نظام میں سب سے پہلے کمپنی کے شیئر ہولڈر کچھ رقم باقاعدہ وقف کرتے ہیں اس رقم سے ایک وقف پول یا فنڈ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(Participant's Takaful Fund) قائم کیا جاتا ہے جہاں ان شیئر ہولڈروں کی حیثیت وقف کنندہ کی ہوتی ہے۔ البتہ اس وقف کے منافع سے وہ استفادہ کرتے ہیں اس وقف فنڈ کو PTF کا نام دیا گیا ہے۔

فقہ کا مشہور اصول ہے کہ "شرط الواقف کنص الشارع" یعنی وقف کرنے والے کی شرط صاحب شریعت کے فرمان کی مانند ہے، اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے واقف، وقف فنڈ میں کچھ شرائط عائد کرتے ہیں جس میں ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ جو شخص بھی اس وقف فنڈ کو عطیہ دے گا، اس وقف فنڈ سے وقف شرائط کے مطابق وہ فوائد کا مستحق ہوگا۔

وقف کے اندر چونکہ اس بات کی گنجائش ہے کہ وہ مخصوص طبقے یا افراد کے لئے ہو، مثلاً کوئی شخص اپنے باغ کو اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ اس کا پھل صرف فلاں شخص کو یا میری اولاد کو دیا جائے یا میری زندگی میں مجھے ملتا رہے، وغیرہ تو یہ شرائط لگانا نہ صرف جائز، بلکہ مندرجہ بالا اصول کی روشنی میں ان کی پابندی بھی لازمی ہے، اسی طرح تکافل سسٹم میں وقف کرنے والا وقف کے مصالح کے پیش نظر وقف کے دائرے کو مخصوص افراد تک محدود اور وقف فنڈ سے استفادہ کرنے کی مخصوص شرائط مقرر کر سکتا ہے۔

لوگ اس فنڈ کی رکنیت حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ اس فنڈ کو بطور تبرع ایک خاص مقدار میں حسب شرائط وقف نامہ عطیات دیتے ہیں اور جن شرائط کو بھی نقصان پہنچے تو وہ وقف فنڈ سے فوائد کے اصول کے مستحق ہوتے ہیں جو عطیات اس فنڈ میں آتے ہیں۔ وہ محض تبرعات ہوتے ہیں بذات خود وقف نہیں ہوتے، بلکہ مملوک وقف ہوتے ہیں، جیسا کہ کسی بھی وقف میں دیا گیا چندہ وقف نہیں ہوتا، بلکہ مملوک وقف ہوتا ہے، یہ عطیات چونکہ شرکاء کی ملکیت سے خارج ہوتے ہیں، اسی لئے ان پر نہ زکوۃ واجب ہوتی ہے اور نہ ان میں میراث کے احکام جاری ہوتے ہیں اور نہ اس کی بنیاد پر وہ سرپلس کے مستحق ہوتے ہیں (کمپنی مالکان اس رقم کو اپنے تصرف میں نہیں لا سکتے)۔ یہ تبرعات مکمل طور پر وقف پول کی ملکیت میں چلے جاتے ہیں اور وقف پول قواعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضوابط کے مطابق ان تقویم کو استعمال کرتا ہے، پھر جب ان کو نقصان پہنچتا ہے تو پھر اس کے نتیجے میں وہ اس وقف پول سے فوائد کے حصول کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

مذکورہ وقف فنڈ کو شرعی طریقے کے مطابق کاروبار میں لگایا جاتا ہے اور اس سے حاصل شدہ نفع کا مالک یہی وقف فنڈ ہوتا ہے۔ اس فنڈ کو دیئے گئے تبرعات کی بنیاد پر نہیں ہوتے، بلکہ یہ فوائد عطائے مستقل ہوتے ہیں، یعنی اس لحاظ سے کہ عطیہ دینے والے بھی موقوف علیہ ہوتے ہیں، کیونکہ واقف میں وقف فنڈ سے استفادے کا حق اس کو دیا ہے جو اس کی رکنیت حاصل کرے، اس لحاظ سے ہر ممبر موقوف علیہ ہوگیا (موقوف علیہ: اس کو کہتے ہیں جس پر وقف کیا گیا ہو)۔

تکافل کے اقسام:

تکافل کی دو اقسام ہیں: ۱- جنرل تکافل، ۲- فیملی تکافل۔

عمومی (جنرل) تکافل: عمومی تکافل میں اثاثہ جات، یعنی جہاز، موٹر اور مکان وغیرہ کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے۔ اگر اس اثاثے کو جس کے لئے تکافل کی رکنیت حاصل کی گئی ہو کوئی حادثہ لاحق ہو جائے تو اس نقصان کی تلافی 'وقف فنڈ' (پی ٹی ایف) سے کی جاتی ہے۔ کمپنی اس وقف فنڈ کو منظم کرتی ہے اور وکالہ فیس وصول کرتی ہے۔ نیز اس فنڈ میں موجود رقم کو سرمایہ کاری میں لگاتی ہے، جس کی مختلف شرعی شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں۔ اس میں فنڈ رب المال ہوتا ہے۔ اور کمپنی مضارب ہوتی ہے، جبکہ نفع کا خاص تناسب طے ہوتا ہے۔ اس تناسب سے کمپنی کو بحیثیت مضارب اپنا حصہ ملتا ہے، اور باقی نفع وقف فنڈ میں جاتا ہے، جو فنڈ کی اپنی ملکیت ہوتا ہے۔

فیملی تکافل یا لائف تکافل: تکافل کی اس قسم میں انسانی زندگی کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل رکنیت فراہم کی جاتی ہے، اس میں شرکاء کو تکافل تحفظ کے ساتھ ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلال سرمایہ کاری کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ شریک تکافل جب کسی تکافل کمپنی میں رکنیت حاصل کر لیتا ہے تو ایک مخصوص مدت کے لئے ایک خاص رقم (پریمیم) ماہانہ یا سالانہ بنیاد پر ادا کرتا ہے جس میں سے کچھ رقم فنڈ میں جمع کی جاتی ہے، اس میں وقف فنڈ کے علاوہ ایک اور فنڈ ہوتا ہے جس کا نام پی آئی اے (PIA: Participatn's Investment Account) ہے۔ یہ شریک تکافل کا سرمایہ کاری فنڈ ہوتا ہے، جبکہ جنرل تکافل میں شریک کا پی آئی اے اکاؤنٹ نہیں ہوتا۔

اس کا طریقہ کار یہ ہے: شریک کا تکافل کی جانب سے دی گئی رقم پہلے اس کے اکاؤنٹ میں آتی ہے، جہاں اس کی سرمایہ کاری اسلامک میوچل فنڈز کے طور پر کی جاتی ہے اور اس رقم سے شرکاء کے لئے فنڈ میں یونٹس خرید لیے جاتے ہیں۔ وہاں سے کچھ حصہ یونٹس کی منسوخی کے ذریعے وقف فنڈ پی ٹی ایف کے لیے نکال لیا جاتا ہے۔ پی آئی اے میں موجود رقم شریک کی ملکیت ہوتی ہے جس پر میراث اور زکوۃ کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ وقف پول میں آنے والی رقم محض تبرع کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اور تبرع کی بنیاد پر یہ رقم شریک تکافل کی عمر، صحت، پیشہ، اس کے طور طریقے اور رکنیت پلان کے مطابق مختلف ہوسکتی ہے۔ پی آئی اے میں موجود رقم سے اخراجات نکالنے کے بعد کمپنی بطور وکیل اس رقم کی شریعہ بورڈ کی نگرانی میں سرمایہ کاری کرتی ہے۔ کمپنی سرمایہ کاری کے لئے اپنی وکالہ فیس وصول کرتی ہے جس کا نفع سے تعلق نہیں ہوتا، اور یہ وکالۃ الاستعمار کہلاتا ہے۔ سرمایہ کاری کے نتیجے میں حاصل شدہ منافع شریک تکافل کو فراہم کیا جاتا ہے۔ اگر شریک تکافل کو کبھی کوئی بھی حادثہ پیش آجائے تو وقف فنڈ سے اس کی تلافی کی جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریک تکافل کی جانب سے ادا کردہ زر تعاون دو مدات میں تقسیم ہوتا ہے۔ رقم کا کچھ حصہ بطور تبرع وقف فنڈ میں چلا جاتا ہے اور باقی ماندہ حصہ سرمایہ کاری میں لگایا جاتا ہے۔

تکافل تحفظ کے سلسلے میں تمام کلیمز کی ادائیگی وقف پول سے کی جاتی ہے۔ اسی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال کے آخر میں کلیمز کی ادائیگی اور اخراجات مہیا کرنے کے بعد شریعہ بورڈ سے منظوری لے کر سرپلس (بچ جانے والی رقم) کو شرکاء کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر سال کے اختتام پر تمام ادا کرنے کے بعد بچ جانے والی رقم کو 'سرپلس' کہتے ہیں۔ نقصان کی صورت میں تکافل آپریٹر اپنی وکالہ فیس میں کچھ اضافہ کے بغیر وقف فنڈ کو قرض حسنہ فراہم کرتا ہے۔

وقف فنڈ کی آمدنی:

۱-شرکاء تکافل سے وصول شدہ زر تعاون۔

۲-ری تکافل آپریٹر سے حاصل شدہ کلیمز۔

۳-فنڈز کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ نفع۔

۴-فنڈز کی سرمایہ کاری کے نتیجے میں تکافل آپریٹرز کا نفع میں حصہ۔

۵-سرپلس کا وہ حصہ جو ممبران میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۶-قرض حسنہ کی واپسی۔

۷-عطیات/خیرات کی مد میں ادا کی گئی رقم۔

تکافل نظام میں کمپنی کی حیثیت:

تکافل نظام میں کمپنی کی اصل حیثیت وکیل یا منیجر کی ہوتی ہے۔ کمپنی وقف فنڈ کی دیکھ بھال کے لئے وکالہ فیس وصول کرتی ہے۔ یہ فیس وقف فنڈ کے لئے دیئے گئے عطیات سے وصول کی جاتی ہے، نیز کمپنی وقف فنڈ میں موجود رقم کو اسلامی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری میں لگاتی ہے۔ اس حیثیت سے کمپنی چونکہ مضارب ہوتی ہے اور فنڈ رب المال ہوتا ہے، لہذا کمپنی مضاربہ کے نفع میں سے متعین حصہ وصول کرتی ہے۔ نیز اس فنڈ میں موجود رقم کو انوسمنٹ کے لئے شرعی کاروبار میں لگاتی ہے، جس کی مختلف شرعی شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں۔ اس میں فنڈ رب المال ہوتا ہے، اور کمپنی مضارب ہوتی ہے، جبکہ نفع کا خاص تناسب طے ہوتا ہے۔ اس تناسب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کمپنی کو بحیثیت مضارب اپنا حصہ ملتا ہے، اور باقی نفع وقف فنڈ میں جاتا ہے، جو فنڈ کی اپنی ملکیت میں جاتا ہے۔

تکافل اور روایتی انشورنس میں فرق:

تکافل	روایتی انشورنس
تکافل محض عقدِ تبرع ہے	مروجہ انشورنس عقدِ معاوضہ ہے اور شرعاً دونوں کے احکام بالکل الگ ہیں
تکافل میں سرپلس میں سے ممبرز کو بھی حصہ مل سکتا ہے	انشورنس میں سرپلس کمپنی کا ہوتا ہے۔
تکافل میں دی جانے والی رقم (وقف فنڈ) کی ملکیت میں جاتی ہے، کمپنی اس کی مالک نہیں ہوتی۔	روایتی انشورنس میں رقم کی مالک کمپنی ہوتی ہے۔
تکافل میں جمع شدہ رقوم پر حاصل شدہ نفع فنڈ میں جاتا ہے۔ کمپنی اس کی مالک نہیں ہوتی۔	انشورنس میں اس نفع کی مالک بھی کمپنی ہوتی ہے۔
تکافل کا اصل مقصد "وتعاونوا علی البر والتقوی" ہے۔	انشورنس کا اصل مقصد پریمیم کے بدلے رسک خریدنا ہے۔
تکافل میں کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے۔	انشورنس میں کمپنی اصل اور مالک ہے۔
تکافل نظام میں باقاعدہ شرعی بورڈ ہوتا ہے۔ شریعہ بورڈ کی نگرانی میں فنڈ کو شریعت کے مطابق جائز کاروبار میں لگایا جاتا ہے۔	انشورنس میں اس طرح کی کسی بھی قسم کی کوئی نگرانی نہیں ہوتی اور نہ اس طرح کی کوئی پابندی ہی ہے۔ جہاں فائدہ نظر آتا ہے وہاں سرمایہ کاری ہوتی ہے، اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کاروبار شرعاً جائز اور حلال بھی ہے یا نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا یہ واضح ہوا کہ روایتی انشورنس عقد معاوضہ ہونے کی وجہ سے سود، قمار اور غرر سے مرکب ہے، جبکہ تکافل کی بنیاد محض تبرع ہے۔ جس میں ربا کا تصور ہی نہیں اور غرر اگر ہے تو عقد تبرع میں موثر نہیں۔

شرعی نظام تکافل کا خاکہ (عالم اسلام کے تجربات کی روشنی میں):

تکافل کا شرعی نظام نہ صرف مسلم اکثریتی ممالک میں، بلکہ ان ممالک میں بھی جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں روبعمل ہے، فی الوقت ۱۸۰ انشورنس اور گیارہ ری انشورنس ادارے جو شریعہ کے اصولوں پر مبنی ہیں کام کررہے ہیں اور ۲۰۱۵ تک یہ پیشن گوئی کی جارہی ہے کہ دنیا بھر میں 7.10 بلین امریکی ڈالر کا تکافل پریمیم حاصل ہوسکے گا، جبکہ فی الوقت اس کی لاگت تین بلین ڈالر ہے، رسد اور طلب شریعہ پر مبنی انشورنس اور ری انشورنس دنیا بھر میں ابھرتے ہوئے اسلامی سرمایہ کاری اور بنکاری کے پس منظر میں یہ بات کہی جارہی ہے، اس وقت دنیا کی انشورنس مارکٹ کا صرف ایک فیصد تکافل مارکٹ پر مبنی ہے۔ یہ اس لئے بھی کہ دنیا کے مسلمان بغیر اسلامی انشورنس کے اپنی زندگی گزاررہے ہیں۔

تکافل کے جو ماڈلس دنیا میں مروج ہیں وہ وکالہ (Free Driven Islamic Contract) اور مضاربہ (Profit Sharing Islamic Contract) کے شرعی اصولوں پر مبنی ہیں، یا دونوں کے مجموعہ سے چل رہی ہیں۔

تکافل کا آغاز ۱۹۷۹ء میں سوڈان اور متحدہ عرب امارات کی دو کمپنیوں سے ہوا، لیکن اس کو ۱۹۸۴ء میں ملیشیا نے آگے بڑھایا اور قانونی شکل تکافل ایکٹ ۱۹۸۴ء میں پاس ہوا جس کے بعد تکافل کا فروغ ملیشیا میں ہوا اور دوسرے ملکوں میں بھی تیزی سے آگے بڑھا۔ دوسرے اہم مراکز میں سوڈان اور ایران کا نام لیا جاسکتا ہے، عرب دنیا میں سعودی عرب اور بحرین میں قانونی طور پر اس کی پیش رفت ہوئی ہے اور جنوبی افریقہ نے ۲۰۰۶ء میں تکافل ریگولیشن کا آغاز کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوڈان کو بھی تکافل کے میدان میں سرخیل کا درجہ حاصل ہے اور اس نے ۱۹۹۲ء میں قانون پاس کیا کہ ساری ہی کمپنیاں شریعت کے اصولوں پر مبنی ہوں اور انشورنس ایکٹ ۲۰۰۳ء کے تحت آج سوڈان میں کوئی بھی روایتی انشورنس نہیں ہے اور یہاں زیادہ تر Co-operative Principles پر چلائے جا رہے ہیں جو کہ وکالہ اور مضاربہ ماڈل پر چل رہا ہے، عملی طور پر ملیشیا تکافل کے میدان میں آگے ہے اور پاکستان میں بھی ۲۰۰۵ء میں اس کا آغاز ہوا ہے۔ قطر نے بھی اپنے انشورنس قوانین میں ترمیم کر کے Additional Requirement for Takaful Entities under Chapter:6 کے تحت تکافل کے لئے باقاعدہ آغاز کیا ہے، غیر مسلم دنیا میں سنگاپور اور برطانیہ نے پیش رفت کی ہے، سنگاپور نے انشورنس کمپنیوں کے قوانین ہی میں اسلامی انشورنس کو اپنے Supervisory میں Accomodate کیا ہے، سنگاپور کے Monetary Authority نے انشورنس کمپنیوں میں Windows کھولنے کی اجازت دی ہے جو تکافل کا کاروبار کر سکے۔

برطانیہ نے بھی تکافل کی اجازت دی ہے اور اسلامی جنرل تکافل کی کمپنی کو پہلی بار Licence بھی عطا کیا ہے۔

ہندوستان میں تکافل کے اداروں کے قیام کے لئے لائحہ عمل:

ہندوستان جیسے کثیر مذہبی اور Piurai سوسائٹی میں صرف مذہبی بنیادوں کے بجائے اس کے اخلاقی پہلو اور تعاونی کردار کو اجاگر کرنا ہوگا اور سرپلس آمدنی میں حصہ داری اور شفافیت کے عنصر کو بھی نمایاں طور پر پیش کرنا ہوگا۔ مساجد کے ذریعہ اس کی مارکٹنگ اور اس کے فروغ کی شروعات ہونی چاہئے اور دوسرے مذہبی اداروں کی جانب سے بھی۔ سیکولر اور ماڈریٹ لوگوں کو بھی اخلاقی سرمایہ کاری اور تعاونی پہلو پر فوکس کر کے اس کی طرف متوجہ کرانے کی ضرورت ہے۔

تکافل کا کونسا ماڈل ملک کے لئے مناسب ہوگا اس پر بھی ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے جو کہ ہمارے علاقہ میں قبولیت اور پروڈکس (Products) کو ڈیزائن کر لے، مارکٹنگ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیمت کے تعین کو مدنظر رکھ کر کرنا ہوگا۔ تکافل میں وکالہ اور مضاربہ یا دونوں کے ملے جلے طریقہ کو اپنانا ہوگا۔

مضاربہ کا ماڈل پالیسی ہولڈرس کو نفع میں حصہ داری کی وجہ سے زیادہ پسندیدہ قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن عرب ممالک اور پڑوس کے ملک کے علماء اس قسم کے ماڈل کی تائید نہیں کرتے۔

وکالہ ماڈل دنیا بھر میں قابل قبول ہے، لیکن بھاری بھرکم وکالہ فیس کی ادائیگی کی وجہ سے گاہکوں کے لئے قابل توجہ ہونے اور اس میں دلچسپی لینے سے روکتا ہے۔

اس لئے وکالہ اور مضاربہ دونوں پر مشتمل ماڈل شریعہ اسکالرس کی بڑی تعداد کے لئے قابل قبول ہے، وکالہ کو تکافل کے ذریعہ نقصان وخطر کے ازالہ کے لئے اور مضاربہ کو سرمایہ کاری کے لئے۔

تکافل کا ملیشیا ماڈل (Malaysia Takaful Model):

بعض ماہرین کے نزدیک ملیشیا نے جو حکمت عملی اختیار کی تھی وہ ہمارے ملک کے لئے بھی ایک مثال بن سکتی ہے۔ ملیشیا نے اپنے کام کو تین مرحلوں میں انجام دیا تھا:

پہلا مرحلہ (1984-1992): تکافل اور شریعہ پر مبنی انشورنس کو ۱۹۸۰ء سے مسلم عوام کے لئے مروجہ انشورنس کے متبادل کی حیثیت سے ابھار کر پیش کیا گیا اور اسی کے فوراً بعد ۱۹۸۳ء میں اسلامی بنکاری کی بنیاد رکھی گئی، اسی دوران ملیشیا کی فتوی کمیٹی نے ایک شرعی فتوی جاری کیا کہ روایتی انشورنس شرعی نقطہ نظر سے قابل قبول نہیں ہے، جس میں ربا، غرر اور قمار پایا جاتا ہے، اس کے فوراً بعد ۱۹۸۴ء کے وسط میں تکافل کا آغاز ہوا اور تکافل ایکٹ پاس کیا گیا جس کے ذریعہ تکافل کے پورے عمل کو Rugulate کیا گیا اور وہاں کے سنٹرل بنک (بنک نگارا ملیشیا) کے گورنر کو تکافل کے ادارے کے لئے بھی ڈائرکٹر جنرل نامزد کیا گیا۔

دوسرا مرحلہ (1993-2000): اس دوران تکافل کے مختلف اداروں کو مستحکم کیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا، ۱۹۹۵ء میں (Asean Takaful Group (ATG کا قیام عمل میں آیا جس میں برونی، انڈونیشیا، ملیشیا اور سنگاپور کے ادارے کو جمع کیا گیا، تاکہ ان کے درمیان بہتر تال میل وتبادلہ اور کارکردگی میں وسعت پیدا ہو۔

۱۹۹۷ء میں (Asean Retakaful International Ltd (ARIL کا قیام ایک Offshore کمپنی کی حیثیت سے Labuan میں ہوا جس سے Retakaful کی سہولیات فراہم ہوسکے اور ممبر ممالک کے اداروں کے درمیان اشتراک ہوسکے۔

تیسرا مرحلہ (-2001): ملیشیا سنٹرل بنک کا وژن۔

ملیشیا کے سنٹرل بنک، بنک نگارا ملیشیا نے ایک دستاویز بعنوان (Fanancial Sector Master Plan FSMP) کو ۲۰۰۰ء میں تیار کیا جس میں تکافل مارکٹ کے فروغ کے تعلق سے چھ نکاتی اہداف مقرر کئے گئے جنہیں ۲۰۱۰ء تک حاصل کرنا تھا، اس دستاویز میں اس چھ نکاتی اہداف کے حصول کے لئے تین اہم امور کی طرف اپنی توجہ اور توانائی کو مرکوز کرنے کا اعادہ کیا تھا۔

الف- اداروں کے Capacity میں درستگی اور فعالیت، افرادی قوت میں صلاحیتوں کے فروغ انتظامی امور اور اداروں کو چلانے والوں کے استعداد میں اضافہ۔

ب- فائنانشیل انفراسٹرکچر میں اضافہ اور بہتری، مارکٹ میں وسعت اور اسلامی فائنانس میں نئے پروڈکس کی تیاری اور ازالہ وتخفیف خطر کے نئے ضابطہ۔

ج- قانونی پہلوؤں میں نئے اور بہتر اضافے، تاکہ وہ اخلاقی کوڈ (Eltical Code) کی طرف اور بہتر طریقہ سے روبعمل ہوں۔

ملیشیا کے ایک چوتھائی صدی کے مرحلہ وار تجربات کی روشنی میں ملک عزیز میں جہاں مسلمانوں کی آبادی 15-20 کروڑ ہے اور جس کے لئے اسلامی انشورنس اور تکافل کی شدید ضرورت ہے۔ جس کے لئے ہم ایک جامع منصوبہ بنائیں اور کام کا آغاز کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کرے کہ ہم نظریاتی گفتگوؤں اور سمینار و سمپوزیم سے آگے بڑھ کر عملی اقدام کی طرف پیش قدمی کریں۔

رب جلیل وقدیر ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کا آغاز کریں۔

نوٹ: (مضمون کی تیاری وترتیب میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی کتاب ''انشورنس اسلامی معیشت میں''، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب ''اسلام اور جدید معیشت وتجارت''، جناب زاہد حسین اعوان کے مضمون ''تکافل- ایک تعارف'' اور مسٹر توبیاص فرنس مدھوسر ہانن سری دھرن اور یم کرشنا لیس ایر کے مقالہ Developing a Takaful Prodects in India - Risks and Challenges سے استفادہ کیا گیا ہے)۔

غور وفکر اور عملی لائحہ عمل کے تعلق سے چند معروضات:

سب سے پہلے بات جس کی طرف ہمیں اپنی توجہ مرکوز کرنی ہے اس کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنی معروف اور مشہور کتاب ''اسلام اور جدید معیشت وتجارت'' میں مضمون کے تعارف اور اس کی ضرورت کے عنوان سے تحریر کیا ہے وہ پیش ہے:

''جب کسی علاقے یا کسی معاشرے میں ناجائز کاروبار کی کثرت ہوتو چونکہ عالم اور مفتی صرف فتوی جاری کرنے والا نہیں ہوتا، بلکہ وہ ایک داعی بھی ہوتا ہے، اس لئے اس کا کام اس حد پر جاکر ختم نہیں ہو جاتا کہ وہ صرف اتنا کہہ دے کہ فلاں کام ناجائز اور حرام ہے، بلکہ بحیثیت داعی اس کے فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ اس کام کو ناجائز اور حرام کہنے کے بعد یہ بھی بتائے کہ اس کا متبادل حلال طریقہ کیا ہے؟ وہ متبادل قابل عمل بھی ہونا چاہئے اور شریعت کے احکام کے مطابق بھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ جب ان کے پاس قید خانے میں بادشاہ کا پیغام پہنچا اور خواب کی تعبیر ان سے پوچھی گئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر تو بعد میں بتلائی کہ سات سال کا قحط آنے والا ہے، لیکن اس قحط سے نجات حاصل کرنے کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ پہلے بتادیا، چنانچہ فرمایا کہ:

﴿فما حصدتم فذروه في سنبله إلا قليلاً مما تأكلون﴾ (سورہ یوسف:۴۷)۔

اس آیت سے یہ استنباط کیا گیا ہے کہ داعی حق صرف حرام کو حرام کہہ دینے پر اکتفانہ کرے یا صرف کسی مصیبت کو بیان کرنے پر اکتفانہ کرے کہ یہ مصیبت آنے والی ہے، بلکہ اپنے امکان کی حد تک اس سے نکلنے کا راستہ بھی بتائے، اور یہ راستہ اسی وقت بتایا جاسکتا ہے جب آدمی معاملات اور حقائق سے واقف ہو''۔

۲- ہندوستان کے مخصوص حالات، یہاں کی جمہوریت، سیکولرزم کی تشریح اور دستور میں مذہبی آزادی، کو پیش نظر رکھ کر فقہ الاقلیات اور مقاصد شریعت اور فقہ اسلامی میں اصول زمان ومکان (Time & Space) کی روشنی میں مسائل حیات کے تجزیہ اور خاص طور پر معیشت ومالیات کے مسائل کا حل آج کے بحران اور کساد بازاری کے تناظر میں قابل عمل طریقہ کار کو اپنا کر اس کی طرف پیش قدمی کرنے کی ضرورت ہے۔

۳- ملک عزیز میں غیر مسلموں میں بھی ابوطالب جیسی شخصیتیں بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر پلاننگ کمیشن نے ۲۰۰۸ء میں جب آئندہ آنے والے سالوں میں مالیاتی سیکٹر میں اصلاحات کے لئے ایک کمیٹی Committee on Financial Reforms (CFSR) کی تشکیل کی تو اسی کے ایک ممبر ڈاکٹر وجے مہاجن جو ملک کے نامور میکرو فائنانس ادارے Basix کے سربراہ ہیں نے خود آگے بڑھ کر Islamic Finance Products کا ایک جامع Presentation ممبران کے سامنے پیش کیا اور اس کمیٹی کی سفارشات میں بلاسودی سرمایہ کاری کو بنکاری کے نظام میں شامل کرانے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

اسی طرح ملک میں تکافل کی ترویج اور تطبیق پر ایک عمدہ اور جامع تحریر تین غیر مسلم ماہرین نے ترتیب دی ہے جن کے نام ہیں: Tobias Fienz، مدھوسودھنن سری دھر اور کرشنا لیس آیر۔ اس مقالہ کا عنوان ہے: Developing a Takaful Products in

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

India: Risk and Challenge جسے انہوں نے دسویں گلوبل کانفرنس آف Actuaries میں پیش کیا۔

۴- سب سے اہم تجویز یہ ہے کہ ہم ایسے امور ومسائل کو زیر بحث وعمل لائیں جن کی ملت کو شدید ضرورت ہے اور جسے ملت اسلامیہ کے علماء اور دانشور مل کر فوری طور پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ اس میں سرفہرست زکوۃ کا اجتماعی نظم ہے جس کے لئے ملک میں نہ کوئی قانونی رکاوٹ ہے اور نہ امت مسلمہ میں آمادگی کی کمی، صحیح تناظر اور واضح انداز میں اس کی اہمیت کو اجاگر کر کے اور قابل فہم اور قابل عمل Programme of Action کو ترتیب دے کر غریب اور مفلس طبقہ کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنا ہمارا اولین اور ترجیحی کام ہونا چاہئے۔ غربت اور افلاس کی حالت زار کو واضح کرتی ہیں جس کا ازالہ زکوۃ کے اجتماعی نظام کے قیام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اسی طرح میکرو فائنانس کے اداروں کے قیام میں سود کے بغیر اجراء کے تعلق سے اس کے اخراجات کے لئے متعین اور معقول آمدنی (سروس چارجز کے عائد کے بغیر) کے فروغ کے لئے معروف اسلامی اسکالرانس زرقا وغیرہ نے اس کے لئے اوقاف کے قیام کی ترغیب دی ہیں اس کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور فقہ اکیڈمی- علماء وزعماء کے ذریعہ اس کی بھرپور تائید کر کے اسے بروئے عمل لایا جاسکتا ہے۔

﴿ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من أمرنا رشداً﴾۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل (تعاونی انشورنس) شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں

مفتی راشد حسین ندوی☆

اسلام نے نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون کا بار بار حکم دیا ہے، اگر اس موضوع سے متعلق نصوص اکٹھا کی جائیں تو خاصہ بڑا ذخیرہ جمع ہوسکتا ہے، ہم اس مختصر تحریر میں بطور نمونہ صرف چند نصوص کا ذکر کرتے ہیں:

۱-اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (سورہ مائدہ:۲) (اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر، اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر)۔

۲- نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"مثل المؤمنین فی توادهم وتراحمهم وتعاطفهم کمثل الجسد، إذا اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد بالسهر والحمی" (مسلم رقم:۲۵۸۶ کتاب البر والصلة باب تراحم المومنین وتعاطفهم)۔

(ایک دوسرے سے محبت کرنے، رحم کرنے اور مہربانی کرنے میں مسلمانوں کی مثال جسم کی طرح ہے، کہ جب اس کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو جگنے اور بخار آنے میں پورا جسم ساتھ دیتا ہے)۔

۳-"عن أبی موسی الأشعری أن النبی ﷺ قال: "إن المؤمن للمؤمن

☆ مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور، تکیہ کلاں، رائے بریلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كالبنيان يشد بعضه بعضاً" (بخاری: رقم الحدیث: ۶۰۲۶ کتاب الادب باب تعاون المومنین، مسلم: رقم: ۲۵۸۵ کتاب البر والصلۃ باب تراحم المومنین وتعاطفہم)۔

(حضرت ابوموسی اشعریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مومن مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے مضبوطی حاصل ہوتی ہے)۔

۴-عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول الله ﷺ: "إن الأشعريين إذا أرملوا في الغزو، أو قل طعام عيالهم بالمدينة جمعوا ما كان عندهم في ثوب واحد، ثم اقتسموه بينهم في إناء واحد بالسوية، فهم مني وأنا منهم" (بخاری: کتاب الشرکۃ باب الشرکۃ فی الطعام رقم: ۲۴۸۶)، مسلم: کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل الاشعریین (۲۵۰۰)۔

(حضرت ابوموسی اشعریؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اشعری قبیلہ کے لوگوں کا زادراہ جب غزوہ میں ختم ہوجاتا ہے، یا مدینہ میں ان کے گھر کا غلہ کم ہوجاتا ہے تو ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے اسے وہ ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر اپنے درمیان برابر برابر ایک برتن میں تقسیم کرلیتے ہیں تو وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں)۔

۵- اسلام کے اہم ارکان میں سے ایک اہم رکن زکوۃ اسی جذبہ تعاون پر مبنی ہے، ﴿إنما الصدقات للفقراء﴾ الآیۃ (سورہ توبہ: ۶۰) اور: "تؤخذ من أغنيائهم وترد إلى فقرائهم" (اس کی صریح دلیلیں ہیں، اس کے علاوہ بھی اسلام کے کئی احکام ہیں اس کی واضح جھلک موجود ہے، جیسے: صدقہ، ہبہ، وقف، صدقہ فطر، قربانی، کفارہ کی تمام اقسام، معاقل اور دیات کا پورا نظام، معاملات کی کئی اقسام جیسے: شرکت، مضاربت، کفالت، وکالت، عاریت، ودیعت، اور قرض وغیرہ۔

۶- اسلام کی تمام تشریعات کا اہم مقصد ضروریات خمسہ کی حفاظت قرار دیا گیا ہے، اور ان ضروریات خمسہ میں دین، جان اور عقل کی حفاظت کے ساتھ عرض ومال کی حفاظت بھی شامل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امداد باہمی مسلمانوں کا طرہ امتیاز ہے:

ان نصوص سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ باہمی تعاون اور امداد کرنا درحقیقت اسلام کے احکام میں سے ایک اہم حکم ہے، اور اس گئی گزری حالت میں اس میدان میں دوسری اقوام اور ملتیں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، پورے برصغیر میں صرف مسلمانوں کے چندوں اور تبرعات سے اقامتی اور غیر اقامتی، نیز چھوٹے اور بڑے مکاتب اور مدارس کا جال پھیلا ہوا ہے جن میں تعلیم مفت ہوتی ہے اور ضرورت مندوں کے لئے رہائش اور کھانا بھی فری ہوتا ہے، اس کی مثال دوسری ملتوں میں ملنی مشکل ہے، پھر غریبوں اور لاچاروں کی امداد کا جو جذبہ ملت اسلامیہ میں نظر آتا ہے، وہ شاید ہی دوسری ملتوں میں نظر آئے۔

لیکن افسوس یہ ہے کہ ہمارا یہ جذبہ صرف چند میدانوں تک محدود ہے، رواں دواں زندگی کے کتنے ہی راستے اور میدان ایسے ہیں جن کو ہم نے بالکل نظر انداز کردیا ہے، ان راستوں اور میدانوں پر دوسری اقوام کا قبضہ ہوگیا ہے، پھر وہاں اسلام کے جذبہ تعاون کو ہم بھلا کہاں پاسکتے ہیں، ان میں تو انہیں اقوام کی چھاپ اور ذہنیت نظر آئے گی جن کا ان پر قبضہ ہے۔

اس کو اس طرح سمجھئے کہ آج جدید علوم اور سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں ہم مسلمان پسماندگی کی انتہا پر ہیں، لہذ نہ تو ہماری طرف سے نئی ایجادات سامنے آتی ہیں نہ جدید نظریات یا اکتشافات، اس میں ہم نے مغرب یا یہود ونصاری کے سامنے مکمل طور پر ہتیار ڈال دیئے ہیں اور ان کو اپنا امام مان لیا ہے، اب صورت حال یہ ہے کہ صنعت وحرفت اور تجارت وزراعت میں بھی ہم انہیں کی ریسرچ اور تحقیقات کے محتاج بنے ہوئے ہیں، اور شاید یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ برتن سے وہی چیز چھلکے گی جو اس کے اندر ہوگی، اور اہل مغرب یا یہود ونصاری کے باطن میں کیا ہے، اس کو قرآن کی معجزانہ تعبیر میں سنئے:

﴿فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيرا وأخذهم الربوا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالباطل﴾ (سورہ نساء: ۱۶۰-۱۶۱) (سو یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں جو ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے اور ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی، اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق)۔

آج بھی یہود میں یہ صفات پوری کی پوری موجود ہیں، بلکہ انہوں نے اپنی شاطرانہ چالوں کے ذریعہ نصاری، بلکہ کل دنیا کو انہیں صفات کا خوگر بنا دیا ہے، لہذا آج خدمت خلق کے تمام شعبے تجارت بن چکے ہیں، جو امور خالصتاً امداد باہمی اور مخلوق خدا کی خدمت کے لئے تھے، وہ سود خوری اور ناجائز وناحق طور پر لوگوں کا مال اور خون پسینے کی کمائی ہڑپ کر جانے کا ذریعہ بن چکے ہیں، اس مقالہ میں ہم کو تعاونی انشورنس پر بحث کر رہے ہیں، انشورنس کی تاریخ بتاتی ہے کہ اس پر یہود ونصاری کی چھاپ نہ پڑتی تو ہمیں اس بحث کی ضرورت ہی نہ پڑتی، اس لئے کہ انشورنس میں سود وجوا بعد میں داخل کئے گئے، ورنہ اس کی ابتداء ہی باہمی تعاون کے جذبہ سے ہوئی تھی۔

انشورنس کے اقسام:

موجودہ انشورنس کو ہم بنیادی طور پر تین قسموں میں کر سکتے ہیں:

۱- گروپ یا اجتماعی انشورنس، یہ قسم حکومت یا کمپنی اپنے ملازمین پر نافذ کرتی ہے اور جبری ہوتی ہے۔

۲- کمرشیل (تجارتی) انشورنس: جو مقررہ قسطیں باندھ کر ہوا کرتی ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:

الف- لائف انشورنس (جیون بیمہ)۔

ب- املاک کا انشورنس، مثلاً: گاڑی مکان دوکان اور جانوروں کا انشورنس۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ج- ذمہ داریوں کا انشورنس، مثلاً گاڑی کا مالک، اس لئے انشورنس کرائے کہ اگر اس کی گاڑی سے حادثہ ہوا اور اسے جرمانہ بھرنا پڑا تو اس کی ادائیگی انشورنس کمپنی کرے، اسی طرح ڈاکٹروں اور دوا فروشوں وغیرہ کا بھی معاملہ ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے: (مجلة البحوث الفقهية المعاصرة العدد التاسع والتسعون ۱۴۲۶ھ ص ۱۶-۱۸، اسلام اور جدید معیشت وتجارت ر ۱۵۹- ۱۶۲، قاموس الفقہ مقالہ تامین)۔

۳- انشورنس کی تیسری قسم: تعاونی انشورنس کی ہے، جس کے بارے میں اوپر نصوص کا حوالہ دے چکے ہیں۔

ان اقسام کا اجمالی حکم:

کمرشیل انشورنس کی تمام اقسام کو ایک قلیل جماعت کو چھوڑ کر تمام علماء نے ناجائز قرار دیا ہے، البتہ سرکاری انشورنس اور تعاونی انشورنس کو علماء کی اکثریت نے جائز قرار دیا ہے (جدید فقہی مسائل ۴ر ۱۰۲- ۱۰۴، اور پہلے ذکر کردہ مصادر)۔

تعاونی انشورنس:

امداد باہمی انشورنس عالم اسلام کے کئی حصوں میں متعارف ہے، اس کو تقریباً تمام فقہ اکیڈمیوں اور جمہور علماء نے جائز قرار دیا ہے۔

تعاونی انشورنس کی تعریف: تعاونی انشورنس کی مختلف الفاظ سے تعریفیں کی جاتی ہیں، لیکن ان سب کا خلاصہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "لوگوں کی ایک ایک مخصوص جماعت، مثلاً کسی بازار والے کسی خاص نقصان کے نشانہ پر ہوں، تو وہ طے کرلیں کہ ہر شخص ایک خاص مقدار میں ریلیف بکس میں رقم جمع کرے گا، اور اگر اسی سے نقصان کی تلافی ہو جائے تو ٹھیک، اور اگر تلافی نہ ہو سکے تو یہ بھی طے کیا جا سکتا ہے کہ مزید اتنی رقم اکٹھا کی جائے گی، اور یہ بھی طے کیا جا سکتا ہے کہ صرف جمع شدہ سے مدد کرنے پر اکتفا کی جائیگی، اور اگر کچھ رقم بچ جائے تو یہ بھی طے کیا جا سکتا ہے کہ وہ تمام ممبروں کو واپس کردی جائے گی اور یہ بھی طے کیا جا سکتا ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے کی ضروریات کے لئے روک لے جائے گی (نظام التامین للدکتور زرقا مجلۃ البحوث الفقہیہ المعاصرۃ عدد ۶۹ ص ۱۹)۔

اس تعاونی انشورنس کے بارے میں دکتور وہبہ زحیلی کہتے ہیں:

"أما التأمين التعاوني بين فئة من الناس الخ" (جہاں تک تعلق ہے لوگوں کی کسی جماعت کے درمیان تعاونی انشورنس کا، تو وہ شرعاً جائز ہے، اس لئے کہ وہ عقود تبرع میں سے ایک ہے نیز نیکی اور خیر میں شرعاً مطلوب تعاون کی قبیل سے ہے، اس لئے کہ ہر شریک دوسرے شرکاء میں سے کسی کو لاحق ہونے والے نقصانات کے ازالہ اور خطرات کے آثار کم کرنے کے لئے خوش دلی سے اپنا حصہ دیتا ہے، خواہ نقصان کسی بھی قسم ہے ہو جیسے آگ لگنے، ڈوبنے چوری ہو جانے گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو جانے، جانور کے مر جانے، نیز اس کا مقصد نفع کمانا نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ مقررہ قسط والی انشورنس کمپنیاں کرتی ہیں۔

شیخ ابو زہرہ کہتے ہیں:

"ولا شك أن هذا النوع من التأمين هو من قبيل التعاون على البروالتقوى الذى ينطبق عليه قوله تعالى: ﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ ويستوى في ذلك الحكم التعاون الاختيارى والتعاون الحكومي الإجبارى، لأنها شركة بين المثقفين به، والمؤمنون حكم المستامنون بشرط أن يكون الكسب حلالاً لاشبهة فيه" (نحو نظام تامینی اسلامی لغریب الاجمال ص ۷۲ من کتابہ "التامین فی الشریعۃ الاسلامیۃ والقانون" (مجلۃ البحوث ۶۹، ص ۳۶)۔

ہندوستانی علماء میں سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

"انشورنس کی پہلی قسم جو باہمی تعاون پر مبنی ہے، تمام ہی اہل علم کے نزدیک جائز ہے، اس میں نفع کمانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ افراد واشخاص کا ایک گروہ طے شدہ خطرہ پیش آنے کی صورت میں مصیبت زدہ شخص کی مدد کرتا ہے، اس لئے اس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک گونہ غرر ضرور پایا جاتا ہے کہ نہ معلوم اس اعانت کا فائدہ کسے پہنچے گا، تاہم یہ اس لئے مضر نہیں کہ غرر ان معاملات میں ممنوع ہے، جن میں دونوں طرف سے عوض کا تبادلہ ہو، تبرعات میں غرر سے کوئی نقصان نہیں، اور انشورنس کی یہ صورت اسی قبیل سے ہے" (جدید فقہی مسائل ۴/ ۱۰۲)۔

البتہ عالم اسلام کے مایہ ناز فقیہ اور عالم مولانا تقی عثمانی صاحب نے عالم اسلام میں موجود اس طرح کی کمپنیوں کے طریق کار سے لاعلمی کے سبب ان کا شرعی حکم بتانے سے گریز کیا ہے (اسلام اور جدید معیشت وتجارت/ ۱۶۲)۔

اس تعاونی انشورنس کو مندرجہ ذیل فقہ اکیڈمیوں نے جائز قرار دیا ہے:

۱- "مجمع البحوث الاسلامیۃ بالقاہرہ" (۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹۶۵ء) قرارداد کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

"التأمين الذی تقوم به جمعيات تعاونية يشترك فيها جميع المستأمنين لتودی لأعضائها ما يحتاجون إليه من معونات وخدمات أمر مشروع وهو من التعاون علی البر" (مجلۃ البنوک الاسلامیہ/ ۳۰، العدد الثانی ۱۳۹۸ء) مجلۃ البحوث الفقہیۃ عدد ۶۹ ص ۴۰)۔

۲- "المؤتمر الاول للاقتصاد الاسلامی" المنعقد فی مکۃ المکرّمۃ فی صفر ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء (مجلۃ البحوث/ ۴۰)۔

۳- "مجلس ہیئۃ کبار العلماء فی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ" ۴/ ۴/ ۱۳۹۷ھ (ابحاث ہیئۃ کبار العلماء ۴/ ۳۰۷، ۳۱۵ (مجلۃ ص ۴۱)۔

۴- "مجلس الفقہ الاسلامی لرابطۃ العالم الاسلامی فی مکۃ المکرّمۃ"۔

اس مجلس نے جو قرارداد پاس کی اس سے اس تعاونی انشورنس کے خط وخال واضح ہو جاتے ہیں، اور ان میں سے ہم یہاں بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، ان تجاویز کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱- انشورنس کی اس نوع کا مقصد صرف امداد باہمی ہوتا ہے اس کی حیثیت عقود تبرع کی ہے، اس کا مقصد نہ کسی قسم کی تجارت ہے نہ نفع کمانا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اس میں سود کی دونوں قسمیں ربا الفضل اور ربا النسیئۃ نہیں ہوتیں، نہ ہی یہ درست ہوگا کہ جمع رقموں کو کسی قسم کے سود میں لگایا جائے۔

۳- اس میں اگرچہ جہالت ہوتی ہے کہ اس کے ممبران میں سے کس کو نفع ہوگا، لیکن چونکہ سب کی نیت تبرع کی ہوتی ہے، لہذا اس میں نہ غرر ہوگا، نہ جوا (مجلۃ البحوث الفقہیۃ المعاصرۃ ۴۰/۲۰-۴۲)۔

تعاونی انشورنس کے امتیازی پہلو:

اوپر کی بحث سے واضح ہوگیا کہ تعاونی انشورنس کی مندرجہ ذیل خصوصیات وامتیازات ہیں:

الف- تعاونی انشورنس تبرع کی ایک ایسی قسم ہے جس کی نظیر اگرچہ فقہ اسلامی میں ہمیں کسی عقد تبرع میں نظر نہیں آتی، لیکن جب تک کتاب وسنت اور قواعد فقہ کے مخالف نہ ہو، اس کے عدم جواز کا فیصلہ درست نہیں ہوگا۔

ب- اس کا مقصد کسی بھی گروپ کے ممبران کی حادثات پیش آنے کی صورت میں مدد ہے، اشعریین والی حدیث میں اس کی اصل موجود ہے، اور خود نبی کریم ﷺ نے اس کو پسند فرمایا ہے۔

ج- اس میں اگرچہ یہ جہالت ہوتی ہے کہ مشارکین میں سے کس کو کتنا فائدہ ہوگا، لیکن اس جہالت سے شرعاً کوئی فرق نہیں واقع ہوگا، جیسا کہ رابطہ عالم اسلامی کی ''مجمع الفقہ الاسلامی'' کی تجویز میں گزر چکا ہے۔

د- تعاونی انشورنس کمپنی ممبران کی نیابت میں کام کرتی ہے، لہذا کلیم ہونے کی صورت میں نقصان کا اندازہ کرنا، جمع مال کی حفاظت کا بندوبست کرنا، نئے ممبران کا اضافہ کرنا، تمام حساب چست ودرست رکھنا، تمام ممبران کی نیابت میں ان کی ذمہ داری ہوگی، اور ظاہر ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنے امور کو انجام دینے والے بغیر معاوضہ کے نہیں مل سکیں گے۔ وکالت اجرت سے بھی جائز ہے، اور بغیر اجرت کے بھی جائز ہے، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ عاملین زکوۃ کو اپنی نیابت میں روانہ فرماتے تھے، اور اس پر تمام فقہاء متفق ہیں کہ ان کو اس عمل کی اجرت دی جاسکتی ہے، اس لئے کہ خود قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے ﴿والعاملين عليها﴾ الآیہ (سورہ توبہ:۶۰)، ابن قدامہ فرماتے ہیں:

"ويجوز التوكيل بجعل وبغير جعل، فإن النبى ﷺ وكل انيسا فى إقامة حد وعروة فى شراء شاة وعمروا وأبا رافع فى قبول النكاح بغير جعل وكان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمالة" (المغنی ۴/۲۱۰ کتاب الوکالۃ بعد تعلیق الوکالۃ علی شرط)۔

(توکیل جائز ہے انعام کے بدلہ بھی اور اس کے بغیر بھی، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت انیس کو حد قائم کرنے کے لئے، حضرت عروہ کو بکری خریدنے کے لئے اور حضرت عمرو اور حضرت ابورافع کو قبولیت نکاح کے لئے بغیر انعام کے وکیل بنایا، اور آپ اپنے عمال کو صدقات کی وصولی کے لئے بھیجتے تھے، اور ان کا معاوضہ مقرر کرتے تھے)۔

۵- عالم عرب میں تعاونی انشورنس میں کمپنیاں مضاربت وغیرہ میں جمع مال کو لگا کر بڑھانے کی کوشش کرتی ہیں، یہاں ہندوستان میں اسلامک بینکوں نے بھی اس طرح کی کوششیں کی تھیں، لیکن نتائج بہت تلخ رہے، ان سے سبق حاصل کر کے اگر یہاں اس طرح کے قدم نہ اٹھائے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا، جب پختگی اور مضبوطی حاصل ہو جائے تو اس طرح کے امور کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔

ہندوستان کے لئے لائحہ عمل:

تعاونی انشورنس کی شکل اتنی آسان اور واضح ہے کہ کسی بھی طبقہ، شہر یا محلّہ کے لوگ چٹ فنڈ کی شکل میں اس کی ابتداء بغیر باقاعدہ کمپنی قائم کئے ہوئے کرسکتے ہیں، سب ممبر کسی معتبر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور معتمد علیہ شخص کو ذمہ دار بنا دیں، اس کے ممبران بنائے جائیں، جو ماہانہ یا سالانہ متعین رقم بطور تبرع جمع کریں، پھر جس مقصد کے تحت رقوم جمع کی ہیں اس میں ضرورت پڑنے پر لگائیں، مثلاً: اگر بیماری میں تعاون کے مقصد سے جمع کیا تھا تو کسی ممبر کے بیمار ہونے پر، اگر گاڑی یا دوکان وغیرہ میں حادثہ پیش آنے پر تعاون کے مقصد سے جمع کیا ہو تو متعین حادثہ پیش آنے پر جمع رقم کو لگائیں۔

اسی طرح مرکزی مدارس اپنے مرکزی اور ذیلی مدارس کی شاخوں کے اساتذہ کے مابین بھی اس طرح کا تعاونی منصوبہ شروع کر سکتے ہیں، پھر اگر دوسرے معتبر ممبران شامل ہونا چاہیں تو ان کو بھی حاصل کیا جا سکتا ہے، بہرحال ابتداء محدود انداز میں ہو اور اگر تجربہ کامیاب ہو تو بتدریج اسے آگے بڑھایا جائے۔

بڑے پیمانہ پر شروعات کرنے سے پہلے عالم عرب میں اس طرح کے کئے جانے والے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے، فقہ اکیڈمی انڈیا کے لئے یہ کام نسبتاً آسان ہوگا کہ اس کے متعلق وہاں سے لٹریچر منگائے، اور یہاں کے اقتصادی ماہرین سے اصول وضوابط کو منظّم کرا دے، اگر ضرورت ہو تو ان اصول وضوابط پر اسباب افتاء کی آراء حاصل کر لے، پھر کوئی بھی فعال شخصیت ان اصول وضوابط اور آراء کی روشنی میں منظّم انداز میں اس میدان میں قدم اٹھا سکتی ہے، اور اس بڑے خلاء کو پر کر سکتی ہے، وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کے دائرہ میں موجودہ انشورنس کا متبادل

مفتی محمد عارف باللہ قاسمی ☆

تکافل اور اسلام:

انسان مختلف النوع خطرات کے درمیان گھرا ہوا ہے، اور بہت سی مرتبہ وہ جانی، یا مالی ایسے خطرات سے دوچار ہوتا ہے جن کا تحمل تنہا اس کے لئے ممکن نہیں ہوتا، اور ایسے مواقع پر دوسروں کی مدد اور اس کے نقصان میں دوسروں کا دست تعاون ضروری ہوتا ہے، تاکہ جس تکلیف کے بوجھ کا وہ تنہا تحمل نہیں کرسکتا اس میں دوسرے اس کے ساتھ تعاون اور نقصان کا تحمل کر کے اس کے لئے اس نقصان کو قابل تحمل بنا سکیں، اسی مقصد نے انشورنس کو وجود بخشا، جو تجارتی اداروں اور افراد کے لئے یقیناً مفید ثابت ہوا اور ہو رہا ہے، کہ تجارتی اداروں کو اس کے ذریعہ رأس المال کی حفاظت مل جاتی ہے، اسی طرح افراد کو بھی یہ اطمینان نصیب ہوجاتا ہے کہ وہ مستقبل میں اگر کسی ناسازگار حالات سے دوچار ہوتا ہے تو اس وقت اس کو انشورنس کے ذریعہ تعاون مل جائے گا، اور پریشانی ومصیبت میں اس کو مدد مل جائے گی۔

ظاہری بات ہے کہ اسلام کسی ایسی چیز کے خلاف ہرگز نہیں ہوسکتا تھا جو انسانیت کے لئے مفید ہو، کیونکہ اسلام سراپا خیر ورحمت ہے، اور اس میں مصالح کی بھرپور رعایت بھی ہے اور لوگوں کی منفعت کا مکمل خیال بھی، اور وہ تعاون وتبرع اور مبتلائے مصیبت کی مدد اور اس کی مصیبت کو کم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ مدرسہ اسلامیہ دار العلوم الربانیہ، حیدرآباد۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ کفالت سے نکلا ہے، کفالت ضمانت اور دیکھ بھال کو کہتے ہیں، یعنی ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنے اور ایک دوسرے کا ضامن بننے اور ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو اپنے سر لینے کا نام تکافل ہے (معجم لغۃ الفقہاء ۱/۱۴۲)۔

مروج تکافل (انشورنس) کی تعریف کرتے ہوئے عبدالستار ابوغدہ لکھتے ہیں:

"التأمين التكافلي هو قيام مجموعة من الأشخاص بالاشتراك في نظام يتيح لهم التعاون في تحمل الضرر الواقع على أحدهم بدفع تعويض مناسب للمتضرر من خلال ما يتبرعون به من أقساط" (التبرع والهبۃ واہمیتہا کبدائل للتعویض فی التکافل)۔

(تکافل انشورنس چند لوگوں کا ایسے نظام میں شریک ہونا ہے جس کے ذریعہ انہیں یہ موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے میں سے کسی مبتلائے مصیبت کی مصیبت کا تحمل اقساط کے ذریعہ سے مناسب عوض دے کر کر سکیں)۔

شیخ ابوغدہ کی طرح دیگر ماہرین نے بھی انہیں الفاظ سے ملتے جلتے دیگر الفاظ میں تکافل انشورنس کی تعریف کی ہے، اس سے تکافل کی یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی بنیاد امداد باہمی، تبرع، بھائی چارے اور دوسروں کی مصیبتوں کے تحمل کے نظریہ پر ہے، اور اس کو روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، جس کے ذریعہ تمام شرکاء باہم خطر انگیزی برداشت کرتے ہیں اور شرکاء امداد باہمی کے اس طریقہ سے مقررہ اصول وضوابط کے تحت ممکنہ مالی خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ مقررہ اصول کے مطابق تعاون کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں، اور اس کے ذریعہ ممکنہ مالی خطرات سے بچاؤ یا اس کے اثرات کو کم کرنے کی تدبیر کی جاتی ہے۔

اس کی اس حقیقت کے اعتبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اس کا تصور موجود ہے اور اسلام میں اس کو جواز حاصل ہے، کیونکہ قرآن واحادیث میں بکثرت باہمی امداد، مصیبتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مصیبت زدہ کے ساتھ جانی، مالی تعاون اور دوسروں کے تکلیف وخطرات کے تحمل کی بڑی ترغیب بیان کی گئی ہے، جو کہ ''عقد تکافل'' (اسلامی انشورنس) کی روح اور بنیاد ہے۔ اللہ عز وجل کا ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی﴾ (المائدہ:۲) (نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو)۔

﴿وأحسنوا إن الله یحب المحسنین﴾ (البقرہ:۱۹۵) (اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے)۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ نے مؤمن کی شان یہ بتائی ہے کہ وہ دوسروں کے احوال سے بے خبر ہو کر زندگی نہیں گزارتے، بلکہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں اور اس کی خاطر خود اپنی ضرورتوں کو قربان کرکے دوسروں کے کام آتے ہیں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿یؤثرون علی أنفسهم ولو کان بهم خصاصة﴾ (الحشر:۹) (اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ اپنے اوپر فاقہ ہو)۔

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''من فرج عن مسلم کربة من کرب الدنیا فرج الله عنه کربة من کرب الآخرة، ومن ستر أخاه المؤمن فی الدنیا ستره الله فی الآخرة، والله فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیه'' (السنن الکبری للنسائی:۷۲۴۶)۔

(جو شخص کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانیوں میں سے کسی پریشانی کو دور کرے گا اللہ اس کی اخروی پریشانیوں میں سے کسی پریشانی کو دور کرے گا، اور جو شخص دنیا میں کسی مومن کے ساتھ ستر کا معاملہ کرے گا اللہ اس کی برائیوں کو آخرت میں چھپا دے گا، اور اللہ اس وقت تک بندے کی مدد کرتے ہیں جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے)۔

نیز اپنی ضرورتوں کے ساتھ دوسروں کی ضرورتوں کا خیال رکھنے اور دوسروں کی مالی مدد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل زاد فليعد به على من لا زاد له، قال: فذكر من أصناف المال ما ذكر، حتى رأينا أنه لا حق لأحد منا في فضل" (احمد: ۱۱۳۱۳، مسلم: ۴۵۳۸، ابوداؤد: ۱۶۶۳)۔

(جس کے پاس زائد سواری ہو تو وہ اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو، اور جس کے پاس زائد توشہ ہو تو وہ اسے اس شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہیں ہے، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مختلف قسم کے مالوں کا تذکرہ کیا، حتی کہ ہمیں یہ محسوس ہونے لگا کہ زائد مال میں ہمارا حق ہی نہیں ہے)۔

نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ليس للمؤمن الذى يشبع وجاره جائع إلى جنبه" (الادب المفرد) (وہ شخص مومن نہیں جو کہ شکم سیر ہو اور اس کے بازو میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو)۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"إن لله خلقاً خلقهم لحوائج الناس يفزع الناس إليهم في حوائجهم أولئك الآمنون من عذاب الله" (معجم طبرانی کبیر: ۱۳۳۳۴)۔

(اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ نے لوگوں کی حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، لوگ اپنی حاجتوں کے سلسلہ میں ان کے پاس جاتے ہیں، یہی لوگ اللہ کے عذاب سے مامون ہیں)۔

ان نصوص سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ایک دوسرے کا تعاون اور دوسروں کی مصیبت میں مدد کی اسلام میں بڑی اہمیت ہے اور اسلام اپنے متبعین کو اس کی تعلیم دیتا ہے۔ قتل خطا کی صورت قانون دیت کو ہی لیا جائے تو اس کی روح بھی یہی ہے کہ یہ ایک بڑا مالی تاوان ہے جو یقیناً ایک انسان کے لئے تنہا بہت مشکل ہے تو اسلام میں اس کی ادائیگی کی ذمہ داری تنہا قاتل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر رکھنے کے بجائے اس کے عاقلہ (اہل نصرت) کو بھی اس کی ادائیگی میں شریک کر دیا، تاکہ اس کی ادائیگی ممکن ہو سکے اور مقتول کے ورثاء کو مالی مدد حاصل ہو سکے، اور اس طرح مقتول کے فوت کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی ہو سکے۔

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں یہودیوں سے معاہدہ کیا، جس میں ایک دفعہ یہ بھی تھی کہ ہر گروہ کو عدل وانصاف کے ساتھ اپنی جماعت کا فدیہ دینا ہوگا، یعنی جس قبیلے کا جو قیدی ہوگا اس قیدی کے چھڑانے کا فدیہ اسی قبیلے کے ذمہ ہوگا (السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۱/ ۵۰۴)۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ معاہدہ بھی اجتماعی تکافل کی ایک مثال ہے اور اس سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام باہمی تعاون کی تعلیم دیتا ہے، اور ایسے مصائب وحالات میں جن میں ایک انسان تنہا اپنی پریشانی کے تحمل کی طاقت نہیں رکھتا، اسلام نے دوسروں کو اس کے تعاون پر آمادہ کیا ہے۔

اسلام میں عقد موالات جائز ہے، یعنی کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے، اور اس کے ساتھ یا کسی تیسرے کے ساتھ یہ معاہدہ اور عقد کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری میراث تمہاری ہوگی اور اگر میں نے کوئی جرم کیا تو اس کا ضمان تم پر ہوگا (تحفۃ الفقہاء ۲/ ۲۸۹)۔

اس عقد کو اسلام نے جائز قرار دیا ہے اور حسب عقد جرم کی صورت میں ضمان کو اس شخص پر لازم کیا ہے، جس کے ساتھ اس نے یہ عقد کیا ہے، علامہ علاء الدین سمرقندی لکھتے ہیں:

"وإذا انعقد عقد الموالاة يصير مولى له حتى لو مات ولم يترك وارثاً يكون ميراثه لمولاه، ولو جنى يكون عقله عليه" (تحفۃ الفقہاء ۲/ ۲۸۹)۔

(جب عقد موالات منعقد ہو گیا تو وہ اس کا مولی ہو جائے گا، اور اگر وہ بلا وارث مر جائے تو اس کا میراث اس کے مولی کے لئے ہوگا، اور جنایت کرنے کی صورت میں مولی پر اس کا ضمان ہوگا)۔

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں دوسروں کے خطرات ونقصانات کو اپنے ذمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا درست ہے، اس لئے اس سے بھی تکافل کا جواز معلوم ہوتا ہے، کیونکہ تکافل میں شرکاء (شیئرز ہولڈرس) ایک دوسرے کے خطرات کو اپنے ذمہ لینے کا عہد کرتے ہیں، اور اسی کے لئے اپنی رقم وقف کرتے ہیں۔

نیز تکافل ممکنہ مالی خطرات کی پیش بندی کے طور پر کیا جاتا ہے، اور یہ مالی اثرات کو ختم کرنے یا کم کرنے کی ایک تدبیر ہے، اور بچاؤ کی تدبیر اختیار کرنے اور اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے جائز طریقہ پر تدبیر اختیار کرنے کی اسلام اجازت دیتا ہے، جس کی مثال عقد موالات ہے، اور اسی طرح ضمان الدرک بھی اس کی ایک مثال ہے، کہ ایک شخص کوئی چیز خریدنے میں ڈر محسوس کرر ہا ہو، تو دوسرا فرد اس کو اطمینان دلائے کہ تم اسے خرید لو اگر کوئی نقصان ہوا تو اس کا ذمہ دار میں ہوں۔ تو یہ ضمان الدرک ہے اور اسلام میں اس کی اجازت ہے۔ صاحب "ہدایہ" لکھتے ہیں:

"الإجماع منعقد علی صحة ضمان الدرک" (ہدایہ ۹۰/۳، الاختیار لتعلیل المختار ۱۷۱/۲) (ضمان الدرک کے صحیح ہونے پر اجماع ہے)۔

اس تفصیل سے تکافل کے بارے میں اسلامی حکم معلوم ہو جاتا ہے کہ اسلام میں تکافل کا تصور موجود ہے اور یہ درست ہے، بشرطیکہ اس میں کوئی خلاف شرع امر شامل نہ ہو اور وہ سود وقمار سے پاک ہو۔

تکافل کے اقسام:

تکافل کی دو قسمیں ہیں: (۱) عمومی تکافل، (۲) لائف تکافل۔

۱- عمومی تکافل میں اثاثہ جات، جیسے جہاز، گاڑی، اور مکان وغیرہ کے ممکنہ خطرات کی تلافی کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے، رکنیت حاصل کرنے کے لئے پیش کردہ رقم تکافل کمپنی کے وقف فنڈ میں جمع ہو جاتی ہے اور رکنیت حاصل کرنے کے بعد اس اثاثے کو جس کے لئے تکافل کی رکنیت حاصل کی گئی ہے اگر کوئی حادثہ لاحق ہو جائے تو اس نقصان کی تلافی تکافل کمپنی کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- لائف تکافل، انسانی زندگی کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لئے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے، اس میں شرکاء کو تکافل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، تکافل کی اس صورت میں ممبر کو سالانہ یا ماہانہ بنیاد پر متعینہ رقم پریمیم کے نام پر جمع کرنا ہوتا ہے، جس میں سے کچھ رقم تکافل کمپنی کے وقف فنڈ میں جمع ہوتی ہے، اور بقیہ رقم ممبر کے پی آئی اے اکاؤنٹ میں جمع ہوتی ہے، یہ ممبر کا سرمایہ کاری کا فنڈ ہوتا ہے، اس فنڈ کی جمع رقم سے کمپنی حلال سرمایہ کاری کرتی ہے اور منافع ممبر کو دیتی ہے، اور چونکہ کمپنی اس کے مال کی سرمایہ کاری کرنے میں اس کی جانب سے وکیل ہوتی ہے، اس لئے وکیل ہونے کی حیثیت سے اپنی وکالت فیس وصول کرتی ہے، جسے وکالۃ الاستثمار کہا جاتا ہے، اور فقہاء کے نزدیک اجرۃ الوکالہ جائز ہے اور طے ہونے کی صورت میں وکیل اس کا مستحق ہوتا ہے۔

”وإذا اتفقا المؤكل والوكيل على الأجر وجب الأجر اتفاقا“ (الموسوعۃ الفقہیہ ۴۵/۹۱) (جب مؤکل اور وکیل کا اجرت پر اتفاق ہو تو بالاتفاق اجرت واجب ہوگی)۔

نیز اس میں شریک تکافل کی ایک سرمایہ کاری اکاؤنٹ (پی آئی اے اکاؤنٹ) بھی ہوتا ہے جو کہ عمومی تکافل میں نہیں ہوتا، اور اس میں شریک ہونے والے کو اس کے سرمایہ سے حاصل ہونے والا نفع دیا جاتا ہے، گویا کمپنی اس کی طرف سے وکالۃً کاروبار کرتی ہے اور اس کاروبار سے حاصل ہونے والے منافع شریک تکافل کو دیتی ہے جو یقیناً درست ہے۔

تکافل کی ان دونوں صورتوں میں انشورنس کے دعووں کی ادائیگی کمپنی اس فنڈ سے کرتی ہے، جو اس رقم سے قائم کی جاتی ہیں جو ممبرس کمپنی کو تبرع کے طور پر دیتے ہیں جسے PTF فنڈ کہا جاتا ہے، اس فنڈ میں جمع کیا جانے والا مال تبرع کے کس قبیل سے ہے، یہ پہلو فقہی نقطہ نظر سے قابل غور ہے، کہ یہ وقف ہے یا ہدیہ ہے؟

تکافل فنڈ کا قیام بصورت وقف فنڈ:

بعض حضرات اس فنڈ کو وقف فنڈ کے نام سے موسوم کرتے ہیں، چنانچہ اگر اس کو وقف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانا جاتا ہے تو اس صورت میں گویا تبرع کرنے والا اس کو ان تمام لوگوں کے لئے وقف کرتا ہے جو اس کمپنی کے عقد تکافل کے ممبرس ہیں، اور وہی شرکاء اور ممبرس اس کے موقوف علیہ ہیں، اور بحیثیت واقف اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے مال کے لئے مخصوص لوگوں کو موقوف علیہ قرار دے۔ علامہ شامی لکھتے ہیں:

"شرائط الواقف معتبرة إذا لم تخالف الشرع وهو مالک، فله أن يجعله ماله حيث شاء ما لم تكن معصية" (ردالمحتار علی الدر ۴/ ۳۴۳) (واقف کی شرطیں اگر شریعت کے خلاف نہ ہوں تو معتبر ہیں اور وہ اس کا مالک ہے، اس لئے اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے مال کو جس کے لئے چاہے متعین کرے، بشرطیکہ اس میں معصیت کا پہلو نہ ہو)۔

اور چونکہ وہ خود بھی اس کا ممبر ہوتا ہے تو اس اعتبار سے وہ بھی موقوف علیہ میں داخل ہوگا، اور حادثہ کی صورت میں موقوف علیہ ہونے کی وجہ سے وہ بھی اس وقف سے استفادہ کا حق رکھے گا۔ اور یہ ایسا ہی ہے، جیسے کہ کوئی شخص عام مسلمانوں کے لئے کوئی کنواں وقف کرے تو وہ بھی اس میں شامل ہوگا اور اس کا پانی وہ بھی پی سکتا ہے۔

"إذا وقف شيئاً للمسلمين، فإنه يدخل في جملتهم من غير شرط مثل أن يقف مسجداً فله أن يصلي فيه، أو مقبرة فله الدفن فيها، أو بئراً للمسلمين فله أن يستقي منها، أو شيئاً يعم المسلمين، فيكون كأحدهم وقد ورد عن عثمان بن عفانؓ أن سبل بئر رومة وكان دلوه فيها كدلاء المسلمين" (الموسوعة الفقهية ۴۴/ ۱۴۵)۔

(جب کسی شخص نے مسلمانوں کے لئے کوئی چیز وقف کی تو وہ بھی شرط لگائے بغیر موقوف علیہم میں داخل ہوگا، جیسے کہ کسی نے مسجد وقف کی تو وہ بھی اس میں نماز پڑھ سکتا ہے، یا قبرستان وقف کیا تو وہ بھی اس میں دفن ہوسکتا ہے، یا مسلمانوں کے لئے کنواں وقف کیا تو وہ بھی اس میں سے پانی پی سکتا ہے، یا کوئی ایسی چیز وقف کیا جو تمام مسلمانوں کے لئے ہے تو وہ بھی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کی طرح اس سے استفادہ کا مستحق ہوگا، حضرت عثمانؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے بئر رومہ کو وقف کیا، اور عام مسلمانوں کے ڈول کی طرح ان کا ڈول بھی اس میں ہوتا تھا)۔

نیز فقہاء کے یہاں اس بات کی بھی گنجائش ہے کہ واقف اپنے مال سے اپنے استفادہ کو باقی رکھے اور اس سے استفادہ کرے، ''الموسوعة الفقهية'' میں ہے:

''يجوز أن يشترط الواقف الغلة لنفسه، وهذا ما ذهب إلى الحنابلة وأبو يوسف من الحنفية، وعليه الفتوى عندهم، من وقف شيئاً على غيره واستثنى غلته كلها أو استثنى بعضها له مدة حياته أو مدة معينة صح، أو استثنى غلته أو بعضها لولده كذلك صح، أو استثنى الأكل منه أو الانتفاع لنفسه أو لأهله أو اشترط أن يطعم صديقه منه مدة حياته أو مدة معينة صح الوقف والشرط'' (الموسوعة الفقهية ۴۴/ ۱۴۴)۔

(واقف کا اپنے لئے موقوفہ مکان وزمین کی منفعت وماحصل کی شرط لگانا جائز ہے، حنابلہ اور حنفیہ میں سے ابو یوسف نے اسی کو اختیار کیا ہے، اور ان کے نزدیک اسی پر فتویٰ ہے....، جس نے اپنے غیر کے لئے کوئی چیز وقف کی اور اس کی کل یا جزء منفعت وماحصل کو اپنے لئے زندگی بھر کے لئے یا ایک خاص مدت کے لئے مستثنیٰ کیا اور یا بعض کو اپنے اولاد کے لئے مستثنیٰ کیا تو یہ صحیح ہے، یا یہ کہ موقوف شی میں سے کھانے اور اپنے لئے اور اپنے اہل وعیال کے لئے انتفاع کا استثنا کیا، یا یہ شرط لگایا کہ اس کا دوست زندگی بھر یا متعینہ مدت تک اس سے کھائے گا تو وقف اور شرط درست ہے)۔

لائف تکافل کی صورت میں اگر ممبر کسی حادثہ کا شکار ہوکر لقمہ اجل ہوجائے تو اس کی اولاد کی اس فنڈ سے مدد کی جاتی ہے، اولاد کو حاصل ہونے والا مال دوسرے ممبران کا وقف کردہ مال ہونے کے ساتھ خود اس کے مورث کے وقف کردہ مال کا ایک حصہ ہوتا ہے، اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ دوسروں کا مال اسی مقصد کے لئے وقف ہوتا ہے اور خود اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مورث کے مال کا ملنے والا حصہ بھی درست ہے، کیونکہ وہ بھی اسی مقصد کے لئے وقف ہے اور یہ وقف سے انتفاع ہے، اور وقف سے اپنے اہل کے استفادہ اور انتفاع کی شرط لگانا بھی درست ہے، جیسا کہ ماقبل کی عبارت میں یہ صراحت ہے اور یہ انتفاع ہی کی ایک صورت ہے۔

بہر حال واقف یا اس کی اولاد کا اس مال وقف سے استفادہ بحیثیت موقوف علیہ درست ہے، اور ان موقوف علیہم میں شامل ہونا شرعاً درست ہے۔

البتہ اس فنڈ کو مال وقف قرار دینے میں جمہور فقہاء کی رائے کے مطابق ایک مشکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس تکافل پالیسی میں شریک ہونے کے بعد اس سے علاحدگی چاہے، اور انشورنس کو ختم کرنا چاہے، تو اس کی وقف فنڈ میں وقف کردہ رقم واپس نہیں دی جاسکتی اور اسے اس رقم کی واپسی کا اختیار نہیں ہوگا، گویا عمومی تکافل کی صورت میں اس کو کچھ بھی نہیں ملے گا، جبکہ لائف تکافل میں اسے صرف پی آئی اے میں اس کی جمع رقم مع منافع واپس ملے گی، اس اکاؤنٹ کے ساتھ اس نے پی ٹی الیف میں جو رقم جمع کی ہے وہ رقم ناقابل واپسی ہوگی؛ کیونکہ کسی مال کو وقف کرنے کے بعد اس سے رجوع درست نہیں ہے، ''الموسوعۃ الفقہیہ'' میں ہے:

''ذهب الفقهاء إلى أن الوقف متى أصبح لازماً، فلا يجوز الرجوع فيه'' (الموسوعۃ الفقہیہ ۴۴/۱۲۱) (جمہور فقہاء کا مسلک ہے کہ وقف جب لازم ہوگیا تو اس میں رجوع درست نہیں ہے)۔

اور اگر کسی نے پالیسی لیتے وقت ہی اس سے رجوع کی صراحت کردی، اور رجوع کی شرط لگادی تو اس صورت میں بھی احناف، شوافع، حنابلہ اور مالکیہ کے اکثر فقہاء کے نزدیک یہ شرط کالعدم ہوگی اور رجوع کا اختیار نہ ہوگا اور وقف درست ہوجائے گا، جبکہ بہت سے فقہاء کے نزدیک اس شرط کی وجہ سے وقف ہی درست نہ ہوگا (الموسوعۃ الفقہیہ ۴۴/۱۲۱، حاشیہ ابن عابدین ۳/۳۶۰، فتح القدیر ۶/۲۲۹-۲۳۰، الاسعاف/ ۲۸)۔

البتہ علامہ دردیر اس بات کے قائل ہیں کہ رجوع کے مطالبہ کی صورت میں واقف کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال موقوف واپس دیا جاسکتا ہے (الشرح الکبیر ۸۲/۴) ، لیکن یہ ایک قول ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک اس کی گنجائش نہیں ہے، تو اس اعتبار سے اگر اس فنڈ کو وقف فنڈ کی شکل دی جائے گی تو اس کی مقبولیت میں یہ بڑی رکاوٹ بنے گی اور ہر آدمی اپنی واپسی کا دروازہ بند دیکھ کر اس شرعی انشورنس کو اختیار کرنے سے کترائے گا، گرچہ کہ جذبہ تعاون سے شرسار افراد اس کو ضرور اختیار کریں گے، لیکن عام آدمی اس سے دور ہی رہے گا، کیونکہ اس میں اس کو اپنا مال ضائع جاتا ہوا نظر آئے گا۔

تکافل فنڈ کا قیام بصورت ہبہ:

دوسری صورت یہ ہے کہ پی ٹی ایف فنڈ میں بطور تبرع پیش کردہ رقم کو وقف کے بجائے ہبہ کا درجہ دیا جائے اور اسے مال موہوب قرار دیا جائے، گویا تمام شرکاء اس فنڈ میں بطور ہبہ رقم جمع کریں کہ ہم شرکاء میں سے جو بھی کسی مشکل سے دوچار ہو جائے، اس فنڈ کے ذریعہ اس کا تعاون اور اس کی مصیبت کا تحمل کیا جائے۔

لیکن یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں پر کیا جانے والا ہبہ، ہبہ محض نہیں ہوگا، بلکہ یہ ہبہ، ہبہ بالعوض ہوگا، اس لئے کہ اس عقد ہبہ میں یہ شرط ہوتی ہے کہ اگر خود ہبہ کنندہ کسی نقصان سے دوچار ہو جائے یا اس کا وہ مالک جس کے لئے انشورنس حاصل کیا گیا ہے، خطرات سے دوچار ہو جائے، تو اس صورت میں اس کے نقصان کی تلافی کی جائے، اور اس کے خطرات کا تحمل کیا جائے، اسی طرح سال کے آخر میں دعووں کی ادائیگی اور دیگر اخراجات کو وضع کرنے کے بعد سرپلس (بچ جانے والی رقم) کو شرکاء کے درمیان تقسیم کرنے کی بھی شرط اس میں مذکور ہوتی ہے، ان دونوں شرطوں کی وجہ سے یہ ہبہ ہبہ بالعوض کے زمرہ میں آجاتا ہے، ہبہ محض نہیں رہ جاتا، اور ہبہ بالعوض کے سلسلہ میں بعض فقہاء کے علاوہ جمہور فقہاء کی رائے یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

"تصح الهبة بشرط عوض ويعتبر الشرط" (مجلۃ الاحکام العدلیہ مادہ:۸۵۵)

(عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ درست ہے اور شرط کا اعتبار کیا جائے گا)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز الموسوعۃ الفقہیہ میں مذکور ہے:

”لو صدرت الهبة من الواهب مقترنة بشرط العوض مقابل الشئ الموهوب، كما لو قال الواهب: وهبتک هذا الشيئ على أن تثيبني أو تعوضني فهل يصح مثل هذا الشرط؟ للفقهاء فيه قولان: القول الأول: يصح هذا الشرط وهو قول جمهورالفقهاء من الحنفية والمالكية والحنابلة في المذهب والشافعية في الأظهر، وحجتهم ما روى عن النبيﷺ أنه قال: الواهب أحق بهبته ما لم يثب منها (دارقطنی، سنن کبری بیہقی)، القوال الثاني: لا يصح هذا الشرط، وهو قول الشافعية في مقابل الأظهر وقول للحنابلة، وحجتهم أن لفظ الهبة يفيد التبرع فمن التناقض أن يشترط فيها العوض“ (الموسوعۃ الفقہیہ ۴۲/۱۴۰)۔

(اگر واہب نے موہوب چیز کے بدلے میں ہبہ کی شرط لگا کر ہبہ کیا، مثلاً ہبہ کنندہ نے یہ کیا: میں نے تمہیں یہ شئ ہبہ کی اس شرط پر کہ تم مجھے بدلہ دو، تو کیا اس طرح کی شرط صحیح ہوگی؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے دو اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ یہ شرط صحیح ہوگی، احناف، مالکیہ کے جمہور فقہاء کا یہی قول ہے اور حنابلہ کا مسلک اور شوافع کا قول ظاہر یہی ہے، ان حضرات کا مستدل وہ روایت ہے جو نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہبہ کنندہ اپنے ہبہ کا زیادہ مستحق ہے جب تک کہ اس نے اس کا عوض نہ لیا ہو، دوسرا قول یہ ہے کہ یہ شرط صحیح نہیں ہے، یہ شوافع کا قول غیر ظاہر اور حنابلہ کا ایک قول ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ لفظ ہبہ تبرع کا معنی دیتا ہے، اور عوض کی شرط تبرع کی ضد ہے)۔

جمہور فقہاء نے جس روایت سے استدلال کیا ہے، اس کی سند میں اس کے راوی ابراہیم بن اسماعیل کی وجہ سے اگرچہ ضعیف ہے، لیکن دیگر متعدد ہم معنی روایتوں سے اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ امام حاکم حضرت ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”من وهب هبة، فهو أحق بها ما لم يثب منها“ (مستدرک حاکم: ۲۳۲۳) (جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کوئی چیز ہبہ کی وہ اس کا زیادہ حقدار ہے جب تک کہ اس نے اس کا عوض نہ لیا ہو)۔

اس روایت کو امام حاکم نے صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے، اور علامہ ذہبی نے ان کی تصحیح سے موافقت کی ہے، اسی طرح امام بیہقی، امام مالک، اور امام طحاوی نے اسی روایت کو بسند صحیح حضرت عمرؓ سے موقوفاً نقل کیا ہے:

"ومن وهب هبة يرى أنه إنما أراد بها الثواب فهو على هبته، يرجع فيها إذا لم يرض منها" (مؤطا امام مالک: ۲۹۴۷، شرح معانی الآثار: ۵۸۱۹، السنن الکبری: ۱۲۰۲۳)۔

(جس نے کوئی چیز ہبہ کی اور وہ اس کا عوض چاہتا ہو، تو وہ اپنے ہبہ کا مالک ہے، اس کو واپس لے سکتا ہے، اگر وہ اس سے راضی نہ ہو)۔

ان روایات سے جمہور فقہاء کی رائے کی تائید ہوتی ہے اور اس سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ عوض کی شرط کے ساتھ ہبہ درست ہے، تو تکافل فنڈ میں مشروط ہبہ کے طور پر رقم جمع کرنا درست ہوگا اور اس سے استفادہ بھی درست ہوگا؛ کیونکہ جمہور فقہاء کے نزدیک ہبہ اور شرط دونوں ہی درست ہیں، البتہ جمہور فقہاء کے نزدیک اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ عوض معلوم ہو، مجہول نہ ہو؛ کیونکہ ہبہ بالعوض ابتداءً ہبہ اور انتہاءً بیع ہے۔

"فإذا وقعت الهبة بشرط العوض المعين فهي هبة ابتداءً وبيع انتهاءً وعلى مذهب الجمهور يشترط أن يكون العوض معلوماً معيناً كما في البيع"

(الموسوعۃ الفقہیہ ۴۲/۱۴۰)۔

(جب ہبہ عوض معین کی شرط کے ساتھ واقع ہوا ہو تو یہ ابتداء ہبہ ہے اور انتہاء بیع ہے، اور جمہور کے نزدیک عوض کا معلوم اور متعین ہونا شرط ہے، جیسا کہ بیع میں ہے)۔

تو اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تکافل پالیسی میں ہونے والے کے لئے خطرات کی تلافی کی حد متعین کر دی جائے۔ لیکن اگر عوض اور حاصل ہونے والی منفعت متعین نہ بھی ہو تو بھی بہت سے فقہاء کے نزدیک ہبہ درست ہوگا، اگرچہ حنابلہ اور شوافع کے نزدیک یہ ہبہ باطل ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فإن كان العوض مجهولاً، فإن الأصح عند الحنابلة أن الهبة تفسد، أما الشافعية فيرون أن الهبة باطلة إذا كان العوض مجهولاً" (الموسوعة الفقہیہ ۴۲/۱۴۰)۔

(پس اگر عوض مجہول ہوتو حنابلہ کے نزدیک اصح قول یہ ہے کہ ہبہ فاسد ہو جائے گا، اور شوافع عوض کے مجہول ہونے کی صورت میں ہبہ کو باطل سمجھتے ہیں)۔

لیکن خود شوافع کے نزدیک ایک قول اس کے صحیح ہونے کا ہے۔

"يصح هبة بناء على أنها تقتضيه" (مغنی المحتاج ۲/۴۰۵، المغنی مع الشرح) (یہ عقد بطور ہبہ درست ہے، اس بنا پر کہ ہبہ عوض کا تقاضا کرتا ہے)۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل کی ایک روایت کے مطابق یہ ہبہ درست ہوگا۔

"وعن أحمد: أنه الهبة بشرط عوض مجهول صحيحة، فإذا أعطاه الموهوب له عوضاً رضيه، لزم العقد بذلك" (الموسوعة الفقہیہ ۴۲/۱۴۰)۔

(اور امام احمد سے مروی ہے کہ مجہول عوض کے بدلے ہبہ درست ہے، اور موہوب لہ نے اسے کوئی چیز دے دی اور وہ اس سے راضی ہو گیا تو اس کی وجہ سے یہ عقد لازم ہو جائے گا)۔

اور اسی کو علامہ تقی الدین نے نقل کیا ہے اور علامہ حارثی فرماتے ہیں: "هذا هو المذهب" (الانصاف ۷/۱۱۷، المغنی مع الشرح ۶/۲۹۹-۳۰۲)، جبکہ احناف کے نزدیک تو اس صورت میں بھی ہبہ درست ہے اور شرط کے مجہول ہونے کی وجہ سے شرط باطل ہوگی۔

"الهبة صحيحة والشرط باطل والهبة لا تبطل بالشروط الفاسدة"

(المحیط البرہانی ۶/۲۲۵، کذا فی الاختیار ۳/۵۳، الدر المختار ۲/۵۱۹)۔

(ہبہ صحیح ہے اور شرط باطل ہے اور ہبہ فاسد شرطوں کی وجہ سے باطل نہیں ہوتا)۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ بشرط عوض کی حقیقت گرچہ ابتداءً ہبہ اور انتہاءً بیع ہے، لیکن اس پر بیع وشراء کے سارے احکام جاری نہیں ہوں گے، یہی وجہ ہے کہ عوض کے مجہول ہونے کی صورت میں بیع فاسد ہو جاتی ہے، جبکہ ہبہ درست ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ کہ اس فنڈ کو ہبہ فنڈ کا درجہ بھی دیا جا سکتا ہے، اور اس صورت میں اس کے تمام شرکاء اس کے موہوب لہ ہوں گے، اور اس اعتبار سے وہ اس فنڈ سے تعاون کے مستحق ہوں گے، اور اس میں اس بات کی گنجائش بھی ہے کہ ہبہ کنندہ اس سے رجوع کر سکے اور اپنی پالیسی ختم کر سکے، جیسا کہ مذکورہ روایتوں میں اس کا جواز مذکور ہے۔ لیکن یہ رجوع کا اختیار صرف اسی وقت تک ہوگا، جبکہ اس نے اس پالیسی کو لینے کے بعد اس سے استفادہ نہ کیا ہو، اگر اس کو اس سے پالیسی کی شرط کے مطابق منفعت مل گئی، مثلاً اس کے کسی نقصان کی تلافی تکافل فنڈ کے ذریعہ ہوگئی اور اب اس کے بعد وہ اپنی پالیسی ختم کر کے اپنی ہبہ کردہ رقم کا مطالبہ کرتا ہے تو یہ مطالبہ درست نہ ہوگا اور اس کی جمع کردہ رقم واپس نہیں کی جائے گی۔

"إذا أعطي للهبة عوض وقبضه الواهب فهو مانع للرجوع، فعليه لو أعطي للواهب من جانب الموهوب له أو من آخر شئ، على كونه عوضاً عن هبته وقبضه، فليس له الرجوع عن هبته بعد ذلك" (مجلۃ الاحکام العدلیہ مادہ: ۸۶۸)۔

(جب ہبہ کا عوض دے دیا گیا اور واہب نے اس پر قبضہ کرلیا تو یہ رجوع سے مانع ہے، چنانچہ اسی پر یہ متفرع ہے کہ اگر واہب کو موہوب لہ کی جانب سے یا کسی اور کی جانب سے کوئی چیز عوض کے طور پر دی گئی اور واہب نے اس پر قبضہ کرلیا، تو اس کے بعد اس کو ہبہ سے رجوع کا حق نہ ہوگا)۔

"أن التعويض دليل على أن مقصود الواهب هو الوصول إلى العوض، فإذا وصل إليه فقد حصل مقصوده، فيمتنع الرجوع ولا فرق بين أن يكون العوض قليلاً أو كثيراً" (الموسوعۃ الفقہیہ ۴۲/ ۱۵۰)۔

(عوض کا مطالبہ اس بات کی دلیل ہے کہ واہب کا مقصود عوض حاصل کرنا ہے، پس جب اس تک عوض پہنچ گیا تو اسے اس کا مقصود حاصل ہوگیا، اس لئے یہ رجوع سے مانع ہوگا اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ عوض کم ہو یا زیادہ)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح تکافل فنڈ کسی خسارہ سے دوچار ہوگیا اور شرکاء کی جمع کردہ ساری رقم ضائع ہوگئی تو بھی اس صورت میں اسے اپنی پالیسی ختم کر کے تکافل کمپنی سے اپنے ہبہ کے رجوع کا اختیار نہ ہوگا؛ کیونکہ تکافل کمپنی کی حیثیت امین کی ہے اور مال امانت کے (بغیر تعدی وزیادتی کے) ضائع ہونے کی صورت میں امین پر ضمان لازم نہیں ہوتا، البتہ اگر نقصان جزوی طور پر ہوا ہے تو اس فنڈ میں اپنی رقم کے بقیہ حصہ کا رجوع درست ہے۔

"أما إذا كان الهلاک جزئياً، فإنه لا يمنع الرجوع؛ لأن الرجوع حينئذ يكون رجوعاً في بعض الشيئ الموهوب، والأصل أن للواهب أن يرجع في بعض الموهوب وهو قائم، فكذلک إذا نقص، وليس على الموهوب له ضمان النقص؛ لأن القبض في الهبة ليس قبض ضمان" (الموسوعۃ الفقہیہ ۴۲/۱۵۰)۔

(جب کہ ہلاک جزئی ہو، تو یہ رجوع سے مانع نہیں ہے، اس لئے کہ اس صورت میں رجوع شئی موہوب کے بعض میں رجوع ہوگا، اور اصل یہ ہے کہ واہب کو یہ اختیار ہے کہ وہ بعض موہوب میں رجوع کرسکتا ہے، اور وہ موجود ہے، اور ایسا ہی، جبکہ کمی ہوگئی، اور موہوب لہ پر کمی کا تاوان نہیں ہوگا، اس لئے کہ ہبہ میں قبضہ قبض ضمان نہیں ہے)۔

نیز تکافل فنڈ میں بطور ہبہ بالعوض جمع کردہ رقم اور اس کے منافع سے ہبہ کنندگان حسب خطرات ہی استفادہ کرتے ہیں جس میں ان کے درمیان تفاوت ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات کئی ایک ہبہ کنندگان خطرات سے محفوظ رہنے کی وجہ سے اس سے استفادہ بھی نہیں کر پاتے، نیز دعووں کی ادائیگی اور دیگر اخراجات کی تکمیل کے بعد بچی ہوئی رقم (سرپلس) کو شرکاء کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے، اس طرح ہر ایک ہبہ کنندہ کو اس کے ہبہ کا کچھ حصہ یا اس کی منفعت واپس ملتی ہے، تو اس کی وجہ سے اس ہبہ فنڈ کے قیام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی؛ اس لئے کہ یہ فنڈ درحقیقت ہبہ بالعوض کی ایک مخصوص صورت "نہد" کی طرح ہے، اور اسی کے مشابہ ہے۔ نہد کے بارے میں علامہ عینی لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"النهد إخراج الرفقاء النفقة في السفر وخلطها ويسمى بالمخارجة، وذلك جائز في جنس واحد، وفي الاجناس وإن تفاوتوا في الأكل، وليس هذا من الربا في شئ، وإنما هو من باب الإباحة" (عمدۃ القاری ۱۳؍۴۰)۔

(رفقاء کا سفر میں نفقہ نکالنا اور آپس میں اس کو ملا دینا 'نہد' ہے، اور اسی کا نام مخارجہ ہے، اور یہ ایک جنس میں اور مختلف اجناس میں جائز ہے، اگر چہ کہ کھانے میں ان رفقاء کے مابین تفاوت ہو، اور اس میں ربا کا حکم جاری نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ اباحت کے باب سے ہے)۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

"هو ما تخرجه الرفقة عند المناهدة إلى الغزو وهو أن يقتسموا نفقتهم بينهم بالسوية، حتى لا يكون لأحدهم على الآخر فضل، وأنه لا يتقيد بالتسوية إلا في القسمة، وأما في الأكل، فلا تسوية لاختلاف حال الآكلين" (فتح الباری ۵؍۱۲۹)۔

(نہد وہ ہے جو رفقاء غزوہ کے لئے کوچ کرنے کے وقت نکالتے ہیں، یعنی وہ اپنے نفقہ کو آپس میں برابر تقسیم کرتے ہیں، حتی کہ ان میں سے کسی پر کسی کو فضیلت نہیں ہوتی، اور اس میں برابری کی قید صرف تقسیم میں ہے، کھانے میں برابری کی قید نہیں ہوگی، کھانے والوں کی حالت کے مختلف ہونے کی وجہ سے)۔

ان دونوں حضرات نے نہد کے بارے میں جو تفصیل لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں شرکاء مال کو جمع کرنے میں تو برابر کے شریک ہوتے ہیں، لیکن اس سے استفادہ میں برابری نہیں ہوتی، کوئی زیادہ اور کوئی کم اور بسا اوقات کوئی بالکل ہی استفادہ نہیں کرتا، اور اس کی زیادتی کو ہر ایک دوسرے کے لئے مباح کرتا ہے اور اس میں ہونے والی کمی زیادتی پر ربا کا حکم بھی جاری نہیں کیا جاتا، اور سفر کی تکمیل پر بچی ہوئی چیز کو آپس میں تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

ٹھیک یہی حال تکافل فنڈ میں جمع کردہ رقم اور اس سے استفادہ کا بھی ہوتا ہے، تو جس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ''نہد'' کو جائز مانا گیا ہے، بقول امام بخاری: ''لم یر المسلمون فی النهد بأساً'' (بخاری ۳/ ۷ ۱۴)۔ تو اسی طرح اس کے بعینہ مشابہ تکافل فنڈ کو بصورت ہبہ قائم کرنا اور اس سے استفادہ میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں ہوگی، اور ہبہ کنندگان کو اس سے حاصل ہونے والی منفعت اور استفادہ میں کمی زیادتی پر ربا کا حکم اسی طرح جاری نہ ہوگا جس طرح ''نہد'' میں نہیں ہوتا۔

تکافل کمپنی کی حیثیت:

تکافل کمپنی کی حیثیت اعتباری شخصیت اور فرد حکمی کی ہے، شرکاء کے جمع کردہ مال اور اقساط اسی کے ذمہ میں ہوتے ہیں، اور یہی کمپنی دعووں کی تحقیق کر کے ہبہ کنندگان کی طرف سے مستحق موہوب لہ کو مال دیتی ہے، گویا یہ بیت المال کی طرح ہے اور فقہاء نے بیت المال کو فرد اعتباری مانا ہے۔ اور فرد اعتباری میں بھی فقہاء نے ذمہ مالیہ کی صلاحیت کو مانند فرد حقیقی تسلیم کیا ہے، اور اس کی ذمہ داریوں کو سنبھالنے والے افراد کے علاوہ خود اس کو مستقل شخصیت قرار دیا ہے، اس اعتبار سے اس میں قانونی حیات موجود ہوتی ہے، اور اس کو حقوق حاصل ہوتے ہیں اور اس میں ذمہ مالیہ کی صلاحیت ہونے کی وجہ سے اس میں واجبات کے التزام کی صلاحیت ہوتی ہے

(احکام المعاملات الشرعیہ: الشیخ علی الخفیف / ۲۸۵، صفات الشخصیۃ الاعتباریہ: دکتور عبدالحمید محمود البعلی)۔

عقد تکافل میں کمپنی اپنی اس حیثیت کی وجہ سے شرکاء تکافل کے جمع کردہ مال پر نگران اور امین ہوتی ہے، اس کی مالک نہیں ہوتی، اور نگراں ہو کر شرکاء کی اجازت سے نیابۃً ان کی طرف سے منفعت کے حصول کے لئے تصرف کرتی ہے، اس میں یہ تصرف بطور وکالت بھی ہوسکتی ہے، جس میں کمپنی صرف اجرۃ الوکالہ کی مستحق ہوگی، یا کمپنی اپنی شخصیت اعتباری کے طور پر اس میں حسب معاہدہ مضاربت بھی کرسکتی ہیں، جس میں احکام مضاربت کے مطابق منفعت کی مستحق ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل (اسلامی انشورنس) حقائق اور احکام

مفتی نثار احمد گودھروی ☆

کچھ عرصہ سے بعض مالیاتی ادارے اسلامی بینکوں کی طرز پر سود، غرر اور قمار پر مشتمل انشورنس کا متبادل نظام بڑے زور وشور سے متعارف کرار ہے ہیں، جس کو تکافل کا نام دیا گیا ہے۔ جو ادارہ اس کا انتظام وانصرام کرتا ہے اس کو تکافل کمپنی کہا جاتا ہے، جیسے "پاک کویت جنرل تکافل کمپنی" یا "پاک قطر فیملی تکافل کمپنی" وغیرہ۔ ان کمپنیوں کے بقول یہ نظام چونکہ ہر لحاظ سے شرعی اصولوں کے عین مطابق ہے، اس لئے اس کو اسلامی انشورنس بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس کام سے ان اداروں کی غرض نفع کمانا ہے، اس لئے ہم اس کو تجارتی تکافل بھی کہہ سکتے ہیں۔ تکافل کا مفہوم اور شرعی تصور کیا ہے، شرعی اور تجارتی تکافل میں بنیادی فرق کیا ہے، نیز تجارتی تکافل کی شرعی اساس اور حکم کیا ہے؟ ذیل میں ان سوالوں کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

تکافل کا معنی ومفہوم:

ہماری معلومات کے مطابق شرع میں "تکافل" کا مفہوم مندرجہ ذیل مواقع میں استعمال ہوا ہے، مثلاً قرآن حکیم میں حضرت مریمؑ کی کفالت اور تربیت کے حوالے سے ایک جگہ ارشاد باری ہے:

﴿فتقبلها ربها بقبول حسن وأنبتها نباتاً حسناً وكفلها زكريا﴾

(آل عمران: ۳۷)۔

☆ دار الافتاء جامعہ رحمانیہ گودھرا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(پھر اس کے رب نے اسے قبول کیا قبول کرنا اچھا اور زکریا کو اس کا کفیل بنایا)۔

اور دوسری جگہ حضرت مریم سے ہی متعلق ارشاد ہے:

﴿إذ يلقون أقلامهم أيهم يكفل مريم﴾ (آل عمران: ۴۴)۔

(جب وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی کفالت کرے)۔

یعنی پہلی آیت میں لفظ "کفل کفیل" بنایا اور دوسری میں "یکفل" کفالت کرے، کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

جب دو آدمی دیوار پھلانگ کر حضرت داؤد کے کمرہ میں داخل ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا:

﴿إن هذا أخي له تسع وتسعون نعجة ولي نعجة واحدة، فقال أكفلنيها وعزني في الخطاب﴾ (ص: ۲۱)۔

(بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے تو یہ کہتا ہے وہ بھی میرے سپرد کردے اور گفتگو میں مجھ پر غالب آجاتا ہے)۔

یہاں "أکفل" "سپرد کردے" کا لفظ آیا ہے۔

اسی طرح حدیث میں بھی اس مادہ کے مختلف الفاظ آئے ہیں، مثلاً نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"أنا وكافل اليتيم في الجنة هكذا" (صحیح بخاری: کتاب الادب باب فضل من یعول)۔

(میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، جیسے یہ دونوں اکٹھی ہیں)۔

البتہ لغت کی جدید کتب میں یہ لفظ زیر بحث آیا ہے۔ چنانچہ "المورد" میں تکافل کا معنی: "Joint liablity or responsibility; solidarity" (مشترکہ ذمہ داری یا جوابدہی؛ باہمی اتفاق؛ مقاصد اور عمل کا اتحاد) لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''معجم الطلاب'' میں ہے:

''تكافل يتكافل ، تكافلاً: تضامن/ تبادل الضمانة مع غيره''۔

(دوسرے کے ساتھ گارنٹی کا تبادلہ کرنا)۔

''معجم لغۃ الفقہاء'' میں تکافل کا معنی ومفہوم یوں بیان ہوا ہے:

''تبادل الإعالة والنفقة والمعونة (Solidarity) الرعاية والتحمل، ومنه تكافل المسلمين رعاية بعضهم بعضاً بالنصح والنفقة وغير ذلك''۔

(کفالت، نفقہ اور اعانت کا تبادلہ (انگریزی میں سولیڈیریٹی) خیال رکھنا اور برداشت کرنا اور اسی سے تکافل المسلمین ہے۔ یعنی مسلمانوں کا ایک دوسرے کا خیر خواہی اور خرچ وغیرہ کر کے خیال رکھنا)۔

اسلام میں تکافل کی اہمیت:

اگرچہ قرآن وحدیث میں لفظ'' تکافل'' موجودہ پس منظر اور مفہوم میں ذکر نہیں ہوا، مگر ایک دوسرے کی ضرورتوں کا خیال رکھنا، خیر خواہی اور تعاون کرنا دین کا اہم مطالبہ ہے۔ سید قطب شہید لکھتے ہیں:

''إن التكافل الاجتماعي هو قاعدة المجتمع الإسلامي والجماعة المسلمة مكلفة أن ترعى مصالح الضعفاء فيها''(فی ظلال القرآن ۱/ ۲۱۲)۔

(بلاشبہ اجتماعی تکافل ہی اسلامی معاشرہ کی بنیاد ہے اور مسلمانوں کی جماعت پابند ہے کہ وہ اپنے کمزوروں کے مفادات کا خیال رکھے)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''كان النظام الإسلامي كله يقوم على أساس التكافل'' (۲/ ۴۲۳)

(اسلام کا مکمل نظام تکافل کی بنیاد پر قائم ہے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذیل میں اس موضوع کی بعض آیات اور احادیث نبویہ ﷺ ملاحظہ ہوں:

﴿والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلاة ويؤتون الزكاة ويطيعون الله ورسوله أولئك سيرحمهم الله إن الله عزيز حكيم﴾ (التوبہ:۷۱)۔

(مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے اور برے کام سے روکتے ہیں اور نماز قائم کرتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی ضرور رحم فرمائے گا بے شک اللہ تعالی نہایت غالب خوب حکمت والا ہے)۔

یعنی اہل ایمان کا شعار یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے معاون ومددگار ہیں۔ تکافل کی روح بھی یہی ہے۔

علامہ محمد رشید رضا لکھتے ہیں:

”ولاية المؤمنين والمؤمنات بعضهم لبعض فی هذه الآية تعم ولاية النصرة، وولاية الأخوة والمودة“ (تفسیر المنار ۱۰/ ۴۷۰)۔

(اس آیت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کی جس دوستی کا ذکر ہے وہ نصرت، اخوت اور محبت سب دوستیوں کو شامل ہے)۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اچانک ایک شخص اپنی سواری پر آیا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا، یعنی اپنی ضرورت کی چیز تلاش کرنے لگا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

”من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له“ (صحیح مسلم: کتاب اللقطۃ باب استحباب المؤاساۃ بفضول المال)۔

(جس کے پاس زائد سواری ہے وہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے پاس زائد راشن ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس راشن نہیں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے مال کی جو اصناف ذکر کی سو کی یہاں تک کہ ہم نے یہ سمجھا کہ زائد میں ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے)۔

اسلام کہتا ہے کہ اگر ایک مسلمان کو تکلیف ہو تو دنیا بھر کے مسلمان اس وقت تک بے چین رہیں جب تک اس کی تکلیف رفع نہ ہو جائے۔ آپ ﷺ نے بڑی عمدہ مثال بیان کر کے اس کو یوں سمجھایا:

"تری المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى منه عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى" (صحیح بخاری: کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبہائم)۔

(تو مسلمانوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے، محبت رکھنے اور شفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند دیکھے گا، اگر ایک عضو بیمار ہو جاتا ہے تو تمام اعضاء بخار اور بیداری میں اس کے شریک ہوتے ہیں)۔

ایک موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالی یہ قحط ختم نہ کرتے:

"ما تركت أهل بيت من المسلمين لهم سعة إلا أدخلت معهم أعدادهم من الفقراء" (الادب المفرد: باب المواساۃ فی السنۃ والمجاعۃ)۔

(میں ہر صاحب حیثیت مسلمان گھرانے میں اتنے ہی غرباء داخل کر دیتا)۔

یعنی ایک خوشحال خاندان میں جتنے افراد ہوتے اتنے ہی غرباء کی کفالت ان پر لازم ہوتی۔

اسلامی تکافل کی ہمہ گیریت:

اسلام کا نظام تکافل اسلامی اخوت، معاشی احتیاج وضرورت اور تکریم انسانیت پر استوار ہے۔ اسلام اس سوچ کا قطعاً حامی نہیں کہ ہم پر صرف ان مستحقین کی ذمہ داری عائد ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو ہمارے ہم عقیدہ ہوں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿لا ينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من ديار كم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين﴾ (الممتحنہ: ۸)۔

(اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے حسن سلوک کرنے اور ان کے حق میں انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کی بابت نہیں لڑے اور جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"في كل ذات كبد رطبة أجر" (صحیح بخاری: کتاب المظالم باب الآبار علی الطرق إذا لم يتأذ بها)۔

(ہر جاندار میں ثواب ہے) یعنی ہر جاندار کے ساتھ احسان کرنا باعث ثواب ہے)۔

فقہاء اسلام کی رائے میں جو اہل ذمہ اپنے معاش کے حصول سے عاجز ہو جائیں ان کی ضرورت کے مطابق بیت المال سے وظیفہ جاری کیا جائے گا۔ چنانچہ امام ابن قیم رقمطراز ہیں:

"قد روى عنه وأنه أجرى على شيخ منهم من بيت المال، وذلك أنهم ربه وهو يسأل على الأبواب، وفعله عمر بن عبد العزيز" (احکام اہل الذمہ باب من لايقدر من أهل الذمه أعطى من بيت المال)۔

(حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ذمی بوڑھے کو دروازوں پر مانگتے دیکھا تو بیت المال سے اس کا وظیفہ جاری کر دیا اور عمر بن عبدالعزیز نے بھی ایسا کیا تھا)۔

حضرت خالدؓ نے اہل حیرہ سے کہا تھا تم میں سے جو بوڑھا ہو جائے گا یا جس پر کوئی آفت آجائے گی یا جو مالدار رہنے کے بعد غریب ہو جائے گا وہ جب تک دار الاسلام میں رہے گا اس کی اور اس کے بیوی بچوں کی کفالت بیت المال کرے گا (کتاب الخراج لقاضی ابویوسف)۔

ثابت ہوا اسلام کے نظام تکافل کا فیض انتہائی وسیع ہے، جس سے اسلامی ریاست کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر مستحق شہری بلاتخصص عقیدہ بقدر ضرورت مستفید ہوتا ہے۔

تکافل کی مختلف صورتیں:

اسلامی نقطہ نظر کے مطابق درجات معیشت میں تفاوت اپنی جگہ، مگر اس طرح سادہ زندگی گزارنے کا حق سب کو یکساں ہے کہ اس کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔ اس امر کو یقینی بنانے کے لئے زکوۃ، عشر اور صدقہ فطر وغیرہ کا نظام دیا گیا ہے۔ اور معاشرہ میں دولت کو زیر گردش لانے اور غرباء کی بہبود میں زکوۃ کا کردار بڑا نمایاں ہے۔ سید قطب شہید لکھتے ہیں:

"إن الزكوة فرع من فروع نظام التكافل الاجتماعي في الإسلام" (فی ظلال القرآن ۴/۴۱)۔

(زکوۃ اسلام میں تکافل اجتماعی کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے)۔

رمضان المبارک کے اختتام پر صدقہ فطر بھی تکافل اجتماعی کی ایک شکل ہے، تاکہ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر شخص فقراء و مساکین کی دیکھ بھال میں حصہ دار بنے، مالداروں کو فقراء اقرباء کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ٹھہرانا بھی تکافل میں شامل ہے، جبکہ نفلی صدقات اور ہنگامی حالات میں انفاق کا حکم الگ ہے۔ اسی طرح غیر ارادی طور پر قتل ہو جانے کی صورت میں دیت تنہا قاتل پر ڈالنے کی بجائے عاقلہ (قاتل کے بھائی، چچا اور ان کی اولاد) کو بھی شریک کرنے کا حکم تکافل کی ہی عکاسی کرتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن قدامہ حنبلی اس کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمعنى في ذلك أن جنايات الخطأ تكثر، ودية الآدمي كثيرة، فإيجابها على الجاني في ماله يجحف به، فاقتضت الحكمة إيجابها على العاقلة، على سبيل المواساة للقاتل، والإعانة له، تخفيفاً عنه" (المغنی ۱۲/۲۱)۔

(اس میں حکمت یہ ہے کہ غیر ارادی طور پر ہونے والے جرائم بکثرت ہوتے ہیں اور آدمی کی دیت بھی کافی زیادہ ہے۔ لہذا اس کو اکیلے خطا کار کے مال میں واجب قرار دینا اس پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے مال میں ناقابل برداشت ذمہ داری ڈالنے کا باعث ہے۔ چنانچہ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ قاتل کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے بطور ہمدردی اور اعانت کے اس کی عاقلہ پر واجب قرار دی جائے)۔

بلکہ غیر ارادی قتل میں دیت کا حکم بذات خود تکافل کی ایک صورت ہے، وہ یوں کہ بعض دفعہ مقتول کے بچے کمسن ہوتے ہیں جن کی تعلیم و تربیت کے لئے پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے، اسلام نے دیت مقرر کر کے ان کی کفالت کا انتظام کیا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اسلام نے تکافل کا ایک مضبوط نظام دیا ہے اگر اس پر عمل ہو جائے تو تمام محتاجوں کی معاشی ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں، لیکن بایں ہمہ اگر ضرورت پوری نہ ہو تو سرمایہ داروں پر مزید خرچ کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

اسلامی تکافل کی خصوصیت:

اسلامی تکافل کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا بنیادی مقصد اپنے مستقبل کے خطرات کا تحفظ اور نقصانات کی تلافی ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی اس کو بطور کاروبار اختیار کیا جانا چاہئے، اسلامی معاشرے کا یہ شعار ہونا چاہئے کہ اس کے تمام افراد باہم مددگار و معاون ہوں اور ضرورت مندوں اور مجبوروں کی مدد کریں، لیکن اگر کچھ ادارے تکافل کے نام سے یہ مطالبہ کریں کہ ہم آپ کے بیوی بچوں کی مدد تب کریں گے جب آپ اتنے سالوں تک ہر ماہ ایک متعین رقم ہمیں وکالہ یا مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار اور وقف فنڈ میں بطور چندہ دیں گے تو اس سے اسلام کے تکافل اجتماعی کا مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

مروجہ تکافل اور اس کا طریقہ کار:

ماضی قریب میں تکافل کی ایک نئی شکل سامنے آئی ہے جس کا مقصد دوسروں کے ساتھ تعاون کی بجائے دراصل اپنے نقصان کا ازالہ ہوتا ہے اور اس کے منتظم بھی یہ کام بطور کاروبار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ:

☆ سب سے پہلے کچھ لوگ یا مالیاتی ادارے مل کر ایک کمپنی قائم کرتے ہیں جس کو تکافل کمپنی کہا جاتا ہے کمپنی کے اداشدہ سرمایہ کا ایک حصہ وقف کر کے ایک پول بنایا جاتا ہے، یہ پول کسی کی ملکیت نہیں ہوتا، بلکہ اپنا الگ قانونی وجود رکھتا ہے، کمپنی کی طرف سے پول میں ڈالی گئی رقم ان متاثرین کے لئے وقف ہوتی ہے جو پالیسی حاصل کرتے ہیں۔

☆ کمپنی مالک وقف کی اس رقم کو وقف کے ایجنٹ کی حیثیت سے یا مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار میں لگاتے ہیں، نفع سے اپنی فیس یا حصہ الگ کر کے باقی دوبارہ وقف پول میں ہی جمع کر دیا جاتا ہے۔

☆ کمپنی لوگوں کو پالیسی حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے جو لوگ پالیسی حاصل کرتے ہیں وہ اس کے ممبران شمار ہوتے ہیں۔

☆ پالیسی حاصل کرتے وقت خواہش منداپنی اغراض پیش نظر رکھتے ہیں۔ کسی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میری موت کے بعد میرے بچوں کی کفالت کے لئے ان کے پاس بیس لاکھ ہونا چاہئے۔ کسی کے پیش نظر خاص قسم کے متوقع نقصان کا ازالہ کرنا ہوتا ہے۔

☆ صرف وہی لوگ پالیسی حاصل کرنے کے اہل شمار ہوتے ہیں جو عمر وصحت اور انکم کے لحاظ سے کمپنی کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ باقاعدہ طبی معائنہ کے ذریعہ ایک اندازہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی چیز کے متوقع نقصان کی تلافی مقصود ہو تو اس چیز کی حالت بھی دیکھی جاتی ہے۔

☆ پالیسی کی زیادہ سے زیادہ مالیت کیا ہوگی؟ یہ فیصلہ خواہشمند کو خود کرنا ہوتا ہے۔ کم از کم مالیت تکافل کمپنی طے کرتی ہے۔

☆ پالیسی کی زیادہ سے زیادہ مدت کمپنی طے کرتی ہے، البتہ کم سے کم مدت کا تعین وہ شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خود بھی کر سکتا ہے۔یاد رہے کمپنی کی جانب سے پالیسی ہولڈر کو دی جانے والی رقم کا انحصار انہی دو باتوں پر ہوتا ہے۔

☆ چونکہ تکافل فنڈ کا انتظام و انصرام کمپنی کے ذمہ ہوتا ہے کمپنی اس کی باقاعدہ فیس لیتی ہے جس کو وکالہ فیس کہا جاتا ہے۔

☆ پالیسی کی رقم عموماً سالانہ اقساط میں جمع کروائی جاتی ہے، جبکہ ششماہی یا سہ ماہی اقساط میں بھی کروائی جاسکتی ہے۔

☆ پالیسی ہولڈر کی قسط سے سب سے پہلے ایلوکیشن فیس منہا کی جاتی ہے، یہ فیس پالیسی مالیت اور مدت کو مدنظر رکھ کر لی جاتی ہے۔پہلی قسط سے ایک خطیر رقم اس مد میں چلی جاتی ہے۔مثلاً اگر پالیسی کی مدت ۲۰ سال یا اس سے زیادہ ہو اور قسط پندرہ سے پچیس ہزار تک ہو تو پاک قطر فیملی تکافل پہلی سالانہ قسط سے ۸۰ دوسری سے ۲۰ تیسری سے ۱۰ چوتھی سے ۷ پانچویں سے بھی ۷ چھٹی سے لے کر دسویں تک تین فیصد وصول کرتی ہے۔

☆ ایلوکیشن فیس کے بعد ہر قسط کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ایک حصہ انوسمنٹ کے لئے اور دوسرا حصہ وقف پول کے لئے۔

☆ جو حصہ انوسمنٹ کے لئے ہوتا ہے اس سے دو قسم کی فیس کاٹی جاتی ہے:

۱- ایڈمن فیس: یہ ماہانہ اور پالیسی کی مالیت اور مدت کے اعتبار سے مختلف مگر فکسڈ ہوتی ہے۔

۲- مینجمنٹ انوسمنٹ فیس: پاک قطر فیملی تکافل کمپنی کی تقریباً ڈیڑھ فیصد ہے۔

☆ جنرل تکافل میں مکمل قسط وقف پول میں جمع ہوتی ہے۔کمپنی وقف کو منظم کرنے اور اس کے سرمایہ سے کاروبار کرنے کی علاحدہ علاحدہ فیس لیتی ہے۔

☆ ہر تکافل کمپنی کا ایک دوسری کمپنی جس کو ''ری تکافل'' کہا جاتا ہے، سے معاہدہ ہوتا ہے، تکافل کمپنی پالیسی ہولڈر کی قسط کا کچھ حصہ ''ری تکافل کمپنی'' کو بھی دیتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ جو حصہ وقف پول میں جمع ہوتا ہے وہ پالیسی ہولڈرز کی ملکیت سے نکل کر وقف کی ملکیت میں چلا جاتا ہے تاہم تجارتی تکافل کے حامیوں کے مطابق وہ خود وقف نہیں ہوگا صرف وقف کی ملکیت ہوگا جو وقف کے مصالح اور ان لوگوں پر خرچ ہوگا، وقف کی مد میں شامل ہوں گے۔ ملاحظہ ہو مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کا مقالہ "تأصيل التأمين التكافلي على أساس الوقف و الحاجة الداعية إليه" (ص ۱۸-۲۰)۔

☆ کمپنی ان دونوں کھاتوں میں جمع شدہ رقم سے پالیسی ہولڈرز اور وقف پول کے ایجنٹ کی حیثیت سے کاروبار کرتی ہے جو نفع ہو وہ وقف پول اور پالیسی ہولڈرز کے کھاتے میں جمع کر دیا جاتا ہے۔ وقف پول کا مکمل نفع وقف پول میں ہی جاتا ہے۔

☆ کلیمز کی ادائیگی میں عموماً سرمایہ دارانہ انشورنس کی شرطوں کو ہی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اگر کلیمز زیادہ ہونے کی وجہ سے وقف پول میں رقم کم پڑ جائے تو قانوناً کمپنی اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ وہ قرض حسنہ لے کر باقی کلیمز ادا کرے۔ یہ قرض خود کمپنی ہی وقف پول کو دیتی ہے جو اس نے آئندہ سرپلس سے وصول پانا ہوتا ہے۔

☆ اگر پالیسی ہولڈر بیماری یا حادثے کی وجہ سے قسط ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو وہ کمپنی ادا کرتی ہے، بشرطیکہ شروع میں یہ فیصلہ کر لیا جائے، کیونکہ اس کے لئے اضافی رقم ادا کرنا لازم ہوتی ہے۔

مروجہ تکافل کی قسمیں:

اس کی بنیادی قسمیں دو ہیں:

۱- فیملی تکافل، ۲- جنرل تکافل۔

فیملی تکافل:

یہ اصطلاح لائف انشورنس کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ پالیسی ہولڈر کی ہر قسط کا کچھ انوسٹمنٹ کھاتے میں جاتا ہے اور کچھ حصہ وقف پول میں۔

یہاں کمپنی دو قسم کی الگ الگ ایجنسی فیس وصول کرتی ہے، ایک وقف پول کا منتظم ہونے کی حیثیت سے یہ وقف پول سے لی جاتی ہے اور دوسری پالیسی ہولڈر کا ایجنٹ ہونے کی حیثیت سے یہ پالیسی ہولڈر کے کھاتے سے کاٹی جاتی ہے۔

اب اگر پالیسی ہولڈر متعینہ مدت سے پہلے فوت ہو جائے تو کمپنی اس کے ورثاء کو ایک تو انوسٹمنٹ میں سے پالیسی حاصل کرنے کی ابتداء سے لے کر فوت ہونے تک جمع کرائی گئی رقم مع اس نفع کے جو سرمایہ کاری سے حاصل ہوا ادا کرے گی۔ اور دوسرا فوت ہونے کی وجہ سے پالیسی ہولڈر کے ذمہ جو اقساط رہ گئیں ہیں وہ وقف پول سے ادا کرے گی اور اگر پالیسی ہولڈر متعینہ مدت تک زندہ رہے تو پھر اس کو حسب ذیل فوائد حاصل ہوں گے:

☆ انوسٹمنٹ کھاتے میں جمع شدہ رقم مع اس نفع کے جو اس دوران سرمایہ کاری سے حاصل ہوا۔

☆ وقف میں دیئے گئے عطیہ کے تناسب سے حصہ بشرطیکہ وقف پول میں سرپلس ہو۔

لیکن اگر کوئی شخص مدت مکمل ہونے سے قبل پالیسی سے نکلنا چاہے تو وہ صرف اپنی انوسٹمنٹ کھاتے میں موجود رقم اور اس سے حاصل ہونے والے نفع کا حق رکھتا ہے، وقف پول میں دی گئی رقم پر اس کا کوئی حق نہیں ہوتا۔

جنرل تکافل:

یہ اصطلاح جنرل انشورنس کی جگہ بولی جاتی ہے۔ یعنی ممکنہ خطرات سے تحفظ کی پالیسی اس میں قسط کی پوری رقم وقف پول میں جاتی ہے۔ اگر دوران مدت وہ نقصان ہو جائے جس کی تلافی کے لئے پالیسی لی گئی ہے تو ازالہ کر دیا جاتا ہے۔ بصورت دیگر سرمایہ دارانہ نظام انشورنس کی طرح پالیسی ہولڈر کو کچھ نہیں ملتا۔ البتہ کمپنی اپنی صوابدید پر کچھ بونس دے سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا مروجہ تکافل سود اور غرر سے پاک ہے؟

کمرشیل انشورنس کو جن خرابیوں کی بنیاد پر حرام قرار دیا گیا ہے ان میں سرفہرست سود اور غرر (Uncertanty) ہے، بادیٔ النظر میں یہ دونوں خرابیاں یہاں بھی پائی جاتی ہیں۔ وہ یوں کہ اگر پالیسی ہولڈر مدت پوری ہونے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کی پالیسی کے تحت طے شدہ رقم دی جاتی ہے، جس کا ایک حصہ اس نے ادا ہی نہیں کیا ہوتا۔

اور کمپنی قانونی طور پر اس کی پابند بھی ہوتی ہے۔ جبکہ غرر میں اس طرح کہ دونوں احتمال ہیں ممکن ہے جس نقصان کے ازالہ کے لئے پالیسی لی گئی ہے وہ پیش نہ آئے اور ادا کی ہوئی رقم رائیگاں جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ پیش آ جائے اور کمپنی کے ذمہ ادائیگی لازم ہو جائے۔

کیا یہ عقد معاوضہ نہیں؟

تجارتی تکافل کے حامی کہتے ہیں کہ اضافہ اور غرر تب ممنوع ہے جب عقد معاوضہ (لین دین کی وہ صورت جس میں ایک فریق دوسرے سے معاوضہ لینے کا حق رکھتا ہے) میں ہو، جبکہ یہ عقد تبرع (Donation) ہے۔ لیکن یہ توجیہ درست نہیں۔ کیونکہ پالیسی ہولڈر کو حاصل ہونے والے فوائد کا انحصار پالیسی مدت کی کمی بیشی پر ہوتا ہے، یعنی پریمیم کم تو فائدہ بھی کم پریمیم زیادہ تو فائدہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور یہ سب کچھ باقاعدہ ایک معاہدے کے تحت ہوتا ہے جس کی پابندی فریقین کے لئے لازمی ہوتی ہے اور اس کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہے، حتی کہ اگر کلیمز کی ادائیگی کے لئے رقم موجود نہ ہو تو (نام نہاد) وقف قرض لے کر یہ ادائیگی ممکن بناتا ہے، ایسی صورت میں اس کو عقد تبرع قرار دینا ناقابل فہم ہے۔ نیز اس پر تبرع کی تعریف بھی صادق نہیں آتی، کیونکہ تبرع کا معنی ہے کسی کو کوئی چیز اس طرح دی جائے کہ معاوضے کی خواہش نہ رکھی جائے، جبکہ یہاں تو محرک ہی یہ ہے کہ مجھے اس کے عوض یہ فوائد حاصل ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تاویل کا جواب:

مروجہ تکافل کے بعض حامی اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ پالیسی ہولڈر یہ فوائد دیئے گئے عطیات کی بنیاد پر نہیں، بلکہ وقف کے قواعد وضوابط کے تحت حاصل کرتا ہے، یعنی وہ یہ نہیں کہتا چونکہ میں نے وقف کو اتنا چندہ دیا ہے، اس لئے میں ان فوائد کا حق رکھتا ہوں، بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ ان قواعد کی بنیاد پر مجھے یہ فوائد حاصل ہونے چاہئیں۔ یہ قانونی حق اس کو عقد معاوضہ میں داخل نہیں کرتا۔

مگر دو وجوہ کے باعث یہ تاویل بیت عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے:

۱- ایک تو اس لئے کہ پالیسی ہولڈر کو قواعد وضوابط کے تحت دعوی کرنے کا حق بھی دی گئی رقم کے بدلے ہی حاصل ہوا ہے، اب آپ قواعد وضوابط کا نام لیں یا پریمیم کی کمی بیشی کا اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

۲- دوسرا اس لئے کہ پالیسی ہولڈر کی نظر تو ان فوائد پر ہوتی ہے جو اس کو مستقبل میں اس کے بدلے میں حاصل ہونا ہوتے ہیں وہ قواعد وضوابط کے تحت حاصل ہوں یا دی گئی رقم کے عوض اس کو اس سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت پالیسی حاصل کرتے وقت فوائد کے متعلق تو پوچھتی ہے، مگر وقف کے قواعد وضوابط کے بارے میں سوال نہیں کرتی۔ ایک مجلس میں جب راقم نے ایک مشہور تکافل کمپنی کے سینئر کنسلٹنٹ سے پوچھا کہ کیا آپ پالیسی حاصل کرنے کے خواہش مندوں کو قواعد وضوابط سے آگاہ کرتے ہیں تو انہوں نے صاف کہا کہ لوگ ہم سے صرف یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں کیا ملے گا؟ قواعد وضوابط کے متعلق کبھی سوال نہیں ہوا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جن خرابیوں کی بنا پر روایتی انشورنس حرام ہیں تکافل ان سے پاک نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا نقدی کو وقف کیا جا سکتا ہے؟

یہاں یہ بحث بھی بڑی اہم ہے کہ روپیہ پیسہ وقف کیا جا سکتا ہے یا نہیں، کیونکہ تکافل کمپنی کی پوری عمارت اس پر استوار ہے، لہذا ہم اس مسئلہ کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

اکثر فقہاء اور اہل علم کی رائے میں روپے پیسے اور درہم و دینار کا وقف ہی درست و جائز نہیں، چنانچہ فقہ حنبلی کی مشہور کتاب "ہدایہ" کی شرح "فتح القدیر" میں ہے:

"وقال الشافعیؒ: کل ما أمکن الانتفاع به مع بقاء أصله ویجوز بیعه یجوز وقفه، وهذا قول مالک وأحمد أیضاً، وأما وقف ما لا ینتفع به إلا بالإتلاف کالذهب والفضة والمأکول والمشروب، فغیر جائز فی قول عامة الفقهاء، والمراد بالذهب والفضة الدراهم والدنانیر ومال لیس بحلی"۔

(امام شافعیؒ نے کہا ہے کہ ہر وہ چیز جس کو باقی رکھ کر اس سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہو اور اس کی بیع بھی جائز ہو تو اس کا وقف درست ہے، یہ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا بھی قول ہے۔ باقی اس چیز کا وقف جس کو صرف کیے بغیر اس سے استفادہ ممکن نہ ہو، جیسے سونا، چاندی اور کھانے پینے کی اشیاء ہیں تو عام فقہاء کے نقطہ نظر میں یہ جائز نہیں ہے۔ سونے اور چاندی سے مراد درہم، دینار اور وہ سونا ہے جو زیور کی شکل میں نہ ہو)۔

شارح بخاری علامہ ابن بطالؒ لکھتے ہیں:

"قال أبوحنیفة وأبو یوسف: لا یجوز وقف الحیوان والعروض والدنانیر والدراهم" (شرح صحیح البخاری ۸/ ۱۹۸)۔

(امام ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ جانور، سامان اور درہم و دینار کا وقف جائز نہیں)۔

مشہور حنفی عالم علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں:

"واعلم أن وقف المنقول لا یصح علی أصل المذهب، وأجازه محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیما تعارفه الناس"(فیض الباری ۳/۴۱۶)۔

(جان لو اصل (حنفی) مذہب میں اشیاء منقولہ کا وقف صحیح نہیں ہے۔ مگر امام محمدؒ نے ان چیزوں میں اس کی اجازت دی ہے جن میں لوگوں کا عرف ہو جائے)۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ رقمطراز ہیں:

"وجملته أن ما لا يمكن الانتفاع به مع بقاء عينه، كالدنانير والدراهم والمطعوم والمشروب والشمع وأشباهه، لا يصح وقفه، في قول عامة الفقهاء وأهل العلم، إلا شيئاً يحكى عن مالك والأوزاعي، في وقف الطعام أنه يجوز ولم يحكه أصحاب مالك وليس بصحيح؛ لأن الوقف تحبيس الأصل وتسبيل الثمرة، وما لا ينتفع به إلا بالإتلاف لا يصح فيه ذلك"(المغنی ۸/۲۲۹)۔

(اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس چیز کو باقی رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانا ممکن نہ ہو، جیسے درہم و دینار، کھانا، مشروب، شمع اور اس جیسی دوسری اشیاء عام فقہاء اور اہل علم کے نزدیک ان کا وقف درست نہیں ہے۔ البتہ امام مالکؒ اور امام اوزاعیؒ سے کھانے کے وقف کے متعلق مروی ہے کہ یہ جائز ہے (اس کو امام مالک کے شاگردوں نے بیان نہیں کیا) لیکن یہ درست نہیں، کیونکہ وقف کا مطلب ہے "اصل کو باقی رکھنا اور اس کے فائدہ کو اللہ کی راہ میں خیرات کرنا" اور جس کو تلف کیے بغیر اس سے فائدہ لینا ممکن نہ ہو اس میں وقف صحیح نہیں ہوتا)۔

مزید لکھتے ہیں:

"وجملة ذلك أن الذي يجوز وقفه، ما جاز بيعه، وجاز الانتفاع به مع بقاء عينه، وكان أصلاً يبقى بقاء متصلاً، كالعقار والحيوانات، والسلاح، والأثاث، وأشباه ذلك"(المغنی ۸/۲۳۱)۔

(وقف اس کا جائز ہے جس کی بیع اور اس کو بعینہ باقی رکھ کر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور وہ ایسی چیز ہو جو متصل باقی رہے، جیسے زمین، جانور، اسلحہ، اثاثہ اور اس قسم کی دوسری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشیاء ہیں)۔

علماء وفقہاء کا موقف تو آپ اوپر ملاحظہ کر چکے ہیں، البتہ بعض اہل علم وہ بھی ہیں جو رقم کو بھی وقف کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ ان میں امام بخاریؒ بھی شامل ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کے حق میں عنوان بھی قائم کیا ہے۔ "باب وقف الدواف والکراع والعروض والصامت" (صحیح البخاری، کتاب الوصایا) (جانوں، گھوڑوں، سامان اور سونے، چاندی کے وقف کا بیان)۔

اپنے موقف پر استدلال کے لئے انہوں نے اس باب کے تحت حضرت عمرؓ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

"أن عمر حمل علی فرس له في سبیل الله أعطاها رسول اللهﷺ لیحمل علیها رجلاً، فأخبر عمر أنه قد وقفها یبیعها، فقال رسول الله ﷺ أن یبتاعها، فقال: لا تبتعها، ولا ترجعن في صدقتک" (ایضا)۔

(حضرت عمرؓ نے اپنا گھوڑا اللہ کی راہ میں دیا آپ نے وہ گھوڑا رسول اللہ کو دیا تا کہ کسی آدمی کو سواری کے لئے دے دیں۔ حضرت عمر کو اطلاع ملی کہ وہ شخص اس کو فروخت کر رہا ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ اسے خرید لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کو مت خریدیں اور اپنا صدقہ واپس نہ لیں)۔

امام بخاریؒ نے اپنے موقف کی تائید میں امام زہری کا یہ اثر بھی ذکر کیا ہے:

"قال الزهری: فیمن جعل ألف دینار في سبیل الله، ودفعها إلی غلام له تاجر یتجر بها، وجعل ربحه صدقة للمساکین والأقربین، هل للرجل أن یأکل من ربح ذلک الألف شیئاً، وإن لم یکن جعل ربحها صدقة في المساکن، قال لیس له أن یأکل منها" (صحیح بخاری: کتاب الوصایا باب وقف الدواب والکراع والعروض والصامت)۔

(امام زہری نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ہزار دینار اللہ کی راہ میں دیئے اور وہ اپنے تاجر غلام کو حوالے کر دیئے کہ وہ ان سے تجارت کرے اور اس کا نفع مساکین اور رشتہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داروں کے لئے صدقہ کردیا، کیا وہ شخص اس ہزار کے نفع سے خود کھا سکتا ہے؟

خصوصاً اگر اس کا نفع مساکین کے لئے صدقہ نہ کیا ہو: امام زہری نے فرمایا اس کو (کسی صورت) یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس سے کھائے''۔

صحیح موقف:

امام بخاریؒ کا تفقہ فی الدین اور مقام ومرتبہ شک وشبہ سے بالاتر ہے، لیکن اگر فریقین کے پیش کردہ دلائل کا باہم تقابل کیا جائے تو حسب ذیل وجوہ کے باعث ان حضرات کا موقف صائب معلوم ہوتا ہے جو روپے پیسے کے وقف کو جائز نہیں سمجھتے۔

☆ تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ وقف میں اصل چیز کو باقی رکھ کر صرف اس کی منفعت خرچ کی جائے گی۔ اس کی بنیاد نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''إن شئت حبست أصلها وتصدقت بها'' (صحیح بخاری: کتاب الوصایا باب الوقف کیف یکتب) (اگر تو چاہے تو اس کا اصل روک لے اور اس کی منفعت (پیداوار) کو صدقہ کردے)۔

یہ حدیث اس امر کی صریح دلیل ہے کہ وقف وہ چیز ہو سکتی ہے جس کو باقی رکھ کر فائدہ اٹھانا ممکن ہو، جبکہ روپیہ اپنی اصل حیثیت میں رہتے ہوئے کوئی فائدہ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا، نہ اس کو کھایا جا سکتا ہے نہ پہنا جا سکتا ہے، نہ اس میں رہائش رکھی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس پر سواری کی جا سکتی ہے یہ تو حصول اشیاء کا ایک وسیلہ ہے، یعنی جب تک اس کو خرچ نہ کریں اس سے استفادہ ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روپے، پیسے کو کرایہ پر دینا درست نہیں، کیونکہ کرایہ اسی چیز کا لیا جا سکتا ہے جسے صرف کے بغیر استعمال کیا جا سکتا ہو، جبکہ نقد میں یہ خوبی نہیں، اس لئے اس کا کرایہ لینا جائز نہیں۔ اسی بنا پر امام نووی اور علامہ ابن قدامہ نے درہم ودینار کے وقف کا جواز ان لوگوں کا مسلک بیان کیا ہے جو ان کا کرایہ لینا جائز سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو: (روضۃ الطالبین ۲/ ۲۵۴، المغنی ۸/ ۲۲۹)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب راجح مسلک کے مطابق ان کا کرایہ درست نہیں ہے، مروجہ تکافل کے حامی بھی اس سے متفق ہیں اور وجہ بھی وہی بیان کرتے ہیں جو فقہاء کرام نے وقف کے عدم جواز میں کی ہے کہ نقد کو استعمال کیے بغیر فائدہ اٹھانا ممکن نہیں (دیکھیے: "اسلامی بینکاری کی بنیادی"ر ۱۶۹ از مولانا تقی عثمانی)۔

جب موجودہ تکافل کے مؤیدین بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ روپیہ پیسہ ایسی چیز نہیں جس کو باقی رکھ کر مستفید ہوا جاسکے تو پھر فقہاء کرام کی اس شرط کو کہ "وقف وہی چیز ہوسکتی ہے جو باقی رہ کر قابل فائدہ ہو" نظر انداز کر کے نقد کے وقف کے جواز کا فتوی سمجھ سے بالاتر ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

جو حضرات نقد کے وقف کے قائل ہیں ان کے خیال میں روپے پیسے کو بھی باقی رکھ کر فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے وہ یوں کہ اس سے کاروبار کیا جائے، جو نفع ہو وہ خرچ کر دیا جائے۔ مگر یہ دو وجہ سے درست نہیں ہے۔

☆ ایک تو اس لئے کہ یہ صورت روپے پیسے کو اس کی اصل حیثیت میں باقی رکھ کر فائدہ حاصل کرنے کی نہیں اس طرح کا فائدہ تو روپے پیسے کو کرایہ پر بھی لے کر لیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ شرعاً جائز نہیں کیوں؟ اس لئے کہ اس قسم کا فائدہ نقد کی تخلیق کا اصل مقصد نہیں ہے جیسا کہ علامہ ابن قدامہ حنبلی نے المغنی میں لکھا ہے۔

☆ دوسرا اس لئے کہ روپے پیسے کو کاروبار میں لگانے سے فائدہ کی بجائے نقصان کا بھی اندیشہ ہے اور ممکن ہے وقف ختم ہی ہوجائے، اس لئے یہ کہنا کہ وقف کی ہوئی رقم سے کاروبار کر کے اس کا نفع خرچ کیا جائے گا آپ ﷺ کے اس ارشاد کہ "اصل روک کر رکھو اور اس کی پیداوار خرچ کرو" کے خلاف ہے۔

۲- جو حضرات نقد کے وقف کو ناجائز کہتے ہیں ان کا موقف درست ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ قائلین نے اپنی تائید میں جو دلائل ذکر کیے ہیں وہ ثبوت کے لئے ناکافی ہیں، حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرؓ کے واقعہ سے ایسی منقولی اشیاء کا وقف تو ثابت ہوتا ہے جن کا اپنا ذاتی استعمال ہو، مثلاً گھوڑا اس کا اپنا ذاتی استعمال ہے وہ ہے سواری وغیرہ، لیکن نقد جس کا اپنا کوئی ذاتی استعمال نہیں کا وقف ثابت نہیں ہوتا۔ امام بخاری نے نقد کو گھوڑے پر قیاس کیا ہے جو درست نہیں، کیونکہ دونوں میں واضح فرق ہے۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض اہل علم کی رائے میں یہ وقف تھا ہی نہیں، بلکہ صدقہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے تو فرمایا کہ اپنا صدقہ مت خریدو، مگر بیچنے والے پر پابندی نہیں لگائی۔ اور نہ ہی حضرت عمر نے اس پر کوئی اعتراض کیا، اگر یہ وقف ہوتا تو نبی ﷺ اس کو بھی منع فرمادیتے، کیونکہ وقف کو فروخت کرنا جائز نہیں۔

۳- امام زہری کا اثر بھی دلیل نہیں بن سکتا، کیونکہ یہ وقف کے بارے میں نہیں، بلکہ عام صدقہ کے متعلق ہے، اس کا قرینہ یہ ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا وہ شخص اس کے نفع سے خود بھی کھا سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ اگر یہ وقف ہوتا تو یہ پابندی نہ لگاتے، کیونکہ وقف کنندہ کو شرعاً اپنے وقف سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے۔

محدث اسماعیلیؒ فرماتے ہیں زہری کا اثر اس وقف کے خلاف ہے جس کی اجازت نبی ﷺ نے حضرت عمر کو دی تھی کہ "اصل کو روکے رکھو اور ثمرہ خرچ کرو" سونے چاندی سے تو تب ہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے جب اس کو بعینہ کسی دوسری چیز کی طرف نکالا جائے یہ اصل کو روکے رکھو اور ثمرہ خرچ کرو کی صورت نہیں بنتی (فتح الباری ۵/۴۹۵)۔

حافظ ابن حجر نے محدث اسماعیلی کے اعتراض کا جو جواب دیا ہے وہ صرف زیور جس کا ذاتی استعمال واضح ہے پر منطبق ہوتا ہے، درہم و دینار پر نہیں، اس لئے اس کو روپے پیسے کے وقف کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

موجودہ تکافل کے حامی "فتح القدیر" کے حوالے سے امام زفر کے شاگرد محمد بن عبداللہ انصاری کے فتوی کا ذکر بھی بڑی شدومد سے کرتے ہیں کہ انہوں نے درہم و دینار کے وقف کو جائز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا ہے، لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ فتویٰ خود تکافل کمپنیوں کے خلاف جاتا ہے، کیونکہ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

"وقيل: وكيف؟ قال: يدفع الدراهم مضاربة، ثم يتصدق بها في الوجه الذي وقف عليه" (فتح القدیر)۔

(یہ کیسے ممکن ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ دراہم مضاربہ کی بنیاد پر کاروبار کے لئے دے، پھر ان پر صدقہ کرے جن پر وقف کیا گیا ہے)۔

جبکہ تکافل کمپنیوں کے مالکان اپنے قائم کئے ہوئے وقف سے کسی کو بطور مضاربہ رقم نہیں دیتے، بلکہ خود ہی کاروبار کرتے ہیں اور اس کی باقاعدہ فیس وصول کرتے ہیں۔ امام زہری کے اثر میں بھی یہی ہے کہ اس نے غلام تاجر کو دیئے تھے، نہ کہ خود ہی تجارت میں لگا کر اس کے عوض فیس لینا شروع کردی۔

اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ جو حضرات نقد کے وقف کے قائل ہیں ان کا نقطہ نظر کمزور ہے، لہٰذا تکافل کمپنیوں کی بنیاد ہی ایسے موقف پر استوار ہے جو دلائل کی قوت سے محروم ہے۔

فائدہ: یہاں یہ وضاحت کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ تکافل کے حامیوں کی رائے میں پالیسی ہولڈرز کی اقساط سے جو حصہ وقف پول میں جاتا ہے وہ وقف کی بجائے وقف کی ملکیت ہوتا ہے جو وقف کے مصالح کے علاوہ ان لوگوں پر خرچ ہوگا جن کے لئے وقف قائم کیا گیا ہوگا، جیسا کہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں سوڈان کے معروف عالم پروفیسر صدیق محمد امین ضریر کے نزدیک اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وما لم يأت الباحث بدليل على أن ما يتبرع للوقف يصرف للموقوف عليهم، فأن تأصيل التأمين التكافلي على أساس الوقف ينهار من أساسه" (تعقیب عن بحث تأصيل التأمين التكافلي على أساس الوقف والحاجة الداعية إليه)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جب تک محقق (مولانا تقی عثمانی) صاحب اس بات کی دلیل پیش نہیں کرتے کہ جو عطیہ وقف کو دیا جاتا ہے وہ ان لوگوں پر خرچ کیا جا سکتا ہے جن پر وقف کیا گیا ہو تو وقف کی بُنیاد پر تکافلی انشورنس کا اصول اپنی بنیاد سے اکھڑ جاتا ہے)۔

فائدہ: یہاں اس امر کا تذکرہ خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ دنیا میں مروجہ تکافل کی سب سے پہلی کمپنی سوڈان میں ۱۹۷۹ء میں صدیق محمد امین کے زیرنگرانی قائم ہوئی تھی لیکن اس کی بنیاد وقف کی بجائے تبرع پر تھی۔ مگر اس کو وقف کی بنیاد پر قائم تکافل کمپنیوں کے مفتیان کرام جائز نہیں سمجھتے۔

بعض تحقیق طلب مسائل:

مروجہ اسلامی انشورنس میں ایلوکیشن اور ایڈمن فیس کے نام پر وصولی بھی غور طلب پہلو ہے، جیسا کہ ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر آئے ہیں کہ پہلے سال قسط کی ستاسی (یہ زیادہ سے زیادہ ہے) دوسرے سال بیس، جبکہ تیسرے سال دس فیصد رقم ایلوکیشن فیس کے نام سے کاٹ لی جاتی ہے یہ ساری رقم کنسلٹنٹ جو کسٹمر گھیر کر لاتا ہے اور برانچ ذمہ داران کی جیبوں میں جاتی ہے۔ پالیسی ہولڈر کو اس کا علم نہیں ہوگا۔ یہ بالکل وہی طریقہ ہے جو روایتی انشورنس کا ہے کہ پہلی قسط کا معتد بہ حصہ انشورنس کمپنی کے ایجنٹ کو دے دیا جاتا ہے۔ جب نام نہاد اسلامی انشورنس نظریاتی مرحلہ میں تھی تب یہ کہا جاتا تھا کہ روایتی انشورنس نے بھی وہی راستہ اختیار کیا۔ ہمارے خیال میں یہ پالیسی ہولڈر کے ساتھ زیادتی ہے وہ اس طرح کہ اگر وہ ایک قسط ادا کرنے کے بعد تکافل کمپنی کو الوداع کہتا ہے تو قواعد وضوابط کے مطابق اس کو صرف وہ رقم ملتی ہے جو انوسٹمنٹ کھاتے میں جمع ہو یا پھر اس سے حاصل ہونے والا نفع۔ اب ستاسی فیصد تو ایلوکیشن فیس کے نام پر پہلے ہی الگ کیا جا چکا ہے باقی تیرہ فیصد بچا اس میں سے آدھا وقف میں چلا گیا جو شرعاً واپس نہیں لیا جا سکتا۔ جو باقی رہ گیا اس میں سے ڈیڑھ فیصد مینجمنٹ اور ۶۵ سے لیکر ایک سو دس روپے تک ماہانہ ایڈمن فیس بھی لی جاتی ہے۔ پالیسی ہولڈر کے ہاتھ کیا آیا؟ تکافل کمپنی کے تنخواہ دار شریعہ بورڈ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مفتیان کرام کا ایک عدد فتوی اور اس کے نتیجہ میں اسلام کے نظام تکافل کے متعلق پیدا ہونے والی بدگمانی کہ یہ بھی استحصال پر مبنی نظام ہے (أعاذنا اللہ منہ) ایلوکیشن فیس کی اس کے علاوہ کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی کہ یہ باطل حربوں سے مال کھانے کی بدترین شکل ہے۔

ایک غیر معقول استدلال:

مروجہ تکافل کے حامی بڑی سادگی سے کہتے ہیں کہ ہم ہر بات پہلے بتادیتے ہیں۔ ناجائز تو تب ہو جب کوئی بات خفیہ رکھی جائے۔ یہ انتہائی لغو قسم کا استدلال ہے۔ کیا بتا کر باطل طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنا جائز ہو جاتا ہے؟ ناجائز کاروبار میں ملوث لوگوں کی اکثریت بھی یہی کہتی ہے کہ ہم ہر بات پہلے طے کرتے ہیں، پھر یہ ناجائز کیسے؟ کیا تکافل کے حامی اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ اسلام نے بعض معاملات محض اس لئے ناجائز قرار دیئے ہیں کہ ان سے کسی ایک فریق کو نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے۔

خلاصہ:

مذکورہ بالا تفصیل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

☆ مروجہ تکافل شرعی تکافل سے بالکل مختلف ہے۔

☆ روایتی انشورنس کی طرح رائج الوقت تکافل بھی سود اور غرر پر مشتمل ہے۔

☆ تکافل پالیسی عقد معاوضہ ہے، نہ کہ عقد تبرع، جیسا کہ تکافل کے حامی باور کراتے ہیں۔

☆ راجح نقطہ نظر کے مطابق نقدی کو وقف نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا تکافل کمپنیوں کی بنیاد ہی غلط ہے۔

☆ ایلوکیشن فیس باطل طریقہ سے مال ہڑپ کرنے میں داخل ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل شرعی حل یا موجودہ انشورنس کا متبادل

مولانا عبید اللہ ندوی ☆

ہمارے زمانہ کے تمام تجار اس بات پر متفق ہیں کہ اشیاء کا انشورنس ایک حاجت شدیدہ بن گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تجارت اتنے بڑے پیمانہ پر نہیں ہوتی تھی جس میں ایک سودے پر کروڑوں، اربوں روپے خرچ ہوں اور بین الاقوامی تجارت میں بھی پہلے اتنی کثرت نہیں تھی جتنی آج ہوگئی ہے، اس لئے خطرات کی مقدار بھی بڑھ گئی ہے، اس واسطے کوئی ایسا طریقہ ہونا چاہئے کہ ایسے خطرات کو ایک ہی آدمی پر ڈالنے کے بجائے معاشرہ بحیثیت مجموعی اس کا تحمل کرے، بیمہ کا جو نظام ہے یہ اگر غرر، سود اور قمار پر مشتمل ہے، تو اس کا کوئی شرعی حل اور کوئی متبادل نظام ہونا چاہئے، جس میں غرر اور قمار بھی نہ ہو اور مقصد بھی حاصل ہو جائے اور حاجت بھی پوری ہو جائے۔

چنانچہ علماء نے اس کے کئی شرعی حل بیان کئے ہیں اور اس کے لئے ایک متبادل نظام تجویز کیا ہے، مثلاً:

۱- مروجہ بیمہ کا ایک شرعی حل یہ ہے کہ بیمہ پالیسی کی حاصل شدہ رقوم کو مضاربت کے شرعی اصول کے مطابق تجارت پر لگایا جائے اور معینہ سود کے بجائے تجارتی کمپنیوں کی طرح تجارتی نفع تقسیم کیا جائے، نقصان سے بچنے کے لئے لمیٹڈ کمپنیوں کی طرح اس کی پوری نگرانی کی جائے اور پھر اللہ پر توکل کیا جائے۔

☆ استاذ حدیث وادب دار العلوم ماٹلی والا، گجرات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- مروجہ انشورنس کا متبادل نظام جو علماء عصر نے تجویز کیا ہے وہ ہے ''تعاونی بیمہ (Mutual Insurance) جس کو عربی میں 'التأمين التبادلي -یا - التأمين التعاوني' کہا جاتا ہے، نیز اسی کو 'التکافل'' بھی کہتے ہیں۔

تکافل کی لغوی تعریف:

''تکافل'' کا لفظ کفالہ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ضمان، چونکہ یہ اشتراک کے لئے آتا ہے، اس لئے اس کے معنی ہوں گے آپس میں ایک دوسرے کا ضامن ہونا۔

تکافل کی اصطلاحی تعریف:

تکافل کی اصطلاحی تعریف علماء نے مختلف انداز والفاظ میں کی ہے، لیکن نتیجہ ومفہوم کے اعتبار سے سب ایک ہیں، چنانچہ میں یہاں استاذ مصطفیٰ زرقاء کی تعریف نقل کرتا ہوں:

"هو تحويل الأضرار التي يقدرها الله عن ساحة الفرد المستأمن الذي قد يكون عاجزاً عن احتمالها إلى ساحة الجماعة لتخفيف وطأتها على الجماعة حتى تنتهي إلى درجة ضئيلة جداً بحيث لا يحس بها أحد منهم"۔

(نقصان اور حادثہ- جو اللہ نے مقدر کیا ہے- کے اثرات کو ایک فرد کے ذمہ ہے- جو اس نقصان کو تنہا برداشت کرنے سے عاجز ہے- ہٹا کر ایک جماعت کی طرف منتقل کرنا، تا کہ پوری جماعت پر اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے اور کسی کو اس کا احساس بھی نہ ہو۔

تکافل کا طریقہ کار اور مقصد:

اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگ باہم مل کر ایک فنڈ بنا لیتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس فنڈ کے ممبران میں سے اگر کسی کو حادثہ پیش آ گیا تو اس حادثہ کے اثرات کو دور کرنے کے لئے اس فنڈ سے اس کی امداد کی جائے گی، مثلاً سو آدمیوں نے مل کر ایک ایک لاکھ فنڈ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع کیا تو ایک کروڑ روپیہ ہو گیا، اب سب نے مل کر یہ طے کر لیا کہ ہم سو افراد میں سے جس کسی کو بھی حادثہ پیش آ گیا تو ہم اس فنڈ سے اس کی امداد کریں گے۔ چونکہ اس میں ربوا، قمار اور غرر نہیں پایا جاتا ہے اور نہ ہی تجارت مقصود ہوتی ہے، بلکہ تبرع اور امداد باہمی مقصود ہوتا ہے، اس لئے یہ صورت سب کے نزدیک جائز ہے، البتہ علماء نے اس کے لئے کچھ شرعی ضوابط بیان کئے ہیں، مثلاً:

۱- اس بات کی وضاحت ہو کہ "تکافل" کی بنیاد تبرع اور امداد باہمی پر ہے جس کا مقصود اصلی نقصانات کا خاتمہ اور حوادث کے مواقع پر ذمہ داری میں اشتراک ہے، اس کا مقصد نہ تجارت ہے اور نہ دوسروں کے مال سے حصول نفع۔

۲- تکافل شرعاً کسی حرام اشیاء پر مشتمل نہ ہو (چاہے وہ حرام مسلمان کے ساتھ خاص ہو یا غیر مسلم کے)۔

۳- تکافل کمپنی اپنے داخلی وخارجی تمام منافع میں احکام شریعت کی مکمل پابند ہو۔

۴- تکافل کمپنیوں کے لئے ایک شرعی نگراں کمیٹی ہو (علماء وفقہاء کی شکل میں) جو اس بات کی نگرانی کرے کہ کمپنی کے اعمال احکام شرع کے موافق ہیں یا نہیں، تاکہ ان معاملات مالیہ کے اللہ کی مرضی کے مطابق ہونے کا یقین واطمینان ہو جائے، خواہ وہ غالب گمان ہی کے درجہ میں ہو۔

۵- تکافلی نظام انتہائی سہل اور آسان ہو، پیچیدہ طریقوں سے بالکل دور ہو، تاکہ مقصود حاصل ہو سکے۔

۶- تکافل حصہ لینے والے افراد کے حساب اور حقوق، بیمہ کرانے والوں کے حساب اور حقوق سے الگ ہوں۔

۷- معاوضات کی ادائیگی کے بعد ماقبی رقم مساہمین پر تقسیم کر دی جائے ان کی قسط کے اعتبار سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸- نظام تکافل وقف کی صورت میں ہونا چاہیے۔

نوٹ: راقم السطور کی ناقص رائے یہ ہے کہ تکافل کا نام بھی تبدیل کر دیا جائے تو بہتر ہوگا، التأمین التعاونی اُو التبادلی، یا شرکات التکافل کے بجائے اگر ''منظمۃ خیریہ'' یا ''الجمعیۃ الخیریہ'' یا ''رفاہ عام سوسائٹی'' وغیرہ جیسے نام رکھ دیئے جائیں، تاکہ اس میں اور تجارتی بیمہ میں کوئی مشابہت باقی نہ رہے، نیز اس میں مسلم غیر مسلم سب یکساں طور پر شریک ہوسکیں، غیر مسلم اسلامی نام سن کر کوئی تردد اور جھجک محسوس نہ کریں، دوسرے یہ کہ وہ کمپنیاں جو ربوا اور قمار پر قائم ہیں وہ اس سے ملتے جلتے نام سے لوگوں کو دھوکہ نہ دے سکیں، چنانچہ آج کل بہت سے ممالک میں ''شرکات التکافل'' یا ''التامین التعاونی'' نام کے پس پردہ تجارتی بیمہ ہو رہا ہے اور عوام اس میں شریک بھی ہو رہے ہیں، محض اس بنیاد پر کہ علماء نے متبادل کے طور پر اس کو جائز قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں وہ تمام حرمت کے اسباب پائے جاتے ہیں جو تجارتی بیمہ میں پائے جاتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

تجارتی بیمہ یا کمرشیل انشورنس (Comercial Insurance) اگر چہ ان وجوہات کی بنیاد پر- جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں ہوا - اصلاً ناجائز اور حرام ہے، لیکن بعض شعبہائے زندگی میں اب بیمہ لازم ہوگیا ہے، مثلاً گاڑی، موٹر سائیکل اور کار وغیرہ میں، ان کا تھرڈ پارٹی انشورنس کرائے بغیر آپ سڑک پر نہیں لا سکتے ہیں، اور اگر کسی وقت آپ کی کار کا تھرڈ پارٹی انشورنس نہیں ہوا تو پولیس والا چالان کر کے کار ضبط کر لے گا۔ اور تقریباً یہ قانون ساری دنیا میں لازم ہے۔ دنیا کے کسی ملک میں بھی ایسا نہیں ہے کہ تھرڈ پارٹی انشورنس لازمی نہ ہو، اب جہاں قانون نے ہمیں مجبور کر دیا تو اگر چہ کار یا موٹر سائیکل چلانا کوئی ایسی ضرورت نہیں کہ اگر آدمی نہ چلائے تو مر جائے گا، لہذا وہ ضرورت اور اضطرار کی حد میں داخل نہیں ہوتا، لیکن حاجت ضرور ہے اور اس کے بغیر حرج شدید ہوگا، لہذا انشورنس کرانے کی گنجائش ہوگی، البتہ اگر کسی کو تھرڈ پارٹی انشورنس کی وجہ سے معاوضہ ملے تو اس کو صرف اتنا معاوضہ وصول اور استعمال کرنا جائز ہے جتنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے قسط (Premium) ادا کیا ہے، اس سے زیادہ استعمال کی اجازت نہیں ہے۔

بعض جگہ صورت حال ایسی پیدا ہوگئی ہے کہ اگر چہ قانوناً انشورنس لازمی نہیں ہے، لیکن انشورنس کے بغیر زندگی انتہائی دشوار ہوگئی ہے، جیسا کہ آج کل بعض مغربی ممالک میں صحت کا بیمہ چلا ہے، کیونکہ امریکہ وغیرہ میں صورتحال ایسی ہے کہ اگر کسی شخص کو معمولی بیماری میں بھی ہسپتال میں داخل ہونا پڑا تو اس کا دیوالیہ نکل جائے گا، کیونکہ وہاں اسپتال کا بل بالکل ناقابل تحمل ہوتا ہے، ڈاکٹروں کی فیس ناقابل برداشت ہوتی ہے تو بیماری تو آئی، مگر اپنے ساتھ اتنا بڑا عذاب لے کر آئی، اب اگر چہ یہ قانونی پابندی نہیں ہے کہ آپ صحت کا بیمہ کرائیں، لیکن اس کے بغیر گزارا مشکل ہے۔

بعض ممالک میں قانون یہ ہے کہ اگر آپ کے گھر کے سامنے برف گری اور اس کی وجہ سے کوئی آدمی مر گیا تو یہ اس کے لئے بڑی زبردست خسارہ کی بات ہے، اگر کوئی شخص دعوی کرے تو لاکھوں ڈالر دینے پڑتے ہیں، اب ایک بیچارہ شخص جو بڑی مشکل سے مہینے میں ہزار ڈیڑھ ہزار ڈالر کماتا ہے اس کے اوپر اچانک لاکھوں ڈالر کا خرچہ آجائے تو وہ کہاں سے ادا کرے گا اور بعض اوقات اس میں کوئی جانی بوجھی غلطی بھی نہیں ہوتی، رات بھر برف پڑی صبح اس نے اٹھانے کی کوشش کی، لیکن اٹھانے میں آدھے گھنٹے کی تاخیر ہوگئی، اور اس پر سے کوئی شخص پھسل گیا اور اس کے نتیجہ میں اس پر لاکھوں ڈالر کا خرچہ آپڑا۔

اسی طرح مسجدوں میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ مسجد کے کنارے برف جم گئی اور کوئی شخص آکر اس میں گر گیا اور اس نے دعوی کر دیا تو مسجد پر لاکھوں ڈالر کی مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے، تو یہ وہ مواقع ہیں جہاں اگر چہ بیمہ قانوناً لازم تو نہیں ہے، لیکن اس کے بغیر زندگی بڑی دشوار ہوگئی ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں ہندو مسلم فسادات کی کثرت اور ان فسادات کا اتفاقاً پیش نہ آنا، بلکہ بعض جماعتوں اور تحریکوں کی طرف سے مسلمانوں کی جان مال اور املاک کی ہلاکت و بربادی کی منصوبہ بند کوشش سے بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ بحالت موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے کیا انشورنس کی گنجائش نکل سکتی ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلہ میں علماء کی ایک جماعت تو جواز کا فتوی دے چکی ہے، نیز ''مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ'' نے انشورنس کے مسئلہ پر علماء کرام کے ان جوابات کی روشنی میں غور کیا جو مجلس کے سوالنامہ کے پیش نظر ان حضرات نے تحریر فرمائے تھے اور غور وخوض کے بعد جو فیصلہ کیا ہے یقیناً وہ بڑا متوازن، بصیرت افروز اور حقیقت پسندانہ ہے، اسے ہم من وعن نقل کرتے ہیں:

''انشورنس کا مسئلہ شریعت کے شعبہ معاملات سے تعلق رکھتا ہے، معاملات میں ہمیشہ دو فریق ہوتے ہیں، اس لئے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: دونوں فریق مسلمان ہوں، اس صورت میں معاملات کی جو شکلیں شریعت اسلامیہ نے مقرر کی ہیں، ان کے علاوہ کسی شکل کا اختیار کرنا کسی حال میں جائز نہیں۔

دوم: ایک فریق مسلمان ہو دوسرا غیر مسلم ہو، صورت دوم کی دو شکلیں نکلتی ہیں:

الف- معاملہ کی شکل مقرر کرنا مسلمان کے اختیار میں ہو اس کا حکم بھی وہی ہے جو صورت اولی کا ہے۔

ب- معاملہ کی شکل مقرر کرنا اس کے (مسلمان کے) اختیار میں نہ ہو۔

صورت ثانیہ کی شکل (ب) میں بوقت ضرورت اسلام کے بعض جلیل القدر ائمہ وفقہاء کے قول کی بنا پر شرعاً اس کی گنجائش نکلتی ہے کہ مسلمان کچھ قیود وشرائط کے ساتھ اس نوع کے معاملات میں حصہ لے سکے، انشورنس کا مسئلہ بھی مجلس کے نزدیک اسی شکل کے تحت داخل ہے۔

مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ''ربوا وقمار'' (سود اور جوا) لازم اور ایک کلمہ گو کے لئے ہر حال میں اصول پر قائم رہنے کی کوشش کرنا ہی واجب ہے، لیکن جان ومال کے تحفظ وبقاء کا جو مقام شریعت اسلامیہ میں ہے مجلس اسے بھی وزن دیتی ہے، نیز مجلس اس صورت حال سے بھی صرف نظر نہیں کر سکتی کہ موجودہ دور میں نہ صرف ملکی، بلکہ بین الاقوامی ریاستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح دخیل ہو گیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں اور جان ومال کے تحفظ کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا جائیداد کا بیمہ کرائے تو مذکورہ بالا ائمہ کرام (ائمہ کرام سے کیا مراد ہے؟ اس کا پتہ چلانے کے لئے یہاں مطبوعہ تجویز کے تمہیدی حصہ سے کچھ جملوں کو نقل کیا جارہا ہے: ''جن مقامات پر اقتدار اعلی مسلمانوں کو حاصل نہ ہو اور انہیں اس کا اختیار نہ ہو کہ وہ معاملات کی شکلیں شرعی اصول واحکام کے ماتحت مقرر کرسکیں اور معاملات غیر مسلمین کے ساتھ کرنے پڑیں ...تو... بعض دوسرے ائمہ فقہ کی رائے یہ ہے کہ اسلامی احکام متعلقہ معاملات .... بعض صورتوں میں اس کی گنجائش کہ مسلمان صرف، غیر مسلمین کے ساتھ بعض معاملات میں ان کی مروجہ غیر اسلامی شکلیں اختیار کرسکیں'') کے قول کی بناپر شرعاً اس کی گنجائش ہے۔

تنبیہ: اوپر کی عبارت میں لفظ ''ضرورت شدیدہ'' سے مراد یہ ہے کہ جان یا اہل وعیال یا مال کے نا قابل برداشت نقصان کا اندیشہ قوی ہو۔

''ضرورت شدیدہ'' موجود ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ مجلس کے نزدیک مبتلی بہ (جو شدید دشواریوں میں مبتلا ہوکر بیمہ کرانا چاہتا ہے) کی رائے پر منحصر ہے جو خود کو عنداللہ جواب دہ سمجھ کر علماء کے مشورہ سے قائم کرے'' (بینک انشورنس اور سرکاری قرضے ر ۱۰۴-۱۰۶)۔

نوٹ: گنجائش کا مطلب یہ ہے کہ اگر شدید حالات میں اس پر عمل کرایا تو آخرت میں محاسبہ تو اس عمل پر بھی ہوگا اور حسب مجبوری واضطرار مواخذہ ومعاقبہ بھی ہوگا، مگر خدا تعالی کی رحیم وکریم ذات سے معافی تلافی کی امید ہے کہ معاف ہوکر عذاب سے بچ جائے۔

نیز ایسے شخص پر لازم ہے کہ ان توسعات پر عمل کرنے کے بعد مستقل توبہ واستغفار کرتا رہے اور دل سے خدا سے دعا کرتا رہے، اور یہ کہتا رہے کہ اے اللہ! آپ خوب جانتے ہیں ہم اس عمل سے راضی نہیں ہیں صرف بوجہ مجبوری ومعذوری ایسا کرتے ہیں آپ قادر مطلق ہیں ہمارے یہ حالات بدل دیجئے اور دل میں یہ نیت بھی برابر رکھے کہ اگر واقعی جب یہ حالات بدل جائیں گے تو میں اس کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاونی بیمہ کی شرعی بنیادیں

مولانا ولی اللہ مجید قاسمی ☆

باہمی تعاون، خیر خواہی، ہمدردی اور بھائی چارگی اسلام کے خمیر میں شامل ہے، اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب﴾ (سورہ مائدہ:۲)۔

(نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو، اور گناہ اور زیادتی میں کسی کے ساتھ تعاون مت کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سخت سزا دینے والا ہے)۔

اس آیت میں بر (نیکی) میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس لفظ کے مفہوم میں وہ تمام اچھائیاں اور نیکیاں شامل ہیں جو اللہ سے نزدیکی کا ذریعہ ہیں، خواہ ان کا تعلق عقیدہ وایمان سے ہو یا آداب واخلاق سے، یا عبادت وبندگی سے (دیکھئے: سورہ بقرہ:۱۷۷)۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿إنما المؤمنون إخوة﴾ (سورہ حجرات:۱۰) (مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔

اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

"الدين النصيحة، قلنا لمن؟ قال لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين

☆ استاذ جامعہ مفتاح العلوم، مئو [illegible] گنج، اعظم گڈھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعامتھم"(صحیح مسلم مع المنہاج، کتاب الایمان ر ۱۳۰، بیت الافکار الدولیہ)۔

(دین خیر خواہی کا نام ہے، صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ کس کے ساتھ؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلم حکمراں اور عام مسلمانوں کے ساتھ)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

"المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً وشبك بين أصابعه"(صحیح بخاری، کتاب المظالم ر ۲۴۸۴، ط: دار السلام ریاض)۔

(ایک مومن دوسرے مومن کے لئے دیوار کی طرح ہے، جس کی اینٹ آپس میں ایک دوسرے سے بندھی ہوتی ہے، آپ ﷺ نے اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے میں پیوست کردیا)۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيامة"(حوالہ مذکور)۔

(ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، جو کوئی اپنے بھائی کی ضرورت میں لگا ہو اللہ اس کی ضرورت پوری کردیتے ہیں اور جو کوئی کسی مسلمان کو رنج والم سے نجات دلاتا ہے اللہ قیامت کے دن کے رنج والم سے اسے نجات دیں گے)۔

لوگوں کی حاجت روائی، اور ضرورت مندوں کی ضرورت کی تکمیل کے لئے صدقہ اور زکاۃ کا نظام قائم کیا گیا، اور اسے اسلام کا ایک رکن قرار دیا گیا، ناداروں اور بے کسوں پر خرچ کرنے کا ایک مسلمان کو پابند بنایا گیا، حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وأیما أهل عرصة أصبح فیهم امرء جائع فقد برئت منه ذمة الله" (مسند احمد بن حنبل ۲/۳۳) (جس آبادی میں رات بھر کوئی شخص بھوکا رہ جائے، تو وہ اللہ کی ذمہ داری سے بری ہے)۔

لہذا تعاون، ہمدردی اور امداد باہمی پر مشتمل بیمہ اسلام کا مطلوب اور مقصود ہے، بیمہ کرانے کی خواہش میں تین چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، سکون واطمینان کے ساتھ زندگی گذارنا، خطرات کو تقسیم کرنا، اور پیش آنے والے حادثات سے نمٹنے کی کوشش کرنا، ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو اسلام کے کسی عقیدہ کے خلاف ہو، دنیا میں امن وشانتی کے ساتھ رہنے کی خواہش ایک فطری چیز ہے، اللہ تبارک وتعالی نے خوف سے مامون معاشرہ کو اپنے احسانات میں سے شمار کیا ہے، ﴿و آمنهم من خوف﴾ (سورہ القریش: ۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت جو دعا کی تھی اس میں ایک دعا یہ بھی تھی کہ اے رب اس شہر کو سکون واطمینان کا گہوارہ بنادے، ﴿وإذ قال إبراهيم رب اجعل هذا البلد آمنا﴾ (سورہ البقرہ: ۱۲۶)۔

خطرات کو تقسیم کر لینا، اور پیش آمدہ مصیبت سے مل جل کر نجات پانے کی کوشش کرنا بھی ایک قابل تعریف عمل ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے اشعری قبیلہ کے اس طرز عمل کی تعریف کی ہے کہ جب کبھی ان میں سے کچھ لوگوں کے یہاں کھانے، پینے کی چیزیں ختم ہونے لگتیں تو سب لوگ اپنے اپنے پاس موجود غلے کو لا کر ایک جگہ جمع کر دیتے، اور پھر ہر ایک کو برابر برابر تقسیم کر کے دے دیتے (صحیح بخاری کتاب الشرکہ)۔

مستقبل کے خطرات سے نمٹنے کے لئے پیش بندی بھی غیر شرعی نہیں ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کا طرز عمل خود قرآن میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے سات سالہ آنے والی قحط سالی سے بچنے کے لئے شادابی کے زمانے کے غلے کو محفوظ رکھا۔

اور اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان تدع ورثتک أغنیاء خیر من أن تدعھم عالة یتکففون الناس فی أیدیھم" (صحیح بخاری کتاب الوصایا)۔

(اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں نادار چھوڑ کر مرو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھیریں)۔

تعاونی بیمہ کی موجودہ شکل:

بعض خلیجی ممالک میں تعاونی بیمہ کی جو شکل رائج ہے اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ کچھ افراد مل کر کے ایک شیئر کمپنی قائم کرتے ہیں، اور جمع شدہ رقم کی سرمایہ کاری کرتے ہیں، پھر دوسرے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ بیمہ کے مقصد سے ایک متعین رقم قسط وار یا ایک مشت جمع کریں، اس شرط کے ساتھ کہ جس مقصد کے لئے انہوں نے بیمہ کرایا ہے، اس میں اگر ان کو کچھ نقصان ہو جائے تو اس کی تلافی کردی جائے گی۔

بیمہ کی یہ رقم بطور "تبرع" جمع ہوتی ہے، اور ناقابل واپسی ہوتی ہے، اور کمپنی بطور وکیل، اجرت لے کر یا اس کے بغیر بیمہ سے متعلق کاموں کو انجام دیتی ہے، اور بیمہ کرانے والوں کی طرف سے جمع شدہ رقم کو بطور مضارب تجارت میں لگادیتی ہے، اس طرح سے کمپنی میں دو طرح کے اکاؤنٹ ہوتے ہیں، ایک کمپنی کے مالک اور شیئر ہولڈروں کے، اور دوسرا تعاونی بیمہ کے شرکاء کے، یہ دونوں حساب بالکل الگ الگ رکھے جاتے ہیں۔

اس میں کمپنی کو دو طرح سے فائدے حاصل ہوتے ہیں:

۱- شرکت کے سرمایہ سے حاصل شدہ نفع۔

۲- بیمہ کے سرمایہ سے حاصل شدہ نفع کا ایک حصہ۔

کمپنی کے ذاتی سرمایہ سے بیمہ کرانے والوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے، البتہ اگر بیمہ فنڈ میں کسی وجہ سے رقم کم پڑ جائے تو کمپنی اسے "قرض حسن" دیتی ہے، کمپنی کا ذاتی خرچ خود کمپنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت کرتی ہے۔ بیمہ فنڈ میں جمع شدہ اصل سرمایہ سے تجارت وغیرہ کے ذریعہ حاصل شدہ رقم کا ایک حصہ کمپنی لے لیتی ہے یہ حصہ پہلے سے متعین ہوتا ہے، اور بقیہ حصہ بیمہ فنڈ میں جمع ہوتا ہے، جمع شدہ رقم اور اس کے نفع سے بیمہ کرانے والوں میں سے کسی کو حادثہ پیش آجانے کی صورت میں مدد کی جاتی ہے۔ اور اس کے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے، اور بیمہ پالیسی کی متعین مدت ختم ہوجانے کے بعد اصل اور نفع دونوں کو بیمہ کرانے والوں کے درمیان تقسیم کردیا جاتا ہے۔

تعاونی اور تجارتی بیمہ میں جوہری فرق:

۱-تجارتی بیمہ میں کمپنی ایک فریق ہوتی ہے، اور کمپنی کے نام سے تمام معلومات طے کئے جاتے ہیں، اور بیمہ کے نام پر جمع شدہ پوری رقم کمپنی کی ملکیت ہوتی ہے، اور اس کے بدلے میں وہ بیمہ کرانے والے کو پہنچنے والے تمام نقصانات کی تلافی کی ذمہ داری لیتی ہے۔

اس کے برخلاف تعاونی بیمہ میں کمپنی بیمہ کرانے والوں کی وکیل ہوتی ہے، نہ تو وہ اپنے نام سے معاملہ طے کرتی ہے اور نہ وہ جمع شدہ رقم کا کلی یا جزوی طور پر مالک ہوتی ہے، اور نہ ہی وہ بیمہ کرانے والے کو پہنچنے والے نقصانات کی تلافی کی ذمہ داری لیتی ہے، اگر بیمہ فنڈ میں اس کی گنجائش ہے تو دیتی ہے، ورنہ بیمہ کرانے والوں کو مزید رقم جمع کرنے کے لئے کہتی ہے، یا پھر اپنی طرف سے قرض حسن دیتی ہے۔

۲-تعاونی بیمہ میں کمپنی، بیمہ دینے والی نہیں ہوتی ہے، بلکہ بیمہ فنڈ کے شرکاء آپس میں ایک دوسرے کے لئے بیمہ دینے اور لینے والے ہوتے ہیں، اور کمپنی ان کی طرف سے بطور وکیل رقم کو جمع کرتی ہے اور بیمہ سے متعلق کام انجام دیتی ہے۔

جبکہ تجارتی بیمہ میں کمپنی خود بیمہ دیتی ہے، اور ایک فریق ہوتی ہے، اور رقم جمع کرنے والے دوسرے فریق اور بیمہ لینے والے ہوتے ہیں۔

۳-تعاونی بیمہ میں کل تین طرح کے معاملات طے پاتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) کمپنی اور بیمہ کرانے والوں کے درمیان وکالت کا معاملہ۔

(۲) جمع شدہ رقم کو بطور مضارب تجارت وغیرہ میں لگانے کا معاملہ۔

(۳) بیمہ کرانے والوں کے درمیان باہم ہبہ بالعوض یا نہد کا معاملہ۔

اس کے بالمقابل تجارتی بیمہ میں صرف ایک معاملہ ہوتا ہے جو بیمہ کمپنی اور بیمہ ہولڈر کے درمیان طے پاتا ہے۔

۴-تجارتی بیمہ میں کمپنی جمع شدہ رقم کا مالک ہوتی ہے اور بیمہ ہولڈر کو اس رقم اور اس کے نفع ونقصان سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ہے۔

اس کے برخلاف تعاونی بیمہ میں کمپنی اس رقم کا مالک نہیں ہوتی ہے، بلکہ وہ بیمہ فنڈ یا شرکاء کی ملکیت ہوتی ہے اور کمپنی کو حق مضاربت دینے کے بعد تمام منافع بیمہ فنڈ میں جمع ہو جاتے ہیں۔

۵-تجارتی بیمہ کا مقصد اپنے لئے نفع کمانا ہوتا ہے، اس کے لئے وہ ایسے طریقے اختیار کرتی ہے جس میں فائدہ کا موقع زیادہ ہو اور نقصان کم سے کم ہو، اور اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو مختلف حیلوں اور بہانوں سے رقم دینے سے فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

جبکہ تعاونی بیمہ کا مقصد تعاون اور امداد باہمی ہے۔

۶- تعاونی بیمہ کرانے والے کی کوشش ہوتی ہے کہ حادثہ پیش نہ آئے، کیونکہ اس صورت میں اس کے نقصان کی تلافی تو ہو جائے گی، لیکن جمع شدہ رقم اور اس سے ملنے والے نفع سے وہ محروم ہو جائے گا، یا اس میں کمی واقع ہو جائے گی۔

اس کے بالمقابل تجارتی بیمہ میں بیمہ ہولڈر کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اسے جمع شدہ رقم اور اس کے نفع سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، بلکہ کچھ لوگ تو زیادہ مال حاصل کرنے کے مقصد سے جان بوجھ کر خود کو یا اپنی دکان وغیرہ کو حادثات کے حوالے کر دیتے ہیں۔

۷- تعاونی بیمہ میں کمپنی اس بات کی پابند ہوتی ہے کہ وہ اپنی تمام سرگرمیوں میں اسلامی احکامات کا لحاظ رکھے گی، جبکہ تجارتی بیمہ میں اس طرح کی کوئی بندش نہیں ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاونی بیمہ کے اس طریقے پر کچھ اعتراضات وارد ہوئے ہیں، اس لئے ''تبرع'' کے بجائے بہتر شکل وقف کی ہے، جس کا طریقہ یہ ہوگا کہ شیئر ہولڈر یا کمپنی کے چلانے والے اموال غیر منقولہ یا نقود کو شرعی بنیادوں پر وقف کریں اور پھر بیمہ کرانے کے لئے لوگوں کو ممبر بنائیں، ہر ممبر ایک مخصوص مقدار میں وقف فنڈ کو عطیہ دینے کا پابند ہوگا، یہ عطیہ وقف نہیں ہوگا، بلکہ وقف کے منافع میں شمار ہوگا، جیسا کہ مسجد کی عمارت وقف ہوتی ہے اور اس کے لئے جو عطیہ وصول ہوتے ہیں وہ اس کے منافع ہوتے ہیں، اور مسجد کے مصالح پر خرچ کئے جاتے ہیں، یہ عطیات چونکہ شرکاء کی ملکیت سے خارج ہوتے ہیں، اس لئے نہ ان پر زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور نہ وراثت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

اس وقف فنڈ کا ممبر حادثہ پیش آجانے کی صورت میں اس بنیاد پر تلافی کا دعوی کرے گا کہ وہ اس وقف فنڈ کے مقاصد کے مطابق اس کا مستحق ہے، اگر کمپنی یا وقف فنڈ کا متولی اس نقصان کی تلافی سے انکار کردے تو وہ عدالت سے اس بنیاد پر رجوع کرسکتا ہے کہ وقف فنڈ کا اصل مالک اللہ ہے اور اس کے متولی اس کو اس کے مقاصد کے مطابق چلانے کے ذمہ دار ہیں، لیکن وہ اس میں کوتاہی کررہے ہیں، لہذا عدالت ان سے بازپرس کرے۔

وقف فنڈ کے منافع کا سالانہ حساب کیا جائے اور اصل وقف سے جو رقم زائد ہوگی وہ ممبران میں تقسیم کردی جائے گی۔

کمپنی چلانے والے یا وقف فنڈ کے متولیان جمع شدہ رقم سے سرمایہ کاری کریں گے۔ اور بطور مضارب یا اجیر اپنا متعین حصہ یا اجرت لیں گے، اسی طرح سے بیمہ سے متعلق کاموں کو انجام دینے کے لئے وہ حق تولیت یا وکالت کے طور پر وقف فنڈ سے اپنی اجرت وصول کریں گے، (دیکھئے: جواہر الفقہ ۲/۱۸۸، اسلام اور جدید معاشی مسائل ۶/۳۳۱، فتاوی عثمانی ۳/۳۱۴)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وحدیث میں تکافل کا تصور

مولانا محمد مغفور باندوی ☆

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام نے ہمیشہ اخوت و ہمدردی کا درس دیا ہے، ایک دوسرے کے ساتھ مساوات اور ایک دوسرے کے کام آنے اور وقت پڑنے پر دوسرے انسان کی فریادرسی و مزاج پرسی کی تلقین فرمائی ہے۔ اسکی بہت سی مثالیں احادیث رسول ﷺ میں اور احکام شرع میں موجود ہیں۔

مثلا دیت کے احکام میں دیت کی ادائیگی میں عاقلہ کو شریک کرنا۔ اسی طرح زکاۃ کی ادائیگی مالداروں پر فقراء کے لئے امداد باہمی کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔ اسی طرح کفالت کے مسائل یہ بھی امداد باہمی پر مبنی ہیں۔ نیز اللہ رب العزت کا ارشاد: ﴿تعاونوا علی البر والتقوی﴾ (المائدہ ۲) اور ﴿إنما المومنون إخوة﴾ (الحجرات ۱۰) جیسی آیات امداد باہمی کا درس دیتی ہیں۔

عہد رسول ﷺ میں امداد باہمی کے تعلق سے قبیلہ اشعر کا واقعہ ملتا ہے جو اس باب میں بہت ہی واضح اور صریح ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ واقعہ تکافل کے جواز اور اسکے مستحسن ہونے کی دلیل ہے تو بے وجہ نہ ہوگا

"إن الأشعريين إذا أرملوا فی الغزو قل طعام عيالهم بالمدينة، جمعوا ما كان عندهم فی ثوب واحد ثم اقتسموه بينهم فی إناء واحد بالسوية فهم منی

☆ استاذ جامعہ عربیہ بیت العلوم جعفرآباد، دہلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و أنا منهم (رواہ البخاری کتاب الشرکۃ رقم ۲۴۸۶)۔

وضاحت: قبیلہ اشعر کا یہ عمل جو خالصاً امداد باہمی پر مبنی تھا آپ ﷺ کو اتنا پسند آیا کہ آپ ﷺ نے فخریہ فرمایا کہ اشعر مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں اور یہ اس کے جائز اور مستحسن ہونے کی دلیل ہے۔

ممکنہ خطرہ کی پیش بندی کے تعلق سے ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ:

بعض حضرات کو یہ غلط فہمی دامن گیر ہے کہ انشورنس میں تمام تر خرابیوں کے ساتھ ساتھ اس میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ یہ توکل علی اللہ کے خلاف ہے، لہذا اگر کسی طرح انشورنس میں پائی جانے والی خرابیوں کو دور کر بھی دیا جائے تب بھی انشورنس جائز نہ ہوگا۔ نیز ممکنہ خطرہ اور حادثہ، خواہ جانی ہو یا مالی اسکی پیش بندی توکل علی اللہ کے خلاف ہوگی۔

اس غلط فہمی کا ازالہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ان حضرات سے توکل کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے، انہوں نے یہ سمجھا کہ توکل ترک اسباب کا نام ہے، جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے، یہ انکی کم علمی کی دلیل ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسباب کے اختیار کرنے اور نگاہ مسبب پر رکھنے کا نام توکل ہے، ترک اسباب کا نام تو توکل کبھی بھی نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ جگہ (دنیا) پوری کی پوری دارالاسباب ہے اور اس بات کی توثیق احادیث رسول ﷺ اور اس دور میں پیش آمدہ واقعات سے ہوتی ہے۔

۱- ایک اعرابی صحابی کا واقعہ بہت مشہور ہے کہ وہ اونٹنی پر سوار ہوکر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنی سواری کے تعلق سے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دوں یا اس کو کھونٹے سے باندھ دو (توکل کس میں ہے) اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا کہ پہلے اس کو کھونٹے سے باندھ دو اور پھر اللہ پر بھروسہ کرو۔ یعنی اسباب کو تو اختیار کرو، مگر بھروسہ سبب پر مت کرو، بلکہ اللہ (مسبب) پر کرو۔ "**اعقلها**

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتو کلھا" (رواہ الترمذی ابواب صفۃ القیامۃ رقم ۲۵۱۷)۔

۲- اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ کا متعدد صحابہ کو علاج کی تلقین فرمانا اور اس کا حکم دینا بھی اسباب کے اختیار کرنے کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے (ملاحظہ ہو: ترمذی ابواب الطب باب ماجاء فی الدواء رقم ۲۰۳۸)۔

۳- نیز حضرت سعدؓ ابن خولہ کا واقعہ تو مستقبل میں پیش آمدہ ضرورت کا پہلے سے انتظام کرنے میں اور بھی زیادہ واضح ہے کہ حضرت سعد ابن خولہؓ ایک مرتبہ بہت زیادہ بیمار ہوئے تو اللہ کے رسول ﷺ انکی عیادت کو تشریف لے گئے، حضرت سعدؓ نے اللہ کے رسول ﷺ سے فرمایا کہ میرے کوئی اولاد نہیں ہے سوائے ایک بیٹی کے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ کے راستہ میں صدقہ کردوں، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال صدقہ کردو اور بقیہ اولاد کے لئے چھوڑ دو، نیز اللہ کے رسول ﷺ نے ایک عمومی حکم کے طور پر فرمایا کہ تمہارا اپنی اولاد کے لئے مال چھوڑ جانا بہتر ہے اس بات سے کہ تم ان کو تنگ دست اور فقیر چھوڑ کر جاؤ اور وہ تمہارے بعد لوگوں کے سامنے دست سوال پھیلائیں (ملاحظہ ہو: بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی ﷺ سعد ابن خولہ رقم ۱۲۹۵)۔

خلاصہ: ان تمام واقعات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مستقبل کی ضرورت کی وجہ سے مال کا جمع کرنا یا مستقبل میں پیش آنے والی پریشانی کے وقت کے لئے کوئی تدبیر کرنا توکل علی اللہ کے منافی ہرگز نہیں ہوسکتا۔

متوقع اور ممکنہ خطرہ کی پیش بندی:

ماقبل میں یہ بات واضح ہوگئی کہ مستقبل میں پیش آمدہ خطرات وحوادث کی پیش بندی نہ تو تعلیمات اسلامی کے منافی ہے اور نہ ہی توکل علی اللہ کے مغایر۔ یہاں اس بات کے دوبارہ ذکر کا مقصد قرآن میں مذکور ایک خاص واقعہ سے استدلال ہے۔ قرآن کریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بڑے ہی تفصیلی اور دلچسپ انداز میں بیان کیا ہے کہ اتنی تفصیل کے ساتھ موسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کے واقعہ کے ماسواء اور کسی نبی کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے، اور دوسری خوبی اس واقعہ کی یہ ہے کہ قرآن نے اس واقعہ کو ''احسن القصص'' کہا اور کسی واقعہ کی یہ صفت بیان نہیں کی ہے۔ اس پورے واقعہ میں ایک خاص واقعہ اس وقت کے عزیزِ مصر کے خواب اور اسکی تعبیر سے متعلق ہے، جس سے ہر اہل علم واقف ہے۔ محل استشہاد حضرت یوسف کا اس قحط کے زمانہ میں بھوک مری سے بچنے کی تدبیر بتلانا جو اس زمانہ کے اسباب و وسائل کے اعتبار سے بہترین کہی جاسکتی ہے اور یہی مقصد تو تکافل میں مقصود ہے کہ اس میں بھی پیش آمدہ خطرات و حوادث میں بچنے کی تدبیر کی جاتی ہے، نہ کہ اس مصیبت سے ٹکر لینے کی کوشش کی جاتی ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ آجکل اس کو risk management کہتے ہیں۔

مروجہ انشورنس اور اسلامی انشورنس (تکافل) میں فرق:

۱- مروجہ انشورنس اور تکافل میں بنیادی فرق ان دونوں کے ذاتی مقصد کا ہے۔ مروجہ انشورنس کا بنیادی مقصد تجارت اور نفع کمانا ہے، جبکہ اسلامی انشورنس (تکافل) کا بنیادی مقصد امداد باہمی اور مصیبت اور خطرات میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرنا ہے۔

۲- مروجہ انشورنس میں رباء، قمار، غرر وغیرہ کا عنصر غالب ہے، جبکہ تکافل خالص شریعت کے اصولوں پر قائم ایک امداد باہمی کا نام ہے جس میں حتی المقدور مذکورہ خرابیوں سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۳- اسلامی انشورنس میں شرکاء کمپنی (share holders) (مالکان) اور مساہمین (policy holders) کا تعلق امداد باہمی اور تعاون باہمی کا ہوتا ہے۔ جبکہ مروجہ انشورنس میں اس قسم کا کوئی تعلق مالکان کمپنی اور پالیسی ہولڈرس کے درمیان نہیں ہوتا۔ بلکہ مروجہ انشورنس میں پالیسی ہولڈر اقساط ادا کرکے مطمئن اور بری ہوجاتا ہے اسے کمپنی کے نفع اور نقصان سے کوئی مطلب نہیں ہوتا اور کمپنی ان اقساط کے عوض اسے تحفظ فراہم کرتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- تکافل میں بچی ہوئی رقم (سرپلس) کو مساہمین اور کمپنی کے درمیان تقسیم کردیا جاتا ہے۔ جبکہ مروجہ انشورنس میں سرپلس کو کمپنی کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے اور اس میں پالسی ہولڈرس کو کچھ بھی نہیں ملتا۔

۵- تکافل میں مساہمین کی جانب سے ادا کی گئی رقم فنڈ کی ملکیت ہوتی ہے، جبکہ مروجہ انشورنس میں قسطوں پر کمپنی کی ملکیت ہوتی ہے۔

۶- تکافل میں فنڈ کی جمع شدہ رقم کو مضاربت کے طور پر سرمایہ کاری میں لگانے کے بعد حاصل شدہ منافع کو مضارب (کمپنی) کا حصہ نکالنے کے بعد دوبارہ فنڈ میں جمع کردیا جاتا ہے، جبکہ مروجہ انشورنس میں کمپنی اس مال کو تجارت میں لگانے کے بعد خود نفع کا استعمال کرتی ہے اور پالسی ہولڈرس کو اس میں کچھ نہیں ملتا۔ مطلب صاف ہے سرمایہ پالیسی ہولڈرس کا اور نفع پورا کا پورا کمپنی کا۔

۷- تکافل میں کمپنی کی حیثیت مضارب یا وکیل اور یا تو متولی کی ہوتی ہے۔ جبکہ مروجہ انشورنس میں کمپنی کی حیثیت اصیل کی ہوتی ہے۔

۸- تکافل میں مشارکین (مالکان) اور مساہمین (پالیسی ہولڈرس) میں سے ہر ایک اس بات کی فکر کرتا ہے کہ حوادث کم سے کم ہوں، تاکہ کمپنی کا سرپلس اور سرمایہ زیادہ سے زیادہ ہو، جبکہ مروجہ انشورنس میں اس بات کی کوئی فکر نہیں ہوتی نہ تو کمپنی اس بات کا خیال کرتی ہے اور نہ ہی پالسی ہولڈرس۔ بلکہ معاملہ بالکل برعکس ہوتا۔ کمپنی زیادہ سے زیادہ نفع کمانا چاہتی ہے اور پالسی ہولڈرس اقساط ادا کر کے بری ہونا چاہتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں ایک غیر ذمہ دارانہ رویہ پیدا ہوتا ہے جو کمپنی اور پالسی ہولڈرس دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

۹- تکافل کمپنی میں ایک شریعہ بورڈ ہوتا ہے جو کمپنی کے شرعی امور کا نگراں و ذمہ دار ہوتا ہے، خاص طور پر فنڈ کی رقم کی سرمایہ کاری میں کہ اس کا استعمال کسی حرام اور ناجائز جگہ نہ ہوسکے اور اس کی تفتیش اور جانچ بھی کرتا ہے۔ جیسا کہ پاکستان میں اسلامی بینکنگ رولس ۲۰۰۵ء کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دستور میں موجود ہے۔ جس کی رو سے ہر تکافل کمپنی کا ایک شریعہ بورڈ ہونا ضروری ہے۔ جس میں کم از کم تین ممبرس کا ہونا ضروری ہے۔ جبکہ مروجہ انشورنس میں اس قسم کا کوئی بورڈ نہیں ہوتا ہے اور نہ ہی انشورنس کمپنی اس بات کا خیال کرتی ہے کہ پالسی ہولڈرس کی رقم کی سرمایہ کاری کسی حلال کاروبار میں یا حلال کاروبار کرنے والی کسی کمپنی میں ہو۔

۱۰- تکافل ایک قسم کا عقد تبرع ہے اور مروجہ انشورنس ایک عقد معاوضہ ہے اور قواعد فقہ کی رو سے تبرعات میں بعض مواقع پر غرر وغیرہ کی گنجائش ہوتی ہے، جبکہ عقد معاوضہ میں غرر کی بالکل بھی گنجائش نہیں ہوتی، خواہ وہ غرر قلیل ہو یا کثیر اس سلسلہ میں علمائے اصولین کا وضع کردہ ایک قاعدہ: "یغتفر فی التبرعات مالا یغتفر فی المعاوضات" موجود ہے۔

تمہید:

تکافل کو انجام دینے والے افراد دو طرح کے ہوتے ہیں (۱) مشارکین (share holders) (۲) مساہمین (Policy holder)۔ شیئر ہولڈر سرمایہ لگا کر تکافل کمپنی کو قائم کرتے ہیں، تاکہ مستقبل میں پیش آمدہ خطرات میں لوگوں کی امداد کر سکیں اور مساہمین مستقبل میں پیش آنے والے خطرات سے محفوظ رہ سکیں اور مصیبت میں ایک دوسرے کی امداد باہمی کر سکیں، اس لئے وہ تکافل کمپنی کی پالسی کی خریداری کے ذریعہ فنڈ میں جمع کرتے ہیں۔

تکافل کی تعریف:

تکافل ایک ایسا عقد تبرع ہے جو مستقبل میں پیش آنے والے خطرات و حوادثات میں مساہمین کی امداد باہمی کرتا ہے۔

تکافل کی قسمیں:

اسلامی انشورنس (تکافل) کی دو قسمیں ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) جنرل تکافل (۲) فیملی تکافل

۱- جنرل تکافل: اسکے تحت تمام اثاثہ جات مثلاً گاڑی، دکان، مکان، کارخانہ، جہاز، کمپنیاں، شاپنگ سینٹر وغیرہ کو ممکنہ خطرہ کے پیش نظر تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ ان تمام اثاثہ جات کے مالکان کو ممکنہ خطرہ کے پیش نظر تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے کہ اگر اثاثہ جات کو نقصان پہنچتا ہے تو تکافل کمپنی اس نقصان کی بھرپائی کرے گی اور کلیم کی شکل میں امداد فراہم کرے گی۔

۲- فیملی تکافل: اس دوسری قسم کا تعلق انسانی زندگی سے ہے، اس میں انسان کو بالذات پیش آنے والے خطرات سے تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس قسم میں تحفظ کی فراہمی کے ساتھ ساتھ حلال طریقہ پر سرمایہ کاری کے مواقع بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ مساہم رقم کا ایک مخصوص حصہ ماہانہ یا سالانہ قسط کے طور پر جمع کرتا ہے، تکافل کمپنی اس رقم کا کچھ حصہ تو فنڈ میں جمع کر دیتی ہے اور بقیہ حصہ کو حلال اور جائز سرمایہ کاری میں لگا دیتی ہے۔ گویا تکافل کی رقم دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایک حصہ فنڈ میں جمع ہو جاتا ہے، اور دوسرا حصہ سرمایہ کاری میں لگا دیا جاتا ہے۔

تکافل کا طریقہ کار:

تکافل کے دو طریقہ کار آجکل بہت رائج ہیں (۱) مضاربہ ماڈل (۲) وکالہ ماڈل۔

مضاربہ ماڈل:

یہ ایک ایسا ماڈل اور طریقہ ہے جو عقد مضاربہ کو سامنے رکھ کر تیار کیا گیا ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ مضاربہ ماڈل عقد مضاربہ کی نئی شکل ہے کہ جس طرح عقد مضاربہ میں رب المال صرف مال دیتا ہے اور کوئی عمل نہیں کرتا اور مضارب صرف عمل کرتا ہے اور کوئی مال نہیں لگاتا۔ یعنی ایک آدمی کا عمل ہوتا ہے اور دوسرے آدمی کا مال ہوتا ہے۔ مال لگانے والے کو رب المال اور عمل والے کو مضارب اور اس مال کو مال مضاربت کہتے ہیں، بعینہ یہی عمل مضاربہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماڈل میں بھی ہوتا ہے اور اصطلاحات بھی یہی استعمال کی جاتی ہیں۔ مثلاً پالسی ہولڈر مال لگاتا ہے اور کمپنی عمل کرتی ہے، چنانچہ کمپنی کی حیثیت مضارب کی ہوتی ہے اور پالیسی ہولڈر کی حیثیت رب المال کی ہوتی ہے اور اس فنڈ کا وہ حصہ جو سرمایہ کاری میں لگایا جاتا ہے اس کی حیثیت مال مضاربت کی ہوتی ہے، لہذا اس ماڈل میں ان تمام شرطوں کی رعایت ضروری ہے جن کا عقد مضاربہ میں پایا جانا ضروری ہے۔ جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔

وکالہ ماڈل:

اس ماڈل میں کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے جس کو پالیسی ہولڈرس سرمایہ کاری کیلئے وکیل مقرر کرتے ہیں، اور چونکہ کمپنی میں اصل کام کرنے والا مینیجر ہوتا ہے، اس لئے وکالت کا تعلق براہ راست مینیجر سے ہوتا ہے۔ اس وکیل کی شرعی واخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مارکٹ کے اتار چڑھاؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے مساہمین کی رقم کی سرمایہ کاری کرے اور حتی المقدور ان کی رقم کو نقصان سے بچائے۔ تاکہ نفع زیادہ سے زیادہ ہو۔

ان دونوں ماڈلس میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ مضاربہ ماڈل میں کمپنی حاصل شدہ منافع میں حصہ دار اور شریک ہوتی ہے۔ جبکہ وکالہ ماڈل میں کمپنی کو وکالہ فیس ملتی ہے اور نفع و نقصان میں اسکی کوئی حصہ داری نہیں ہوتی۔

ایک بات جو غور کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ کمپنی اپنے پالسی ہولڈرس کے سامنے دونوں ماڈل پیش کر دیتی ہے اور اس کو یہ اختیار دیتی ہے کہ چاہے تو وہ وکالہ ماڈل کے ذریعہ اپنا تکافل کرائے اور چاہے تو مضاربہ ماڈل کو پسند کرلے۔

وقف ماڈل:

حالیہ دنوں ایک اور ماڈل بہت رائج ہوا ہے اور اس کا نام ماہرین نے وقف ماڈل رکھا ہے، حالانکہ اس طریقہ کار کو وقف سے بہت زیادہ مناسبت نہیں ہے، البتہ ایک حد تک مناسبت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس ماڈل کے مطابق کمپنی کے مالکان رقم کا ایک حصہ باقاعدہ طور پر وقف کر دیتے ہیں جس سے ایک وقف پول بنایا جاتا ہے، جسے participant's takaful fund بھی کہتے ہیں، قائم کیا جاتا ہے، اس فنڈ سے شیئر ہولڈرس (مالکان) کا تعلق محض عقد تبرع کا ہوتا ہے، اور چونکہ اس فنڈ کی حیثیت جائیداد موقوفہ کی ہوتی ہے، اس لئے اس فنڈ میں مالکان کی ملکیت باقی نہیں رہتی۔ جیسا کہ جائیداد موقوفہ کے تعلق سے علامہ شامی رقم طراز ہیں:

"قوله والملک یزول أی ملک الواقف فیصیر الوقف لازما للاتفاق علی التلازم بین اللزوم والخروج عن ملکه" (ردالمحتار مطلب شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع ۴/۲۴۲) اور: "شرط الواقف کنص الشارع" (غمز عیون الابصار ۲/۲۲۸) جیسی عبارات سے ظاہر ہوتا ہے۔

پھر پالیسی ہولڈرس کو اقساط کے ذریعہ اس فنڈ کی رکنیت حاصل کرنی ہوتی ہے اور ایک خاص مقدار باقاعدہ طور پر بطور تبرع اس فنڈ کو دیتے ہیں۔ اور کسی شریک یا مساہم کے نقصان اٹھانے کی صورت میں اس فنڈ سے اس متاثر شخص کو فوائد مالی حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خاص اور اہم بات یہ ہے کہ مساہمین کی جانب سے بطور تبرع حاصل شدہ رقم بذات خود وقف نہیں ہوتی، بلکہ وقف پول کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔

اس کے وقف ہونے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں نہ تو میراث جاری ہوتی ہے اور نہ اس پر زکاۃ فرض ہوتی ہے۔ جیسا کہ شامی میں ہے: "واستحسن فول مالک أنه حبس العین علی ملک الواقف فلا یزول عنه ملکه، لکن لا یباع ولا یورث ولا یوهب" (ردالمحتار کتاب الوقف ۴/۲۵۸)، البتہ اس فنڈ کو بڑھانے کی غرض سے شرعی طریقہ پر کاروبار میں لگا دیا جاتا ہے اور اس سے حاصل ہونے والا نفع وقف پول کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس میں مالکان کمپنی یا پالیسی ہولڈرس کو کچھ نہیں ملتا۔ ان کو صرف حادثہ یا نقصان پیش آنے کی صورت میں فوائد مالی حاصل ہوتے ہیں۔ اس ماڈل میں کمپنی کی حیثیت متولی کی ہوتی ہے اور یہ جائز ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ واقف متولی کے حق کو اپنے لئے خاص کرلے، جیسا کہ اس کا مال موقوفہ سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ صاحب ''ہدایہ'' علامہ مرغینانی تحریر فرماتے ہیں: ''وإذا جعل الواقف غلة الوقف لنفسه أو جعل الولاية إليه جاز'' (ہدایہ کتاب الوقف ۲/ ۶۴۲)۔

تینوں ماڈلس میں کمپنی کو حاصل ہونے والے منافع کی حیثیت مختلف ہے، مضاربہ ماڈل میں بحیثیت مضارب کے اس کو نفع ملتا ہے، جبکہ وکالہ ماڈل میں کمپنی وکیل ہونے کی حیثیت سے وکالہ فیس وصول کرتی ہے اور وقف ماڈل میں کمپنی کے اخراجات متولی ہونے کی حیثیت سے پورے کئے جاتے ہیں۔

وقف ماڈل میں آمدنی کے ذرائع:

۱- مساہمین کے عطیات
۲- شرعی طرز پر فنڈ کی رقم کا انوسمنٹ اور اسکا نفع
۳- ری تکافل کی صورت میں بڑی کمپنیوں سے حاصل ہونے والی کلیم کی رقم
۴- کسی دوسرے کی جانب سے حاصل ہونے والے عطیات
۵- قرض حسنہ کے طور پر حاصل ہونے والی رقم

جس طرح وقف ماڈل کی آمدنی کے ذرائع مختلف ہیں اسیطرح اسکے اخراجات بھی مختلف ہیں۔

وقف ماڈل کے اخراجات:

۱- تکافل ممبرس کے کلیم کی بھرپائی
۲- ری تکافل کے اخراجات
۳- کمپنی میں کام کرنے والے افراد کی تنخواہ
۴- سرمایہ کاری میں نفع حاصل ہونے کی صورت میں بروکر کے حصہ کی ادائیگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵- قرض حسنہ کی واپسی

ری تکافل:

جس طرح مروجہ انشورنس میں چھوٹی کمپنیاں کسی بڑی کمپنی سے اپنا ''ری انشورنس'' کرواتی ہیں، تا کہ اگر کوئی اجتماعی آفت سماوی یا فسادات کا سانحہ پیش آجائے تو وہ اپنے سے بڑی کمپنی سے اس کا کلیم حاصل کر لے اور اپنے کسٹمرس کے کلیم کی ادائیگی باآسانی کر سکے اس کو ''ری انشورنس'' کہتے ہیں re insurence یہی عمل تکافل کمپنی بھی کرتی ہے۔ وہ اپنے سے بڑی تکافل کمپنی سے اپنا تکافل کرواتی ہے اس کو re takaful کہتے ہیں۔

ہندوستان میں تکافل کی ضرورت:

اس عنوان پر تبصرہ سے قبل ضرورت ہے کہ اس ملک کے حالات پر نظر ڈالی جائے۔

ہمارا ملک ہندوستان مذہبی اعتبار سے ایک ایسا ملک ہے جہاں ہر مذہب وملت کے پیروکار بودوباش اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور اس ملک میں دوسب سے بڑی اکثریت والی قومیں ہندو اور مسلمان ہیں اور موجودہ حالات پہلے کے بنسبت زیادہ خراب ہیں اور اسکی مثال گجرات اور بھاگلپور فسادات یا حالیہ راجستھان کے فساد ہیں۔ اور حالات روز بروز خراب ہوتے جارہے ہیں، ان فسادات میں سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کا ہوتا ہے اور یہ نقصان جانی سے زیادہ مالی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمان اپنی املاک کے تعلق سے عدم تحفظ کا شکار ہیں اور انتظامیہ بھی اس بربادی میں فرقہ پرستوں کے ساتھ ہے۔ ان حالات میں، جبکہ مروجہ انشورنس شریعت کی رو سے امور محرمہ پر مبنی ہے، تکافل کی ضرورت دوسرے ممالک کی بنسبت ہندوستان میں زیادہ محسوس کی جارہی ہے۔ لیکن غور طلب امر یہ ہیکہ اس میدان میں ہم اپنا پہلا قدم کس انداز میں رکھیں، چونکہ دشواریاں ابتدائی مراحل میں زیادہ ہوتی ہیں۔

راقم الحروف کی رائے ہے کہ ہماری کوشش دوسطحوں پر ہونی چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ملکی سطح پر۔

۲- بین الاقوامی سطح پر۔

پھر ملکی سطح کی ہماری کوشش تین الگ الگ میدانوں میں ہونی چاہئے (۱) حکومتی سطح پر، (۲) عوامی سطح پر، (۳) تعلیمی سطح پر، حکومتی سطح پر ہمیں سب سے پہلے اس بات کی کوشش کرنی ہوگی کہ ہم حکومت ہند سے مطالبہ کریں کہ وہ

R.B.I کے قوانین میں اس بات کی گنجائش پیدا کرے کہ ہم تکافل کے ہندوستان میں رائج ہونے اور اسکے ادارے قائم کرنے، نیز موجودہ انشورنس کمپنیوں کو تکافل پروڈکٹ نکالنے کے مواقع پیدا ہوسکیں، چونکہ R.B.I کے موجودہ قوانین کی رو سے مکمل اسلامی انشورنس کی گنجائش نہیں نکلتی۔ اس سطح پر ہماری دوسری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم حکومت ہند سے مطالبہ کریں کہ جس طرح وہ مروجہ انشورنس کو قبول کرتی ہے۔ وہ درجہ اسلامی انشورنس کو بھی دے۔ مثلاً ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اگر ہمیں کوئی موٹر بائک یا اس انداز کی کوئی بھی گاڑی چلانی یا چلوانی ہو تو اس گاڑی کا انشورنس کرانا لازمی اور ضروری ہے، بغیر انشورنس کے اس کو آن روڈ اتارنا نا قابل معافی جرم تصور کیا جاتا ہے اور اس گاڑی کو ضبط کرلیا جاتا۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ کریں کہ اگر کوئی مسلمان اپنی گاڑی کا اسلامی انشورنس کراتا ہے تو اس کو بھی وہی اہمیت دی جائے جو مروجہ انشورنس کو حاصل ہے۔

عوامی سطح پر کوشش:

ہندوستانی معاشرے میں مسلمانوں کی تین طرح کی درجہ بندی کی جاسکتی ہے:

(۱) مزدور طبقہ، (۲) حکومتی یا پرائیوٹ نوکری کرنے والے، (۳) تجارت پیشہ حضرات۔

عام طور پر انشورنس یا ان جیسی چیزوں سے جڑے ہوئے لوگ زیادہ تر نوکری پیشہ حضرات ہوتے ہیں اور کچھ رجحان اس کی طرف تجارت پیشہ حضرات کا بھی ہے۔ ہمارا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزدور طبقہ ان چیزوں سے عام طور پر دور رہتا ہے۔ ہمارا ہدف نوکری پیشہ اور تجارت پیشہ حضرات ہوں۔

ان حضرات میں پہلی کوشش یہ کرنی ہوگی کہ ہم ان کو اسلامی انشورنس اور اسکے فوائد سے متعارف کرائیں اور مروجہ انشورنس کی خرابیوں اور اسکی شرعی حرمت سے بھی واقفیت کرائیں۔ چونکہ علماء کی ذمہ داری محض حرام کو حرام کہہ دینا نہیں، بلکہ حلال طریقہ کا بتانا اور اسکی طرف صحیح رہنمائی کرنا بھی ہے۔ اس کے لئے ہم الکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کا سہارا لیں، نیز ائمہ مساجد و خطباء حضرات سے اس بات کی درخواست کریں کہ وہ امت کے اس نازک مسئلہ کو عوام تک پہنچائیں۔ نیز ہم رسائل، اشتہارات و پمفلیٹ وغیرہ کا بھی سہارا لیں۔

تعلیمی سطح کی کوشش:

یہ میدان سب سے مشکل اور وقت طلب ہے۔ چونکہ رجال کار کی تیاری اور پھر ان افراد کا صحیح استعمال آج کے اس بے وقتی دور میں سب سے زیادہ نازک اور حساس مسئلہ ہے۔ اولاً تو ہمارے پاس اس کام کیلئے افراد نہیں ہیں اور جو کچھ تھوڑے ہیں ان کا صحیح استعمال نہیں ہو پارہا ہے، نتیجہ صاف ظاہر ہے (ہماری ناکامی)

بڑے افسوس کے ساتھ راقم یہ کہنے کی جرات کر رہا ہے کہ اس اسلامی بینک کاری کی ابتداء ۱۹۷۵ء میں ہوئی جسکو ایک عرصہ ہو چکا ہے اور ۳۵ سال کا لمبا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی ہمارا دامن تیار شدہ افراد سے خالی ہے۔

میں اکیڈمی کے تمام شرکاء اور سیمنار میں موجود اکابرین اور اکیڈمی کے ذمہ داران سے درخواست کروں گا کہ معاشیات کے نصاب کے اس مسئلہ کو سنجیدگی سے حل کریں، تاکہ ناقص افراد تیار نہ ہوں، بلکہ رجال کار اور کامل اور مکمل افراد کی جماعت نکل کر آئے۔ کیونکہ اب تک کوئی بھی کتاب Tex Book کے انداز کی نہیں ہے اور جو کتابیں ہیں بھی وہ مطالعہ کے انداز کی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بین الاقوامی سطح پر کی جانے والی کوشش:

۱- عالم عرب اور برطانیہ اور اسکے ماسواء دوسرے ممالک میں پھیلی ہوئی کامیاب ترین تکافل کمپنیوں کو ہندوستان میں اپنے تکافل پروڈکٹ شروع کرنے اور سرمایا کاری کرنے کی دعوت دی جائے۔اور مسلمانوں کی مالی حالت کے پیش نظر کم لاگت اور کم اقساط کے پروڈکٹ شروع کریں، تاکہ عوام اس کی جانب راغب ہو سکے۔

۲- I.B.M اور I.I.U.M جیسے عالمی اداروں کے طلبہ و اساتذہ اور ہندوستان کے معیاری مدارس کے درجہ "تخصص فی الفقہ" کے طلبہ کے درمیان افہام وتفہیم کے مواقع پیدا کئے جائیں۔اور غیر ملکی ماہرین خصوصا عالم عرب کے مشہور ماہرین کے ذریعہ ورک شاپ کا انعقاد کیا جائے۔

۳- ہمارے بعض برادروطن کو اسلام اور اس سے متعلقہ چیزوں سے پیدائشی دشمنی اور بیر ہے جسکی وجہ سے وہ ہر ایسے کام میں آڑ پیدا کرتے ہیں جو اسلام سے متعلق ہو۔اس لئے مناسب ہوگا کہ معیشت اسلامی سے متعلق اصلاح میں ترمیم کی جائے، تاکہ اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

۴- تکافل کی پلاننگ منظم اور مضبوط انداز میں طویل مدت ہوتی ہے۔جو کم از کم پانچ سے چھ سال کا ہدف مقرر کرے۔

۵- عوامی بیداری کیلئے ہر ممکن تدبیر کرنا جو اس کے فروغ کا ذریعہ بن سکتی ہو۔نیز رضا کاروں کی ایک جماعت ملک بھر میں دورہ کر کے عومی بیداری پیدا کرے۔

۶- ماہرین معاشیات اور اکابر علماء عظام کے درمیان خلیج کو دور کرنے کی کوشش کی جائے اور دونوں قسم کے افراد کو ایک اسٹیج پر جمع کرنے کی کوشش کی جائے۔علماء سود کی لعنت اور اس کی خرابیوں سے امت کو آگاہ کریں اور ماہرین تکنیکی خرابیوں اور مروجہ سودی نظام، خصوصا مروجہ انشورنس کی خرابیوں اور ان کمپنیوں کے مقاصد کی نقاب کشائی کریں۔

۷- امت کا ہر ذمہ دار اس بات کا ذمہ دار ہے کہ خصوصاً مسلم معاشرے سے سودی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام ختم ہو اور حتی المقدور اس سے تحفظ کی کوشش کی جانب صاحب استطاعت اور صاحب ثروت حضرات قرض حسنہ کے ادارے قائم کریں اور پریشان حال افراد کیلئے غیر سودی قرض کے مہیا کرانے میں حتی الامکان کوشش کریں۔

خلاصہ: آج امت نازک حالات اور کسمپرسی کے عالم میں ہے اور سامراجیت اور مغربیت کے فریب نے جس مضبوطی کے ساتھ اس کو چہار جانب سے اپنے دائرہ میں جکڑ رکھا ہے خصوصا معیشت کے میدان میں کہ کوئی فرد بھی سود کی لعنت سے اپنے آپ کو محفوظ تصور نہیں کر رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی متقاضی ہے کہ ہر بیدار مسلمان بیداری کا ثبوت دے اور امت کو سود کی لعنت سے بچانے میں اپنی سعی بھرپوری کوشش کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کے دائرہ میں انشورنس کے متبادل (تکافل) کی تلاش

مولانا مفتی محمد عنایت اللہ رحیمی کشمیری ☆

انشورنس کے متبادل کی تلاش کیوں ہے؟

متبادل تلاش کرنے کا محرک یہ ہے کہ اصل میں دیکھنا یہ ہے کہ انشورنس کا شرعی متبادل ضروری ہے یا نہیں، واضح رہے کہ ہر اس چیز کا متبادل ضروری ہے حالات و واقعات سے جس کی ضرورت محسوس کی جارہی ہو، انشورنس کے معاملات کو جب ہم نے بغور دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ انشورنس معاشرے کا ایک ضروری جزء بن چکا ہے، اسی وجہ سے اس کا متبادل تلاش کرنا نہ صرف درست، بلکہ ضروری ہے۔

متبادل کیا ہے؟

متبادل کی صورت بیان کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

”متبادل کی چند صورتیں ہیں، ایک صورت یہ بھی ہے کہ اسلامی متبادل تجارتی (commercial) بنیادوں پر ہو، لیکن مروجہ انشورنس کی خرابیاں پیدا ہونے کا خطرہ ہے، توان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے عقدِ بیمہ (insurance agreement) کے موجودہ ڈھانچے کے اندر تبدیلی لائی جائے۔

۱- پہلی تبدیلی یہ لائی جائے کہ تجارتی بنیادوں کے بدلے اس کو ”تبرعات“

☆ دارالعلوم، بانڈی پورہ، کشمیر۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(donations) کی بنیاد پر قائم کیا جائے تو متبادل آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔

۲- یا یہ تبدیلی کی جائے کہ وقف کی بنیادوں پر بنایا جائے تو دوسرا متبادل قائم کرنا بھی ممکن ہو جائے گا۔

متبادلِ اول:

پہلے متبادل کی بنیاد تبرعات (donations) پر ہوگی اس صورت میں تکافل کرانے والا اپنی رقوم بطور عطیہ تکافل کمپنی کے پاس جمع کرائیگا جس کا مختصر طریقہ اس طرح ہوگا کہ جب عطیات جمع ہونگے تو عام انشورنس کی طرح ادارۂ تکافل (شرکۃ التکافل) خود بخود وجود میں آجائے گا جو اس تکافل کمپنی کے معاملات کو منظم کریگا اور لوگوں کو اس تکافل کمپنی کی تبرع پالیسی حاصل کرنے کی ترغیب دیگا اس سے کمپنی کا مقصد "نفع کمانا" اور تکافل حاصل کرنے والوں کا مقصد "ممکنہ نقصان سے تحفظ کا حاصل کرنا" ہوگا۔

مروجہ انشورنس کی مانند تکافل میں بھی مختلف خطرات والے لوگوں کو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

تکافل میں کتنے فریق ہیں:

تکافل اور مروجہ انشورنس کمپنیوں کے درمیان فرق یہ ہوگا کہ مروجہ انشورنس میں صرف دو فریق ہیں، جبکہ یہاں تین فریق ہوں گے جو ذیل میں ذکر کیے جا رہے ہیں:

(۱) تکافل کمپنی یا ادارۂ تکافل یا شرکۃ التکافل (islamic insurance company)۔ (۲) پالیسی ہولڈر، قسط اداء کنندگان (policy holder)۔ (۳) پول (pool) فنڈ۔

۱- تکافل کمپنی کی حیثیت امین ٹرسٹی (trustee) اور منتظم (arranger) کی ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-پالیسی ہولڈر، وہ شخص جو خطرہ کے ازالہ کے لئے پالیسی کریگا۔

۳-حوض، فنڈ، پول (pool) جو مختلف حضرات کے عطیوں سے مل کر بنے گا۔

تکافل کمپنی فنڈ کے امین اور منتظم ہونے کی حیثیت سے مختلف فرائض انجام دیگی۔

(۱) پول کے لئے پریمیم (premium) رقم جمع کریگی لوگوں کو پول میں عطیات جمع کرانے کی ترغیب دیگی مختلف خطرات کی بنیاد پر مختلف اسکیمیں تیار کرے گی۔

(۲) پول تیار ہوتے ہی ادارہ تکافل اسے دو طریقوں سے چلائے گا۔

الف-اگر کسی پالیسی ہولڈر کو کوئی خطرہ پیش آئے تو اس سے اس خطرہ کا ثبوت وصول کر کے اس پول، فنڈ سے رقوم ادا کریگا۔

ب-اگر اس کے اندر کوئی حصہ سرمایہ کاری (investment) کے لئے رکھا جائے مثلاً مضاربہ کے لئے تو وہ اس کی بنیاد پر سرمایہ کاری (investment) کرے گا، اس میں کمپنی کی حیثیت مضارب کی ہوگی۔

نوٹ: آج کل عام طور پر تکافل کے اندر سرمایہ کاری (investment) کے لئے کافی حصہ رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ ان کمپنیوں میں سرمایہ کاری بھی ہوتی ہے۔

اس مرحلہ پر چار قسم کے معاملات ہوں گے (۱) امانت (۲) انتظام و انصرام کا معاملہ (۳) سرمایہ کاری والے حصہ مین مضاربت کا عقد (۴) شرکت کا عقد

گویا اسلامی انشورنس مختلف معاملات کا مجموعہ ہوگا جسکو واضح اور ظاہر بھی کیا جاسکتا ہے، جبکہ عام انشورنس میں اس مرحلہ پر صرف ایک عقد خرید وفروخت کا ہوتا ہے اسکے بعد کمپنی اسپر پردہ ڈال دیتی ہے۔ رقوم (premium) جمع کرنے والوں کو معلوم نہیں ہوسکے گا کہ رقوم کہاں خرچ ہوں گی، اس سے جائز سرمایہ کاری ہوگی یا سودی کاروبار ہوگا وغیرہ وغیرہ جبکہ تکافل کا ادارہ ہر مرحلہ کو واضح کریگا پہلے امین (trustee) کی حیثیت سے رقوم وصول کرے گا اسے فنڈ (pool) میں ڈالیگی، منتظم (manager) ہونے کی حیثیت سے اس کا انتظام کرے گا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پالیسی ہولڈرز کے مضارب ہونے کی حیثیت سے سرمایہ کاری کریگا اور اپنے نفع کا متناسب حصہ لے کر فنڈ (pool) کے ذریعے واپس پالیسی ہولڈرز کے درمیان تقسیم کریگا۔

مروّجہ انشورنس اور تبرّع (donation) کی بنیاد پر چلنے والے ادارہ تکافل کے درمیان فرق:

یہ ہے کہ مروجہ انشورنس میں پالیسی ہولڈر کے مالی نقصان کو پورا کرنا کمپنی کی ذمہ داری ہوگی، لیکن اسلامی انشورنس میں کمپنی کی حیثیت امین (trustee) کی ہوگی پالیسی ہولڈر کے نقصان کو پورا کرنا اس کی ذمہ داری نہیں، بلکہ نقصان پورا کرنے کی ذمہ داری پالیسی ہولڈر کے تبرعات (donations) سے وجود میں آنے والے فنڈ (pool) پر ہوگی، کمپنی یہ کہے گی کہ یہ فنڈ (pool) تمہارا نقصان پورا کرے گا اگر اس کے اندر نقصان پورا کرنے کی گنجائش ہوئی تو آپ کے نقصان کی تلافی کردی جائے گی اور اگر فنڈ (pool) کے اندر گنجائش نہ ہوئی تو یہ نقصان پورا نہیں کیا جائے گا۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ تکافل میں رقوم (premium) کمپنی کی ملکیت میں نہیں آتیں، جبکہ مروجہ انشورنس میں رقوم (premium) کمپنی کی ملکیت میں آجاتے ہیں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ تکافل میں پالیسی ہولڈرز ایک دوسرے کا رسک کور کر رہے ہونگے جس کی وجہ سے یہ افراد ایک دوسرے کے لئے انشورنس کرنے والے (insurer) بھی ہو جائیں گے اور وہ جو انشورنس کراتا ہے (insured) بھی ہوں گے، جبکہ مروجہ انشورنس میں ایسا نہیں، اس لئے معلوم یہ ہوا کہ دونوں کے درمیان گہرا فرق ہے"۔

"تکافل کا دوسرا متبادل وقف کی بنیادوں پر ہوگا۔

وقف کی بنیاد پر کام کرنے والی کمپنی کا طریقہ کار اس طرح ہوگا:

۱- کمپنی قائم کی جائے گی جو وقف کی بنیاد پر خدمات انجام دینے کا اعلان کرے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- کمپنی کے شراکت دار (کمپنی قائم کرنے والے) اس قدر سرمایہ فراہم کریں گے کہ جس کے ذریعے کمپنی تکافل کی خدمات انجام دینے کی اجازت حاصل کر سکے۔

۳- شراکت داروں کے مال کا ایک حصہ وقف کیا جائے گا جس کا مقصد یہ ہوگا کہ اس سے سرمایہ کاری کی جائے پھر نفع حاصل کر کے لوگوں کے نقصانات کی تلافی کی جائے۔

۴- کمپنی مختلف خطرات کا تحفظ چاہنے والے افراد کو اس بات کی ترغیب دے گی کہ وہ اس وجود میں آنے والے وقف کو ہدیہ (donation) کرے اور وقف کے مقررہ قوانین کے مطابق نقصانات کی تلافی کے حق دار بنے وقف کو دیا جانے والا ہدیہ وقف کی ملکیت میں آجائے گا اسے "تبرع علی الوقف" (donation for waqf) کہا جائے گا۔

۵- کمپنی، وقف فنڈ اور اس کے تبرعات (donations) کو بطور مضارب یا وکیل سرمایہ کاری میں لگائے گی اور اس سے مقرر شدہ نفع یا اجرت لے گی۔

۶- اگر وقف کے نفع تبرع (donations) نقصان کی تلافی کے لئے کافی نہ ہوں تو کمپنی کی ذمہ داری نہ ہوگی، البتہ ایسی صورت میں کمپنی اپنی طرف سے وقف فنڈ کو ایسا قرض دے سکتی ہے جو آئندہ واپس مانگا، یا پھر وقف فنڈ کو ہبہ بھی کیا جاسکتا ہے، اس میں کمپنی کو اختیار ہوگا۔

ان اجمالی صورتوں سے یہ بات سمجھ میں آئی کہ ادارۂ تکافل (islamic insurance company) تین بنیادی فریق ہوئے (۱) شراکت دار (share holder)، (۲) وقف فنڈ (pool)، (۳) متبرعین (donaters)۔

(۱) کمپنی کی انتظامیہ شراکت داروں کے نمائندے کے طور پر کام کریں گے، (۲) وقف فنڈ اسکا الگ مستقل قانونی وجود ہوگا کمپنی کی انتظامیہ انکی امین متولی (trustee) ہوگی، (۳) متبرّعین (donators) وہ لوگ جو وقف پر تبرع (donate) کریں گے اور وقف کے اصولوں کی روشنی میں نقصانات کی بھرپائی کرانے کے حقدار ٹھہریں گے۔

اس متبادل میں بھی مروجہ انشورنس کے عقد سے مختلف وقف کو تبرع (donations)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بنیاد پر ہوگی، اس لئے اس میں مروجہ انشورنس کی خرابیاں نہیں رہینگی جسطرح تبرع کی بنیاد پر قائم تکافل کمپنی میں نہیں رہیں تھیں"۔

تکافل کے طریقہ کا جائزہ اور اس کی بعض شقوں کی وضاحت:

فتاویٰ عثمانی میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی نے "تکافل ساؤتھ افریقہ" کے عنوان کے تحت ایک سوال وجواب درج فرمایا ہے جس کو موضوع کی مناسبت سے من وعن یہاں نقل کیا جارہا ہے۔

سوال: یہاں ساؤتھ افریقہ میں مروجہ انشورنس کے مقابلے میں یہاں کے چند مسلمانوں نے ایک ایسا ادارہ قائم کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ شرعی وجائز طریقہ سے مروجہ انشورنس کے فوائد ومقاصد حاصل کئے جائیں اس ادارہ کو تکافل کا نام دیا ہے یہ لفظ بمعنی ضمانت نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد تعاون وتناصر ہے، دنیا کے مختلف ممالک میں بھی اسی غرض سے اس نام سے ادارے قائم ہیں تکافل ساؤتھ افریقہ کا ڈھانچہ وماڈل اس طرح ہے:

۱- چند محدود افراد نے اس نیت سے محدود رقم وقف کر کے ایک فنڈ قائم کیا ہے کہ جو لوگ اس وقف فنڈ کے ممبر ہوں گے ان پر اگر کوئی حادثہ یا نقصان عارض ہوا تو طے شدہ قواعد وشرائط کے تحت اس ممبر کی اس وقف فنڈ کے منافع سے مدد کی جائے گی اور اس میں سے محدود نسبت کے ساتھ کچھ رقم فقراء میں بھی تقسیم کی جائے گی۔

۲- اس وقف فنڈ کو جائز اسلامی سرمایہ کاری کے ذریعے بڑھایا جائے گا، نیز جو اس وقف فنڈ کا ممبر بنے گا اس سے اس فنڈ کے لئے چندہ وصول کیا جائے گا، یہ چندہ وقف فنڈ کے منافع کے حکم میں ہوگا، یہ چندہ وقف کے حکم میں نہیں ہوگا، جیسا کہ مسجد کی عمارت وقف ہوتی ہے اور اس کے لئے جو چندہ حاصل ہوتا ہے وہ اس کے منافع ہوتے ہیں اور یہ منافع مسجد کے مصالح پر خرچ ہوتے ہیں (والتفصیل فی امداد الاحکام ۳/۲۲۰)۔

۳- جو شخص وقف فنڈ کو چندہ دے گا تو وہ وقف فنڈ کے مقاصد کو پورا کرنے کی نیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے چندہ دے گا اور وہ اس چندہ کا مالک نہیں رہے گا، بلکہ یہ چندہ وقف فنڈ کی ملکیت ہو جائے گا۔

۴- اس وقف فنڈ کا ممبر حادثہ پیش آنے کی صورت میں اس بنیاد پر تلافی کا دعوی کرے گا کہ وہ اس وقف فنڈ کے مقاصد کے مطابق مستحق ہے، اگر وقف فنڈ کے متولی اس کے نقصان کی تلافی کرنے سے انکار کریں تو وہ عدالت سے اس بنیاد پر رجوع کر سکتا ہے کہ وقف فنڈ کا اصل مالک اللہ تعالی ہے اور اس کے متولی اس وقف فنڈ کو اس کے مقاصد کے مطابق چلانے کے ذمہ دار ہیں، لیکن وہ اس میں کوتاہی کر رہے ہیں، لہٰذا عدالت ان سے باز پرس کرے، گویا یہ حقوق اللہ میں سے ہو گیا، جیسا کہ مال غنیمت تقسیم سے پہلے کسی ایک مجاہد کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا اور ہر مجاہد کی ذمہ داری ہے کہ جو کچھ بھی مال کافروں سے حاصل ہو وہ لا کر امام کے پاس جمع کرے نہ خود چھپائے اور نہ کسی دوسرے کو چھپانے دے، اگر کسی مجاہد نے دوسرے کے غلول کو چھپایا تو وہ بھی گناہ گار ہوگا، رواہ ابوداؤد، (مشکوۃ ص ۳۵۱)۔

نیز جس طرح جہاد میں ہر مجاہد کی نیت ابتدا میں مال حاصل کرنے کی نہیں ہوتی حتی کہ بعض دفعہ امیر یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ "من قتل قتيلاً فله سلبه" تاکہ قتال پر ابھارا جاوے اور سستی پیدا نہ ہو، اس کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہوتا ہے تو ہر مجاہد اپنے حصے کی غنیمت وانعام خصوصی کا جس کا اعلان کیا گیا ہو دعوی کر سکتا ہے، غزوہ حنین میں فتح ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا: "من قتل قتيلاً له عليه بينة فله سلبه" (مشکوۃ ص ۳۴۸)، تو ایک صحابی کھڑے ہوئے اور فرمایا: "من يشهد لي"، لیکن کوئی گواہی دینے کے لئے کھڑا نہیں ہوا تو آپ بیٹھ گئے، نبی کریم ﷺ نے دوبارہ اعلان فرمایا یہ صحابی دوبارہ کھڑے ہوئے، لیکن انہیں کوئی گواہ نہ ملا تو بیٹھ گئے، تیسری دفعہ بھی اسی طرح ہوا اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو قتادہؓ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انہوں نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں نے ایک کافر کو قتل کیا ہے، اس کے بعد ایک دوسرے صحابی نے (جن کے پاس اس مقتول کا سامان تھا) حضرت ابو قتادہؓ کی تصدیق کی اور یہ خواہش ظاہر کی کہ اس مقتول کا سامان مجھے دیدیا جائے اور ابو قتادہ کو راضی کر دیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے، لیکن حضرت ابوقتادہؓ اس پر راضی نہیں ہوئے، لہذا انہیں مقتول کا سامان دیا گیا۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ تبرع کی نیت سے کچھ کرنے کے بعد (جہاد میں جانا اور اپنی جان و مال خرچ کرنا بھی تبرع ہے)، اگر کسی چیز کا استحقاق ہو جائے تو اس کے لئے دعوی کرنا جائز ہے، نیز یہ موقوف علیہ بھی ہے، لہذا مستحق ہونے کی وجہ سے دعوی کر سکتا ہے (درمختار ۳/ ۴۴۰-۴۴۱)۔

۵- یہ بھی طے ہوا ہے (متولیوں کی طرف سے) کہ اس وقف فنڈ کو شریعت کے مطابق چلانے اور اس کی نگرانی کرانے کے لئے ایک شریعہ بورڈ قائم ہوگا اور ان کی ہدایات کی روشنی میں اس فنڈ کو چلایا جائے گا، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس فنڈ کو جاری رکھنا شریعت کے مطابق نہیں ہے اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں ہے، یا یہ فنڈ اپنے مقاصد کے مطابق چل نہ سکے تو اس فنڈ کی جتنی بھی رقم وجائداد وغیرہ ہوگی وہ سب فقراء وغیرہ میں تقسیم کر کے اس فنڈ کو ختم کر دیا جائے گا۔

۶- وقف فنڈ کے سالانہ منافع کا حساب کیا جائے گا اور اصل وقف رقم سے زائد جو رقم ہوگی وہ ممبران میں تقسیم کی جائے گی۔

۷- جو رقم وقف کی گئی ہے اس میں کمی نہیں کی جائے گی، تقسیم منافع وقف کی ہوگی، اگر کسی وقت دعوے زیادہ ہوں اور منافع وقف سے اس کی تکمیل نہ ہو سکے تو وقف فنڈ کو غیر سودی قرض دیا جائے گا اور بعد میں اس کے منافع سے اس قرض کی ادائیگی کی جائے گی۔

۸- چونکہ تکافل ساؤتھ افریقہ ایک نئی کمپنی ادارہ ہے اور ان کے پاس کافی رقم نہیں ہے، جبکہ حکومتی قانون کے مطابق ایسی کمپنی کو جاری کرنے کے لئے لائسنس کی ضرورت ہے اور تکافل کمپنی کے پاس اس لائسنس کو حاصل کرنے کے لئے رقم نہیں ہے، نیز اس میدان کی انہیں تکنیکی اور پیشہ ورانہ مہارت بھی حاصل نہیں ہے، اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے تکافل ساؤتھ افریقہ نے مروجہ انشورنس کمپنی سے معاہدہ کیا کہ تکافل کمپنی ان کے لائسنس کو استعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گی اوران سے پیشہ وارانہ مدد حاصل کرے گی، اس کے عوض تکافل کمپنی اس انشورنس کمپنی کو طے شدہ اجرت ادا کرے گی۔

۹- جن حضرات نے اس فنڈ کے لئے رقم وقف کی ہے وہ اس کے متولی ہیں وہ اس فنڈ کو چلانے اوراس کا انتظام کرنے کے لئے بحیثیت وکیل کام کریں گے اوراس کے لئے انہیں متعین اجرت دی جائے گی اس اجرت میں تمام ملازمین کی تنخواہ اورانتظامی اخراجات شامل ہوں گے۔

۱-) تکافل ساؤتھ افریقہ نے "ری انشورنس" کا معاملہ نہیں کیا۔

فقط والسلام

جواب: آپ کا گرامی نامہ اور تکافل کے بارے میں آپ کی تحریر ملی اس میں نمبر ا سے نمبر ۷ تک کی تجاویز تقریباً وہی ہیں جو دارالعلوم کے منعقدہ علماء کے اجتماع میں طے کی گئی تھیں، لہذا وہ شریعت کے مطابق ہیں صرف نمبر ۶ کے بارے میں عرض یہ ہے کہ زائد رقم کا ممبران پر تقسیم ہونا ضروری نہیں، چونکہ یہ رقم وقف کی ملکیت ہو چکی ہے، اس لئے وقف کے قوانین کے تحت اس کو وقف ہی میں محفوظ بھی رکھا جا سکتا ہے، تاکہ سال آئندہ کے نقصانات کی تلافی میں کام آئے اور یہ صورت بندے کو زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے۔

البتہ نمبر ۸ میں جو تجویز دی گئی ہے کہ "تکافل کمپنی کسی مروجہ انشورنس کمپنی کا لائسنس استعمال کرے گی اوران سے پیشہ ورانہ مدد حاصل کرے گی" اس کے بارے میں اس وقت کہنا مشکل ہے جب تک مروجہ انشورنس کمپنی کے ساتھ تکافل کمپنی کا معاہدہ سامنے نہ ہو۔

والسلام

(مولانا مفتی) محمد تقی عثمانی (مدظلہ العالی)

خلاصہ:

گذشتہ تفصیل کے بعد یہ نچوڑ سامنے آیا کہ انشورنس کے متبادل کا اختیار و استعمال ہی زیادہ بہتر، بلکہ احسن ہے، لہذا اس کے بعد بھی اگر مذکورہ بالا متبادلوں میں سے کوئی متبادل علماء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا اور حدِّ جواز سے ورے ہے، یا ایسا ہوسکتا ہے کہ کچھ جگہوں پر کوئی عقد کہیں تفصیل اور وضاحت طلب ہو، لیکن کم از کم ایسا ضرور ہے کہ تکافل انشورنس کے حرام اور ناجائز ہونے کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ مکروہ ہو، نیز سیمینار میں مزید تحقیق و مباحثہ اور نقد وتبصرہ کے بعد مسئلہ کو زیادہ منقح کیا جاسکتا ہے، بعد ازاں یہ بھی کہ سعودی عرب، کویت، قطر اور دبئی وغیرہ ممالک میں چل رہی ''تکافل کمپنیوں، شرکات التکافل'' کے طریقہ کار کو دیکھ کر اس پر نظر ثانی کر کے اگر وہ موافق ہو تو ہمارے ملک میں یہ قابل عمل نظام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان میں انشورنس کی قابل عمل صورتوں کا جائزہ

مولانا محمد احسن عبدالحق ندوی ☆

یہودی قوم جن کی فطرت اور شرست ہی میں سود کھانا، غرباء اور محتاجوں کا خون چوسنا داخل ہے، انہوں نے اسلامی نظام معیشت میں سود وقمار کی نئی نئی صورتیں داخل کرکے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ معاشی نظام سود وقمار کے بغیر چل ہی نہیں سکتا، اس مقصد کے تحت یہودی ایجنسیاں آئے دن اسکیمیں مرتب کرکے سامنے لاتی ہیں، جو عموماً سود وقمار پر مشتمل ہوتی ہیں، انشورنس کی نئی نئی شکلوں کی ترویج وتشہیر کرنا بھی اسی مقصد کی ایک کڑی ہے۔

زمانہ کے تغیرات کے سبب جو نئے نئے مسائل جنم لے رہے ہیں ان میں سے ایک اہم مسئلہ انشورنس کا بھی ہے، ظاہر بات ہے کہ عصر حاضر میں جن تعریفات اور تفصیلات کے ساتھ انشورنس معاشرہ میں پایا جاتا ہے، آپ ﷺ، حضرات صحابہ کرامؓ، بلکہ ائمہ کرام کے زمانہ میں بھی اس کا وجود نہیں تھا، مشہور یہ ہے کہ اس کا آغاز چودھویں صدی عیسوی میں ہوا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انشورنس کا آغاز قرون وسطی میں تقریباً ۱۴۹۸ء میں لوئیڈز نامی لندن کے ایک مشہور قہوہ خانے میں ہوا، اور وہیں ایک کمپنی قائم ہوئی جو اس وقت دولت کے بازاروں میں کافی شہرت رکھتی ہے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ ۱۹۱۶ء میں پہلی بار اس کی کچھ ابتدائی شکلیں سامنے آئیں، لیکن اس کی باضابطہ شروعات بتایا جاتا ہے کہ ۱۶۶۶ء سے ہوئی، جبکہ لندن میں آگ لگی جس کی زد میں تیرہ ہزار مکانات اور ایک سو گرجا گھر جل کر راکھ ہوگئے، پھر آہستہ آہستہ اس نے

☆ مرکز الامام ابی الحسن الندوی دار عرفات تکیہ کلاں رائے بریلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظم شکل اختیار کی، اور جلد ہی پوری دنیا میں پھیل گیا۔

اس طرح غور کیا جائے تو انشورنس کا نظام اپنی اصل کے اعتبار سے تعاون علی الخیر کے زریں اصول پر مبنی ہے، اور اس کا مقصد یہ ہے کہ مصیبت اور حادثات کا شکار ہو جانے والے افراد کی مدد کی جائے، ان کی تکلیف دور کی جائے اور نقصان کی تلافی میں تمام انشورنس والوں کو شریک کیا جائے، تاکہ نقصان کا بار مصیبت زدہ کو تنہا نہ برداشت کرنا پڑے، اس طرح اصل کے اعتبار سے یہ نظام "تعاون علی البر والتقوی" کے اصول پر مبنی ہے جس کا حکم قرآن مجید میں دیتے ہوئے ارشاد ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (سورہ مائدہ:۲)۔

پھر نہ ہی انشورنس کا تعلق لہو ولعب سے ہے، نہ ہی اس کو کسی فاسد غرض کے لئے وجود میں لایا گیا ہے، بلکہ وہ تمدنی، تجارتی اور معاشی ضرورتوں کے تحت ابھرا ہے، اس کو ختم کر دیا جائے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ معیشت کے میدان میں بڑی رکاوٹیں کھڑی ہو جائیں، اور خاص طور سے بڑے تاجروں کو خاصی دقت پیش آئے۔

لیکن جب یہ ادارہ یہودی سرمایہ داروں کے ہاتھ میں گیا تو انہوں نے اپنی ہر معاشی اسکیم کی طرح اسے ایک ایسے یہودی نظام معیشت میں تبدیل کر دیا جس سے "تعاون علی البر والتقوی" کی روح رخصت ہوگئی اور وہ بھی سود وقمار، یعنی جوا کا مجموعہ ہو کر رہ گئی۔

اس نظام کی باگ ڈور بھی چونکہ یورپین اقوام خاص طور سے یہودیوں کے ہاتھ میں رہی، لہذا انہوں نے اس میں بہت سے فاسد اجزاء بھی شامل کر دیئے، اور اس پورے نظام کو سود اور جوے کا ملغوبہ بنا دیا جس کی ظاہر بات ہے کسی صورت سے بھی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

انشورنس کی قسمیں:

بنیادی طور پر انشورنس کی تین صورتیں ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) باہمی تعاون پر مبنی انشورنس، (۲) کمرشیل یا تجارتی انشورنس، (۳) سرکاری انشورنس۔

۱- باہمی تعاون پر مبنی انشورنس:

ان میں سے پہلی قسم، یعنی باہمی تعاون پر مبنی انشورنس میں تعاون باہمی کی سوسائٹیاں (Co-Operatives) اپنے ارکان کو اتنا ہی معاوضہ ادا کرنے کو کہتی ہیں جس سے نقصان کا ازالہ ہو جائے۔ ان کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ خطرات پیش آنے پر تلافی ہو سکے، اسی لئے کمرشیل انشورنس کی طرح اس کی قسطیں متعین نہیں ہوتی ہیں، بلکہ نقصان کے کم وبیش ہونے کے اعتبار سے اس کی مقدار بھی کم وبیش ہوتی رہتی ہے، اس انشورنس میں بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ نقصان پیش آنے کے بعد تمام ممبران سے نقصان کے بقدر پیسے لیے جاتے ہیں، یا شروع میں ایک مقررہ مقدار لی جاتی ہے، اور سال پورا ہونے پر مکمل حساب ہوتا ہے، اگر پیسے کم ہوئے تو ممبران ادا کرتے ہیں، بڑھ جائیں تو کمپنی ممبران کو لوٹا دیتی ہے۔

اس شکل میں نفع کمانا بالکل ہی مقصود نہیں ہوتا؛ لہذا تمام علماء اسے جائز قرار دیتے ہیں، اس میں تو مصیبت زدہ کی مدد کرنا ہے، لہذا ناجائز قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے، بس یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں اس میں غرر نہ ہو، اس لئے کہ خطرات سے کون دو چار ہوگا، کون نہیں ہوگا، معلوم نہیں ہوتا، لیکن اس معاملہ کی حیثیت پر غور کیا جائے تو دراصل یہ تبرعات میں سے ہے، لہذا یہ غرر اس میں مضر نہیں ہوگا۔

یہ شکل میری معلومات کے مطابق ہندوستان میں رائج نہیں ہے، البتہ بعض مسلم ممالک میں یہ شکل مروج ہے اور اس کو "مجلس البحوث الاسلامیہ جامع ازہر مصر، مجمع الفقہ الاسلامی مکۃ المکرمہ اور ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب" نے باتفاق رائے جائز قرار دیا ہے۔

۲- تجارتی (کمرشیل) انشورنس:

بنیادی طور پر اس کی تین قسمیں ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الف- جان کا انشورنس، (جیون بیمہ یا لائف انشورنس)۔

ب- مال واسباب کا انشورنس۔

ج- ذمہ داریوں کا انشورنس۔

جان کے انشورنس میں اس وقت دو پالیسیاں زیادہ مروج ہیں:

ایک یہ کہ مدت کی پالیسی لی جائے اور کمپنی کی طرف سے مقررہ قسط (Prime Fix) ماہ بہ ماہ ادا کی جائے، اگر اس مخصوص مدت سے پہلے پہلے پالیسی ہولڈر مرگیا تو کمپنی پوری رقم ورثہ کو دے گی اور باقی قسطیں معاف ہو جائیں گی، اور اگر پالیسی ہولڈر اس مخصوص مدت تک زندہ رہا تو اسے تمام قسطیں ادا کرنی ہوں گی، پھر مدت پوری ہونے پر جمع شدہ رقم اسے بونس اور کافی اضافہ کے ساتھ ادا کردی جائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ موت کے بجائے ممکنہ ناگہانی حادثات کے لئے انشورنس کرائے، مثلاً اپاہج ہونے، یا کاموں سے معذوری کے لئے، اس میں کمپنی سے یا معینہ رقم دینے کا معاہدہ کیا جاتا ہے، یا علاج کے اخراجات کی ادائیگی کا۔

مال کے انشورنس میں، دکان، مویشی اور گاڑیوں وغیرہ کا بیمہ کرایا جاتا ہے کہ اگر اس کو نقصان پہنچے یا ضائع ہو جائے تو کمپنی مقررہ رقم ادا کرے گی، اور اگر کوئی حادثہ پیش نہ آیا تو پالیسی ہولڈر کو کچھ معاوضہ نہ ملے گا، اس انشورنس میں پالیسی ہولڈر کو مقررہ قسط ادا کرنی ہوتی ہے۔

ذمہ داریوں کے انشورنس کا مطلب یہ ہے کہ پالیسی ہولڈر کمپنی کو مقررہ قسط ادا کرے، تاکہ کمپنی مقررہ ذمہ داری کو پالیسی ہولڈر کی طرف سے ادا کرے، مثلاً ٹریفک حادثہ میں ہلاکت کے تاوان کی ذمہ داری، گاڑی کا مالک اس غرض سے انشورنس کراتا ہے کہ اگر اس کی گاڑی سے تصادم کے نتیجہ میں کسی کی ہلاکت واقع ہو جائے، یا کوئی زخمی ہو جائے، یا کسی کا مالی نقصان ہو جائے تو اس سلسلہ میں جو کچھ رقم ادا کرنی ہے وہ کمپنی ادا کرے، اس انشورنس میں بھی اگر حادثہ پیش نہ آئے تو اس کو کوئی رقم واپس نہیں ملے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجارتی انشورنس کا حکم:

تجارتی انشورنس کی ان تمام قسموں کو علماء کی ایک بڑی جماعت نے ناجائز قرار دیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس میں سود اور جوا دونوں پائے جاتے ہیں، بہت معمولی تعداد نے اس کو جائز بھی قرار دیا ہے، لیکن ان کے دلائل بلاشبہ کمزور ہیں، جہاں سود اور جوے کا معاملہ ہو وہاں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ فرمایا گیا ہے کہ ''سود سے بچو اور جہاں سود کا شبہہ ہو اس سے بھی بچو''۔

ہاں ہندوستان کے موجودہ حالات میں آئے دن ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے یہ بات قابل غور ہے کہ کیا اس طرح کے حالات میں انشورنس (جان یا املاک کا) کرایا جاسکتا ہے؟ کافی پہلے مجلس تحقیقات شرعیہ نے اساطین امت کے دستخطوں کے ساتھ مندرجہ ذیل فیصلہ کیا تھا:

''مجلس یہ رائے رکھتی ہے کہ اگرچہ انشورنس کی سب شکلوں کے لئے ''ربا و قمار'' لازم ہے، اور ایک کلمہ گو کے لئے ہر حال میں اصول پر قائم رہنے کی کوشش کرنا ہی واجب ہے، لیکن جان و مال کے تحفظ و بقا کا جو مقام شریعت اسلامیہ میں ہے، مجلس اسے بھی وزن دیتی ہے، نیز مجلس اس صورت حال سے بھی صرف نظر نہیں کرسکتی کہ موجودہ دور میں نہ صرف ملکی، بلکہ بین الاقوامی ریاستوں سے انشورنس انسانی زندگی میں اس طرح دخیل ہوگیا ہے کہ اس کے بغیر اجتماعی اور کاروباری زندگی میں طرح طرح کی دشواریاں پیش آتی ہیں اور جان و مال کے تحفظ کے لئے بھی بعض حالات میں اس سے مفر ممکن نہیں ہوتا، اس لئے ضرورت شدیدہ کے پیش نظر اگر کوئی شخص اپنی زندگی یا اپنے مال یا اپنی جائداد کا بیمہ کرائے تو شرعاً اس کی گنجائش ہے''۔

اصحاب فتاویٰ میں سے مفتی محمود صاحبؒ، مفتی عبد الرحیم صاحبؒ اور مفتی نظام الدین صاحب نے بھی اس طرح کے فتاویٰ دیئے ہیں، فقہ اکیڈمی نے بھی خاص حالات میں اس کی اجازت دی ہے، لیکن اجازت دینے والے تمام حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ انشورنس کی تمام رقم ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشورنس کرانے والوں کے لئے ہر حال میں جائز نہیں ہوگی، بلکہ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ صرف فسادات کی صورت میں جان و مال کے نقصان کے بعد جو کچھ ملے گا اور ضوابط کے مطابق ہوگا وہ مال تو انشورنس کرانے والوں کے لئے جائز و درست ہوگا، اور بقیہ صورتوں میں صرف ملنے والی اسی رقم کا ذاتی استعمال جائز ہوگا جو اس نے جمع کی ہوگی، بقیہ رقم کا مستحقین پر صرف کرنا لازم ہوگا۔

البتہ ذمہ داریوں کے انشورنس کے بارے میں مشہور فقیہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا رجحان جواز کا ہے، یعنی اگر انشورنس اس مقصد سے کرایا کہ اگر اس کی گاڑی سے کسی کو نقصان ہو جائے تو معاوضہ کمپنی ادا کرے تو یہ انشورنس جائز ہوگا، اس لئے کہ یہ جرم قتل خطا کے زمرہ میں آتا ہے، شریعت اس کے لئے دیت (خوں بہا) لازم کرتی ہے، جو بڑی رقم ہوتی ہے، اسی لئے شریعت نے یہ رقم تنہا مجرم پر نہیں رکھی، بلکہ ''عاقلہ'' پر رکھی، یعنی یا تو یہ خوں بہا مجرم کا خاندان ادا کرے گا، یا ''اہل دیوان''۔ بیت المال کے رجسٹر میں جن لوگوں کا فوجیوں کی حیثیت سے اندراج ہوتا تھا اور جن کو وظیفہ دیا جاتا تھا ان کو ''اہل دیوان'' کہا جاتا تھا، اب ''معاقل'' کا یہ نظام ظاہر ہے موجود نہیں ہے، اسی لئے مولانا فرماتے ہیں کہ ''انشورنس کی اس صورت کو ہر اس سماج میں جائز ہونا چاہئے جہاں ایسے مواقع کے لئے نظام معاقل موجود نہ ہو، انشورنس کی اس صورت میں تو سود کا سوال ہی نہیں کہ بیمہ کرانے والے کو حادثہ پیش نہ آنے کی صورت میں کوئی رقم واپس نہیں ملتی... اصل یہ ہے کہ انشورنس کی یہ صورت از قبیل تبرعات ہے، بیمہ کی قسط ادا کرنے والا اپنے ہم پیشہ لوگوں کے لئے تبرع پیش کرتا ہے، اور کبھی وہ خود اس میں مبتلا ہو جائے تو اپنے ہم پیشہ لوگوں کی مدد سے فائدہ اٹھاتا ہے'' (جدید فقہی مسائل ۴؍۱۲۰-۱۲۱)۔

۳- سرکاری انشورنس:

سرکاری انشورنس سے مراد وہ خصوصی سرکاری مراعات ہیں جو گورنمنٹ ملازمین کو دی جاتی ہیں، جیسے ملازمت ختم ہونے کے بعد پنشن، ملازمت کے دوران موت ہونے پر ملازم کی بیوہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لئے وظیفہ، حکومت اس مد میں تنخواہ کا ایک حصہ وضع کر لیتی ہے، اور عام طور سے انشورنس کی یہ شکل جبری ہوتی ہے، اس سرکاری اور جبری انشورنس کو علماء نے عام طور سے جائز قرار دیا ہے، اس کی جو رقم پراویڈنٹ فنڈ، پنشن، وظیفۂ معذوری، یا لائف انشورنس کے نام سے ملتی ہے، اس کے جواز کی دلیل دیتے ہوئے علماء کہتے ہیں کہ ایک تو ان تمام صورتوں میں حکومت جبراً تنخواہ کا ایک حصہ وضع کر لیتی ہے، دوسرے ان تمام صورتوں میں ملنے والی اضافی رقم حکومت کی طرف سے تبرع ہے، حکومت نے وضع شدہ رقم کے بعد جو تنخواہ دی ہے وہی اصل اجرت ہے، سود اور قمار میں ضروری ہے کہ دونوں طرف سے مال ہو، حالانکہ حکومت کی طرف سے ان تمام مراعات میں ایک طرف سے مال ہے اور دوسری طرف سے عمل؛ اس لئے انشورنس کی یہ صورتیں جائز ہیں۔

مروجہ انشورنس کا صحیح بدل:

اصول شرعیہ کے تحت مروجہ انشورنس کے ایسے بے خطر اور بے ضرر بدل موجود ہیں کہ اگر ان کو بروئے کار لایا جائے تو نہ صرف مروجہ بیمہ کا اچھا بدل بن سکیں، بلکہ قوم کے بے سہارا افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں، اور یہ اس وقت ہوگا جب قوم میں اسلامی حمیت اور قومی غیرت کا شعور بیدار ہو۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ معاملہ انفرادی نہیں اجتماعی ہے، اگر چند افراد اس مقصد کے لئے تیار بھی ہوں تو کام نہیں چل سکتا، جب تک کوئی جماعت اس کام کو مقصد زندگی بنا کر آگے نہ بڑھے، ذیل میں مروجہ انشورنس کے بدل کے طور پر دو اصول بیان کئے جاتے ہیں:

۱- مروجہ انشورنس کا سب سے اچھا اور صحیح بدل یہ ہے کہ انشورنس پالیسی کی حاصل شدہ رقوم کو مضاربت کے شرعی اصول کے مطابق تجارت پر لگایا جائے اور معینہ سود کے بجائے تجارتی کمپنیوں کی طرح تجارتی نفع تقسیم کیا جائے، اور نقصان سے بچنے کے لئے لمیٹیڈ کمپنیوں کی طرح اس کی پوری نگرانی کی جائے اور پھر اللہ تعالی پر بھروسہ کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-انشورنس کے کاروبار کو امداد باہمی کا کاروبار بنانے کے لئے بیمہ پالیسی خریدنے والے اپنی رضامندی سے اس معاہدہ کے پابند ہوں کہ اس کاروبار کے منافع کا ایک حصہ یا اس کا کچھ حصہ فنڈ کی صورت میں محفوظ رکھ کر وقف کردیں گے، جو حوادث میں مبتلا ہونے والے افراد کی امداد پر خاص اصول وقواعد کے تحت خرچ کیا جائے گا۔

☆ ☆ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

مختصر تحریریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورت کے پیش نظر بیمہ (انشورنس) کی گنجائش

مفتی شیر علی گجراتی ☆

سوال: شریعت کے دائرہ میں انشورنس (تکافل) کی صورت۔

جواب: تعریف انشورنس: اس کی صورت یہ ہے کہ کمپنی والے خریدار سے کچھ روپے لے لیتے ہیں اور کچھ مدت (ایک سال دو سال وغیرہ) تک اس کے نقصان کے ذمہ دار رہتے ہیں اس شرط پر کہ اگر نقصان ہوا تب اتنی مدت میں ہم اس نقصان کے ذمہ دار ہیں، لیکن اگر اتنی مدت میں کچھ نقصان نہیں ہوا تو پھر وہ رقم بیکار چلی جاتی ہے، تو شرعاً اس صورت کا کیا حکم ہوگا، یعنی کفالہ کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟

شرعاً تو کفالہ درست نہیں ہے، اس لئے کہ ضمانت تو قرض معین پر ہوتا ہے اور یہاں قرض معین پر نہیں ہوتا، بلکہ ایک مجہول چیز پر ہوتا ہے، اس لئے کہ کوئی یقینی بات نہیں ہے کہ وہ نقصان ہوکر ہی رہے گا، بلکہ دونوں احتمال ہیں کہ نقصان ہو اور نہ بھی ہو تو جب مجہول چیز ہے تو مجہول چیز پر کفالہ درست نہیں ہے، اب رہی بات امداد کی جو کمپنی کرتی ہے تو وہ بھی مجہول چیز کے بدلے میں ہے، لہذا یہ تو مجہول چیز کے بدلہ میں روپیہ لینا ہوا اور یہ ناجائز ہے، اس لئے کہ بلاعوض روپیہ لینا ہوا اور یہ سود ہے اور سود ناجائز ہے۔

سود کے عدم جواز کی علت:

عدم جواز کی علت یہ ہے کہ مالدار لوگ غریبوں کا خون چوستے ہیں اور ان کی مجبوری

☆ جامعہ فلاح دارین ترکیسر، گجرات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فائدہ اٹھاتے ہیں، مثلاً کسی غریب کے ہاں کوئی شخص بیمار ہوا اور ڈاکٹر کے پاس گئے تو ڈاکٹر نے کہا کہ اس کے لئے زیادہ رقم کی ضرورت ہوگی اور غریب کے پاس اتنی رقم ہے نہیں تو اب وہ بیچارہ کیا کرے گا مجبور ہو کر وہ مالدار کے پاس جائے گا اور اس سے وہ رقم طلب کرے گا تو مالدار اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس شرط پر رقم دے گا کہ جب تم یہ رقم واپس کرو گے تو اتنے روپے زائد دینے پڑیں گے۔ تو یہ سود کے عدم جواز کی علت ہے، یعنی پبلک پبلک کے مابین سود ہے، حکومت اور پبلک کے مابین سود نہیں ہے۔

حکومت اور پبلک کے مابین سود کا معاملہ:

حکومت اور پبلک کے مابین سود نہیں ہے، اس لئے کہ حکومت تو پبلک کے فائدہ کے لئے پبلک سے لیتی بھی ہیں اور ان کو دیتی بھی ہیں۔

دلائل:

۱- روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کو اونٹ کی ضرورت پڑی تو آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے اونٹ خرید لیا، اور جب ثمن دینے کا وقت آیا تو ثمن بھی زائد ادا کیا حتی کہ اونٹ بھی واپس کردیا۔

ابن قیم فرماتے ہیں: "وقد اشتری منه بعيره، ثم وفاه الثمن وزاده ورد عليه البعير" (زاد المعاد ۳/ ۳۴)۔

تو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ضرورت پڑتی تھی تو عوام سے وہ چیز لے لیتے تھے اور واپس کرنے کے وقت اس سے زائد رقم ادا کرتے تھے۔ یہ تو ایک واقعہ ہے۔ احادیث میں اس قسم کے اور بھی واقعات موجود ہیں۔

۲- "لا ربوا بين المسلم والحربي في دار الحرب" (کوئی سود نہیں ہے مسلم اور غیر مسلم کے درمیان غیر اسلامی ملک میں)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غیر اسلامی ملک میں غیر مسلموں کا روپیہ مسلمانوں کے لئے جائز اور حلال ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی رضامندی سے ہو دھوکہ سے نہ ہو، یہ بات تو ہماری تمام فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں۔

نیز حکومت کے کچھ اصول وقوانین ہوتے ہیں اور ہم اس کے پورا کرنے کے پابند اور مکلّف ہیں ہم اس کے خلاف نہیں کر سکتے ہیں، مثلاً حکومت کسان کو کھاد دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اتنی قیمت میں ہم تمہیں کھاد دے رہے ہیں اور جب غلہ تیار ہو جائے تو اتنا غلہ کم قیمت میں دینا پڑے گا اور یہ کوئی شرعی قانون نہیں ہے، لیکن یہ چلا آرہا ہے اس میں حکومت اور پبلک دونوں کا فائدہ ہے، تو جب یہ جائز ہے تو اسی طرح بیمہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

۳-"لا ربوا بین الشریکین" (دو شریکوں کے مابین کوئی ربا نہیں ہے)۔

ظاہری بات ہے کہ حکومت کے پاس کیا ہے، وہ تو ہم سے ہی ٹیکس وغیرہ وصول کرتی ہے تو جو رقم اس کے پاس ہوتی ہے وہ تو ہماری دی ہوئی ہے، تو گویا ہم اس میں اس کے شریک ہوئے اور دو شریکوں کے مابین سود نہیں ہوتا ہے۔

۴-اور لوگوں میں اس کا تعامل بھی چلا آرہا ہے، یہ بھی اس کے جواز کا مقتضی ہے۔

۵-"الضرورات تبیح المحظورات" لوگوں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے، تو ضرورت بھی جائز ہونے کا مقتضی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ان وجوہات کے پیش نظر میرے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ بیمہ جائز ہونا چاہیے۔

☆ سوال میں جودیت کا مسئلہ مذکور ہے، ایکسڈنٹ وغیرہ نقصانات کو اس پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ دیت تو شخص معین کا نقصان کرنے کی وجہ سے آتی ہے اور اس پر اس کے ورثاء مطالبہ کریں گے اور چونکہ دیت کا پورا کرنا اس کے بس میں نہیں ہے، اس لئے حکومت نے اس کو عصبات وغیرہ پر تقسیم کر دیا اور یہاں خود اسی کا نقصان ہوا ہے اور وہ خود مطالبہ کر رہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو اس واقعہ کو دیت پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

☆ چونکہ اس میں سود وغیرہ کے خطرات ہیں، اس لئے شریعت نے اس کی اجازت نہیں دی ہے، لیکن چونکہ انسان کو اس کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ کمپنی والا جو چیز فروخت کر رہا ہے اور اس پر جو زائد رقم لے رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ وہ اس زائد رقم کو اصل قیمت، یعنی ثمن میں ملا دے اور اس چیز کو مہنگا کر کے بیچ دے، تاکہ جو ربا کا وہم ہو رہا ہے وہی ختم ہو جائے اور پھر وہ کمپنی والا بطور تبرع کہہ دے کہ ہم تمہارے نقصان کے ذمہ دار اتنی مدت تک رہیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل کی شرعی صورت

ڈاکٹر عبدالعظیم اصلاحی☆

اسلامی فقہ اکیڈمی کے چوتھے اجلاس منعقدہ حیدرآباد (۱۹۹۱ء) میں غالبًا یہ تجویز پاس ہوئی تھی کہ مبتلا بہ اپنے حالات کو دیکھتے ہوئے اور اللہ تعالی کے حضور جوابدہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جان و مال کی حفاظت کے لئے (جو کہ مقاصد شریعت میں داخل ہے) انشورنس کرا سکتا ہے۔ اس وقت کے حالات کو دیکھتے ہوئے یہ بہت مناسب فیصلہ تھا۔ یہ باعث اطمینان ہے کہ اکیڈمی انشورنس کے اسلامی نعم البدل کی تلاش سے غافل نہیں رہی اور اب برصغیر ہند میں تکافل کے مسئلہ کو زیر بحث لا رہی ہے، یہ چیز اس بات کی غماز ہے کہ اکیڈمی کے اندر حالات حاضرہ اور عالم اسلام میں ہونے والے تغیرات سے آگہی اور فقہ و فتاوی کی دنیا میں ہونے والے تطورات پر نظر ہے۔

اقتصادی مصائب اور ناگہانی آفات میں ایک دوسرے کی دستگیری اور تعاون اسلامی روح کے عین مطابق ہے۔ خیر القرون میں ہمیں اس کے متعدد نمونے ملتے ہیں۔ مثلاً عاقلہ کا نظام، اشعریوں کا طرز عمل، بیت المال سے امداد، وضع جائحہ وغیرہ۔

اہل مغرب نے اس نیک کام کو ایک ادارہ کی شکل دے کر اس کو ایک منافع بخش ذریعہ بنا لیا جس کو انشورنس یا بیمہ کے نام سے جانتے ہیں۔ عصر حاضر میں انشورنس کے ذریعہ جان و مال کے تحفظ اور تلافی مافات کے اس نظام میں غرر، قمار اور ربا شامل ہوتا ہے جو مسلمانوں کے لئے

☆ پروفیسر شعبہ [illegible] معاشیات، ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ، سعودی عرب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل قبول نہیں ہوسکتا، اسی وجہ سے اس کے اسلامی بدل کی تلاش گذشتہ صدی کے شروع سے رہی ہے۔ اس طرح کی سب سے پہلی کوشش نظام حیدرآباد کے عہد میں ہوئی جس کا ذکر ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے اپنی کئی تحریروں میں کیا ہے (حمید اللہ محمد: Hamidullah Muhammad (1951) "Islamic Insurance" Islamic Review, London: vol 39, Nos.3-4, pp.45-46. (1955) "Haidarabad's contribution to Islamic Economic Thought and practice" Die welt Des Islams, Leiden, vol.IV, pp.73-78)۔ لیکن ''آں قدح بشکست وآں ساقی نماند''۔ زمانہ کی الٹ پھیر کی وجہ سے وہ طریقہ نہ رواج پا سکا اور نہ باقی رہا۔

حیدرآباد میں رائج انشورنس امداد باہمی (Mutuality) کی بنیاد پر تھا جس کو آج کل تامین تبادلی بھی کہتے ہیں۔ یہ کمپنی تجارتی کمپنی کے تحت چلانے کے بجائے ممبران خود اپنے زر اشتراک سے اس کا انتظام کرتے ہیں، وہی اس سے مستفید ہوتے ہیں اور خود اس کے مالک ہوتے ہیں۔ اس طرح کے انشورنس کی مثالیں اب بھی بعض ملکوں میں پائی جاتی ہیں (الجمل محمود El-Gamal, Mahmoud (2006), Islamic Finance: Law, Economics and Practice, Cambridge, Cambridge University Press, pp.160-174)۔ یہ طریقہ کسی خاص گروپ میں یا کسی متعین جگہ کامیاب ہوسکتا ہے، لیکن اس وسیع پیمانے پر اس کو چلانے میں دشواری ہوتی ہے۔

انشورنس کے لئے عربی میں تامین کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ کنونشنل انشورنس یا تقلیدی ومغربی انداز کے تامین سے اسلامی انشورنس کو ممیز کرنے کے لئے بعض اہل قلم ''تامین اسلامی'' کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں، مگر زیادہ تر محققین اس کے لئے صرف ''تکافل'' کے استعمال کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اب اسلامی انشورنس کے لئے اس لفظ نے ایک مستقل اصطلاح کی جگہ لے لی ہے، گو کہ بعض حلقے اب بھی اس کو تامین تعاونی کہتے ہیں۔ ولا مشاحۃ فی الاصطلاح۔

علمی وعملی دنیا میں اس وقت تکافل کے دو نمونے رواج پذیر ہیں: (۱) تبرع پر مبنی تکافل، (۲) وقف پر مبنی تکافل۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- تبرع پر مبنی تکافل:

تکافل کے اندر کسی نہ کسی درجہ میں غرر کے پائے جانے کا احتمال ہوتا ہے، اس لئے اس کے قیام کے لئے اکثر اہل علم نے تبرع (عطیہ:Donation) کا طریقہ تجویز کیا ہے، کیونکہ تبرع کے سلسلہ میں بعض مکاتب فقہ کے یہاں زیادہ وسعت ہے، بہ نسبت معاوضہ پر مبنی معاملات کے (السعد، احمد محمد (۲۰۱۱ء) ''تطبیقات التصرف فی الفائض التأمینی'' الاوراق والبحوث المقدمۃ فی الملتقی الثالث نلتأمین التعاونی، المنعقد خلال المدۃ ۱۲- ۱۳/۱/ ۱۴۳۳ھ الموافق ۷-۸/ ۱۲/ ۲۰۱۱ء الریاض صفحہ ۴۳)۔ اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ کچھ صاحب خیر مل کر اپنے عطایا سے ایک تکافل فنڈ قائم کریں جو اس فنڈ کے موسس ممبران ہوں گے۔ تکافل کے خواہش مند دوسرے افراد بھی اس میں تبرعاً شریک ہوتے رہیں گے۔ یہ فنڈ کسی کی ملکیت نہیں ہوگا، بلکہ اس کی حیثیت ''شخص اعتباری'' یا انسان قانونی'' کی ہوگی۔ اس فنڈ کے اصول کے مطابق جس ممبر کو بھی کوئی مالی یا حادثاتی ضرر لاحق ہوگا اس سے اسکی تلافی کی جائے گی۔ اس فنڈ میں جمع سرمایہ کو معطل رکھنے کے بجائے کسی نفع بخش حلال کاروبار میں لگایا جائے، تاکہ اس فنڈ میں اضافہ ہوتا رہے۔ اس فنڈ کے انتظام وانصرام کے لئے ممبران اپنے میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کرلیں گے۔ چونکہ ممبران میں ایسے افراد کا ملنا ہمیشہ ممکن نہیں ہوگا جو کہ اس کو پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ چلاسکیں، اس لئے اس کا بہتر طریقہ یہ ہوگا کہ کسی کمپنی سے اس کا معاملہ ہوجائے کہ وہ ممبران کی طرف سے ''وکالۃ'' اس کا انتظام وسرمایہ کاری کرے گی جس کے لئے وہ طے شدہ معاوضہ کی مستحق ہوگی (ملاحظہ ہو: عبید اللہ، محمد: Obaidullah Mohammad (2005), Islamic Financial Services Jeddah, Scientific Publishing Centre, KAU,pp.130-132)۔ وہ معاوضہ اس فنڈ اور اس کے نفع میں سے ادا کیا جائے گا۔ سال کے اختتام پر حساب ہوگا کہ کل جمع رقم اور نفع میں سے تکافل کے مستحقین (متضررین) اور مشترکہ منتظمہ کے معاوضہ کے بعد اگر کچھ سرپلس (فاضل رقم) بچ رہی تو وہ بقیہ ممبران کو لوٹادی جائے گی (یا بعض کی رائے کے مطابق تکافل فنڈ میں جمع رہے گی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر خسارہ رہا، یعنی رقم کم پڑ گئی تو ممبران اس کو اپنے مزید عطایا سے پورا کریں گے۔ یا مشترکہ منتظمہ فنڈ کے لئے قرض لے گی جو آئندہ تبرعات اور نفع سے ادا کیا جائے گا۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کوئی کمپنی تکافل فنڈ کی تاسیس قرض حسن سے کردے، پھر تکافل کے خواہاں ممبران کے تبرعات حاصل ہونے کے بعد وہ اپنا قرض حسن واپس لے لے۔ اور تکافل کا انتظام ممبران کی طرف سے وکالۃً بمعاوضہ کرتی رہے۔ اس طرح کمپنی کا قائم کردہ فنڈ کمپنی کی ملکیت نہیں ہوگا، بلکہ اس کا الگ قانونی وجود یا شخصیت اعتباری ہوگی۔ تکافل کے اس طریقہ کو تکافل بطریق وکالۃ کہہ سکتے ہیں۔ سعودی عرب میں اس کو بینک الجزیرہ خاص طور پر اور کچھ دوسرے ادارے اپنائے ہوئے ہیں۔

تبرعی تکافل کے فنڈ کی دیکھ ریکھ اور سرمایہ کاری کا ایک دوسرا طریقہ ''مضاربت'' کی بنیاد پر بھی ہوسکتا ہے جو خاص طور پر سوڈان، ملیشیا اور کچھ دوسرے ملکوں میں رائج ہے۔ شرکۃ منتظمہ (یا کوئی تقلیدی انشورنس کمپنی) تکافل فنڈ کو پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ مضاربت کے اصول پر سرمایہ کاری کرے گی (ایضا صفحات: ۱۲۹-۱۳۰)۔ اور انتظامی اخراجات کے وضع کرنے کے بعد نفع نکلتا ہے تو طے شدہ نسبت (یا فیصد) کے حساب سے منتظمہ کمیٹی (مضارب) اپنا نفع لے گی اور بقیہ نفع اور اصل تکافل فنڈ کو لوٹا دیا جائے گا۔ سال کے آخر میں تکافل فنڈ سے متضررین (حادثہ کے شکار) لوگوں کی تلافی کے بعد اگر فاضل رقم (Surplus) بچتی ہے تو وہی فاضل رقم یا تو ممبران کو لوٹا دی جائے گی یا تکافل فنڈ میں شامل کردی جائے گی اور نئے سال کے تبرع میں اسی حساب سے انہیں کم دینا پڑے گا۔ یہ فاضل رقم یا نفع جس کو عربی میں فائض تامینی (Takaful Surplus) کہتے ہیں اس کے ساتھ کیا معاملہ ہو یہ بجائے خود ایک بحث کا موضوع ہے (ریاض (سعودی عرب) میں رابطہ عالم اسلامی کی جانب سے قائم الہیئۃ الاسلامیۃ العالمیۃ للاقتصاد والتمویل نے اپنا تیسرا سمینار صرف اسی مسئلہ پر غور وخوض کے لئے ۱۲-۱۳ محرم ۱۴۳۳ھ مطابق ۷-۸ دسمبر ۲۰۱۱ء منعقد کیا، ۶۷۷ صفحات پر مشتمل اس سمینار کے مقالے مطبوعہ شکل میں موجود ہیں)، مگر ہم نے سہولت اور اختصار کے پیش نظر ایک رائے یہاں تحریر کردی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲-وقف پر مبنی تکافل:

اس کے سرگرم داعی وحامی مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ہیں (عثمانی، محمد تقی (۱۴۲۷)''تأصیل التأمین التکافلی علی أساس الوقف'' بحث قدمہ فی الندوۃ السادسۃ والعشرین من ندوات البرکۃ المنشور فی حولیۃ البرکۃ، العدد الثامن، رمضان ۱۴۲۷ھ)، اس طریقہ کے مطابق ساؤتھ افریقہ اور پاکستان میں بعض جگہ تکافل کا نظام قائم ہے۔ اس کے لئے کوئی ادارہ یا کوئی صاحب خیر وقف قائم کرے گا۔ جس میں مستفیدین بھی وقف فنڈ کے لئے رقوم دیں گے جو کہ وقف کی ملکیت ہوگا۔ چونکہ وقف میں یہ جائز ہے کہ واقف بھی من جملہ مستفیدین ہو، اس لئے وقف پر مبنی تکافل کے قائلین اس کو تبرع پر مبنی تکافل کے مقابلہ میں زیادہ صحیح سمجھتے ہیں، کیونکہ تبرع بمقابل تبرع یا ہبۃ الثواب کو بعض مدارس فقہ صحیح نہیں سمجھتے۔

''وقف برائے تکافل'' کے اوپر وقف کے احکام منطبق ہوں گے۔ وقف کرنے والی کمپنی، ادارہ یا اشخاص اس کے مالک نہیں ہوں گے۔ بلکہ اس وقف کی حیثیت ''شخص اعتباری'' کی ہوگی۔ وقف کے ذریعہ قائم تکافل فنڈ کے سرمایہ کو کسی نفع بخش کاروبار میں لگانے کے لئے وقف کے منتظمین کسی پیشہ ور ماہر کمپنی کی خدمات حاصل کریں گے، تاکہ اس فنڈ میں اضافہ ہوتا رہے۔ کمپنی وکالۃً اجرت پر یا علی وجہ المضاربۃ طے شدہ فی صد نفع میں شرکت کے اصول پر اس فنڈ کی سرمایہ کاری کرے گی۔ اخراجات کاروبار کے وضع کرنے کے بعد اگر نفع ہوتا ہے تو مضارب کمپنی اپنے حصہ کا نفع لے لے گی اور بقیہ نفع وقف کے تکافل فنڈ میں شامل کردیا جائے گا جو متضررین (نقصان یا حادثہ کے شکار) کی مدد کے لئے کام آئے گا۔ اس وقف کے شرائط کے مطابق تکافل کے خواہش منداس وقف فنڈ کو اپنے عطایا فراہم کریں گے جو وقف کی ملکیت ہوں گے، نہ کہ بذات خود وقف۔ اس فنڈ کے مصیبت زدہ شرکاء کا استفادہ اس رقم کے بدلے میں نہیں ہوگا جو انہوں نے عطا کیا ہے، بلکہ وقف کے من جملہ مستفیدین میں ہونے کی وجہ سے ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ کلام:

تکافل کے مذکورہ بالا مختلف طریقوں پر عمل و تجزیہ کے ساتھ ساتھ اب بھی ان کے متعدد پہلوؤں پر غور وخوض، بحث و تمحیص اور مناقشہ وتبادلہ افکار کا سلسلہ جاری ہے (ابوزید، عبدالعظیم (۲۰۱۱) ''البناء الشرعي لأسلم للتأمين الاسلامي (تکافل) بحث قدمه في المؤتمر العالمي الثامن للاقتصاد الاسلامي والتمويل المنعقد في دوحة (قطر) اثناء ۱۹-۲۱ر دسمبر ۲۰۱۱ء صفحات: ۲۷)۔ تکافل کا کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جس کے تمام شقوں پر سب متفق ہوں۔ نئے معاملات کے سلسلہ میں اس طرح کی صورتحال کا پایا جانا کوئی تعجب خیز چیز نہیں ہے۔ ایک مسلمان اس کا مکلّف ہے کہ جہاں تک ہوسکے منہیات سے بچتے ہوئے زندگی گذارے۔ ﴿فاتقوا الله ما استطعتم﴾ (سورہ التغابن: ۱۶)۔ ہندوستان میں تکافل کون سا نمونہ یا طریقہ قابل عمل ہے اس کا فیصلہ وہاں کے دینی واخلاقی حالت اور ملکی قوانین کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس تحریر میں تکافل کا ایک مختصر نظریاتی تعارف پیش کیا گیا ہے۔ اس کے عملی قیام کا عزم رکھنے والوں کو تکافل کے ہر نمونہ کا تفصیلی مطالعہ اور مختلف ملکوں میں ہونے والے تجربات سے واقفیت ضروری ہے جس پر اب کافی مواد عربی اور انگلش میں موجود ہے۔ اس سلسلہ میں ''تکافل'' کی ویب سائٹس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تامین یا تکافل (انشورنس) کا متبادل

مولانا ابوجندل قاسمی ☆

سترہویں صدی کے بعد دنیا میں جو انقلاب آیا اور اقتصادی و معاشی ترقی کے وسیع تر مواقع پیدا ہوئے ان کی وجہ سے جہاں انسان کے لئے آسانیاں بڑھی ہیں وہاں مشینی انقلاب نے خطرات میں بھی اضافہ کیا ہے، انسان قدم قدم پر خطرات سے گھرا ہوا ہے، خطرات کے اس دور میں انسان چاہتا ہے کہ ایسے خطرات سے اس کا تحفظ ہو اور اگر حادثہ پیش آجائے تو معاشی اعتبار سے وہ نا قابل برداشت نہ ہو، موجودہ دور میں جان، مال، صحت اور مختلف ضرورتوں سے متعلق انشورنس کا آغاز دراصل اسی مقصد کے لئے ہوا ہے، کہ جو خطرات تنہا کسی انسان کے لئے قابل برداشت نہ ہوں اسے بہت سے لوگ مل کر برداشت کرلیں، اور آپس میں ترحم و تعاون کا جذبہ پیدا ہو۔

مگر نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس اچھے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اہل مغرب خصوصاً یہودی ساہوکاروں نے ایسا طریقہ کار وضع کیا ہے جس سے ان کے لئے زراندوزی اور نفع خوری آسان ہوجائے، اور انشورنس، نیز تعاون و امداد کے دل فریب عنوان سے اپنا جال بچھایا اور اس زور وشور سے پروپیگنڈہ کیا کہ آج ہر شعبہ زندگی کی طرح تعاون و امداد کا یہ شعبہ بھی پوری طرح ان کی گرفت میں ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ انشورنس تعاون و امداد سے کوسوں دور ہے، ربا و قمار کا یہ معجون مرکب، مسلمانوں کے لئے نا قابل عمل اور نا قابل قبول ہے۔ اس یہودی

☆ خادم تفسیر و حدیث مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ، مظفر نگر یوپی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام نے ہماری دنیا بھی خراب کر رکھی ہے اور آخرت بھی۔

اس میں شک نہیں کہ انشورنس کی مختلف صورتیں مروج ہیں جن کے کچھ دنیاوی فوائد ضرور ہیں، لیکن ان میں سے اکثر صورتیں قمار اور ربا پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہیں، اس لئے ظاہر ہے کسی حیلہ سے اس کو جائز نہیں کیا جا سکتا، البتہ شریعت اسلامیہ جو آفاقی و ہمہ گیر شریعت ہے، اس میں زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے، حیات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں شریعت رہنمائی و رہبری نہ کرتی ہو، قیامت تک پیش آمدہ مسائل و مشکلات اور نت نئے معاملات کا واضح، مفید اور قابل قبول حل صرف اور صرف اسلامی شریعت میں موجود ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ انشورنس کا کوئی متبادل نظام پیش کیا جائے، تاکہ امت مسلمہ کے لئے نقصانات کی تلافی کا کوئی جائز حل نکل آئے۔

قابل مبارک باد ہیں "اسلامک فقہ اکیڈمی" کے منتظمین و ارکان جنہوں نے اپنے ۲۱ ویں فقہی سمینار کے لئے اس اہم موضوع کو بحث و تحقیق کے لئے رکھا ہے۔

اس سلسلے میں چند تجاویز پیش خدمت ہیں:

۱- اسلام میں باہمی اخوت و محبت، احسان و سلوک، رحم و کرم، اور تعاون و ہمدردی پر کافی زور دیا گیا ہے، اور اس بات کی بطور خاص تاکید کی گئی ہے کہ انسان مشکل وقتوں میں دوسرے انسان کے کام آئے، ضرورت مندوں کی ضرورت کا خاطر خواہ خیال رکھے، دوسروں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے، بلکہ حدیث شریف میں خیر خواہی کو ہی دین قرار دیا گیا ہے، "الدين النصيحة" (صحیح بخاری ۱/ ۱۳، صحیح مسلم ۱/ ۵۵)۔

اسلام نے مسلم معاشرہ کو ایک ایسی عمارت سے تعبیر کیا ہے جس کی اینٹ پتھر وغیرہ ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو قوت حاصل ہوتی ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً" (صحیح بخاری ۱/ ۳۳۱، صحیح مسلم ۲/ ۳۲۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مومن مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے کہ بعض کو بعض کے ذریعہ قوت حاصل ہوتی ہے)۔

اور کبھی اہل اسلام کو باہم ایک دوسرے پر شفقت ومحبت اور رحم دلی کی ترغیب دیتے ہوئے انہیں ایک جسم سے تعبیر کیا گیا ہے، جس میں کسی ایک عضو کو تکلیف ہونے سے پورے جسم کو تکلیف ہوتی ہے:

”مثل المؤمنين في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم مثل الجسد إذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى“ (بخاری ۲/۸۸۹، مسلم ۲/۱۲۳)۔

ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا: ”المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته، ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة“ (بخاری ۱/۳۳۰، مسلم ۲/۳۲۰) (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کی مدد کرنا ترک کرے، جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے، اللہ تعالی اس کی ضرورت پوری کرتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے (یعنی دور کرنے کی کوشش کرے) تو اللہ تعالی اس کی وجہ سے اس کی آخرت کی پریشانی دور فرماتا ہے۔

ان گرانقدر تعلیمات کے تناظر میں دیکھا جائے تو ملت اسلامیہ کے تمام افراد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ معاشرہ میں باہمی تعاون کی فضا قائم کریں، اور ایسا ماحول بنائیں کہ ہر شخص حاجت مندوں کی حاجت کے تئیں فکرمند ہو، ان کی ناگہانی مشکلات کے حل کرنے میں کوشاں ہو، اس سلسلے میں ایسے فنڈ قائم کیے جائیں جس میں ہر صاحب استطاعت اپنی استطاعت کے مطابق یا ایک متعینہ رقم تبرع و بھائی چارگی کے طور پر جمع کرے اور بلا کسی متعینہ رقم کی شرط کے بوقت ضرورت کسی حادثہ یا پریشانی کے وقت میں معاشرہ کے کسی بھی فرد کا اس فنڈ سے تعاون کیا جائے، خود رقم جمع کرنے والے کو بھی کوئی ناگہانی مصیبت پہنچ جائے تو اس کا بھی تعاون کیا جائے، تو اس طرح انشاء اللہ بڑے سے بڑے حادثات وخطرات میں ایک دوسرے کے نقصان کی تلافی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی، اور لوگ عند اللہ اجر عظیم کے بھی مستحق ہوں گے۔

اے کاش کہ قوم مسلم خصوصاً ارباب مال خدمت خلق کے اس مخلصانہ جذبے کے حامل ہو جائیں اور اس طرح کے تشکیل دادہ فنڈ کے جو ذمہ دار بنائے جائیں، ان کی امانت ودیانت قابل صدر رشک بھی ہو جائے، تو

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود

۲- دوسری شکل "تامین تعاونی" کی ہے، اس کا حاصل یہ ہے کہ وہ لوگ جن کے خطرات ایک ہی نوعیت کے ہوتے ہیں وہ آپس میں مل کر ایک فنڈ بنا لیتے ہیں اور یہ طے کر لیتے ہیں کہ ہم میں سے کسی کو کوئی حادثہ پیش آیا تو اس فنڈ سے اس کے نقصان کی تلافی کی جائے گی، اس فنڈ میں صرف ممبران کی رقم ہوتی ہے اور نقصان کی تلافی بھی صرف ممبران کی حد تک ہوتی ہے، ایک سال کے بعد یا کسی بھی مدت متعینہ کے بعد حساب کر لیا جاتا ہے، اگر ادا کئے گئے معاوضات فنڈ کی رقم سے بڑھ جائیں تو اسی حساب سے ممبران سے مزید وصول کر لی جاتی ہے، اور اگر فنڈ میں رقم بچ جائے تو ممبران کو بحصہ رسدی واپس کر دی جاتی ہے، یا ان کی طرف سے آئندہ سال کے لئے فنڈ میں حصے کے طور پر رکھ دی جاتی ہے، ابتداء "بیمے" کی یہی شکل چلی تھی اور شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں (اسلام اور جدید معیشت وتجارت ر ۱۹۶)۔

۳- تیسری شکل "اجتماعی مضاربت" کی ہو سکتی ہے کہ چند افراد مل کر ایک کمیٹی وکمپنی تشکیل دیں، اور اس کے جو ممبر مقرر ہوں وہ ہر ماہ معین رقم اس میں جمع کرتے رہیں اور مضاربت کے اصول کے مطابق اس جمع شدہ رقم سے تجارت کی جائے، یا کوئی ایسی کمپنی جو مضاربت کے شرعی اصولوں کی بنیاد پر تجارت کرتی ہو اس کے شیئرز خرید لئے جائیں اور جب کسی ممبر کو کوئی ناگہانی مصیبت وحادثہ لاحق ہو تو کمپنی ایک ریزرو فنڈ سے اس کے نقصان کی تلافی کرے، اور سال کے ختم پر سرمایہ کے فیصد کے حساب سے ہر ممبر کو نفع تقسیم کرے، اور اگر بالفرض کوئی ممبر کمپنی سے علاحدگی اختیار کرنا چاہے تو اس کی اصل رقم مع منافع واپس کر دی جائے (مستفاد جواہر الفقہ جلد دوم)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی انشورنس اور اس کی شکلیں

مفتی ظہیر احمد ☆

ناگہانی آفات ومصائب کے نقصانات کی تلافی اور اس کے ازالہ کے لئے مصیبت زدہ افراد کی امداد کی چند شکلیں ہوسکتی ہیں:

۱- چند لوگ مل کر ایک مشترکہ فنڈ مذکورہ بالا مقصد کے حصول کے لئے قائم کریں اور اس فنڈ سے صرف اور صرف ممبر حضرات ہی مستفید ہوں۔

۲- چند مخیّر حضرات ایک عمومی فنڈ قائم کریں، تاکہ مصیبت کے وقت اس فنڈ سے مصیبت زدہ انسانوں کی مدد کی جائے۔

۳- ایک عمومی فنڈ تمام لوگوں کے تعاون سے قائم کیا جائے، جس سے تمام لوگ ناگہانی آفات ومصائب میں مبتلا ہونے پر مستفید ہوسکیں۔

ان تینوں شکلوں کو فقہ کی اصطلاح میں تامین تعاونی رتکافل تعاونی کہا جاسکتا ہے۔

حیث قال الشیخ وہبۃ الزحیلی فی کتابہ: ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'':

''لا شک فی جواز التأمين التعاونی فی الإسلام، لأنه يدخل فی عقود التبرعات ومن قبيل التعاون على البر؛ لأن كل مشترك يدفع اشتراكه بطيب نفس نتخفيف آثار المخاطر وترميم الأضرار التی تصيب الحد المشتركين أيا كان نوع الضرر سواء فی التأمين على الحياة أو الحوادث الجسمانية أو على

☆ مدرسہ جامع العلوم پٹکاپور، کانپور یوپی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأشياء (بسبب الطريق أو السرقة أو موت الحيوان) أو ضد المسؤولية من حوادث السير أو ...."۔

۴-حکومت اپنے ہر ہر ڈپارٹمنٹ کے ملازمین کے مشاہرہ سے ایک مخصوص رقم جبراً وضع کرے، اور وہ مصائب وآفات کے وقت اس فنڈ سے اس شعبہ کے ملازم کی مدد کرے۔

جیسے ہندوستان میں پنشن اور پراویڈنٹ فنڈ کے لئے حکومت جبراً رقم وضع کرتی ہے، اور پھر بعد میں اس فنڈ سے اس کی مدد کرتی ہے۔

۵-حکومت اپنی رعایا کی فلاح وبہبود کے لئے ایک مخصوص مقدار مقصد کے لئے ہر ہر فرد سے یا مختلف مقدار مختلف افراد سے سالانہ ماہانہ وصول کرے۔ پھر اسی تناسب سے ان افراد کی مدد کرے، جیسا کہ سعودیہ میں تامین صحی کے نام سے ہر فرد سے ایک رقم وصول کی جاتی ہے اور اس کی وصول شدہ رقم کے موافق اس کو علاج مہیا کرایا جاتا ہے۔

اسی طرح ناگہانی مصیبت کے وقت مدد کے لئے بھی اس طرح مخصوص مقدار مخصوص اشخاص سے وصول کر کے مصیبت کے وقت وصول شدہ رقم کے تناسب سے ان افراد کی مدد کی جاسکتی ہے، شرعاً اس میں کچھ بھی قباحت نہیں۔

۶-اسی طرح حکومت ہوائی سفر میں یا ریل کے سفر میں جو اضافی رقم برائے انشورنس وصول کرتی ہے اور ناگہانی حادثہ کے وقت حادثہ کے شکار افراد کی مدد اور دوا وعلاج کرتی ہے، یہ بھی شرعاً درست ہے۔

موخر الذکر تینوں شکلوں کو فقہ کی اصطلاح میں تامین اجباری کہا جاسکتا ہے۔ حیث قال الشیخ وہبۃ الزحیلی:

"ويجوز أيضاً للمؤمن له التأمين الإلزامي كالتأمين المفروض على السيارات ضد الغير وتجوز التامنأت الإجتماعية ضد.......... لأنه بمثابة دفع ضريبة للدولة كالتأمين المفروض على السيارات ضد الغير۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا مانع من جواز التأمين الاجتماعي ضد الطوارى العجز والشيخوخة والمرض والبطالة والتعاعد عن العمل الوظيفي، لأن العولة مطالبة برعاية رعايا في مثل هذه الأحوال ولخلوه من الربا والغرر والمقامرة۔

وقد أجاز المؤتمر علماء المسلمين الثاني في القاهرة عام (١٣٨٥ھ/ ١٩٦٥ء) ومؤتمر علماء المسلمين السابع عام (١٣٩٢ھ/١٩٧٢ء) كلا من التأمين الاجتماعي والتعاوني وهو ما قرره مجمع الفقه الاسلامي في مكة المكرمة عام (١٣٩٨ھ/١٩٧٨ء)، وكذا أجازه في نفس المرجع " (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۵/ ۳۴۳۰)۔

اور "فتاوی محمودیہ" میں ہے:

اگر مقصود یہ ہے کہ مالک کو اعتماد حاصل ہو اور کام کرنے والے کے نقصان کے وقت ضرورت سے تلافی کی جائے تو یہ بیمہ کے حکم میں نہیں، اگر چہ اس کا نام بھی بیمہ ہے، انگلی وغیرہ کٹ جانے سے جو رقم ملے اس کا لینا درست ہے (فتاوی محمودیہ ۲۴/ ۴۵۵)۔

۷- املاک کا بیمہ بھی شرعاً درست ہوگا اگر بیمہ حکومت کرے یا اس کی طرف سے مجاز کوئی کمپنی کرے، کیونکہ املاک کے بیمہ کی اقساط ایک طرح کا تعاون ہے، تاکہ اس فنڈ کے ذریعہ ناگہانی حادثہ پیش آنے پر متاثرہ افراد کی مدد کی جائے، گوکہ یہ اقساط اجباری طور پر وصول کی جاتی ہیں، اگر بیمہ کمپنی حکومت کی ہے تو پھر التزام مالا یلزم لازم نہیں آتا۔

لیکن اگر بیمہ کمپنی شخصی ہے تو وہ "سوکرہ" ہے جس کو التزام (مالا یلزم مانا جائے گا)۔

۸- نقل وحمل کا کام کرنے والی کمپنیوں کا بیمہ بھی شرعاً درست ہوگا، اگر بیمہ کمپنیاں حکومتی ہیں، ورنہ درست نہیں (دیکھئے: جدید تحقیقات فقہیہ ۴/ ۴۳۰، ۴۶۲، ۴۵۴، ۴۴۸، ۴۷۹، ۴۸۰-۴۸۳)۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نظام تکافل- ایک شرعی جائزہ

مولانا عبداللطیف پالنپوری ☆

تکافل کے معنی ہیں باہم ایک دوسرے کا ضامن بننا، یا باہم ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنا، نظام تکافل میں تمام شرکاء امداد باہمی اور تبرع کی بنیاد پر ایک دوسرے پر پیش آنے والے خطرات کو برداشت کرتے ہیں، جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ امر ہے، جیسا کہ آیت کریمہ: ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی﴾ (مائدہ:۲) اور ﴿إنما المؤمنون إخوة﴾ (الحجرات:۱۰) کے پیش نظر ظاہر ہے، اور شریعت میں اس کی نظیر عاقلہ پر دیت کی صورت میں موجود ہے۔

اور ممکنہ خطرات سے بچاؤ کے لئے اگر جائز طریقۂ کار کے مطابق تدابیر اختیار کی جائیں تو مزاج شریعت اور توکل کے خلاف نہیں ہے، جیسا کہ اس کی نظیر شریعت میں ضمان الدرک کی صورت میں موجود ہے۔

"ضمان الدرک" کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایک چیز خریدتے ہوئے ڈر رہا ہے، تو دوسرا شخص اس کو اطمینان دلائے کہ خریدلو اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں ذمہ دار ہوں، نقصان کی صورت میں خریدار کو اس بات کا اختیار ہوتا ہے کہ یا تو وہ فروخت کنندہ سے اصل قیمت وصول کرے، یا پھر ضمان سے وصول کرے۔

تکافل کا جائز طریقۂ کار:

۱- نظام تکافل روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر ایک اسلامی انشورنس ہے،

☆ دار العلوم جامعہ نذیریہ کاکوسی، گجرات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ نظام تکافل جس کو ''التأمین التعاونی'' بھی کہتے ہیں اس کا مدار عقد تبرع پر ہے، جس میں جہالت وغرر مضر نہیں ہے، نیز اس میں ربو کا ارتکاب بھی لازم نہیں آتا ہے، شریک تکافل جو رقم جمع کرواتا ہے وہ اس کی طرف سے تبرع ہے، اسی طرح حادثہ کی تلافی کے لئے شریک کو جو رقم نظام تکافل کی طرف سے دی جاتی ہے وہ بھی تبرع ہے، جبکہ روایتی انشورنس کی بنیاد عقد معاوضہ پر ہے، اور عقد معاوضہ میں جہالت اور غرر مضر ہے، اور ربوا حرام ہے۔

۲- نظام تکافل کی حیثیت ایک شخص قانونی کی ہوگی اور اس نظام میں شرکت کرنے والے (شیئر ہولڈر) حصہ دار کہلائیں گے، اور اس شخص قانونی کی نمائندگی کے لئے حصہ داروں میں سے ہی چند افراد پر مشتمل ایک مجلس بنائی جائے جو پورے تکافل نظام کو سنبھالے گی، اور اس کو مجلس الادارہ (بورڈ آف ڈائریکٹر) کہا جائے گا، اور اس نمائندہ مجلس کی حیثیت وکیل یا مضارب کی ہوگی، اور مجلس کا انتخاب حصہ داروں کی مرضی یا ان کے ووٹ کی بنیاد پر ہوگا۔

۳- نظام تکافل میں سب سے پہلے کمپنی کے شیئر ہولڈر کچھ رقم باقاعدہ وقف کریں، اور اس رقم سے ایک وقف فنڈ قائم کیا جائے، اور اس وقت فنڈ سے ممبران کا تعلق محض عقد تبرع کا ہوگا، اور وقف فنڈ پر ان ممبران کی کوئی ملکیت باقی نہیں رہے گی، بلکہ وقف جو ایک قانونی شخص کی حیثیت رکھتا ہے، وہ اس وقف فنڈ کا مالک ہوگا، البتہ وقف کنندگان نے خود اپنے لئے اور دیگر شرکاء تکافل کے لئے فائدہ حاصل کرنے کی شرط لگائی ہے تو شرط کے مطابق فائدہ حاصل کرنے کے مستحق ہوں گے، لہذا ہر ممبر رقم وقف کرتے وقت یہ شرط ضرور لگادے۔ ''ولو قال أرضي موقوفة علي فلان ومن بعده عليّ وعلي فلان أو علي عبدي وعلي فلان المختار أنه يصح'' (ہندیہ ۱/۱۷۳)۔ نیز فقہ کا مشہور اصول ہے: ''شرط الواقف كنص الشارع''۔

لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ وقف کی حقیقت یہ ہے کہ اصل شیٔ موقوف باقی رہے، اور اس کے منافع جو وقف کے مملوک ہیں خود وقف نہیں ہیں ان کو موقوف علیہم پر شرط کے مطابق خرچ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے، لہذا شریک تکافل کو اگر کوئی حادثہ پیش آیا تو وقف فنڈ کی اصل رقم سے اس کی تلافی نہ کی جائے، بلکہ وقف فنڈ کے منافع سے حوادث کی تلافی ہوگی، اور حوادث کی تلافی کے بعد باقی ماندہ منافع شرکاء تکافل پر تقسیم ہوں گے۔ اور وقف فنڈ کے منافع سے شرکاء تکافل کو جو فوائد حاصل ہوں گے وہ موقوف علیہم ہونے کی حیثیت سے ہوں گے، نہ کہ واقف ہونے کی حیثیت سے۔

۴- وقف فنڈ کے علاوہ شرکاء تکافل سے کچھ رقم بطور عطیات کے وصول کی جائے، یہ رقم وقف نہ ہوگی، بلکہ مملوکِ وقف ہوگی، اور معطین کی ملکیت سے نکل جائے گی، لہذا عطیات کی اس رقم کو کاروبار میں لگانے کے بعد جو منافعہ ہو اس سے اور عطیات کی اصل رقم دونوں سے حوادث کی تلافی کی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ رقم وقف نہیں ہے کہ اس کا باقی رہنا ضروری ہو، حوادث کی تلافی کے بعد اگر منافع میں سے کچھ بچ گیا تو شرکاء تکافل کے درمیان تقسیم ہوگا، نفس عطیات کی رقم کو شرکاء تکافل کے درمیان تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

۵- تکافل نظام کو سنبھالنے والی مجلس الادارہ کی حیثیت چونکہ وکیل یا مضارب کی ہے، اس لئے وقف فنڈ اور عطیات کے منافع میں سے کچھ فیصد حصہ ان کے لئے طے کیا جاسکتا ہے۔ نیز یہ مجلس الادارہ کا پورا انتظام وکاروبار شریعت کے دائرہ میں رہ کر ہو، شریعت کے دائرہ سے خارج نہ ہو اس کی نگرانی کے لئے ایک سہ رکنی شریعہ بورڈ تجویز کیا جائے جو پوری نگرانی رکھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انشورنس کا شرعی متبادل (تکافل) کی صورت

مولانا محمد ابرار خان ندوی ☆

انشورنس کا شرعی متبادل:

شریعت اسلامیہ جو آفاقی وہمہ گیر وابدی شریعت ہے، حیات انسانی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس میں شریعت رہنمائی کرنے سے عاجز ہو، زندگی کے ہر مسئلہ کا حل، اور ہر معاملہ میں واضح رہبری موجود ہے، لہذا انشورنس کی ایسی صورتیں ممکن ہیں جو شریعت کے اصولوں کے مطابق اور لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کرتی ہوں، ذیل میں اس کا تذکرہ اختصار کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے۔

انشورنس تکافلی:

انشورنس تکافلی یا تعاونی کی صورت یہ ہے کہ چند افراد مل کر قسط وار معینہ رقم جمع کریں اور درمیان سال کسی شریک کو نقصان یا ضرر لاحق ہو تو اس جمع شدہ رقم سے اس نقصان کی تلافی کردی جائے، تا کہ وہ اقتصادی بدحالی کا شکار نہ ہو، البتہ اس کے جائز ہونے کے لئے درج ذیل شرائط لازمی ہیں:

۱- کمپنی حرام کاروبار نہ کرتی ہو۔

۲- ربا وسود سے معاملہ خالی ہو۔

مذکورہ شرائط کے ساتھ انشورنس کا یہ طریقہ کار نہایت مستحسن وپسندیدہ عقد ہے، شریعت

☆ امام ربانی پبلک سینڈری اسکول، وارڈ ۳، جھنجھنوں، راجستھان۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامیہ میں اس طرح کے معاملات کی نہ صرف اجازت ہے، بلکہ اس نے اپنے ماننے والوں کو اس طرح کے تعاون پر ابھارا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (سورہ مائدہ:۲) (نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ وسرکشی میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو)۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"المسلم للمسلم کالبنیان یشد بعضه بعضاً" (صحیح بخاری کتاب الصلوۃ باب تشبیک الأصابع فی المسجد، رقم الحدیث:۴۸۱)۔

(ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے عمارت کی مانند ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے کو جوڑے رکھتا ہے)۔

عصر حاضر کے معروف فقیہ علامہ وہبہ الزحیلی نے اس پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وتجوز التأمینات الاجتماعیة ضد العجز والشیخوخة والمرض والتقاعد" (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/ ۴۴۲)۔

(عاجزی، بڑھاپہ، بیماری اور بے بسی کے مسائل حل کرنے کے لئے اجتماعی انشورنس جائز ہے)۔

انشورنس تعاونی (تکافل) میں شرکاء کا مقصد منافع کمانا ونفع اندوزی نہیں ہوتا ہے، بلکہ تبرعا ضرورت کے وقت تعاون وہمدردی مقصود ہوتی ہے۔

انشورنس تکافل کی واضح مثال دور نبوی کے اس واقعہ میں ملتی ہے، بخاری شریف کی روایت ہے:

"أن الأشعریین إذا أرملوا فی الغزو أو قلّ طعام عیالهم بالمدینة جمعوا ما کان عندهم فی ثوب واحد، ثم اقتسموه بینهم فی إناء واحد بالسویة فهم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منی وأنا منهم" (صحیح بخاری، کتاب الشرکۃ (۴۷) باب الشرکۃ فی الطعام والنھد والعروض، رقم الحدیث ۲۴۸۶ص ر ۴۲۸)۔

(قبیلہ اشعر کے لوگ جنگ میں چلے گئے اور مدینہ میں ان کے اہل وعیال کا غلہ کم ہو گیا تو ان کے پاس جو کچھ تھا اس کو ایک کپڑے میں جمع کیا، پھر اس کو برابر ایک برتن میں بانٹ لیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں)۔

تکافل میں عقد کی نوعیت:

تکافل میں شرکاء و کمپنی کے مابین ہونے والے عقد کی نوعیت دو طرح کی ہوگی:

۱-عقد وکالت: کمپنی شرکاء کی جانب سے وکیل ہے، اور یہ وکالت بالمعاوضہ وبلا معاوضہ دونوں ممکن ہے، اور فقہاء کرام نے وکالت کے جو احکام بیان کئے ہیں وہ سب لاگو ہوں گے۔

۲-عقد مضاربت: شرکاء کی حیثیت رب المال کی ہوگی اور کمپنی مضارب ہوگی، اور دونوں کا اصل مقصد تجارت نہیں ہوگا، بلکہ ضرورت کے وقت کسی شریک کو ضرر لاحق ہونے پر اس کا تعاون ہوگا، کمپنی اس میں مضاربت کرے گی، اور کمپنی کے سارے اخراجات اسے مالی مضاربت سے پورے کئے جائیں گے، اور سال مکمل ہونے پر باقی ماندہ مال شرکاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

جمع شدہ اقساط کی حیثیت:

کمپنی میں جو بھی قسطیں "تکافل" کے نام سے جمع ہو رہی ہیں، وہ سارا کا سارا مال "تبرع" ہے، کمپنی سے معاہدہ اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ تبرع کا مال ہے، تبھی کمپنی اس کو رکنیت دیتی ہے، نیز کمپنی اس جمع شدہ مال کی مالک نہیں ہوتی ہے، بلکہ یہ تبرع وہبہ کا مال ہے، اللہ تعالی نے اس طرح کے حسن سلوک کا اہل ایمان کو حکم بھی دیا ہے، ﴿أحسن كما أحسن الله إليك﴾ (سورہ قصص:۷۷)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل یعنی اسلامی انشورنس کا خاکہ

مولانا محمد عثمان بستوی ☆

تمہید:

اکیڈمی کے تین سوالات میں سے ایک سوال انشورنس کے شرعی متبادل سے متعلق ہے۔ جس میں عالم اسلام میں مروج تکافل کی شرعی صورت متعین کرنے اور ہندوستان میں قابل عمل صورت کی نشاندہی کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ لہذا ہم نے امتثالاً للامر، جواہر الفقہ، فتاوی عثمانی، انعام الباری، شامی وغیرہ کی مراجعت کر کے انشورنس کا شرعی خاکہ جو سود وقمار سے خالی ہو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ حادثات سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لئے اس وقت جو شکلیں مروج ہیں اس میں انشورنس والی شکل دنیا کے ہر ملک میں رائج ہے۔ شائد ہی کوئی ملک اس سے خالی ہو، لیکن اسلامی معاشیات کی طرف رجحان اور خدا ترسی وغیرہ کی بنا پر انشورنس کے علاوہ سود وقمار سے خالی کچھ شکلیں اسلامی ممالک اور امریکہ میں رواج پذیر ہیں، اللہ رب العزت ایسی کوششوں کو ثمر آور بنائے۔ آمین۔ آئندہ صفحات میں ہم نے اولاً رائج متبادل، یعنی امداد باہمی فنڈ اور اس کا حکم اور تکافل فنڈ کا ذکر کیا ہے۔ بعدہ اشکالات کو ذکر کیا گیا ہے۔

۱- التأمین التبادلی (امداد باہمی فنڈ):

چند لوگ مل کر باہم ایک فنڈ بنالیں۔ جس کا مقصد یہ ہو کہ اس فنڈ کے ممبران میں سے

☆ ریاض العلوم گورینی جونپور، یوپی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی کو حادثہ پیش آ گیا تو اس فنڈ سے اس حادثہ کے اثرات کو دور کرنے کے لئے مدد کی جائے گی۔ اور اگر فنڈ کی رقم حادثات کے معاوضہ سے کم پڑی تو رقم کے لحاظ سے مدد کی جائے گی۔ یا ممبران سے کہا جائے گا کہ تم اتنے پیسہ اور ڈالدو تا کہ پورا معاوضہ ادا ہو جائے۔ اور اگر فنڈ کی رقم معاوضہ دینے کے بعد بچ جائے تو اس کو ممبران ہی پر تقسیم کر دیا جائے گا۔ یا آئندہ سال کے لئے بطور چندہ محفوظ رکھی جائے گی۔ اس فنڈ سے تجارت، وحصول نفع مقصود نہیں ہوتا، بلکہ صرف باہمی امداد وتعاون مقصود ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ تعاون کی نیت سے چند لوگ مل کر ایک فنڈ بنالیں پھر ممبر سازی کے ذریعہ اس کے لئے چندہ وصول کیا جائے۔ اور چندہ دینے کے بعد ممبران میں باہم جس کو نقصان ہو تو اس نقصان کی تلافی اس فنڈ سے کی جائے (انعام الباری ۶/ ۲۸۰ ملخصا)۔

امداد باہمی والے فنڈ کا حکم:

یہ صورت سب کے نزدیک جائز ہے اس کے عدم جواز کا کوئی بھی قائل نہیں (انعام الباری ۶/ ۲۸۰)۔ امداد باہمی کی یہ صورت بلا کراہت جائز ہے، بلکہ مستحب ہے، علماء کرام کی طرف سے انشورنس اور امداد باہمی کی جو صورتیں مختلف مراحل پر تجویز کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے الخ (جواہر الفقہ ۷/ ۱۵۷-۱۵۸ مکتبہ تھانوی دیوبند)۔

۲-شرکۃ التکافل (تکافل فنڈ کی صورت):

شرکات التکافل جو شرق اوسط میں قائم کی گئی ہیں کسی تجارتی معاہدے کے بجائے تبرع کے اصول پر قائم ہوتی ہیں، ان کمپنیوں میں مختلف افراد جو رقمیں دیتے ہیں ان کے بارے میں یہ طے ہوتا ہے کہ دینے والوں کی طرف سے تبرع ہے۔ اور ان کمپنیوں میں چندہ دینے والوں کو "حملۃ الوثائق" کہا جاتا ہے۔ چندہ لے کر ان رقموں کو کاروبار میں بھی لگایا جاتا ہے۔ اس طرح جو رقمیں جمع ہوتی ہیں وہ تمام چندہ دہندگان کے نقصان کی تلافی میں خرچ کی جاتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر سال میں نقصانات کی تلافی کے بعد کچھ رقم بچ جاتی ہے تو کمپنی کا نفع نہیں ہوتا ہے، بلکہ انہیں ''حملۃ الوثائق'' میں تقسیم کردیا جاتا ہے، جنہوں نے تلافی نقصانات کے لئے رقمیں دی تھیں (فتاویٰ عثمانی ۳/ ۳۱۵-۳۱۶، انعام الباری ۶/ ۲۸۰-۲۸۶)۔

تکافل فنڈ پر پیش آنے والے چند شبہات:

۱- تکافل کی کاروائی دنیا کے کسی بھی ملک میں کمپنی قائم کئے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے کچھ لوگ اپنا ابتدائی سرمایہ لگا کر ایک کمپنی قائم کرتے ہیں، کمپنی قائم کرنے والوں کو نقصان سے بچی ہوئی رقم نہیں ملتی ہے، اس لئے ان کی آمدنی ان کے لگائے ہوئے سرمایہ کے نفع تک محدود رہتی ہے۔ اور تکافل فنڈ سے انہیں کچھ نہیں ملتا، اس لئے بعض کمپنیاں ان کو انتظام وانصرام کی اجرت دیتی ہیں اور ملیشیا کی تکافل کمپنیاں ان کو فنڈ کی بچی ہوئی رقم سے ایک مخصوص فیصد حصہ ادا کرتی ہیں، تو کیا کمپنی قائم کرنے والوں کو یہ اجرت لینا جائز ہے اور کس بنیاد پر جائز ہے؟

۲- تکافل فنڈ تبرع کی بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے، لیکن اس فنڈ سے تبرع کرنے والا بھی نقصان کی صورت میں مستفید ہوتا ہے، تو کیا چندہ خود اس سے مستفید ہونے کی نیت سے دینا جائز ہے؟

۳- تکافل فنڈ میں نقصان کی تلافی ان کے چندہ کے مقدار کی بنیاد پر ہوتی ہے جس کا چندہ جتنا بڑا ہوگا اتنے ہی بڑے نقصان کی تلافی تکافل فنڈ سے کرا سکے گا، تو کیا یہ شرعی نقطہ نظر سے درست ہے؟

۴- انشورنس کمپنیوں کی طرح شرکات التکافل کو یہ خطرہ درپیش رہتا ہے کہ تکافل فنڈ کی رقم نقصانات کی تلافی کے لئے ناکافی ہوجائے تو جس طرح انشورنس کمپنی ایسی مجبوری سے بچنے کے لئے یہ انشورنس کمپنیوں سے اعادۃ التامین کراتی ہے، تو کیا تکافل فنڈ کے لئے بدرجہ مجبوری ری انشورنس کرانے کی اجازت ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل کی بنا وقف پر:

اگر تکافل کمپنیوں کی بنیاد وقف پر رکھی جائے تو تکافل پر پیش آنے والے شبہات میں سے اکثر ختم ہو جاتے ہیں، لہذا ہم اولاً شرکۃ التکافل کی بنا وقف پر رکھنے کے طریقہ کار کو ذکر کرتے ہیں، بعدہ مذکورہ بالا شبہات کے جوابات عرض کر دیے جائیں گے۔

تکافل کی بنا وقف پر رکھنے کا طریقہ:

۱- اولاً کمپنی قائم کرنے والے اپنے طور پر اصول ثابتہ (اموال غیر منقولہ یا نقود، یا دونوں کو شرعی اصول وضوابط کے مطابق وقف کریں، یعنی وقف فنڈز قائم کریں۔

۲- اموال موقوفہ، خواہ منقولہ ہوں یا غیر منقولہ یا دونوں، ان کو محفوظ رکھا جائے، یعنی اصل وقف رقم کو ختم نہ کیا جائے۔

۳- ان کی آخری جہت قربت، یعنی فقراء پر تصدق ہو۔

۴- اس وقف فنڈ کے لئے ممبر سازی کی جائے۔

۵- ممبروں سے چندہ وصول کیا جائے جس سے وقف فنڈ کے مقاصد کی تکمیل کی جائے۔

۶- چندہ دہندہ اپنے چندہ کا مالک نہیں رہے گا، چندہ دینے میں نیت فنڈ کے مقاصد کے تکمیل کی ہو۔

۷- ممبروں کے چندہ اور فنڈ کے منافع کو وقف نہیں، بلکہ وقف کی ملکیت بنایا جائے۔

۸- وقف والی رقم اور چندہ والی رقم دونوں کو کاروبار میں لگایا جائے۔

وقف فنڈ کے ضوابط کا خاکہ:

۱- فنڈ- ممبران (چندہ دہندگان) کی مطلوبہ کفالت وضمانت کے لحاظ سے اس کی ممبری فیس (چندہ میں کمی وبیشی کا ضابطہ بنائے)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- فنڈ قائم کرنے والے (واقفین) اس وقف کے متولی و منتظم ہونے کا بھی ضابطہ بنالیں۔

۳- متولی اور منتظمین وقف کے لئے کام کرنے کی صورت میں اس سے تنخواہ لینے کا بھی ضابطہ رکھیں۔

۴- وقف فنڈ کے متولی و منتظم اگر وقف کے ضوابط متعینہ کی خلاف ورزی کریں یا ممبران ممبر بننے کے بعد اپنا تعاون بند کردیں تو اس پر قانونی کارروائی کا اختیار رکھا جائے۔

۵- فنڈ کا سالانہ حساب کیا جائے، اصل وقف رقم سے جتنی بھی زائد رقم ہو اس کو آئندہ کے لئے محفوظ رکھے یا ممبران میں تقسیم کرنے کا ضابطہ رکھا جائے۔

۶- اس فنڈ کے معاملات کی نگرانی ماہر علماء کے بورڈ کے سپرد کی جائے۔

ایسے تکافل فنڈ کو چلانے کے لئے جس پر شرعی ضوابط کے لحاظ سے شبہات کم از کم کل چودہ ضابطے کتب فقہیہ مثلاً شامی، جواہر الفقہ، فتاوی عثمانی، انعام الباری وغیرہ سے اخذ کر کے لکھے گئے ہیں، یہ ابتدائی خاکہ ہے اس میں حسب ضرورت علماء کے مشورہ سے حذف واضافہ ہوتا رہے گا۔ اور بظاہر اس خاکہ، یعنی وقف کے ضوابط کو ملحوظ رکھ کر وقف پر تکافل کی بنا ہندوستان جیسے ممالک میں بھی ممکن العمل معلوم ہوتی ہے، کیونکہ اوقاف کا ایک مستقل بورڈ ہے جس کے ضوابط وغیرہ معلوم کئے جاسکتے ہیں اور بعض کمپنیاں وقف کی جہت سے رفاہی کام بھی انجام دیتی ہیں۔

رفع شبہات:

اگر ضوابط متقدمہ کو ملحوظ رکھ کر تکافل فنڈ قائم کیا جائے تو تکافل کمپنی قائم کرنے والوں کے لئے ضابطہ کے مطابق اجرت لینا، اسی طرح سے متعینہ ضابطہ کے تحت چندہ دینے والوں کا کمپنی کے ضابطہ کے اعتبار سے، نہ کہ چندہ دینے کے اعتبار سے، نقصانات کے تلافی کا مستحق ہونا، اور تلافی کروانا، گرچہ اپنی جمع کردہ رقم سے زائد کی تلافی ہو جائز ہوگا، نیز خود بھی نفع اٹھانے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نیت سے کمپنی قائم کرنا، اور چندہ دینا بھی جائز ہوگا، اور کمپنی کا چندہ دینے والے کی مطلوبہ ضمانت وکفالت کے لحاظ سے چندہ کی مقدار میں کمی وبیشی کرنا بھی جائز ہوگا، کمپنی قائم کرنے والوں کے لئے ضابطہ کے مطابق نفع لینا بھی جائز ہوگا، اس لئے کہ حضرات فقہاء نے دراہم وغیرہ کے وقف کو صحیح کہا ہے۔ اور واقف کا وقف کی آمدنی اور نفع سے خود اپنے انتفاع کی شرط لگانا بھی جائز ہے، نیز خود نفع اٹھانے کی نیت سے وقف کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ جہت آخر عبادت (تصدق علی الفقراء ہو) اور موقوف علیہم کے لئے استحقاق کو شرط پر معلق کرنا بھی جائز ہے۔ حاصل یہ کہ واقف کی تمام جائز شرائط وضوابط معتبر وقابل عمل ہوکر لازم وضروری ہوں گی۔ حضرات فقہاء "نص الواقف کنص الشارع" کا ضابطہ لکھ کر فروعات کثیرہ متفرع کرتے ہیں۔ لہذا مزید بصیرت کے لئے (شامی کتاب الوقف فتاوی عثمانی ۳/، جواہر الفقہ ۶/، انعام الباری) کا مطالعہ کرلینا چاہئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف کی بنیاد پر تکافل (اسلامی انشورنس)

مفتی احمد سلیمان☆

وقف کی بنیاد پر اسلامی انشورنس کے لئے مندرجہ ذیل اصولوں کو سامنے رکھنا چاہئے:

۱- وقف صحیح ہو۔

فقہاء نے وقف صحیح ہونے کے لئے چند شرائط ذکر کی ہیں:

الف- مال موقوف صحیح ہو، جیسے زمین، عمارت، کنواں وغیرہ۔ متاخرین فقہاء نے دراہم ودنانیر کے وقف کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ ان کا وقف اس طرح ہوگا کہ دراہم کی معلوم مقدار کو وقف کیا جائے، اسے وقف کا رأس المال کہا جائے گا۔ اس راس المال سے تجارت کی جائے، جو نفع حاصل ہوگا وہ منافع وقف ہوگا اور وہ موقوف علیہم میں شرائط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ راس المال کی مقدار میں کمی نہیں کی جائے گی۔

آج کل رائج کرنسی، یعنی روپے وغیرہ دراہم کے حکم میں ہیں، لہذا روپیوں کی معلوم مقدار کو وقف کر کے ان سے تجارت کی جائے گی اور جو نفع حاصل ہوگا اس سے وقف کے مقاصد حاصل کئے جائیں گے۔

ب- تابید: اصل وقف ہمیشہ کے لئے ہو اور وہ ختم نہ ہو۔ روپیوں کو وقف کرنے کی صورت میں اس رقم کو سرمایہ کاری، یعنی مضاربت یا تجارت بذریعہ وکالت سے بڑھایا جائے۔

ج- آخری جہت فقراء ومساکین ہوں۔ وقف کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ

☆ جوہانسبرگ، ساؤتھ افریقہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے آخری موقوف علیہم فقراء ومساکین ہوں، یعنی یہ وقف آخر میں واقف یا اس کے ورثاء کی طرف واپس نہ آئے۔ لہذا تکافل وقفی میں مخصوص موقوف علیہم کے علاوہ فقراء ومساکین کا بھی ضرور خیال رکھا جائے۔ مثلاً جب نفع تقسیم ہو تو فقراء کو بھی دیا جائے، یا ہر سال حساب کتاب کرنے کے بعد موقوف علیہم کو دینے کے بعد اگر نفع میں کچھ بچ جائے تو فقراء کو اس میں سے دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے وقف نامہ میں شروع سے یہ شرط رکھی جائے۔

۲-وقف نامہ لکھا جائے اور اس میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے:

الف-مقصد وقف: مقصد وقف کو بیان کیا جائے، جو یہ ہے کہ اس وقف کو جو شرائط کے مطابق چندہ دے گا وہ موقوف علیہ ہوگا۔ موقوف علیہ پر اگر کوئی مالی نقصان آئے گا تو شرائط کے مطابق وقف کے منافع سے اس کی تلافی کی جائے گی۔

ب-واقف کا نام اور اس کی ذمہ داریاں لکھی جائیں۔

ج-متولی کی تعیین کی جائے یا اس کا معیار بیان کیا جائے کہ کون اس وقف کا متولی ہوسکتا ہے۔ متولی کی ذمہ داریاں لکھی جائیں۔

د-وقف کے منافع کو موقوف علیہم پر خرچ کرنے کا معیار، اصول اور شرائط ذکر کی جائیں اور اس میں کوئی ابہام نہ رکھا جائے۔

ہ-موقوف علیہم کی تشریح کی جائے۔ مثلاً تکافل کے اس مقصد میں موقوف علیہ وہ ہوگا جو ہر ماہ وقف کو چندہ دے اور متولی اسے قبول کرے۔

چندہ اس نیت سے دیا جائے کہ وقف فنڈ کے مقاصد پورے ہوں۔ یہ چندہ وقف کی ملکیت ہوگا اور اس پر سے چندہ دینے والے کی ملکیت ختم ہو جائے گی۔

و-یہ چندہ وقف کے منافع کے حکم میں ہوگا، خود وقف نہیں ہوگا۔ یعنی اسے موقوف علیہم پر خرچ کرنا جائز ہوگا۔ جیسے مسجد کی عمارت وقف ہوتی ہے اور اس کے لئے جو چندہ دیا جاتا ہے وہ مسجد کا مملوک ہوتا ہے اور اس چندہ کو مسجد کے مصالح پر خرچ کیا جاتا ہے (التفصیل فی امداد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاحکام ۳/۲۴۰)۔

ز-کون منتظم ہوگا اور اس کی کتنی تنخواہ ہوگی؟

ح-سرمایہ کاری (Investment) کون کرے گا اور اس کی کتنی تنخواہ ہوگی؟

ط-نفع اگر اخراجات سے زائد ہو تو اس زائد نفع کے لئے طے کیا جائے کہ اس کا کیا مصرف ہوگا؟ اسے آئندہ کے لئے محفوظ (Reserve) کیا جائے گا، یا فقراء میں تقسیم کیا جائے گا؟ یا چندہ دینے والوں میں تقسیم کیا جائے گا؟

ی-اگر نقصان زیادہ ہو یا مطالبہ زیادہ ہو اور نفع سے یہ مطالبے پورے نہیں ہو رہے ہیں تو اس نقصان کی تلافی کے لئے درجہ ذیل دو صورتیں ہیں:

(۱) غیر سودی قرض لیا جائے اور آئندہ کے منافع سے یہ قرض ادا کیا جائے۔

(۲) ری تکافل (Retakaful): بعض ایسے ادارے ہیں جو ''ری تکافل'' کرتے ہیں۔ یہ وقف فنڈ کسی جائز ''ری تکافل'' اسکیم کا ممبر بن سکتا ہے اور ضرورت کے وقت ان کے اصول وضوابط کے مطابق وقف فنڈ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے رقم مل سکتی ہے۔

ک-دیوالیہ یا اختتام:

وقف فنڈ اگر دیوالیہ ہوگیا یا کسی شرعی بنیاد کی وجہ سے وقف فنڈ کو بند کرنے کی ضرورت ہے، تو اگر نفع ہے تو نفع سے تمام اخراجات منہا کرنے کے بعد جو نفع بچے وہ فقراء ومساکین کو دیا جائے، اور اصل رقم یا تو وہ بھی فقراء کو دیدی جائے یا کسی ایسے دوسرے ادارے کو دیدی جائے جو اسی طرح کے مقاصد کے لئے بنایا گیا ہے، جیسے کوئی دوسرا تکافل کا ادارہ۔

ل-شریعت کے مطابق وقف فنڈ کو چلایا جائے گا۔

وقف نامہ میں اس کی صراحت کی جائے کہ تکافل کمپنی اس وقف فنڈ اور تکافل کے کاروبار کو شریعت کے مطابق چلائے گی۔ اس کو یقینی بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی معاملات کو اچھی طرح سمجھنے والے تین یا چار علماء حق پر مشتمل ایک شریعہ بورڈ بنایا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بورڈ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ تکافل کمپنی کو شرعی رہنمائی کرے، ان کے کام کرنے کی نگرانی کرے، غلطیوں کی اصلاح کرے، اور Products کی منظوری دے۔

تکافل کمپنی کے متولی و ذمہ دار شریعہ بورڈ کے فیصلوں کے پابند ہوں گے اور ان کی منظوری کے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے۔ اسی طرح اگر متولی اور موقوف علیہ کے درمیان اختلاف ہوا کہ وہ مدد کا مستحق ہے یا نہیں؟ اس کا فیصلہ بھی شریعہ بورڈ کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت کی روشنی میں انشورنس (تکافل) کی صورت

مولانا عبدالباسط پالنپوری☆

اصول شرعیہ کے ماتحت مروجہ بیمہ کے ایسے بے خطر اور بے ضرر بدل موجود ہیں کہ ان کو بروئے کار لایا جائے تو نہ صرف مروجہ بیمہ کا اچھا بدل بن سکیں۔ بلکہ قوم کے بے سہارا افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کا بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ اسی وقت ہوسکتا ہے جب قوم میں اسلامی حمیت اور قومی غیرت کا شعور پیدا ہو، اور اپنی زندگی اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے تھوڑی بہت محنت اور قربانی کے لئے تیار ہو۔

یہاں ایک مشکل یہ بھی ہے کہ معاملہ انفرادی نہیں اجتماعی ہے، مگر چند افراد اس مقصد کے لئے تیار بھی ہوں تو یہ کام نہیں چل سکتا، جب تک کوئی معتد بہ جماعت اس کام کو مقصد زندگی بنا کر آگے نہ بڑھے۔

بیمہ کا متبادل:

۱- بیمہ کا ایک متبادل ایک تعاون ہے جس میں شرکاء اپنی اپنی مرضی سے فنڈ میں رقمیں جمع کرائیں اور سال کے دوران جن لوگوں کو کوئی نقصان پہنچے اس فنڈ سے ان کی امداد کریں، پھر سال کے ختم پر اگر رقم جمع بچ گئی تو وہ شرکاء کو بحصہ رسدی واپس کردی جائے، یا ان کی طرف سے آئندہ سال کے لئے فنڈ کے لئے چندے کے طور پر رکھ دی جائے (اسلام اور جدید معاشی مسائل ۷/ ۲۹۲، جواہر الفقہ ۲/ ۱۸۹)۔

☆ مدرسہ کنز مرغوب پٹن، گجرات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- بیمہ پالیسی کی حاصل شدہ رقوم کو مضاربت کے شرعی اصول کے مطابق تجارت پر لگایا جائے، اور معینہ سود کے بجائے تجارتی کمپنیوں کی طرح تجارتی نفع تقسیم کیا جائے، نقصان سے بچنے کے لئے لمیٹڈ کمپنیوں کی طرح اس کی نگرانی پوری کی جائے اور پھر اللہ تعالی پر توکل کیا جائے۔

۳- بصورت حوادث یہ امداد صرف ان حضرات کے ساتھ مخصوص ہوگی جو اس معاہدہ کے پابند اور اس کمپنی کے حصہ دار ہیں، اوقاف میں ایسی تخصیات میں کوئی مضائقہ نہیں، وقف علی الاولاد اس کی نظیر موجود ہے۔

۴- اصل رقم مع تجارتی نفع کے ہر فرد کو پوری پوری ملے گی اور وہ ہی اس کی ملک اور حقیقت سمجھی جائے گی امداد باہمی کا ریزرو فنڈ وقف ہوگا جس کا فائدہ وقوع حادثہ کی صورت میں اس وقف کرنے والے کو بھی پہنچے گا اور اپنے وقف سے خود فائدہ اٹھانا اصول وقف کے منافی نہیں، جیسے کوئی رفاہ عام کے لئے ہسپتال وقف کرے، پھر بوقت ضرورت اس سے خود بھی فائدہ اٹھائے۔ یا قبرستان وقف کرے، پھر خود اس کی اور اس کے اقرباء کی قبریں بھی اس میں بنائی جائیں۔

۵- حادثات پر امداد کے لئے مناسب قوانین بنائے جائیں جو صورتیں عام طور پر حوادث کہی اور سمجھی جاتی ہیں ان میں پسماندگان کی امداد کے لئے معتد بہ رقم مقرر کی جائے، اور جو صورتیں عادۃً حوادث میں داخل نہیں سمجھی جاتی، جیسے کسی بیماری کے ذریعہ موت واقع ہو جانا اس کے لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ متوسط تندرستی والے افراد کے لئے ساٹھ سال کو عمر طبعی قرار دے کر اس سے پہلے موت واقع ہو جانے کی صورت میں بھی کچھ مختصر امداد دی جائے، متوسط تندرستی کو جانچنے کے لئے جو طریقہ ڈاکٹری معائنہ کا بیمہ کمپنی میں جاری ہے وہ استعمال کیا جائے، بیمار یا ضعیف آدمی کے لئے اسی پیمانہ سے عمر طبعی کا ایک اندازہ مقرر کیا جائے (جواہر الفقہ ۲/ ۱۹۰)۔

اگر کوئی جماعت اس کام کے لئے تیار ہو جائے تو لوگ ضرر عظیم سے بچ جائیں اور سود وقمار سے محفوظ رہیں، لیکن ہندوستان کے موجودہ حالات یہ ہیں کہ منصوبہ بند فرقہ پرستوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف سے مسلمانوں کی جان و مال مستقل خطرے میں ہے، آئے دن فسادات ہوتے رہتے ہیں اور حکومت کا عملہ کہیں تو مفسدین کی پست پناہی کرتا ہے اور کہیں خاموش تماشائی بن کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کے منظر سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔ ہماری جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس سے پہلوتہی کے نتیجہ میں ہونے والے نقصانات کا تاوان حکومت پر عائد ہوتا ہے۔ اگر مظلوم اپنا حق سیدھی راہ سے حاصل نہ کر سکے اور کسی طور پر ظالم کی ایسی چیز اس کے پاس آجائے جس سے وہ اپنا حق وصول کر سکے تو یہ جائز ہے جس کو فقہاء ظفر بالحق سے تعبیر کرتے ہیں، پھر کتاب وسنت کی نصوص کی روشنی میں فقہاء کے یہاں یہ متفقہ اصول ہے کہ شدید ضرورت کی وجہ سے ناجائز چیزیں جائز ہو جاتی ہیں، "الضرورات تبیح المحظورات"، اور یہ صراحت بھی فقہاء نے فرمائی ہے کہ اجتماعی اور قومی سطح کی حاجت بھی ضرورت کے درجہ میں ہے، "الحاجة عمت كانت كالضرورة" لہذا اصول کو سامنے رکھتے ہوئے اگر پہلی والی تکافل کی صورتیں عمل میں لانا مشکل ہے تو بہ حالت موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے چند شرائط کے ساتھ جان و مال کے انشورنس کی گنجائش نکلنی چاہئے:

۱- جو لوگ عملاً جان و مال کے خطرات سے دوچار نہ ہوں ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ اس سے احتیاط کریں۔

۲- انشورنس کرانے کے بعد اگر واقعی فساد میں جان و مال کا نقصان ہوا تب تو کمپنی کی طرف سے حاصل ہونے والی پوری رقم اس کے لئے جائز ہوگی۔

۳- اور اگر نقصان نہ ہوا، یا ہوا، لیکن طبعی اسباب کے تحت ہوا تو ایسی صورت میں اتنی ہی رقم اس کے لئے حلال ہوگی جتنی اس نے جمع کی تھی، اضافی رقم کو غرباء پر یا رفاہی کاموں میں بلانیت صدقہ خرچ کر دینا واجب ہوگا (جدید فقہی مسائل ۱/ ۴۳۳)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ اسلامی کی روشنی میں انشورنس کی صورت

مفتی محمد مقصود☆

اکثر علماء کرام نے جانی و مالی انشورنس کو سود اور قمار میں شامل کیا ہے، جبکہ بعض علماء نے بیمہ کے جواز کی رائے ظاہر کی ہے، چنانچہ حادثات زمانہ اور اس کے خطرات کے پیش نظر انشورنس میں لوگوں کی بہت رغبت ہوئی اور مسلمانوں نے جان و مال کا بیمہ کرایا، مگر چونکہ اکثر علماء حالت زمانہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بھی اس کے عدم جواز کے قائل ہیں، لہذا اس اختلاف رائے سے بچنے اور علماء کے اقوال کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا ایک بہتر طریقہ یہ ہے کہ امداد باہمی اور اجتماعی تعاون کی کوئی شکل نکالی جائے، جیسے کہ زمانہ جاہلیت میں عاقلہ قبائلی نظام میں حادثات وخطرات کے پیش نظر امداد باہمی اور اجتماعی تعاون کی شکل نکالی گئی تھی اور رسول اکرم ﷺ نے اس کو اس کے حال پر برقرار رکھا اور خلفاء راشدین نے افادیت کے پیش نظر اسے مزید ترقی دی اور باقاعدہ اس کو تنظیمی شکل دی۔ یعنی ابتداء میں یہ نظام صرف خاندان وقبیلہ تک محدود تھا، مگر بعد میں ضرورت کے تحت اسے مزید ترقی دیدی گئی۔

عاقلہ کا نمایاں پہلو اگر چہ دیت سے متعلق ہے، لیکن فقہ کی کتابوں کے اندر جس انداز سے اس کو بیان کیا گیا ہے اس سے مختلف حادثات وخطرات کے وقت اس نظام کو بروئے کار لانے کی عمومیت ثابت ہوتی ہے (شامی سن اشاعت ۱۳۲۴ ج ۵ ص ۵۶۲ پر ہے): "وتوجد هذه العادة بين الناس، فإن من لحقه خسران من سرقة أو حرق يجمعون له مالاً

☆ نائب مفتی جامع العلوم فرقانیہ، رامپور یوپی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لهذا المعنى" (یہ عادت لوگوں میں پائی جاتی ہے کہ چوری یا آگ لگنے سے جس شخص کا نقصان ہوتا ہے لوگ اس کی مدد کے لئے مال جمع کرتے ہیں۔

عالمگیری (۶/ ۸۳) پر ہے: "إن العبرة فى هذا للتناصر وقيام البعض" (اس میں باہمی امداد اور ایک دوسرے کو سہارا دینے کا اعتبار ہے)۔ علامہ سرخسیؒ نے "المبسوط" (۲۷/ ۱۲۷) پر فرمایا کسی کو یہ بھروسہ نہیں ہے کہ وہ حادثات و آزمائش میں مبتلا ہوکر دوسروں کی مدد کا محتاج نہ ہوگا، جب صورت حال یہ ہے تو لوگوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہیے، تاکہ بوقت ضرورت دوسرے لوگ اس کی مدد کریں۔ ہدایہ (۴/ ۲۶۹) پر ہے: "إن العاقلة يتحملون باعتبار تقصيرهم وتركهم حفظه ومراقبته" (عاقلہ اس لئے دیت کا بار برداشت کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کی نگرانی میں اپنی پوری ذمہ داری محسوس نہیں کرتے اور ان سے کوتاہی ہوتی ہے)۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں حالات کی تبدیلی سے جب معاشرتی زندگی کی نئی تنظیم وجود میں آئی تو آپ نے عاقلہ کے نظام کو وسعت دی اور یہ قانون مقرر کیا: "والعاقلة أهل الديون إن كان العاقل من أهل الديوان ويروى أن عمر أول من دون الدواوين أى رتب الجرائد للولاة والقضاة"۔

(اگر قاتل اہل دیوان سے ہے تو عاقلہ اہل دیوان ہوں گے اور روایت کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ اول وہ شخص ہیں جنہوں نے قاضیوں اور حاکموں کے لئے جرائد کو مرتب کیا)۔

اہل دیوان میں ایک دفتر یا محکمہ کے لوگ شامل ہوتے تھے جن کے نام ایک رجسٹر میں درج ہوتے تھے، چنانچہ علامہ سرخسیؒ نے اس پر اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دیت کی ذمہ داری خاندان وقبیلہ پر اس لئے ڈالی تھی کہ اس وقت قوت ومدد انہیں کے ذریعہ حاصل ہوتی تھی۔ پھر حضرت عمرؓ نے جب دفاتر کا نظام قائم کیا تو یہ قوت ومدد اہل دفاتر سے وابستہ ہوگئی (المبسوط)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم پیشہ وہم مشرب لوگوں سے یا یونین وانجمن کے ممبروں سے اور جماعت کے اراکین وغیرہ سے باہمی قوت ومدد حاصل ہو تو ان سب کو دیت کا ذمہ دار بنانے کی اجازت حاصل ہے، ہدایہ (ج ۴) میں ہے: "لو کان الیوم تناصرھم بالحرف فعاقلتھم أھل الحرفة" (اگر آج باہمی مدد ہم پیشہ لوگوں سے ہوسکتی ہے تو عاقلہ ہم پیشہ لوگ قرار پائیں گے۔ شامی (۵/۵۶۷) پر ہے: "وإن کان لہ متناصرون من أھل الدیون والعشیرة والمحلة والسوق فالعاقلة أھل الدیون ثم العشیرة ثم أھل المحلة، وبہ قال الناطفی، قلت: المدار علی التناصر کما ذکرہ فمتی وجد بطائفة فھم عاقلتہ وإلا فلا"۔

اس تمام تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ حالات زمانہ کی رعایت کرتے ہوئے حکومت کو چاہئے کہ وہ حادثات وخطرات کے وقت باہمی مدد کے لئے مختلف قسم کی تنظیمیں قائم کرے یا موجودہ تنظیموں پر اس قسم کی ذمہ داریاں عائد کرے، تاکہ ان کے ذریعہ مالی نقصان وحادثہ کی تلافی کا بندوبست ہوسکے جس میں قمار اور ربو کا دخل نہ ہو۔ لیکن چونکہ حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے اور نہ مسلمانوں کی اکثریت حکومت میں داخل ہے، اس لئے حکومت پر نہ جبر کیا جاسکتا ہے اور نہ کوئی بات جبراً منوائی جاسکتی ہے، البتہ حکومت سے اپیل کی جاسکتی ہے، اگر حکومت ہماری اس اپیل کو منظور کرلے اور ایسے ادارے قائم کردے جو قمار اور سود سے خالی ہوں اور ان سے مسلمانوں کی مدد اور تقویت حاصل ہو تو بہت اچھا ہے اور اگر حکومت ایسے ادارے قائم نہ کرے اور ہماری تجویز کو منظور نہ کرے تو پھر علماء کرام اور مسلم قائدین کو یہ ادارے قائم کرنا چاہئے اور مسلمانوں کو قمار اور ربو جو گناہ عظیم ہیں، ان سے بچانا چاہئے۔ الحمد للہ اسلامک فقہ اکیڈمی ملک وبیرون ملک میں دینی وملی اور سماجی بہت سے کام انجام دے رہی ہے اور وہ ماشاء اللہ ایک مضبوط ادارے کی شکل میں ہے، اس لئے ہمیں امید ہے کہ یہ کام وہ بآسانی انجام دے سکتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکافل (اسلامی انشورنس) کی تنظیمی اور ادارتی صورت

مولانا عبدالقیوم پالنپوری☆

بیمہ اور انشورنس غرر و قمار وغیرہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً حرام ہے، اس لئے تجار کے لئے اشیاء واموال کا بیمہ کرانا جائز ہے،لیکن تجار کے لئے اموال کا بیمہ کرانا خطرات کے بڑھ جانے کی وجہ سے ایک حاجت شدیدہ ہے، اس لئے کوئی ایسا متبادل نظام ہونا چاہئے کہ ایسے خطرات کو ایک ہی پر ڈالنے کے بجائے معاشرہ بحیثیت مجموعی اس کا تحمل کرے اور اس میں غرر، قمار، اور سود نہ ہو، اور تجار کا مقصود حاصل ہو جائے ، اور ان کی حاجت بھی پوری ہو جائے۔

اس کے لئے شرکات التکافل الاسلامیہ کا نظام قائم کرنا جس کی اساس و بنیاد عقد تبرع پر ہو نہ کہ عقد معاوضہ پر، کہ شیئرز ہولڈر کچھ رقم باقاعدہ وقف کریں اور اس سے ایک وقف فنڈ قائم کیا جائے ، اور اس کی رقم مشارکہ یا مضاربہ کے اصول پر تجارت میں لگائی جائے ، اس کے منافع سے شیئرز ہولڈروں کی ان کے مالی خسارہ کے موقع پر حسب شرائط مدد کی جائے اور اس فنڈ میں وقف کے مسائل واصول کے مطابق عمل کیا جائے تو یہ درست ہے، حضرت مولانا تقی صاحب عثمانی مدظلہ نے بھی فنڈ کے وقف ہونے کی صورت میں اس کو درست فرمایا ہے، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"دوسری بات یہ ہے کہ اس بات پر ہمارے زمانہ کے تجار متفق ہیں کہ اشیاء کا بیمہ ایک حاجت شدیدہ بن چکی ہے اور خطرات کی مقدار بھی بڑھ گئی ہے۔ اس واسطے کوئی ایسا طریقہ ہونا

☆ جامعہ نذیریہ کاکوسی، شمالی گجرات۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہئے کہ ایسے خطرات کو ایک ہی آدمی پر ڈالنے کے بجائے معاشرہ بحیثیت مجموعی اس کا تحمل کرے، بیمہ کا جو نظام ہے، یہ اگر غرر، قمار پر مشتمل ہے تو اس کے متبادل کوئی نظام ہونا چاہئے جس میں غرر اور قمار بھی نہ ہو اور یہ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور حاجت بھی پوری ہو جائے، اس کے لئے علماء عصر نے جو نظام تجویز کیا ہے وہ تامین تعاونی کی ہی ایک ترقی یافتہ شکل بنادی گئی ہے، ''شرکات التکافل'' ہے۔

اس تامین تعاونی کے نظام کی اساس تبرع پر ہے، نہ کہ عقد معاوضہ پر جس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ کچھ افراد نے ایک کمپنی قائم کی اور جو سرمایہ جمع ہوا وہ تجارت میں لگا دیا، پھر بیمہ داروں کو دعوت دی کہ آپ بھی آکر اس میں پیسے لگائیں۔ انہوں نے پریمیم کے جو پیسے دیئے وہ بھی نفع بخش تجارت میں لگا دیئے گئے اور ساتھ ہی ایک فنڈ بنا دیا گیا جس کے پیسے تجارت میں لگے ہوئے ہیں اور یہ طے کیا گیا ہے کہ یہ فنڈ اسی کام کے لئے مخصوص رہے گا کہ جب کسی کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آئے تو اس فنڈ سے اس کی امداد کی جائے گی، امداد کرنے کے بعد کچھ رقم بچ جائے تو وہ اس فنڈ کا نفع ہے وہ ان بیمہ داروں میں تقسیم کر دیتے ہیں، تو بجائے اس کے نفع کہیں اور جا کر دوسرا آدمی اس کا مالک بنے تکافل شرعی کی کمپنیاں عوام ہی کے اندر یہ تقسیم کرتی ہیں، اس کو نظام تکافل کہتے ہیں۔ اور اس بنیاد پر مشرق وسطی خاص طور پر دبئی، بحرین اور ٹیونس وغیرہ میں کئی بیمہ کمپنیاں قائم ہوئی ہیں یہاں یہ شرکات التکافل الاسلامیہ کہلاتی ہیں، البتہ فقہی اعتبار سے اس کا صحیح طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ تکافل فنڈ کو وقف کیا جائے'' (اسلام اور جدید معاشی مسائل ۳۱۹/۲)۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائف انشورنس کی جائز شکلیں

مولانا محمد فیاض عالم قاسمی ☆

لائف انشورنس کی جائز شکلیں:

اگر ''التامین التعاونی'' (Mutual Insurance) کے فارمولے اور طریق کار سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی لائف انشورنس کی بنیاد ڈالی جائے تو مروجہ سودی و قماری لائف انشورنس سے امت کو بچایا جاسکتا ہے۔اس کے لیے ذیل میں چند تجویزیں پیش کی جارہی ہیں:

۱- ایسی کمپنی قائم کی جائے جو لوگوں سے حسب استطاعت و مرضی ایک متعینہ مدت کے لیے روپیہ وصول کرے اور اس رقم کو مضاربت یا مشارکت کے اصول کے تحت تجارت میں لگائے اور منافع میں سے کچھ بھی پالیسی ہولڈر کو دیئے بغیر ایک متعینہ مقدار الگ فنڈ میں حسب وعدہ و اقرار جمع کرلی جائے ،اور بقیہ کو دوبارہ تجارت میں لگایا جائے۔اس صورت میں کمپنی کے پاس پالیسی ہولڈر کا ایک فنڈ ہمیشہ جمع رہے گا اور دوسرا تجارت میں لگا رہے گا۔اس طرح کمپنی پالیسی ہولڈر کی طرف سے وکیل مجاز ہوگی۔بہر حال اس کی موت پر کل رقم اسکے وارثین کے حوالہ کردی جائے۔اس شکل کی طرف اس حدیث شریف میں اشارہ موجود ہے جس میں ہے کہ ایک صاحب نے مزدوری کی ،مستاجر نے حسب منشاء اجرت دینے سے انکار کیا ،چنانچہ مزدور چلا گیا، لیکن وہ کچھ دنوں کے بعد واپس آیا اور اپنی اجرت کا مطالبہ کرنے لگا تو مستاجر نے جانوروں کے ایک ریوڑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ انھیں لے جاؤ تو وہ آدمی کہنے لگا کہ کیا مذاق کر رہے ہے

☆ آرگنائزر تحریک دار القضاء، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، نئی دہلی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو؟ تو مستاجر نے جواب دیا کہ اصل میں میں نے تمہارے روپے کو تجارت میں لگا دیا تھا، جس کے سبب یہ سب وجود میں آئے، اس لئے یہ منافع تمہارے ہیں، تم یہ سب لے کر جاؤ۔ تو وہ آدمی خوشی خوشی ان جانوروں کو لیکر چلا گیا (صحیح البخاری رقم: ۲۲۷۲)۔

۲- کمپنی لوگوں سے ایک متعینہ مقدار مثلاً دس ہزار روپے بطور وقف وصول کرے اور اس کو تجارت میں لگائے، کل منافع میں سے حسب وعدہ و اقرار واقفین میں سے کسی کی حادثاتی موت پر ایک مقررہ مقدار مثلاً دو لاکھ روپے میت کے وارثین کو دیئے جائیں۔ اس لیے کہ اپنی اولاد پر وقف کرنا صحیح ہے "درمختار" میں ہے: "جعل ريعه لنفسه أيام حياته ثم و ثم جاز عند الثاني، و به يفتى كجعله لولده" (الدر المختار علی رد المحتار ۶/ ۶۹۵ زکریا، ۴/ ۳۶۲ بیروت، فصل فیما یتعلق بوقف الاولاد)۔

نیز دراہم و دنانیر کا وقف کرنا اور ان کو تجارت میں لگانا بھی جائز ہے: "وكما صح أيضا وقف كل منقول قصدا فيه تعامل للناس كفأس وقدوم، بل دراهيم ودنانير.....ومكيل وموزون فيباع ويدفع ثمنه مضاربة، فعلى هذا لو وقف على شرط أن يقرضه لمن لا بذرله ليزرعه لنفسه، فإذا أدرك أخذ مقاديره ثم اقرضه لغيره و هكذا جاز،خلاصه۔ قوله: (ويدفع ثمنه مضاربة أو بضاعة) وكذا يفعل في وقف الدراهيم والدنانير وما خرج من الربح يتصدق به في جهة الوقف۔.....وعن الأنصاري وكان من أصحاب زفرؒ فيمن وقف الدراهيم أو ما يكال و يوزن أيجوز ذالك؟ قال نعم، قيل: وكيف؟ قال: يدفع الدراهيم مضاربة ثم يتصدق بها في الوجه الذى وقف عليها ....." (الدر المختار مع رد المحتار ۴/ ۳۷۴ (بیروت)، مطلب فی وقف الدراہیم والدنانیر)۔

۳- بہرصورت حسب وعدہ و اقرار ایک مدت بھی متعین کی جاسکتی ہے، مثلاً یہ پالیسی پالیسی ہولڈر کی ۷۰ رسال کی عمر تک لاگو ہوگی، اس کے بعد نہیں البتہ فنڈ کی طرف سے اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام تاوفات ایک متعین وظیفہ جاری ہو۔

۴- چونکہ ان دونوں صورتوں کی بنیاد باہمی تعاون اور کمپنی پر مکمل اعتماد و بھروسہ پر ہے، جس کا ایک سچے مسلمان کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان﴾ (المائدۃ: ۲) اور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "حسن الظن من حسن العبادة" (ابو داؤد، رقم ۴۹۸۵)، اس لیے کمپنی یا ادارہ رجسٹرڈ اور حکومت ہند سے منظور شدہ ہو، تاکہ اس پر عوام کو مکمل اعتماد ہو سکے۔

۵- اس کے لئے امت کے با اثر و بارسوخ افراد کو اس کام میں سرگرم ہونے کی ضرورت ہے، نیز علماء کرام کی ایک کمیٹی تشکیل ہو جو مساجد و اجلاس، نیز میڈیا میں آکر موضوع کی اہمیت، موجودہ انشورنس کی قباحت و برائی بیان کرے اور اسلامی انشورنس کی طرف راغب کرے۔

چونکہ اسلامی انشورنس کی بنیاد باہمی تعاون پر ہے، اس لئے اس کو پوری دنیا میں اور بالخصوص ہندوستان میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجودہ انشورنس کے شرعی متبادل (تکافل) کی صورت

مفتی محمد سرور ندیم قاسمی گڈاوی ☆

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ دور میں انشورنس کی جتنی شکلیں پائی جاتی ہیں کوئی بھی قمار اور ربا سے خالی نہیں ہے خواہ لائف انشورنس ہو یا املاک کا انشورنس یا ذمہ داریوں کا انشورنس سب کا سب ربوا اور قمار کا معجون مرکب ہے، جسے نہ تو شریعت اجازت دیتی ہے اور نہ مسلم معاشرہ اس کو قبول کرنے کو تیار ہے، اور آج کی دنیا میں اس کا کوئی مستحکم نظام بھی مسلمانوں کے لئے ناگزیر ہے۔

اس پس منظر میں اکیڈمی کی طرف سے جاری کردہ سوالنامہ میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ ایسا اسلامی متبادل پیش کیا جائے جو ان مفاسد سے خالی ہو اور بیمہ کے فوائد بھی اس سے حاصل ہوں۔

اسلامی نقطہ نظر سے اصول شرعیہ کے ماتحت مروجہ انشورنس کے ایسے بے خطر اور بے ضرر بدل موجود ہیں، اگر ان کو بروئے کار لایا جائے تو نہ صرف یہ ہے کہ مروجہ انشورنس کا اچھا بدل بن سکیں، بلکہ ان کے ذریعہ قوم کے بے بس، مجبور اور بے سہارا افراد کو پیر پر کھڑا ہونے کا موقع ملے گا، اور انشورنس کے جتنے مقاصد ہیں (امداد باہمی، سرمایہ کی حفاظت، ناگہانی حادثات کی صورت میں تباہی و بربادی سے بچنا، ایک شخص کے انتقال کے بعد پسماندگان بال بچوں اور بیوی کو تکلیف اٹھانا نہ پڑے) ان کے حصول کا بہترین ذریعہ بنیں گے۔ ان مقاصد کا حل یہ ہے کہ

☆ مدرسہ اصلاح المسلمین کریم گنج جھنگی، پوکھرا، سیتامڑھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر سودی بینک کا نظام قائم کیا جائے جس کی اساس شرکت اور مضاربت پر ہو، اس طرح سرمایہ بھی محفوظ رہے گا اور دولت میں جائز طریقہ سے اضافہ بھی ہوگا، یعنی انشورنس پالیسی کی حاصل شدہ رقوم کو شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول کے مطابق تجارت پر لگایا جائے اور معینہ شرح سود کے بجائے تجارتی کمپنیوں کی طرح منافع اور نقصان دونوں میں بیمہ پالیسی خریدنے والے شریک ہوں، اور ناگہانی حادثات کی صورت میں بیمہ پالیسی خریدنے والے آپس میں یہ طے کریں کہ ہم آمدنی کا ایک حصہ (اپنی صوابدید کے مطابق) محفوظ رکھ کر وقف کریں گے۔ نیز یہ معاہدہ کرلیں کہ اس محفوظ رقم سے فائدہ اٹھانے کے حقدار صرف کمپنیوں کے حصہ دار ہوں گے۔ جیسا کہ موجودہ مروجہ انشورنس میں ہوتا ہے اور محفوظ رقم سے حادثہ کی صورت میں خود جمع کرنے والا بھی فائدہ اٹھانے کا مجاز ہوگا۔

حصہ دار کو حادثہ پیش آجانے کی صورت میں اس کے پسماندگان بیوی بال بچوں کے لئے محفوظ رقم میں سے ایک معتد بہ رقم کے ذریعہ مدد کی جائے اور اس کے لئے قوانین بنائے جائیں، اور طبعی موت آجانے کی صورت میں کچھ کم امداد کی جائے، مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے موت آجائے یا عمر طبعی کو پہنچ کر موت آجائے۔ اور اس کے لئے ڈاکٹری معائنہ کے ذریعہ ایک عمر بھی متعین کی جاسکتی ہے۔ جیسے مروجہ انشورنس میں ہوتا ہے اور اس میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں ہے، پھر نگرانی کی جائے اور اس کے لئے بڑی بڑی برانڈیڈ اور بین الاقوامی کمپنیوں کے قوانین سے شریعت کی روشنی میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، تاکہ نقصانات کے امکانات کم ہوں۔

گذشتہ سطروں میں جو متبادل طریقہ پیش کیا گیا ہے اس راہ میں مشکلات ضرور ہیں، اور یہ نظریہ قابل عمل اسی وقت ہوسکتا ہے، جبکہ مسلمانوں میں اسلامی حمیت اور قومی ہمدردی کا شعور پیدا ہو، اور اپنی زندگی کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لئے تھوڑی جانی و مالی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن یہ یاد رہے کہ پہلے سوچ ابھرتی ہے، پھر وہ نظریہ بنتی ہے، تب وہ نظریہ عملی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں سامنے آتا ہے، کسی نظریہ کا پیش کیا جانا اور اس پر غور وفکر کی دعوت دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نظریہ قابل عمل ہے، اور سرمایہ دارانہ نظام سے پہلے صدیوں میں اسی نظریہ پر عمل ہوتا رہا، نیز ہم جو موجودہ زمانہ میں بینکنگ سسٹم اور انشورنس کا اتنا مستحکم نظام دیکھتے ہیں، کیا یہ ایک ہی سال کا نتیجہ ہے؟ بلکہ ایک صدی سے زیادہ غور وفکر اور تجربات کی بنیاد پر، ردوبدل کرنے کے بعد اس شکل میں سامنے آیا ہے، اولاً چند افراد ہی کسی نظریہ کو قابل عمل بناتے ہیں۔

اور ہندوستان جیسے ملک کے لئے بھی یہ قابل عمل صورت ہے۔ اسلئے کہ تقریباً نصف صدی پہلے حیدرآباد میں اسلامی بینکنگ کا نظام عمل میں آیا تھا اور بہت کامیاب رہا تھا۔ اور اب تو بہت سے صوبوں میں اس کا تجربہ کیا جارہا ہے اور کامیاب ہورہا ہے۔ مگر حکومتی سطح پر کچھ، کاوٹیں ہیں اس کے لئے ضرورت ہے کہ علماء کا ایک وفد حکومت سے ملاقات کرے، اور اسلامی نظام معیشت کی خوبیاں اور سرمایہ دارانہ سسٹم کی تباہ کاریاں بتلائے اور جو رکاوٹیں ہیں انہیں دور کرانے کی کوشش کرائے۔

نیز امداد باہمی کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں پر عمل کیا جائے:

۱- زکوۃ کا اجتماعی نظام قائم کیا جائے۔

۲- رفاہی تنظیمیں قائم کی جائیں۔

۳- بیت المال کا نظام پھر سے قائم کیا جائے، الحمد للہ امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ بہار، اڑیسہ وجھارکھنڈ کا اس پر عمل ہے، ایک شعبہ بیت المال کا بھی قائم ہے۔

۴- طبی خدمات کے لئے صدقات واجبہ ونافلہ کے مال سے ہسپتال اور شفاخانے قائم کیے جائیں۔

۵- معاقل کا نظام پھر سے زندہ کیا جائے۔

ملک کے مختلف علاقوں میں چھوٹے پیمانے پر ان میں سے بعض نظریہ پر عمل ہورہا ہے، لیکن بڑے پیمانہ پر ملکی، صوبائی، ضلعی سطحوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے، اور اس کے لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہے کہ قوم کے معزز افراد علماء ومشائخ، خطباء وواعظین، اپنی اپنی حد تک تقریر وتحریر کے ذریعہ مجلس عام، اور نجی محفل میں اس کو موضوع گفتگو بنا کر لوگوں کے ذہن کو تیار کرے، اور قرآن وحدیث کی روشنی میں سوشل سروس سوشل ورک کی اہمیت مسلم قوم کے افراد کے دلوں میں بٹھائے۔

خدا کرے یہ خواب شرمندہ تعبیر ہو جائے اور سودی نظام کے چکر سے جلد سے جلد ہم لوگ نجات پائیں۔ آمین۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی انشورنس (تکافل) حالات اور ضرورت

قاضی محمد ذکاء اللہ شبلی ☆

موجودہ حالات میں صنعتی انقلابات کی بنا پر مالی ومعاملاتی سہولت وترقی کے ساتھ حوادثات کے جو واقعات رونما ہو رہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی جان کس قدر بے قیمت ہو کر رہ گئی ہے۔ انسان چشم زدن میں لقمۂ اجل ہو جاتا ہے، گھر سے نکلنے کے بعد یہ یقین واطمینان نہیں رہتا کہ کس حال میں واپس ہوگا، بازاروں میں جس طرح انسانوں کی بھیڑ رہتی ہے اس سے زیادہ اب سڑکوں پر گاڑیوں کا سیلاب نظر آتا ہے، اور ہر شخص دوسرے سے آگے نکلنے کی فکر میں رہتا ہے، یہاں تک کہ پیدل چلنے والے بھی محفوظ و مامون نہیں۔

اسی طرح بڑے کارخانوں وفیکٹریوں میں جہاں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں آئے دن کسی نہ کسی حادثہ کے شکار ہوتے ہیں، کسی کا ہاتھ ہی مشین میں آجاتا ہے، کسی کا چہرہ جھلس جاتا ہے، تو کوئی کرنٹ لگنے سے رخصت ہو جاتا ہے، اس میں اگر چھوٹا کارخانہ ہو تو اتنی بھی مدد نہیں ہو پاتی کہ آئندہ کے لئے وہ کچھ کرلے، نیز کارخانہ مالک بھی مالی اعتبار سے اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ کاریگر کی اچھی مدد کر سکے۔

اسی طرح اچانک سڑک حادثہ کا شکار ہونے پر ایسے حالات سامنے آتے ہیں۔ ان صورتوں میں اگر انشورنس شدہ ہو تو بیمہ کمپنی پوری مدد کرتی ہے اور خاطر خواہ رقم ملتی ہے، اس سے حادثہ کا غم قدرے ہلکا ہونے کے ساتھ آئندہ فوری طور پر کسی کے محتاج نہیں رہتے۔ شریعت میں

☆ [illegible]

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی نظیر بیت المال کے ذریعہ مدد یا ''قانون دیت'' وخون بہا کی شکل میں ملتی ہے۔ مغربی تہذیب نے اسلامی تہذیب وقانون سے ازلی دشمنی کے تحت اس کی شکل ہی بدل ڈالی اور ایسے نظام کو قائم کیا جس میں کسی نہ کسی درجہ میں سود وربا شامل ہے، لیکن ان حالات میں جانی و مالی نقصان کے سخت خسارہ سے بچنے اور نکلنے کے لئے انشورنس کی صورت ہی مناسب ہے، یہ کافی حد تک ''تکافل'' سے بے حد قریب ومماثل ہے اور دونوں کا مقصد قریب قریب ہے، اس کی یہاں اجازت ہونی چاہئے۔ فقط

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقف فنڈ کے ذریعہ اسلامی انشورنس (تکافل) کی صورت

مفتی عبدالرحمٰن پالنپوری ☆

فی زمانناروزمرہ حادثات میں ایک دوسرے کے مالی نقصان کو کم کرنے میں معین ومددگار بننے کی بہترین جائز شکل یہی سمجھ میں آتی ہے کہ ایک ''وقف فنڈ'' قائم کیا جائے، جس میں خواہشمند حضرات شرائط کے ساتھ رقوم وقف کردیں، اور وقف فنڈ کے ذمہ دار حضرات کو جمع شدہ رقوم کو نفع بخش کاروبار میں لگانے کی اجازت دے دی جائے اور جمع شدہ رقوم ومنافع سے خود کے اور دوسروں کے مستفید ہونے کے شرائط طے کردیئے جائیں، تو ''شرائط الواقف کنص الشارع'' کی بنیاد پر تکافل کی جائز شکل ہوگی، نیز ہندوستان میں قابل عمل ہونے میں بھی پریشانی نہ ہوگی، فقط واللہ اعلم بالصواب۔

☆ دارالافتاء [illegible] چھاپی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعاون کے جذبہ سے انشورنس (تکافل)

ڈاکٹر بہاء الدین محمد ندوی ☆

انشورنس کے بدلے میں تعاون علی البر کا طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ یعنی انشورنس میں ربا شامل ہے، اس لئے وہ شریعت کی نظر میں جائز نہیں، مگر ہر ایک آدمی سے تعاون کی نیت سے رقم وصول کر کے ایک معین وقت پر معین لوگوں کی موصولہ رقم سے مدد دینا کافی ہے۔

☆ وائس چانسلر دار الہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرالہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التكييف الشرعي لعملية التكافل على أساس الوقف

شيخ محمد شعيب عمر ☆

١ – المقدمة:

والظاهر أن بعض الباحثين الذين اقترحوا قيام التأمين على أساس التبرع والتعاون، يرون أن العلة المانعة من التأمين التجاري التقليدي (Conventional Insurance) هي الغرر فقط، وهو ما اعتمده قرار مجمع الفقه الإسلامي الدولي، وهذا نصه: "أن عقد التأمين التجاري ذي القسط الثابت الذى تتعامل به شركات التأمين عقد فيه غرر كبير مفسد للعقد، ولذا فهو حرام شرعاً (قرار رقم: ٩ (٢/٩))-

٢ – الفروق الأساسية بين شركة التأمين التجارية وشركة التأمين التعاونية:

٢.١ – الفرق الأساسي، هو أن فى التأمين التجاري يسعى مؤسسوا الشركة إلى تحقيق ربح من الفائض (Surplus) الذي تحققه الشركة من قسط التأمين، أما في التأمين التعاوني، فإن هذا الفائض ليس حقاً للمؤسسين. وإنما هو حق للمشتركين جميعاً يحتفظ به كله أو بعضه كاحتياطي (Reserve) ويوزع ما زاد عن الاحتياطي على المشتركين.

٢.٢ – والصحيح أن الغرر موجود في التأمين الإسلامي، القائم على التعاون والتبرع، وليس على أساس المعاوضة، ولكن الغرر عند المالكية يفسد عقود المعاوضات وحدها، ولا يفسد عقود التبرعات، ولأن الحديث

☆ الحاکی یا القضاء المدنی والشرعی، ڈربن، ساؤتھ افریقہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نهى عن بيع الغرر، لما قد يترتب عليه من أكل أحد المتعاقدين مال الآخر بالباطل، وهذا متحقق في عقود المعاوضات، وغير متحقق في عقود التبرعات، ولا يؤدي إلى النزاع والخصومات (يراجع: الشيخ الصديق الضرير: كتابه القيم عن الغرر وأثره في العقود: سلسلة صالح كامل للرسائل الجامعية: (ص: ٥٨٥-٥٨٦)، ولأن التبرعات يجوز فيها التعليق والتقييد بالشروط عند جمهور الفقهاء.

٢.٣- ومن الشواهد، للتعاون والتكافل، وهي تكافل الأشعريين في السفر والحضر: وواضح أن بعضهم يقدم القليل ويحصل على الكثير بالنسبة لما قدمه، فدل ذلك بوضوح أن قصد التعاون والبر يغتفر معه ما لا يغتفر في المعاملات (صحيح البخاري، كتاب الشركات حديث رقم: ٢٤٨٦، وصحيح مسلم؛ باب فضائل الصحابة حديث رقم: ٢٥٠٠).

وبعد هذا التعليق، انتقل إلى تأصيل التأمين التكافلي على صيغة الوقف، فإن الوقف صيغة أصيلة في الفقه الإسلامي، مبني على أساس التعاون، وأنشأت لمباشرة الأعمال الخيرية، وله شخصية اعتبارية مستقلة في كل من الشريعة والقانون، ويجوز فيه من الشروط ما لا يجوز في غيره، وأن الوقف يصلح لثبوت الحقوق له وعليه. فلو استدان الناظر على الوقف لا يكون ذلك ديناً على الناظر، وإذا تأخر المستفيد من الوقف في أداء ما عليه كان مديناً للوقف لا للناظر، وتأصيل التأمين التكافلي على أساس الوقف، هو الصيغة التي اختارها أستاذي العلامة القاضي فضيلة الشيخ محمد تقي العثماني حفظه الله.

٣- تطبيق التأمين الإسلامي على أساس الوقف:

١.٣- تقوم الشركة بإنشاء محفظة (Portfolio) للوقف وتعزل جزئاً معلوماً من رأس مالها يكون وقفاً مؤبداً لأغراض الوقف. وإن هذه المحفظة هي التي تقوم بدفع التعويضات إلى المشتركين حسب لوائح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الوقف. ویکون ذلک من باب وقف النقود، وهو قول محمد بن عبد الله الأنصاري، صاحب الإمام زفر واختاره ابن تیمیة (فتح القدیر ۶: ۱۹).

۳.۲- إن محفظة الوقف شخصیة اعتباریة (Juristic Person) یصح أن یتملک الأقساط ویستثمرها، ویدفع التعویضات، حسب شروط الوقف.

۳.۳- إن الراغبین في التأمین الإسلامي یشترکون فی عضویة الوقف بالتبرع إلیه حسب شروط الوقف.

۳.۴- ما یتبرع به المشترک، یخرج من ملکه ویدخل في ملک الوقف، لأن التبرع له، وبما أن ما یتبرع به للوقف لیس وقفاً، وإنما هو مملوک للوقف، یصرف لأغراض الوقف وللموقوف علیهم.

وجاء فی "الفتاوی الهندیة":

"رجل أعطی درهماً في عمارة المسجد أو نفقة المسجد أو مصالح المسجد صح، لأنه وإن کان لا یمکن تصحیحه وقفاً یمکن تصحیحه تملیکاً للمسجد، فإثبات الملک للمسجد علی هذا الوجه صحیح، فیتم بالقبض" (کتاب الوقف).

۳.۵- تنص في اللوائح أو في الوثائق للوقف، شروط استحقاق التعویض، التزامات المشترک، أن الشرکة وکیلة فی إدارة المحفظة للتأمین، ومضارب أو وکیلة فی استثمار موجودات الوقف (غیر النقود الموقوفة).

۳.۶- إن التعویضات المدفوعة من محفظة التأمین للوقف، لیس عوضاً عما تبرعوا به، وإنما هو عطاء مستقل من صندوق الوقف لدخول المشترکین في جملة الموقوف علیهم حسب شروط الوقف، فلا تتحول به العلاقة إلی معاوضة، وبما أن الواقف یجوز له الانتفاع إن کان داخلاً في جملة الموقوف علیهم.

۳.۷- بما أن الوقف مالک لجمیع موجوداته، وأن الفائض التأمینی جزء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریریں
....

ائض _______________ ught days

أو جزئاً منه كا... قد يحدث من النقص في السنوات المقبلة، أو يوزع ما تبقى من الفائض على المشتركين بنسبة أقساطهم، ويجوز أن يصرف جزئاً منه في وجوه الخير، على أن لا تستحق الشركة المديرة شيئاً من ذلك الفائض.

٣.٨- يجب أن ينص في اللوائح، بصرف جميع المبالغ الباقية فيه، بعد المصروفات، إلى وجه غير منقطع من وجوه الخير عند تصفية المحفظة (Winding Up) (المغني لابن قدامة ٦/٢١٤).

٣.٩- إن الشركة التي تقوم بإدارةعمليات الصندوق، من إعداد وثائق التأمين، وجمع الاشتراكات ودفع التعويضات وغيرها من الأعمال الفنية، وهي تستحق لقاء هذه الخدمات أجرة معلومة ينص عليها في العقد المناسب بين الشركة وبين الوقف.

٣.١٠- وأما استثمار أموال المحفظة، فيمكن أن تقوم به الشركة على أساس الوكالة بأجر، أو كمضارب فتستحق بذلك جزئاً مشاعاً من الأرباح الحاصلة بالاستثمار، ولا تضمن إلا بالتعدي، أو التقصير أو مخالفة الشروط.

٣.١١- تتحمل الشركة المصروفات الخاصة بتأسيس الشركة وجميع المصروفات التي تخصها. 29033

٤- وإن المجلس الشرعي للمؤسسات المالية الإسلامية (Aoofi) قد اتخذ المعيار الشرعي رقم (٢٦) حول التأمين الإسلامي، وبنى التكييف الشرعي للتأمين الإسلامي على أساس الالتزام بالتبرع من المشتركين لمصلحتهم، فلا مانع من أن يكون عندنا تأصيلان تأخذ كل شركة بما شاء. والله سبحانه وتعالى أعلم.

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

IFA PUBLICATIONS

...cations
...ai, Post Box No - 9708,
...Nagar, New Delhi - 110025
Tel : 26981327 Email:ifapublication@gmail.com